مؤلف فاضل ادیب وعالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب

محمد عبدالجبار خانصاحب
صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی
صدر مدرس عربی وفارسی مدرسہ اعزہ

الحاج سید شاہ فخرالدین محمد المحمد الحسینی بندہ نوازی قادری

نبیرہ ام سید شاہ راجو قتال حسینی رحمۃ اللہ

اسٹوڈنٹس بک ہاؤس
چارمینار، حیدرآباد
Ph.: 040-66174312, Mob.: 9848282143

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

بفضل ایزدی ذی الجلال والاکرام و اعانت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ تاریخ کتاب جناب المسمّٰی

محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن

جلد اوّل

محبوب التواریخ

مولفہ فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابو تراب محمد عبد الجبار خان صاحب

صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

مطبع رحمانی واقع حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی

نیک خواہشات

الحاج محمد افضل حسین قادری (بابو بھائی)

مالکِ افضلس مدینہ بلڈنگ

نیو افضلس دیوان دیوڑھی

امجد ساریز، پٹیل مارکٹ

جنید ٹکسٹائلز، رکاب گنج

حیدرآباد

ناشر

الحاج سید شاہ فخر الدین محمد المحمد الحسینی بندہ نوازی قادری

نبیرہ امام سید شاہ راجو قتال حسینی رحمتہ اللہ

مالکِ اسٹوڈنٹس بک ہاؤس چارمینار، حیدرآباد

040-66174312

فہرست مضامین حصۂ اول محبوب فی المنن تذکرہ اولیائے دکن

دکن زندہ کردم باین آرزو — کہ نامم بماند درین چارسو

ابو تراب محمد عبدالجبّار خان صوفی ملکاپوری برادی
حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ
عزہ مؤلف تاریخ دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

از

حافظ خواجہ صفی اللہ قدیری

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رسولہ الکریم سیدنا محمد و آلہٖ واصحٰبہٖ و
اتباعہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین ط

ریاستِ حیدرآباد کی آصف جاہی سلطنت (۱۷۲۴تا ۱۹۴۸ء)
ایک طرف دہلی کی مغلیہ سلطنت کا تسلسل اور تتمہ تھی تو دوسری طرف دکن
کی گلبرگہ و بیدر کی بہمنی سلطنت اور گولکنڈہ کی قطب شاہی سلطنت کی
روایات کی امین اور پاسدار تھی۔ بہمنی اور قطب شاہی سلطنتوں کے
دوران وسطِ ایشیا کے مختلف خطوں سے باکمال لوگ راست دکن آتے

میں جب حضرت موصوف حج سے واپسی پر ممبئی میں ٹھہرے تھے تو جناب عبدالجبار خاں صاحب نے دوبارہ حضرت سے ملاقات کی اور حضرت کی ایما پر حیدرآباد آئے۔ دوڈھائی سال حضرت کے مدرسے میں قیام کر کے آپ سے تعلیم حاصل کی۔

حیدرآباد کے مایہ ناز ادارۂ ادبیاتِ اردو میں ایک کتاب (ز-۷-۱-فہرست جلد سوم صفحہ ۸۱) ہاتھ لگی جو یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شمائل الرسول'' کا ترجمہ ہے جسے جناب عبدالجبار خاں صاحب نے کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء) میں مطبع رحمانی واقع محلّہ ''باؤلی گونڈ'' میں طبع شدہ ہے۔ اس میں مترجم کا نام اس طرح لکھا ہے۔ ''عبدالجبار خاں آصفی نظامی سررشتہ دار وافسرِ پیشی سرکارِ نظامِ دکن'' ۱۸۹۹ء میں آصفِ سادس اعلیٰ حضرت غفرانِ مکان میر محبوب علی خاں (وفات ۱۹۱۱ء) حکمران تھے۔ ممکن ہے کہ ان کے دور میں مصنف محترم سررشتہ دار وافسر پیشی ہوگئے تھے۔

اس کتاب میں انہوں نے مزید لکھا ہے ''محمد عبدالجبار خاں آصفی نظامی ابن حافظ محمد عبدالرزاق خاں ابن مولوی حافظ عبداللہ

خاں''۔ لیکن زیر نظر کتاب ـــــــــــ تذکرۂ اولیائے دکن ـــــــ کے مصنف کی حیثیت سے ان کا عہدہ ''صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ'' لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسۂ اعزہ کے قیام پر موصوف اس مدرسہ پر مامور ہوئے۔ تذکرۂ اولیائے دکن دراصل جناب عبدالجبار خاں صاحب کے ایک عظیم کام کا ایک حصہ ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن (در بیانِ سلاطینِ بہمنیہ) نامی اپنی تالیف کے آغاز پر ''سبب تالیف ''تاریخ دکن'' کے عنوان کے تحت وہ بتاتے ہیں کہ انہیں تاریخ سے اور دکنی ہونے کے ناطے دکن کی تاریخ سے ابتداء ہی سے دلچسپی رہی ہے۔ دکن کے تاریخی واقعات جمع کرنے میں جو محنتیں انہوں نے اٹھائی ہیں اور بالآخر ''محبوب التواریخ'' کے تاریخی نام (۱۳۰۶ فصلی م 1915-۱۹۱۶ء) سے انہوں نے جو تاریخ لکھی اس کا پورا عرصہ کم از کم پچیس تیس سال پر محیط ہے۔ اس محنت کا ایک سرسری اندازہ ان کے ماخذوں کی لمبی فہرست سے ہو سکتا ہے جس میں (۱۶۵) کتابیں عربی، فارسی، اردو کی شامل ہیں (جو سکے انہوں نے جمع کئے تھے وہ ان کے علاوہ

نے دیں۔

بہر حال اس سنہرے دور کی ترقی نے ریاست حیدر آباد کو بعض معاملات میں برطانوی ہند میں ممتاز بنا دیا تھا۔ سب سے اہم اصلاح عدلیہ (Judiciary) اور عاملہ (Executive) کی علحدگی تھی جس کی ہندوستان میں آزادی کے بعد تقلید کی گئی۔ اردو ذریعہ تعلیم کی پہلی یونیورسٹی عثمانیہ یونیورسٹی قائم کی گئی جس نے علاقائی لسانی تعصب کو جنم لینے سے روکے رکھا، صوبوں کے مستقروں پر کالجوں کا، اضلاع کے مستقروں پر فوقانی اور تعلقوں اور دیہات پر وسطانی اور تحتانی مدارس کا قیام اور ان کا باضابطہ انتظام، ٹپہ کا معقول انتظام۔ عوام کی صحت کی دیکھ بھال کے لئے دواخانوں کا قیام اور مفت علاج کی سہولت۔ رعایا کی خوش حالی کے لئے اور بالخصوص مسلسل قحط کے شکار علاقوں میں چھوٹے بڑے آب پاشی پراجکٹوں کی تعمیر، روڈ ٹرانسپورٹ کو قومیانا (جس کی آزادی کے بعد ہندوستان میں تقلید کی گئی)، چوروں اور ڈاکوؤں سے تدارک فرقہ وارانہ ہم آہنگی، ہمہ جہتی کا پرامن دور اس حکومت کے وہ کارنامے ہیں جنہیں بھلایا نہیں جاسکتا۔

حکومت کی قدردانی نے یہاں ہر میدان کے باکمالوں کو جمع کیا، جو یہاں آیا یہیں کا ہو رہا۔ انہی میں سے زیرِ نظر کتاب کے مصنف ہیں جنہوں نے اپنا نام اس طرح بتایا ہے۔ ''ابوتراب محمد عبدالجبار خاں صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی''۔ علاقہ برار سلطنت آصفیہ ہی کا ایک حصہ تھا جسے انگریزوں نے نظام سے انتظامی چالبازیوں کے ذریعہ ہتھیا لیا تھا۔ آخر آخر میں ایک معاہدہ طے کر کے واگذاشت کر کے آصف سابع کے ولی عہد نواب میر حمایت علی خاں اعظم جاہ بہادر کو پرنس آف برار بھی کہا جانے لگا تھا لیکن یہ بات اس سے آگے نہ بڑھی۔

جناب عبدالجبار خاں صاحب کے تفصیلی حالاتِ زندگی فی الحال دستیاب نہیں ہیں۔ شاید علاقۂ برار کے ضلع بلڈانہ میں واقع ملکاپور کے رہنے والے تھے جو حیدرآبادی ہو گئے تھے۔ اپنے حیدرآباد کو آنے کا حال انہوں نے اپنی تالیف تذکرۂ اولیائے دکن کے حصہ دوم میں صفحہ (۸۲۱) پر حضرت مولوی زماں خاں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے ضمن میں جو لکھا ہے اس سے مترشح ہوتا ہے ۱۲۸۳ھ (م ۱۸۶۶ء)

رہے۔

جب ۱۷۲۴ء میں آصف جاہ اول میر قمر الدین علی خاں کی باضابطہ حکومت قائم ہوئی تو اورنگ آباد اس کا پایہ تخت قرار پایا۔ آصف جاہ اول خود ایک اہل علم اور اہل اللہ بزرگ تھے۔ ان کی فوج میں اولیأ اللہ تھے۔ اورنگ آباد ان کا مسکن بنا ہوا تھا۔ اکثر شمال سے تعلق رکھتے تھے، لیکن جب سیاسی مصلحتوں کی بناء پر آصف جاہ دوم نظام علی خاں نے ۱۷۶۲ء میں پایہ تخت کو حیدرآباد منتقل کیا تو آصف جاہی سلطنت پوری طرح دکنی بن گئی۔

انہی دنوں میں تجارت کی غرض سے پرتگیزیوں، فرانسیسیوں اور انگریزوں کی آمد اور مغلیہ سلطنت کے کمزور پڑ جانے کے بعد واقع سیاسی خلا کو انگریز اپنی ریشہ دوانیوں کے ساتھ ساتھ برتر فوجی طاقت کے ذریعہ پُر کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ ۱۸۵۷ء میں عملاً پورے ہندستان پر قابض ہو گئے۔ البتہ بیاسی ہزار چھ سو اٹھانوے مربع میل کے رقبہ پر پھیلی ہوئی، سولہ اضلاع پر مشتمل ریاست حیدرآباد ایک واحد دیسی ریاست تھی جس کے اندرونی معاملات میں وہ ایک حد سے آگے

نہ بڑھنے کی کامیاب حکمتِ عملی اختیار کی تھی۔ پورے ملک میں یہی ایک ریاست ایسی تھی جس کے اضلاع میں تین زبانیں (تلگو، مراٹھی اور کنڑی) بولی جاتی تھیں اور ایک دیسی حکمران ہی جس کی زبان ان میں سے کوئی نہ ہو ان علاقوں پر بہتر حکمرانی کر سکتا تھا۔

امن اور استحکام و ترقی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ جب ہندوستان سے دوسری یوروپی قوموں کا صفایا ہو گیا تو ہندوستان میں امن کا دور دورہ رہا۔ آصف جاہی سلطنت کا سنہرا دور اس کے آخری تاجدار آصفِ سابع اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں کا دورِ حکومت (۱۹۱۱ تا ۱۹۴۸ء) تھا۔ اگر چیکہ اپنے ذاتی سیاسی عزائم رکھنے والے بیرونی اور کچھ اندرونی عناصر کے عمل اور مقامی دیگر باشندوں کے قدرتی لیکن حکمتِ عملی سے عاری ردِ عمل نے اس دور کے آخری چند برسوں کو پر آشوب بنا دیا تھا، جس کے نتیجے میں بقولِ محترمہ راجکماری اندرا دھنراج گیرجی کے "نظام کو جتنی گالیاں دی گئیں اتنی ہٹلر کو بھی نہیں دی گئیں" (آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے اردو نیرنگ پروگرام کا انٹرویو/ مورخہ ۶۔ ستمبر ۲۰۰۱ء) اور یہ گالیاں اکثر ان کے پشتینی نمک خواروں

ہیں)۔ کتابوں کے جمع کرنے کے شوق میں انہوں نے کتب فروشی کا پیشہ بھی اختیار کیا جسے بعد میں ترک کردیا۔ بہر حال نادر کتابوں کا جو ذخیرہ انہوں نے جمع کیا تھا وہ ۱۳۲۶ھ (۲۸/ستمبر ۱۹۰۸ء) کی موسیٰ ندی کی طغیانی میں بہہ گیا۔

مذکورۂ بالا ''محبوب التواریخ'' کا سلسلہ حسب ذیل تالیفات پر مشتمل ہے:-

۱- محبوب الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ حصۂ اول سلاطین بہمنیہ کے بیان میں ہے۔ حصۂ دوم میں بہمنی سلطنت کی جانشین سلطنتوں (ا) سلاطین قطب شاہیہ گولکنڈہ و حیدر آباد، (ب) سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور، (ج) سلاطین نظام شاہیہ احمد نگر، (د) سلاطین عماد شاہیہ برار، (ھ) سلاطین برید شاہیہ بیدر کی تاریخ ہے۔ حصۂ سوم میں سرکار عالی نظام کے بزرگانِ سلف سے اعلیٰ حضرت بندگانِ عالی تک کا ذکر ہے۔ یہ حصۂ چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ (ا) آصف جاہ اول تک کے بزرگانِ سلف کا حال (ب) آصف جاہ اول و آصف جاہ دوم کا حال۔ (ج) آصف جاہ دوم سے آصف جاہ پنجم تک

کا حال، (د) آصف جاہ ششم کا حال۔

۲-محبوبِ انجمن تذکرۂ امرأو وزرائے دکن۔ سلطنت بہمنیہ کے زمانے سے لے کر مولف کے عہد تک کے امرأواور وزرا کا حال۔

۳-محبوبِ زمن تذکرۂ شعرائے دکن۔ سلطنتِ بہمنیہ کے زمانے سے لے کر مؤلف کے عہد تک کے مشاہیر شعرأ کا تذکرہ۔

۴-محبوبِ ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن۔ اس میں مشائخ و اولیاء وعلماٗ کا ذکر ہے۔ یہ تعارف اسی تالیف کا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں جو محض کتاب کی ضخامت کو کم کرنے کی غرض سے کیے گئے ہیں۔ دونوں حصوں کے صفحات مسلسل ہیں۔

۵-محبوبِ نو وکہن تذکرۂ آثارِ دکن جس میں دکن کے عماراتِ قدیمہ وجدیدہ، قلعہ جات ورقبہ جات، مقابر ومنادر ومساجد کا ذکر ہے۔

اس طرح یہ کل گیارہ (۱۱) مجلدات ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) محبوب الوطن - ۳ حصے - اور حصہ سوم کے چار اجزاء (جملہ ۶ کتابیں)۔ (۲) محبوب انجمن (۳) محبوب زمن (۴) تذکرۂ اولیائے

یہ معلومات مجھے جناب رائے موہن پرشاد (بی اے-ایل ایل بی) نے بہم پہنچائی ہیں جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

اکثر بزرگوں کے حالات کے آخر میں ''یُزارُ وَ یتبرک بہٖ'' لکھا ہے۔ یہ اخبار الاخیار میں حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ کا ہی اسلوب ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں ان کی زیارت کی جاتی ہے اور ان سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اس کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ ان کی درگاہ آباد ہے۔ بعض بزرگوں کے حالات کے آخر میں ''یُزارُ وَ یُتوَسّلُ بہٖ'' لکھا ہے جس مطلب یہ ہوگا کہ ان کی زیارت کی جاتی ہے اور ان کا نسبی، روحانی سلسلہ جاری ہے۔ واللہ اعلم۔

اس راقم بے بضاعت کے محدود مطالعہ سے ''محبوب التواریخ'' جیسی دکن کی ہمہ جہتی تاریخ نہیں گذری۔ حیرت ہے کہ جناب عبد الجبار خاں صاحب تنِ تنہا اس کام کو کیونکر انجام دے سکے جو چند ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی گیارہ مجلدات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ان کو حکومت وقت نے ازراہ قدردانی ایک محرر رکھنے کی اجازت دی تھی جس کا کام مسودات کی صاف نویسی تھا اور طباعت کے اخراجات بھی حکومت نے

برداشت کئے تھے لیکن کتاب لکھنے سے لے کر چھپنے تک اتنے ضخیم کام کے، کام کے صبر آزما مراحل طے کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف محترم کو جزائے خیر دے کہ بیشک خود ان کے بقول انہوں نے اس کام کے ذریعہ دکن کو زندہ کیا ہے۔

جزائے خیر کی دعا اسٹوڈنٹس بک ہاؤس (چارمینار) کے مالک جناب الحاج سید شاہ فخر الدین محمد محمد الحسینی کے حق میں بھی ہے جو بیس (۲۰) واسطوں سے حضرت بندہ نواز گیسودراز حسینیؒ اور گیارہ واسطوں سے حضرت سید شاہ یوسف محمد محمد الحسینیؒ المعروف بہ شاہ راجو قتال حسینیؒ (درگاہ واقع مصری گنج حیدرآباد) کی اولاد میں ہیں۔ موصوف نے تقریباً ایک صدی قدیم کتاب کو دوبارہ طبع کروا کر نہ صرف ایک ''مفید'' کام کیا ہے بلکہ دکن کے اولیاءؒ کی تاریخ کو ایک اور دفعہ زندہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو ''مشکور'' فرمائے۔

بالخصوص علمی کاموں سے شغف رکھنے والے قارئین کرام سے یہ بات عرض کرنی ہے کہ یہ ایک بہترین حوالے کی کتاب (Reference Book) ہے۔ آج جبکہ ہم بزرگوں کے علم وعمل

بزرگوں کے حالات شامل ہیں۔ اس پوری کتاب میں شاذو نادر ہی دکن کے کسی بزرگ کا نام ہے۔ لہٰذا جناب عبدالجبار خاں صاحب کی زیرنظر کتاب اس کمی کو پوری کرتی ہے۔ اس کمی کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس زمانے میں اور بڑی حد تک آج بھی اپنی جگہ ہر لحاظ سے خود مکتفی، خوشحال اور قانع دکن کی شمال کو خبر نہیں ہوسکی ھی۔ یہ ایک دلچسپ تاریخی حقیقت ہے کہ دکن کے کسی راجہ یا بادشاہ نے شمال پر کبھی چڑھائی نہیں کی۔ خروج (Exodus) کا سلسلہ ہمیشہ شمال سے جنوب کی طرف رہا اور اب بھی جاری ہے۔ لہٰذا ''دکن زندہ کردم'' پر اس بیان کی روشنی میں غور کرتے ہوئے اس کتاب کو پڑھنا چاہیے۔

دونوں حصوں کے صفحات مسلسل ہیں۔ فہرست چھوڑ کر (۱۱۲۸) صفحات کی یہ کتاب تقریباً (۴۹۰) اولیاً اللہ کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں آصف جاہِ اول، ان کے والد غازی الدین خاں فیروز جنگ اور ان کے والد خواجہ عابد قلیچ خاں کے حالات لکھے ہیں۔ ان کے اوپر کے چند بزرگوں کے حالات کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ خواجہ عابد قلیچ خاں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اورنگ زیب کے

محاصرہ گولکنڈہ کے دوران زخمی ہو کر انتقال کیا اور گولکنڈہ کے میدان میں مدفون ہوئے۔۔۔۔۔۔۔وہ مقام آصف نگر کہلاتا ہے''۔ واقعہ یہ ہے کہ حمایت ساگر کے قریب انہی کے نام سے قلیچ خاں پور نامی ایک گاؤں جہاں ان کا مقبرہ ہے اور آصفِ ثامن میر برکت علی خاں مکرم جاہ بہادر شاید سالانہ عرس بھی کرتے ہیں۔ یہ گاؤں دراصل سابقہ موضع آصف نگر کے حدود میں واقع ہے۔ اس موضع آصف نگر کو مہدی پٹنم سے متصل موجودہ محلہ آصف نگر سے خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ نظام علی خاں آصف جاہ دوم نے جب اپنا پایہ تخت اورنگ آباد سے حیدرآباد کو منتقل کیا تو ان کی رہائش کے لئے ایک محل ''آصف محل'' کے نام سے بنایا گیا تھا اور اسی نام سے یہ محلہ موسوم ہوا۔ اب وہ محل باقی نہیں رہا۔

باقی بزرگوں کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے ہیں۔ اس سے سہولت ضرور ہے لیکن ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رہی۔ پہلا نام شیخ ابو جیو تمیمی برہان پوری کا ہے جن کی تاریخ وفات ۹۹۲ ہجری بتائی گئی ہے۔ آخری نام شیخ یوسف چشتی کا ہے جن کی تاریخ وفات ۹۵۰ ہجری بتائی گئی ہے۔

دکن-۲ حصے۔ (۵) محبوب نوو کہن۔ جملہ ۶ + ۱ + ۱ + ۲ + ۱ = ۱۱ مجلدات

تذکرۂ اولیائے دکن انہوں نے کیوں لکھا؟ کتاب میں مجلدات کے فوٹو کی پیشانی پر یہ شعر درج ہے۔

دکن زندہ کردم بایں آرزو کہ نامم بماند دراین چارسو

(میں نے اس تمنا میں دکن کو زندہ کیا ہے کہ اس اطراف میں میرا نام رہ جائے)۔

یہ ویسی ہی بات ہے جیسی کہ فردوسی نے شاہنامہ لکھ کر کہی تھی۔

بسے رنج بردم دراین سال سی عجم زندہ کردم دراین پارسی

(ان تیس برسوں میں میں نے بہت محنت اٹھائی ہے اور اس فارسی نظم میں عجم کو زندہ کر دیا ہے)۔

بہر حال ان کے نام کے لاحقے ''صوفی'' (جو ان کا تخلص تھا) اور مذکورہ شعر سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اہل اللہ سے محبت نے ان سے یہ کام کروایا۔ تاہم مذکورہ شعر میں ''دکن زندہ کردم'' کہہ کے انہوں نے

بڑی معنی خیز بات کہی ہے۔

ملک کے جغرافیائی حالات اور مواصلات کی کمی کے سبب اور دکن کے باشندگان کے بے نیازانہ مزاج کی وجہ شمالی ہند کے لوگ دکن والوں سے خاطر خواہ واقف نہ ہو سکے اور ایک طرح کے احساسِ برتری میں مبتلا رہے۔ یہ بات ہر زمانے میں اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے صحیح رہی ہے اور اب بھی ہے۔ مرکزی حکومت کا کاروبار چلانے والے اکثر لوگ دکن کے ہیں، لیکن وزارت کی کرسیاں ان کو کم ملتی ہیں۔ چند سال قبل شمالی ہند کی ایک بڑی دینی درس گاہ کا صد سالہ جشن منایا گیا اور وہاں کے زعیم کے بقول باہر سے "سونے کی چڑیوں" کو بلایا گیا تو ان کے سامنے ہندوستان کے علما کی جو فہرست پیش کی گئی اس میں دکن کے صرف باقر آگاہ کا نام شامل تھا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قادریؒ (۱۵۴۹ء تا ۱۶۴۲ء) نے "اخبار الاخیار" لکھی، جس میں بیرونِ ہند کے صرف سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے حالات تیمناً شامل کئے گئے ہیں اور اس کے بعد سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری سے لے کر خود مصنف کے ہم عصر ہندوستانی

سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کن اسلاف کے اخلاف ہیں، تذکرۂ اولیائے دکن کو استفادۂ عام کے قابل بنانے کے لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے علاقہ واری حصے الگ کئے جائیں اور بزرگوں کے ناموں کی ترتیب زمانی بھی ہو۔ معلوم نہیں کس باہمت کے حصے میں یہ سعادت آتی ہے۔ فقط۔ والسلام

۲۵ر ستمبر ۲۰۰۱ء

حافظ خواجہ صفی اللہ قدیری

مندرجہ ذیل مقامات سے کتاب حاصل کی جاسکتی ہے:

۱- درگاہ حضرت شاہ راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ واقع مصری گنج حیدرآباد۔
۲- کمیٹی درگاہ شریف بمکان جانشین صادق منزل، تعلیم ملثر 20-7-513/1، حیدرآباد (اے پی) 500265، ٹیلیفون: 24564311
۳- اسٹوڈنٹس بک ہاؤس چار مینار حیدرآباد 500002 ٹیلیفون 24564312
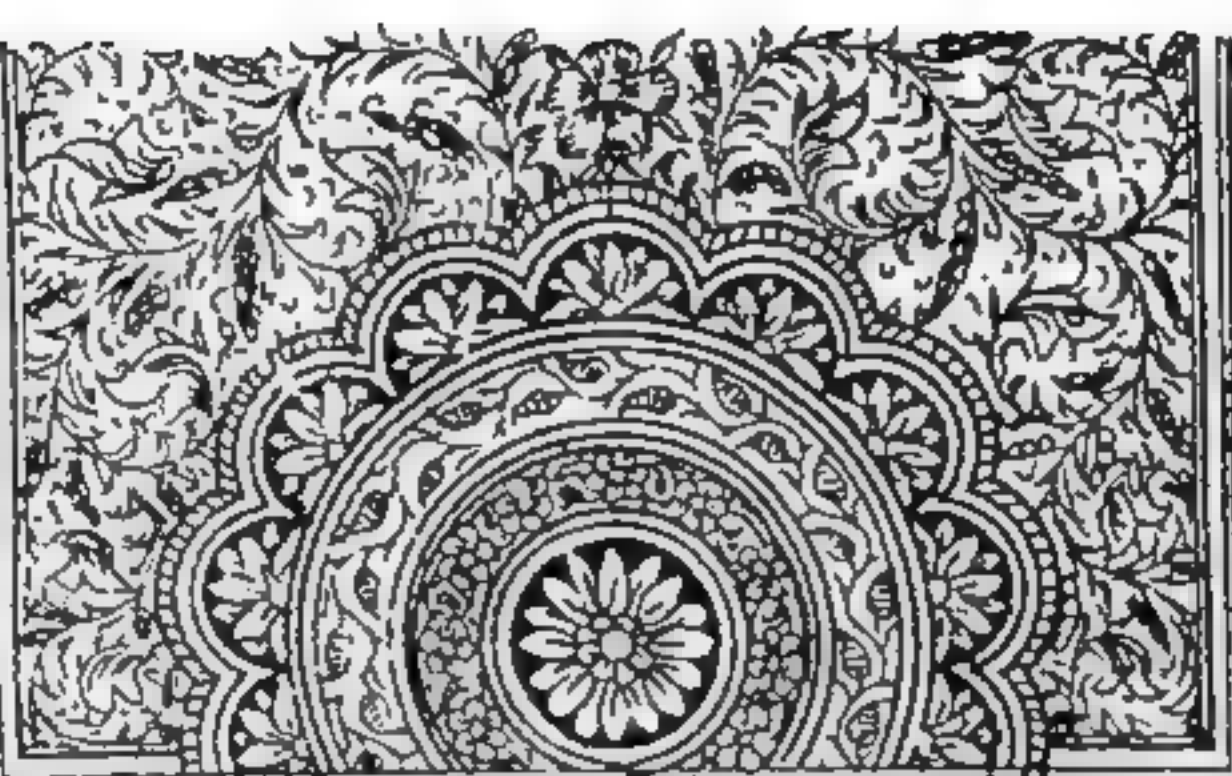
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعُرَفَاءِ بِمَعَارِفِہٖ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الْاَوْلِیَاءِ بِحَقَائِقِہٖ۔ جَلَّ شَانُہٗ الْکِبْرِیَاءِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاہِرِیْنَ الْاَتْقِیَاءِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ الصَّالِحِیْنَ السُّعَدَاءِ اَجْمَعِیْنَ۔ حمد و صلوۃ کے بعد احقر العباد ابو تراب **محمد عبد الجبار خان صوفی** ملکاپوری براری حیدر آبادی بزرگان وطن مشائخ دکن کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ میری مولفہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے۔ اور اسکی ہر ایک جلد بذاتہ مستقل ایک تاریخ ہے اور ہر ایک کے مضامین جداگانہ ہین۔ بناءً علیہ مین نے ہر ایک جلد کو علیحدہ علیحدہ نام سے مسمی کیا۔ چنانچہ یہ تذکرہ حضرات اولیائے دکن قدس سرہم کے بیان مین ہے اسکا نام **محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن** رکھا۔ اس تذکرہ مین اُن بزرگان و مشائخ کا ذکر ہے جو دکنی المولد والمنشا واسمدفن ہین یا غیر ممالک بلاد سے یہان آئے۔ اور اہل دکن کو ہدایت ارشاد سے

سرفراز فرمائے۔ اُنکا مدفن خواہ ملک دکن ہو یا دیگر مقام دکن۔ اور مجھے بزرگان دین واہل یقین کے حالات جسقدر تواریخ وکتب سے معلوم ہوئے یا بزرگان سلف کے باقیات الصالحات سے ہدست ہوئے بہ ترتیب حروف تہجی لکھا تاکہ ناظرین شائقین کو مطالعہ کے وقت آسانی ہو جائے۔ اور جن بزرگون کے حالات صحیح معلوم نہین ہوئے یا بعض بزرگون کے جانشینون نے حالات کے عطا کرنے مین اغماض کیا۔ اُن بزرگون کے حالات سے میرا یہ تذکرہ محروم رہا۔ دکن مین جسقدر اولیا و مشایخ گذرے ہین ہر ایک بلدہ و قصبہ و موضع مین اُن کے مزارات و مقابر ہین۔ اسماء و اعلام سے مشہور ہین۔ اور اہل دکن کے معتقد علیہ ہین۔ معتقدین سالانہ عرس عظمت و شان سے کرتے ہین منتین و مرادین حضرات کی ارواح مقدسات سے چاہتے ہین مقاصد و مرادات مین کامیاب ہوتے ہین۔ بزرگان مرحوم کے کرشمے و کرامات سے فیض پاتے ہین۔ واقع مین بزرگان دین و اولیائے عارفین کی کرامت ثابت و محقق ہے۔ مجھے اس تذکرہ نویسی کے بدولت اکثر بزرگون سے اعانت و امداد ہوئی ہے۔ مین اس مقام مین اعانت و امداد کی تشریح سے سکوت کرتا ہون کہ حاسدین و منکرین مجھکو تیر ملامت کا نشانہ بنائین گے۔ اور کہین گے کہ نمائش کرتا ہے اگر کوئی منکرین سے میرے پاس آئے اور مین اُس کے سامنے ایک آدہ اعانت و تائید کی حکایت مطابق واقع مدلل طور سے عرض کرون تو سنتے ہی منکر کو بجز سلمنا و صدقنا کے گزیر نہو گا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اکثر بزرگون کے احوال گوشۂ گمنامی مین رہ گئے اب بھی جستجو مین ہون اگر کامیابی ہوگی تو بشرط زندگی اس تذکرہ کا ضمیمہ لکھون گا۔ انشاء اللہ تعالی ہو المستعان علیہ التکلان۔

اور تعجب اس بات کا زیادہ افسوس ہے کہ میرے پاس ایک کتاب نادر الوجود مسمیٰ حجۃ الذاکرین مولفۂ سید حسین السمرقندی البخاری خلیفۂ حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ کی تھی موٗلف مذکور نے یہہ کتاب خاص میر شہاب الدین المخاطب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اوّل والد غفران مآب میر قمر الدین نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر اوّل کے لئے تصنیف کر کے سمرقند سے ہند میں بہیجی تہی۔ کتاب مذکور دو جلدوں پر شامل ہے ایک جلد ذکر بالجہر و مسائل تصوف میں ہے اور دوسری جلد میں مولف نے آپکے خاندان کے بزرگان سلف کے حالات و ملفوظات مفصل لکہے۔ وہ کتاب موسی ندی کی طغیانی میں میرے کتبخانۂ نادر الوجود کے ساتہہ مذ سیلاب غرق آب ہو گئی۔ میرا ارادہ تہا کہ اس تذکرہ میں ایک مقدمہ غفران مآب اعلیحضرت کے بزرگان سلف کے حالات میں لکہہ کے شامل کروں لیکن میری وہ آرزو جی کی جی ہی میں رہگئی۔ صرف چار بزرگوں کے حالات مختصر کتاب مذکور سے نوٹ کر لئے تہے وہ تاریخ کے مسودات میں دستیاب ہوئے ہیں تبرکاً و تیمناً مقدمہ میں گزارش کرتا ہوں۔

ہندوستان کی تواریخ میں آپکے بزرگان سلف کے حالات کسی نے نہیں لکہے یکسلک ہدست ہوئے یہہ میری ہی کتاب کی خوش نصیبی ہے کہ آصفیہ خاندان کے بزرگوں کے حالات سے مزین ہوئی۔ زہے فضل شد بوتیہ من بستاد

مقدمہ

در بیان بزرگان سلف حضرت غفران مآب میر قمر الدین خان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اوّل بانی ریاست دکن طاب ثراہ

منجملہ بزرگان سلف

حضرت عزیزان درویش شیخ قدس سرہ	جد چہارم	حضرت غفران مآب مجاہد اول طاب ثراہ	
حضرت عزیزان محسن شیخ قدس سرہ	جد سوم	ایضا	ایضا
حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ	جد دوم	ایضا	ایضا
حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب قلیج خان بہادر	جد اول	ایضا	ایضا

ذکر حضرت عزیزان درویش قدس سرہ

آپ عزیزان فتح شیخ کے فرزند دلبند ہیں آپکی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند میں سنہ ۵۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ نشو و نما بھی وہاں کی آب و ہوا میں ہوا۔ سن تمیز و شعور میں آپنے والد ماجد سے قرآن مجید ختم کرکے مختصرات رسائل دینیات نحو صرف وغیرہا سے فراغت حاصل کی۔ اور کتب درسیہ معقول منقول سمرقند کے متعدد علما سے ختم کیں۔ اور فضیلت کی سند پائی۔ پھر آپکے دل میں تصوف و تعرف کا شوق پیدا ہوا بزرگان سلف مشائخ خلف سے تصوف و تعرف کی کتابیں بھی پڑھیں ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے۔ بزرگان سلف کے قدم بقدم چلنے لگے۔ والد ماجد و کاشغری علما سے خلافت و اجازت پائی۔ خلافت کی مسند پر جانشین ہوکے طالبین و شائقین کے درس تدریس میں مصروف ہوئے۔ مدت العمر اسی ہدایت و ارشاد کے شغل میں رہے۔ آپ متوکل قانع تھے۔ تمام شاہان ازبکہ و خوانین بخارا و سمرقند آپکے معتقد و مرید تھے۔ آپکے حلقۂ درس و ذکر بالجہر میں کبھی کبھی شریک ہوتے تھے۔ نہایت حسن ارادت و نیک عقیدت سے نذر و نیاز ہزارہا دراہم و دنانیر بھیجتے تھے۔ آپ جو کچھ نذر و تحائف آتے تھے مریدین و خانقاہ کے طالبین کو دیتے تھے ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکھا کہ آپکی خانقاہ انبیا

وخانقاہ اولیا میں دو ہزار سے زائد طلبہ و مرید تھے۔ انہیں اکثر تہجد گزار و شب بیدار
تھے۔ ذکر و شغل میں رات کا اکثر حصہ گزارتے تھے۔ اور تاشکند و یارقند و بخارا و سمرقند
وغیرہ بلاد و امصار سے طلبہ آپ کی خدمت میں آکے علم و فضل سے مستفید ہوتے
تھے۔ آپکے مکانات و خوانق سے شاہانہ شان نظر آتی تھی واسباب و کتبخانہ
و توشہ خانہ وغیرہ کارخانے تھے۔ ہر ایک خانقاہ میں لنگر خانہ تھا۔ روزانہ
ہر ایک خانقاہ میں دو ہزار افراد سے زائد طعام کھاتے تھے۔ شاہان زمانہ
بیشمار مال و زر بھیجتے تھے۔ اور جاگیر التمغا بھی تھی۔ علی آباد آپکے بزرگان سلف
کو شاہان پیشین سے جاگیر التمغائی تھی۔ تمام آپکے بنی اعمام اُسی موضع میں
سکونت پذیر تھے۔ آپ سال دو سال کے بعد بلخ و بخارا و تاشقند وغیرہ بلاد میں
بغرض ہدایت و ارشاد خلائق تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپکے ہمراہ مریدین طالبین
کا مجمع دو تین سو سے زیادہ رہتا تھا۔ جہاں پہنچتے تھے وہاں کے حکام وغیر حکام
نہایت خوشی و عظمت کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ آپ کو عزت و عظمت
کے ساتھ معزز مقامات میں اُتارتے تھے۔ شہر کے تمام امرا و فقرا مرد و زن جوق
جوق آتے تھے اور قدم بوس ہوتے تھے۔ توران کے سلاطین ازبکیہ کے طرف سے
علما و مشائخ کو عزیزان کا خطاب ملتا تھا۔ آپ کو بھی عزیزان خطاب ملا تھا
آپ کے خوارق و کرشمات مشہور ہیں۔ آپکے عادات سے تھا کہ سالانہ ایک بار
خوان یغما فرماتے تھے۔

خوان یغما کی تحقیق

کتب لغات سے معلوم ہوا کہ خوان یغما وہ ہے کہ ترکستان بخارا بلخ و سمرقند

وغیرہ مین رواج تہا کہ امرا وبزرگان سلف اور اُن کی جانشینان خلف اقسام
اقسام کے کہانے اور طرح طرح کے لوزیات وحلوات تیار کرکے مکان کشادہ
ووسیع فرش سے آراستہ کرکے اُسپر دسترخوان بچہا کے اقسام اقسام کے کہانے
چُن دیتے تہے اور ترکان وترکمان کو بذریعہ منادی بلاتے تہے کہ آؤ خوان یغما ہے
ببرید وبخورید۔ ندا کے سنتے ہی غربائے ترک وفقرائے ترکمان شہر کے اطراف اکناف
سے جوق جوق یغمائی آتے اور کہانے مع طبق اُٹہا کے لیجاتے کوئی مزاحم
ومانع نہین ہوتا تہا۔ مہمانخانہ مین دسترخوان پر ایک چیز بہی نہین چہوڑتے تہے
بلکہ فرش بہی لیجاتے تہے۔ صاحبخانہ ترکمان یغمائی کو دیکہتے تہے اور اُچہلنے کودنے
اور اُچکنے کی کیفیت دیکہ کے محظوظ ہوتے تہے۔ حجۃ الذاکرین کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ خوان یغما باعتبار طعام ودیگر اشیا دو قسم ہوتا تہا۔ ایک خوان
یغمائے عام دوسرا خوان یغمائے خاص۔ خوان یغمائے عام وہ ہے جو اہل لغات
نے لکہا۔ اور خوان یغمائے خاص وہ ہے کہ علاوہ طعام اثاث البیت تمام خوان
یغما مین شریک کرتے تہے۔ مگر کتب کو مستثنیٰ کر لیتے تہے۔ آپ بہی حضرت
عزیزان درویش شیخ صاحب ترجمہ خوان یغمائے خاص کرتے تہے۔ آپ نے
رحلت کے سال مین مُلّا نوروز و مُلّا فیروز مریدان خاص سے فرمایا۔ اے بچگان من
میخواہم کہ امروز خوان یغمائے خاص کنم۔ مریدان عرض کردند ہرچہ ارشاد باد آنرا بالراس والعین
بجا آریم الخ۔ پس آپ نے اُسی روز ماحضر طعام واثاث البیت تمام مکان کے
صحن ودالان مین چنوا دیا۔ مریدین سے کہا جاؤ ترکمان یغمائی کو بلاؤ۔ ملا نوروز
وملا فیروز مکان سے نکل آئے اور ترکمان یغمائی کو ندا کی کہ خانقاہ عزیزان سے

ما حضر طعام و اسباب تمام لیجاؤ اس ندا کے سنتے ہی ہر ایک کوچہ و بازار و در و دیوار سے یغمائی جوق جوق آئے اور ما حضر طعام و اسباب تمام لیجانے لگے۔ آپ و مریدین ایک بلند چبوترے پر بیٹھ کے ملاحظہ کرتے رہتے۔ لوٹ مار کی کیفیت دیکھ کے مسکراتے تھے اور مریدین سے فرماتے تھے۔ بہ بینید چگونہ می برند می چینند ترکان قوی البدن تہمتن تن عجیب کیفیت سے لیجاتے تھے۔ دونوں کہاندوں پر بوجھ اٹھاتے تھے۔ اور ایک آدھ چیز منہ میں کپڑ کے لیجاتے تھے۔ آپ یہہ عجیب کیفیت دیکھ کے فرماتے تھے۔ ملا فیروز فلان چقدر می برد و فلان چگونہ می دود۔ اور ہنستے تھے۔ ساعت دو ساعت میں ترکان یغمائی مکان کو صاف و پاک کر دیتے تھے ایک چیز بہی باقی نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ خوان یغمائی سے فارغ ہو کے خانقاہ میں رونق افزا ہوتے تھے اور طلبہ کے درس و تدریس میں مصروف۔ شاہان و امیران از اکرہ و خوانین بخارا یہہ کیفیت سنکے حضرت کی خدمت میں بیشمار سامان فرش و ظروف و غلاجات وغیرہ ما یحتاج بہیج دیتے تھے۔ آپ تمام غلہ وغیرہ مریدین و متعلقین پر تقسیم کر دیتے تھے۔

توران و ترکستان و بخارا و بلخ و سمرقند وغیرہا کے عام و خاص سلاطین و امرا آپکے کشف و کرامات و خرق عادات کے معتقد و معترف تھے۔ چنانچہ تحفۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ ایکروز آپکے معتقدین سے دو بزرگ ایک ملا خرم و دوسرے ملا خورشاہ آپکے پاس آئے۔ اور باہم دونوں نے یہہ خیال کیا کہ حضرت سے ہر ایک دو سو روپے کی درخواست کرینگے۔ امید ہے کہ حضرت ہم کو عنایت فرمائینگے پس ملا خرم نے اپنے ہمراہی سے کہا اگر حضرت مجھے عطا فرمائیں گے تو میں سو روپیے

لڑکی کے عقد مین صرف کرون گا اور پچاس روپیے قرض خواہ کو دون گا۔ اور
باقی پچاس روپیے عیال واطفال کے خوراک واشیا مین صرف ہون گے
اور ملا خورشاہ نے کہا مین بہی سو روپیے قرض خواہ کو دونگا اور باقی سو روپیے
قرض خواہ کو دونگا اور باقی سو روپیے اپنے احتیاج مین خرچ کرونگا۔ غرض دونون
بزرگ حضرت کی خدمت مین پہنچے قدم بوس ہوے ابہی درخواست پیش نہین کی
تہی کہ حضرت نے ملا نوروز سے فرمایا کہ ملا فلان حجرے کے طاق مین جو تہیلی
رکہی ہوی ہے لاؤ۔ ملا حسب الحکم گیا اور تہیلی لائی۔ آپنے دونون ملا ؤن کو دیا
اور فرمایا ضروریات مذکورہ مین صرف کیجیے دونون بزرگ آپکے قدمون پہ
گر پڑے اور قدمبوس ہوے اسیطرح خوانین بلخ سے ایک آپکے کشف وکرامات
کی شہرت سنکے مع مصاحبین مقربین آپکی خدمت مین رات کے وقت آیا
اور دلمین ارادہ کیا کہ آج کی رات حضرت کے پاس حلوائے لوزینہ کہاؤنگا دیکہین گے
حضرت اگر واقف مافی الضمیر ہین تو ضرور بدون طلب مجہے عنایت کرینگے
واقع مین آپ صاحب دل کامل تہے۔ آپنے خان کے آنے سے قبل ہی مریدون
سے ارشاد فرمایا کہ خان بلخ زیارت کے لئے آنیوالا ہے۔ اسکی مہمانی کے لئے
ماحضر ولوزینہ تیار کرنا چاہیے۔ تاکہ مہمان عزیز کی مدارات کی جائے۔ حسب الحکم
مریدین نے تیار کر لیا وقت مقررہ پر خان بلخ آیا۔ حضرت کی ملازمت وقدمبوسی
سے مشرف ہوا آپنے دعاء خیر اور ہدایت وارشاد سے سرفراز فرمایا۔ تہوڑی
دیر کے بعد دسترخوان چنا گیا۔ اور نان وقلیہ کے ساتہہ لوزینہ بہی کہا گیا۔ خان
لوزینہ کو دیکہہ کے دلمین پشیمان ہوا اور حضرت سے اپنے ارتکاب کی معافی چاہی

حضرت نے فرمایا ایسا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اسی طرح بعض طلبہ آپ کے پاس اس غرض سے گئے کہ چند مسائل مشکل پیش کریں گے کہ دیکھیں آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ جب طلبہ آپ کے پاس آئے۔ آپ اُن کے ما فی الضمیر سے واقف ہو گئے۔ انہیں مسائل کی تشریح فرمانے لگے۔ تمام طلبہ اپنی شوخی و دلیری سے نادم ہوئے قدموں پر گر پڑے اور معافی چاہنے لگے۔

عبداللہ خان ازبک کے والد نے آپ سے پوچھا کہ بلخ و بدخشان پر کامیابی و فیروزی ہوگی یا نہیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔ عرض کیا حضرت میری فوج قلیل ہے۔ اور مخالفین کی فوج کثیر ہے۔ فرمایا مضائقہ نہیں اللہ جل شانہٗ فیروز مند کریگا۔ پس ازبک نے حاکم بلخ و بخارا پر حملہ کیا باہم جنگ جدال و قتل کا بازار گرم ہوا تھوڑی دیر کے بعد مخالف کی سپاہ فرار ہو گئی۔ اور ازبک فتحیاب ہوا۔ فتح کے بعد آپکی خدمت میں آیا دراہم و دنانیر نذر گذرانا۔ آپ نے نذر کو قبول فرما کے مساکین و فقرائے خانقاہ کو تقسیم کر دیا گھر میں ایک درہم بھی نہیں رکھا۔ مریدین اور آپ کے ملازمین آپکی زر بخشی سے بہت خوش ہوئے۔

عزیزان عالم شیخ نے (جو آپ کے فرزندزادے ہیں) اپنی مولفہ روضات الجنات میں لکھا کہ میرے جد بزرگوار عزیزان درویش شیخ قدس سرہ عارف کامل و صاحب دل تھے۔ اکثر اوقات صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ آپ رات دن کا بڑا حصہ عبادت و ریاضت میں بسر کرتے تھے۔ آپکی مجلس میں قال اللہ و قال الرسول کا تذکرہ رہتا تھا۔ آپ کے خلفاء و مریدین بھی آپ کے قدم بقدم چلتے تھے۔ تمام صاف باطن و صاحب دل ہوتے تھے۔ آپ کے خانقاہ میں آخر شب ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ حلقۂ ذکر میں

علاوہ خلفا و مریدین برایا و رعایا سے اکثر شائقین عام و خاص شریک ہوتے تھے
تذکرہ کی برکت سے شائقین کے قلوب پر عجیب و غریب اثر ہوتا تھا حالت ذکر میں
تمام رجوع الی اللہ ہوتے تھے۔ اور ماسوی اللہ کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آخر شب
سے تا وقت نماز صبح ذکر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اذان و تکبیر کے بعد موقوف
ہوتا تھا۔ خانقاہ میں نماز جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ آپ نماز میں امام
ہوتے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تا وقت اشراق اوراد و وظائف و تلاوت
قرآن میں مشغول ہوتے تھے۔ وظائف سے فارغ ہو کے کافی و چاہ کا دور چلتا تھا۔
اسی دور کے سلسلہ میں حدیث و تصوف کے درس میں مصروف ہوتے تھے۔ طلبہ
و مریدین آپکی تقریر و تدریس سے مستفید ہوتے تھے۔ حدیث و تصوف کے نکات
غریبہ و اسرار لطیفہ بیان فرماتے تھے سامعین و طالبین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا
تا بمرگ آپ اسیطرح اوقات کے پابند رہے۔ انتہی کلامہ۔
آپ حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ طلبہ و مریدین سے جب کبھی خطا سرزد ہوتی
تو معاف فرماتے تھے۔ ایکروز خادم کے ہاتھ سے وضو کراتے وقت آفتابہ پانی
سے بھرا ہوا گر پڑا۔ آپ کے دست مبارک پر آفتابہ کی ضرب آئی اور پانی مستعمل
و غیر مستعمل آپ کے لباس پر پہنچا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ خادم پر ذرہ برابر قہر و غضب
نہیں فرمایا۔ بلکہ نرمی و ملاطفت سے فرمایا اے بابا آہستگی سے کام کرنا چاہئے
مضائقہ نہیں۔ خادم بید کی طرح کانپنے لگا۔ آپنے اسکی تسلی فرمائی۔ دیکھو بزرگان سلف
کی کیا شان تھی کہ غصہ و غضب کو موقع نہیں دیتے تھے کہ آپکے پاکیزہ دل پر گذرے
ہم کو بزرگان سلف کی پیروی کرنا چاہئے۔ اُن کے ہمقدم ہونا چاہئے۔ فی زمانا

اگر اسطرح کسی خادم سے مالک کی خدمت مین ایسی خطا سرزد ہو جائے تو سزائے واجب یکر خدمت سے علیحدہ کرے۔ بزرگان سلف کے زمانے اور ہمارے زمانے مین بمصداق ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

آخر آپنے ۹۲۰ھ ہجری مین اس دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ انبیا کے باغ مین جو علی آباد سمرقند مین ہے دفن ہوئے۔ بروز سوم فاتحہ کے بعد بموجب وصیت مرحوم حضرت عزیزان مومن شیخ قدس سرہ بجائے پدر بزرگوار مسندنشین ہوئے بزرگان سلف کی طرح خلائق کی ہدایت وارشاد مین مصروف ہوئے۔ آپکی شان بھی مرحوم سے کم نہ تہی۔ علم وفضل۔ تعرف وتصرف مین والد مرحوم کے ہمقدم تہے

حضرت عزیزان مومن شیخ صدیقی قدس سرہ

حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ آپ عزیزان درویش شیخ قدس سرہ کے فرزند سعادت مند وخلیفہ ہین۔ آپ کی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند مین ہوئی۔ والد ماجد واعزہ واہل بیت آپکی ولادت سے بہت خوش ہوئے والد ماجد آپ کو زنگی اتا عرف مومن اتا جو اسوقت مشاہیر اولیا سے تہے اُن کے پاس لے گئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت اس مولود مسعود کے لئے دعائے خیر فرمائے اور اسکا نام رکہئے۔ آپنے فرمایا۔ این بچہ مست با نام من مسمی کنید آپکے والد ماجد حضرت کے کلام میمنت انجام سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو باسم مومن مسمی کیا۔ آپ نشو نما کے گہوارہ اور علی آباد سمرقند کی آب ہوا مین بہت

پاتے رہے۔ نونہال کی طرح بڑھنے لگے۔ آپنے جب ہفت سالہ عمر کے میدان میں
قدم رکھا اسوقت پڑھنا شروع فرمایا۔ والد کی حسن توجہ سے دو سال کی مدت میں
ختم قرآن و مختصرات فقہ و حدیث سے فارغ ہوئے فارغ ہونے کے بعد سمرقند کے
مدارس میں شریک ہوئے علما و فضلا کی خدمت میں کتب معقول و منقول تمام کیں تحصیل
علم سے فارغ ہو کے تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ تصوف کی ترقی میں ایسے
غرق ہوئے کہ خودی سے بیخود ہو گئے۔ والد ماجد آپکے آثار و اطوار دیکھ کے فرماتے
تھے کہ میرا یہ نور دیدہ ولی کامل ہوگا۔ واقعی آپ ہونہار تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں ریاضت شاقہ
کی بدولت درجہ ولایت کو پہنچے۔ ولی کامل و عارف اکمل ہوئے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے
ہدایت و ارشاد کے بازار کو گرم کیا۔ آپ بزرگان عصر و معاصرین سے بہتر حسن سلوک فرماتے تھے۔ آپکی خانقاہ میں
دس بجے رات تک مریدین کا مجمع ذکر بالجہر میں مشغول رہتا تھا۔ آپکے مریدین ذاکر
و شاغل تھے اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد
مسند خلافت پر متمکن ہوئے بزرگان سلف کی طرح تمام صفات پسندیدہ میں معروف
اور بمصداق الولد سر لابیہ والد ماجد کے قدم بقدم مکارم اخلاق و محاسن اعمال سے
موصوف تھے۔ آپکے اخلاق سے تھا کہ واردین غربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے
تھے خانقاہ انہیں میں اعزاز سے رکھتے تھے۔ اہل محلہ و ہمسایہ کے ساتھ بھی ہمدردی
کرتے تھے۔ دلداری و مدارات میں کوتاہی جائز نہیں رکھتے تھے۔ مریدین و ملازمین
سے اگر سہواً خطا واقع ہو جائے تو معاف کرتے تھے۔ قہر و غضب نہیں فرماتے
تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد بیماروں کی عیادت و یتامی و بیوہ زنوں کی اعانت کرتے تھے
آپکی عادت مستمرہ تھی کہ جنازہ کے ساتھ جانا نماز جنازہ میں شریک ہونا لازم جانتے تھے

تھے۔ اور حاجتمندون کی حاجت روائی اور فقرا کی دستگیری فرماتے تھے۔ آپکی
مجلس مین قال اللہ وقال الرسول کا تذکرہ ہوتا تہا۔ کوئی فرد کسیکی غیبت و شکایت
نہین کرتا تہا۔ آپکو جہوٹی باتون اور بیہودہ کلام سے زیادہ نفرت تہی۔ راستبازی
وایفائے وعدہ وامانت داری وبردباری ونرمی گفتار مین مشہور تہے۔ مدۃ العمر
آپکی زبان پاک سے بیہودہ کلام نہین نکلا۔ آپکا کلام نصائح وپند مین جامع ہوتا تہا
آپکی ذات من ینفع الناس کا مصداق تہی۔ ہر ایک امیر وفقیر آپکے چشمہ فیض سے
سیراب ہوتا تہا آپ معتقدین ومریدین کے خیرخواہ تہے۔ آپکے حلقۂ ارادت مین
دو ڈہائی ہزار مرید تہے۔ اکثر خانقاہ مین سکونت پذیر تہے۔ اگرچہ آپکو بیعت لینے کی
ضرورت نہ تہی۔ لیکن بمقتضائے حال بیعت لیتے تہے۔ مریدین بیشمار صبح وشام
آپکے آستانۂ مبارک پر صف بصف دست بستہ کہڑے رہتے تہے۔ بخارا وسمرقند
وبلخ وبارقند وغیرہ بلاد وامصار کے خوانین وترکمن وازبک آپسے حسن عقیدت رکہتے
تہے۔ اکثر اوقات دور دراز سے قدمبوسی کے لئے آتے تہے۔ اور آپکے فیضان صحبت
سے مشرف ہوتے تہے۔ آپ فقرا وامرا کے ساتہہ حسن توجہ فرماتے تہے۔ تمام کو مساوات
کے درجہ مین رکہتے تہے۔ آپکے خانقاہ مین امیر وفقیر مین امتیاز نہ تہا۔ آپکے خوان نعمت
پر غنی وفقیر باہم ہم نوالہ وہم پیالہ ہوتے تہے۔ آپ ہر ایک کے ساتہہ نہایت لطف
ومرحمت سے کلام فرماتے تہے۔ اور بزرگان سلف وخلف کو نیکی وخوبی کے ساتہہ
یاد کرتے تہے۔ آپنے مدۃ العمر کسی پر قہر وغضب نہین فرمایا۔ نہ کسی کی خطا وتقصیر پر
درہم برہم ہوے۔ صاحب خطا کو نصیحۃً فرماتے تہے۔ بابا ایسا نہین کرنا چاہیے
خادمین ومریدین آپکے فرمانے سے آگاہ ہوجاتے تہے اور ندامت وپشیمانی

قدمون پر سر رکھدیتے تھے۔ آیندہ احتیاط کرتے کہ خطا سرزد ہونے پائے۔

آپ کی خرق عادت و کرامات کا ذکر

ایک وقت خان بخارا نے آپ سے التجا کی کہ فی الحال حاکم سے مقابلہ ہونیوالا ہے۔ امیدوار ہون کہ حضرت میرے لئے دعائے خیر فرمائین تاکہ مخالف پر فیروزی کامیابی حاصل ہو جائے۔ آپنے دعائے خیر کی اور ایک قبضہ شمشیر عطا فرمایا۔ پس مخالف پر حملہ آور ہوا۔ باوجود قلت سپاہ دشمن پر فتحیاب ہوا۔ کامیابی کے بعد آپکی خدمت مین آیا نہایت نیازمندی سے قدمبوس ہوا۔ چند تومان زر نقد نذر کیا۔ اور دیگر تحائف قسم پوستین وغیرہ کے چند طاقے اہرت و دیگر لباس قالین پشمین وغیرہ بھیجے۔ آپنے تحائف و نذرانہ قبول فرمایا۔ کل تحائف و نذرانہ اُسیوقت مریدین و ملازمین پر تقسیم کر دیا۔ اور بقدر ضرورت متعلقین کو بھی عطا کیا آپکا یہی دستور تھا جو کچھہ تحائف و نذرانے امرا خوانین کے یہان سے آتے تھے خانقاہ کے طلبہ ملازمین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دنیاداروں کی طرح ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔

نقل ہے کہ ایکوقت بخارا وغیرہ بلاد مین موسم بارش مین روزانہ ابر آتا تھا۔ ساتھہ ہی ابر کے ہوا بھی زور شور کے ساتھہ آتی تہی۔ ہوا کے ساتھہ ہی ابر نکلجاتا تھا۔ مینہ نہین برستا تھا۔ انسان حیوانات پانی کے لئے ترستے تھے۔ تمام آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ پانی کی تمنا مین آنکھون سے آنسوؤن کے سیلاب بہاتے تھے۔ لیکن کچھہ نتیجہ نہین ہوتا تھا۔ آخر تمام مریدین و اہل بلاد نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت بنی آدم و حیوان لا یعلم تمام ہلاک و تلف ہو رہے ہین آپ

دعا کیجئے کہ خدائے تعالی باران رحمت برسائے۔ آپ بروز جمعہ مع جملہ مریدین و اہل شہر استسقا کے لئے شہر سے باہر میدان صحرا مین گئے وہان جماعت سے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کے نہایت عاجزی وانکساری سے جناب باری مین التجا کی اور اپنے گناہون کی مغفرت چاہی۔ ارحم ارحم الراحمین۔ آپ امام تھے تمام حاضرین مقتدی۔ آپ ارحم ارحم الراحمین فرماتے تھے اور مقتدین آمین آمین کہتے تھے دیر تک تکرار فرماتے رہے۔ اُسیوقت آسمان پر ابر آیا۔ مینہ برسنا شروع ہوا۔ ایسا برسا کہ تمام شہر و گھر تک پہنچنا مشکل ہوا۔ تمام ملک آپکی دعا کی برکت سے سیراب و شاداب ہو گیا۔ تمام اہل ممالک آپکی کرامت و خرق عادت کے معترف ہوئے آپ صاحب الکشف تھے۔ حاضرین کے مافی الضمیر سے واقف ہوتے تھے۔ جو کچھ غیر کے دلمین ہوتا تھا سمجھ جاتے تھے۔ چند ترک امتحاناً موسم گرما مین گئے اور اپنے دلمین ٹھان لیا کہ آج حضرت سے شربت برف آلود طلب کرینگے جب آپکے پاس پہنچے آپنے اُسیوقت شربت نیلوفر منگوایا اور زمین کے تہ خانے سے برف منگوا کے شربت مین شامل کیا۔ اور مہمانون کے سامنے رکھدیا۔ مہمانون نے نوش کیا۔ اور حضرت کے قدمون پر گر پڑے۔ آپنے فرمایا۔ اے بچگان من فقرا کی نسبت ایسی گستاخی نہین کرنی چاہئے۔ تمام معافی کے خواہان ہوئے۔

نقل ہے کہ عید الفطر کے روز ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت سمرقند کا بادشاہ شہر کے فلان بزرگ کے پاس زیارت کے لئے آتا ہے۔ مگر آپکے پاس نہین آتا آپنے فرمایا کیا بلاؤن؟۔ مرید خاموش ہوا۔ آپنے اُسیوقت ایک پرچہ کاغذ پر

ودو ایک حرف لکھے اور اُسپر ہاتھہ رکھا۔ یکایک چوبدار و نقبا خانقاہ مین آئے
کر خان حضرت کی قدمبوسی کے لئے آتا ہے۔ تمام مریدین گھبرائے کہ حضرت
بے سروسامانی کا وقت ہے۔ بادشاہ کی کچھہ تواضع ومدارات نہوگی پھر آپنے فرمایا
کیا آنا موقوف کرون؟ اسیوقت کتبہ کو مٹایا۔ اور ہاتھہ اٹھا لیا۔ ہاتھہ کے اٹھاتے
ہی چوبدار آیا اور عرض کیا کہ بادشاہ نے گرمی کی وجہ سے آج کا آنا موقوف فرمایا
تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

آپکے تمام بزرگان سلف نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ بھی اسلاف کے قدم بقدم
تھے۔ آپ کو اگرچہ دیگر طریقون مین مرید کرنے کی اجازت تھی۔ لیکن آپ اکثر نقشبندیہ
طریق مین مرید کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ بظاہر ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است
لیکن واقع مین تمام کا مرجع وہی ایک نقطہ ہے۔ کسی طریقہ کی اہانت نہین فرماتے تھے
ہر طریقہ کے پیرو مرید کی تعریف و تحسین کرتے تھے۔ ماشاء اللہ کیا بزرگان سلف تھے
کیا اُن کی شان و عظمت تھی۔ بجز اپنی ذات کے کسیکو برا نہین جانتے تھے۔ خود پسندی
و غرور سے مبرا ہوتے تھے۔ حسد و کینہ سے معرا۔ ہم نے زمانہ مشایخ کرام کو بزرگان
سلف کے خلاف دیکھتے ہین۔ کہ باہم ایک دوسرے پر طعن کرتا ہے۔ باوجود دعوے
وحدت الوجود دوئی کرتا ہے۔ ہم کو بزرگان سلف کے افعال و اعمال سے عبرۃ
سبق لینا چاہئے خداوندا ہم سب کو نیک ہدایت کر۔ اور راہ راست پے لا۔ آمین ثم آمین

آپ بزرگان سلف کی طرح جامع الفضائل والکمالات تھے۔ موروثی خطاب
عزیزان عالم سے مخاطب۔ روزانہ طلبہ کو حدیث و تفسیر و فقہ کی کتب پڑھاتے تھے
اور تصوف و تعرف کے رسائل بھی آپکی تدریس مین تھے۔ اس شغل مین مدۃ العمر بسر کیے

ہمیشہ دنیوی مال و حشمت سے متنفر رہتے تھے دنیوی وجاہت کو کبھی وقعت سے
نہین دیکھا۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے۔ موروثی طریقہ پر آپ بزرگان
سلف کی طرح سال مین دو مرتبہ خوان یغمائے خاص فرماتے تھے۔ اور خوان یغمائے
عام اکثر کرتے تھے۔ قناعت پسند تھے۔ دنیا و مافیہا سے نفرت فرماتے تھے
دنیا کی تزک و شان کو لاشے محض جانتے تھے۔ خوانین و زرا کے خدمات مین
نہین جاتے تھے۔ قطب کی طرح خانقاہ انیا مین جمے ہوے رہتے تھے۔ خوانین
بخارا و سمرقند وغیرہ آپکی خدمت مین بیشمار تحائف و نذرین بھیجتے تھے۔
آپ تحائف و نذرین قبول کرکے مریدین و طلبہ کو تقسیم کردیتے تھے۔ جمع کرکے ذخیرہ
نہین رکھتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین و طالبین سے آباد تھی۔ تمام مریدین رات کے
آخر وقت ذکر بالجہر کرتے تھے۔ شہر کے سامعین سننے سے نہایت خوش ہوتے تھے
آپ صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ ہمیشہ خانقاہ مین جماعت سے نماز ادا کرتے تھے
مدۃ العمر کبھی بدون جماعت نہین پڑھے۔ دارین کے معاملات مین ثابت قدم
و راسخ دم تھے۔ اعزہ و اقارب کے ساتھ حسن سلوک رکھتے تھے۔ کبھی عزہ کو رنجیدہ دل
و کشیدہ خاطر نہین فرمایا۔ تمام آپ سے مانوس تھے۔ طلبہ و مریدین کو بھی آپ اعزہ
کی طرح سمجھتے تھے۔ غربا پرور و بندہ نواز تھے۔ خانقاہ مین جو مسافر فروکش ہوتے
تھے۔ خود اُن کی خدمت کرتے تھے۔ اور اُن کے خوراک و پوشاک کی خبرگیری
فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد کی طرح سمرقند سے سال دو سال کے بعد برآمد
ہوتے تھے۔ بخارا و بلخ وغیرہ ممالک مین دورہ فرماتے تھے۔ جس شہر و قصبہ مین
فروکش ہوتے تھے وہان کے باشندے و معززین و حکام اعزاز و اکرام کے ساتھ

استقبال کرتے تھے۔ آپکو نہایت تعظیم و تکریم سے معزز مکان میں اتارتے تھے۔ اور آپکی خدمت و مدارات کو باعث حسنات و ثواب جانتے تھے۔ آپ معزز ابن ابناء و تسند سے انکساری و محبت سے ملتے تھے۔ جوق جوق تراکہ و خوانین آپکے دائرہ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ آپکے معتقدین باوجودیکہ طریقت میں قدم رکھتے تھے لیکن شرع کے احاطہ سے قدم باہر نہیں رکھتے تھے۔ صوم و صلوٰہ کی پابندی لازم سمجھتے تھے۔ آپ مریدین سے فرماتے تھے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر کے مضمون پر ثابت قدم رہنا چاہئیے۔ کبھی شریعت کے طریقہ سے تجاوز نہیں کرنا چاہئیے۔ مریدین آپکے حکم و ارشاد کی تعمیل کرتے تھے۔ بلخ و بخارا و سمرقند وغیرہ بلاد میں آپکی شمع ہدایت سے اکثر چراغ روشن ہوئے ہیں۔ عجب نہیں کہ ابتک علی آباد سمرقند میں آپکی خاندان کے مشیمت کا چراغ روشن ہوگا۔ خانقاہ انبیا و خانقاہ اولیا کے آثار قدیمہ باقی ہوں گے۔ مجھے بجز حجۃ الذاکرین کوئی کتاب اس طرف کے بزرگان سلف کی نہیں ملی۔ لہذا یقیناً نہیں کہہ سکتا کہ ہے یا نہیں۔

آخر آپ سنہ ہجری میں اس دار فانی سے فردوس بریں روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون علی آباد میں خانقاہ انبیا کے مقبرہ میں بزرگان سلف کے قرب میں مدفون ہوئے یزار و یتبرک۔

حضرت عزیزان عالم شیخ صدیقی قدس سرہ

حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ آپ عزیزان ہومن شیخ کے فرزند دلبند ہیں۔ آپکا سولد و منشا علی آباد علاقہ سمرقند ہے۔ آپکی ولادت کے روز عزیزان ہومن شیخ نے

ایک مجلس آراستہ کی۔ تمام سمرقند و علی آباد کے علما و فقرائے اہل سنۃ مجلس مین شریک
ہوئے۔ مولود مسعود کی مبارکباد دیتے تہے۔ اس سرور و خوشی کے جلسہ مین حضرت
مومن شیخ نے فرزند سعید کے نام رکہنے کی درخواست کی تمام کی رائے سے عالم شیخ
نام رکہا گیا۔ والد ماجد آپکی تربیت و پرورش مین متوجہ ہوئے۔ جب آپ چار سالہ
ہوئے اسوقت تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی۔ آپ زمانہ طفلگی ہی سے ہونہار معلوم ہوتے
تہے۔ نہایت ذکی و فہیم تہے۔ والد ماجد نے تعلیم شروع کی دوازدہ سالہ عمر تک والد ماجد
ہی کی خدمت مین تعلیم پاتے رہے۔ قرآن شریف و مختصرات کتب درسیہ سے فارغ
ہوئے خود اپنی تالیف روضات الجنات مین لکہتے ہین کہ مجہے تحصیل علم و تکمیل فنون کا
بیحد شوق تہا حسب اجازت والد ماجد والا سمرقند مین آیا اور وہان سکونت اختیار کی
علمائے سمرقند سے ایک مدت تک تحصیل مین مصروف رہا۔ پہر سمرقند سے براہ کابل
مین آیا۔ ملا صادق محشی شرح ملا کی خدمت مین چند مدت رہا۔ پہر چند روز کابل مین
بسر کیا۔ طالبانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ دنیوی تعلقات سے علیحدہ رہتا تہا اسوقت
کابل مین میرزا کامران حکومت کی مسند پر جلوہ افروز تہے۔ اور تالیف مذکور مین لکہا
کہ مین طالب علمی کے عہد مین قانع و صابر تہا دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکہتا تہا
ایکروز میرزا نے میرے لئے ایک تہیلی سکہ رائج سے بہری ہوئی بہیجی۔ ملازم میرے پاس
لایا کہا لیجئے کہ میرزا نے آپکے لئے بہیجا ہے۔ آپ لکہتے ہین کہ مین اسوقت مطالعہ
کتب مین مشغول تہا۔ مین نے اسکی طرف التفات نہین کی بیتوجہی سے کہا کہ
گہر کے فلان طاق مین رکہدے۔ ملازم نے میرے اشارہ کے موافق طاق مین
رکہدیا۔ مین نے کبہی اس تہیلی کو نہین دیکہا۔ نہ یہ جانا کہ تہیلی مین کیا ہے جسقدر ہے

مدت تک میں پڑی رہی۔ اتفاقاً میرے پاس نا غہ سے ایک افغان محتاج آیا کہا
اے شیخ میں محتاج ہون مجھے کچھ دیجئے۔ اُسوقت مجکو یاد آیا کہ کمرہ کے طاق میں ایک
تھیلی میرزا کی بھیجی ہوی رکھی ہوی تھی۔ مین نے افغان سے کہا کہ دیکھو فلان
طاق مین ایک تھیلی ہے لیجاؤ۔ افغان گیا۔ اور تھیلی لایا میرے سامنے رکھا۔ مین نے
اُس سے کہا لیجاؤ۔ افغان نے تھیلی کھولی اُسمین سو روپیہ رائج نکلے۔ اُسوقت مین نے
تھیلی دیکھی۔ اور مخطوط رقم کی تعداد معلوم کی۔ افغان نہایت خوش خرم ہوا۔ انتہی کلامہ
حجۃ الذاکرین سے معلوم ہوا کہ آپ ہرات کابل اسے بغرض تکمیل تحصیل بخارا تشریف فرما
ہوئے۔ چند مدت بخارا کے علما کی خدمت مین مستفید ہوکے فاضل کامل ہوئے۔
بادشاہ کے جانب سے عزیزان خطاب ملا۔ پھر آپ علم تصوف تعرف کے طرف متوجہ
ہوئے۔ ارباب حقائق و معارف کی خدمت مین فیضیاب ہوئے۔ بزرگان کامل ترشد ین
واصل کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے۔ پھر آپ بخارا سے وطن مالوف آئے۔ درس تدریس
ہدایت وارشاد خلائق مین مصروف ہوئے۔ خانقاہ انبیا مین درس فرماتے تھے صبح
وردو وظائف سے فارغ ہوکے اولاً کتب درسیہ طلبہ کو نصف نہار تک پڑہاتے تھے
نماز ظہر کے بعد شائقین کو تصوف تعرف کے مسائل نکات سکھلاتے تھے فصوص الحکم
و فتوحات مکیہ و معارف اعرف المعارف وغیرہ رسائل تصوف آپ کے حلقہ درس مین
ہوتی تھین۔ آپ وحدت الوجود کے مسائل نہایت فصاحت کے ساتھ بیان فرماتے
تھے۔ شائقین و مریدین سنکے محظوظ ہوتے تھے بعض پر آپکی تقریر کا وہ اثر ہوتا تھا
کہ حالت وجد مین مست بیخود ہوجاتا تھا۔ آپکی مجلس درس نہایت ادب عظمت کے ساتھ
ہوتی تھی تمام شائقین عالم سکوت مین آپکے طرف متوجہ رہتے تھے۔ ہر ایک کے دلمین

آپکی تقریر کا فوٹو کھنیچ جاتا تھا۔ مجلس مین کوئی دنیا و مافیہا کے متعلق ذکر نہین کرتا تھا
مجلس کی شان نور علی نور تھی۔ مجلس کے صدر نشین آپ گویا چودہوین رات کے
چاند تھے۔ شائقین آپکے اطراف مین گویا نجوم باہرہ تھے۔

آپ مثنوی شریف کے مطالب بھی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ مثنوی کی
ہر ایک بیت کو حدیث و تفسیر کے ساتھ مطابق کرتے تھے۔ افاغنہ و ترا کہ مثنوی درسًا
پڑھتے تھے۔ آپ زبان ترکی و فارسی و عربی سے خوب ماہر تھے۔ ہر ایک زبان مین ایسا
ملکہ رکھتے تھے کہ اہل زبان کی طرح تحریر و تقریر آسانی سے ادا کر سکتے تھے۔

جو الذاکرین کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حدیث مین مشکوۃ شریف کو اکثر مطالعہ
مین رکھتے تھے۔ حدیث کے مطالب کو تصوف کے رنگ مین بیان فرماتے تھے۔ اور
حدیث کو تصوف کے مضامین سے مطابق کرتے تھے۔ جو مشکوۃ آپکے مطالعہ
مین تھی اُسکے حواشی مضامین تصوف سے محشی کئے جاتے تھے۔ تا بہ زندگی اُس کتاب کو
تعویذ کی طرح پیش نگاہ رکھتے تھے۔ آپکے مریدین بیشمار تھے۔ ترا کہ و افاغنہ و ازبک
آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ خوانین بخارا و سمرقند وغیرہ ممالک آپکے معتقد تھے
آپ مکارم اخلاق و بردباری طبع و انکسار مزاج سے موصوف تھے۔ امیر و فقیر سے
متواضعانہ ملتے تھے۔ آپکے نزدیک امیر و فقیر مساوی الدرجہ تھے۔ کسیکو حقارت
سے نہین دیکھتے تھے۔ نہ کسیکو برائی سے یاد کرتے تھے۔ آپ جوانون مین جوان
اور بچون مین بچے اور بوڑھون مین بوڑھے تھے۔ ہر ایک فریق کے ساتھ ملائمت
و لطف سے رہتے تھے۔ سخاوت و ہمدردی آپکا خمیر تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی
فقرا و غربا کے حوالے کردیتے تھے۔ خوان یغما کے ذریعہ تھے۔ عمر مین متعدد مراتب

خوان یغما آراستہ کئے۔ خانقاہ مین لنگر خانہ تہا۔ روزانہ فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہوتا تہا۔ آپ کی عادات سے تہا فقرا و غربا کی اعانت کرین۔ جو کچھ پاس ہوتا تہا دیتے تہے۔ نہونے کی صورت مین خوانین و ترا کہ اغنیا سے دلاتے تہے۔ خواہ مین آپکی سفارش سے سائل کو محروم نہین کرتے تہے۔ جب کوئی غریب نووارد خانقاہ مین بیمار ہوتا تہا آپ ذات سے بیمار کی عیادت و تیماری کرتے تہے۔ ہر چند کہ مریدین آپکو روکتے اور عرض کرتے کہ حضرت ہم خدمت کے لئے موجود ہین۔ آپ فرماتے اے بیگان من۔ آپ مجکو ثواب جزا سے محروم کرتے ہین۔ آپ بہی کرین مین بہی ہو کرتا ہون روضات الجنات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آپ بہی بزرگان سلف کی طرح ہدایت و ارشاد کے لئے ترکستان یعنی بخارا و بلخ وغیرہ بلاد مین دورہ فرماتے تہے۔ ترکستان کے شہر و دیار کے باشندے جوق جوق آپکے استقبال کے لئے آتے تہے۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوتے تہے۔ آپکے متعدد خلفا تہے منجملہ خلفا سید حسین شریف البخاری السمرقندی خلیفہ تہا۔ یہہ خلیفہ اکثر آپکی ملازمت مین رہتا تہا۔ آپکے فیضان صحبت سے مستفید ہوتا رہا۔ اسی خلیفہ نے تحفۃ الذاکرین جو دو جلدون پر شامل ہے تالیف کی ہے۔ ایک جلد مین آپکے ملفوظات و اشارات و تشریحات نکات لکہے اور دوسری جلد مین آپکے بزرگان سلف کے حالات لکہے۔ میری اس کتاب کے مقدمہ کا ماخذ یہی کتاب ہے۔ چنانچہ مین نے دیباچہ مین اسکا ذکر کیا ہے۔ اور آپکے دونون فرزند خواجہ عابد الملخاطب بہ قلیچ خان و خواجہ بہاء الدین قاضی سمرقند خلافت و اجازت سے مشرف تہے۔

تازہ خبر۔ فی زماننا نواب عزیز جنگ بہادر شمس العلما کے زبانی معلوم ہوا کہ

وہ نسخہ مشکوٰۃ شریف جو آپ کے ملاحظہ میں رہتا تہا حیدرآباد میں ایک بزرگ کے پاس موجود ہے۔ نہیں معلوم نسخہ مذکور سمرقند سے دکن میں کیونکر آیا۔ صاحب نسخہ حضور میں پیش کرنیوالا تہا۔ لیکن وہ بزرگ پیش کرنے سے اول ہی فوت ہوگئے۔ اُن کے وارثین کے پاس موجود ہے۔ آصفیہ کتب خانہ سرکار عالی خلداللہ ملکہ کے کتبخانہ میں تبرکاً لیکے رکہنا چاہیے۔ فقیر مولف نے ابہی تک نسخۂ معلومہ کو نہیں دیکہا نہ اسکی تحقیق کی کہ واقع میں وہی نسخہ ہے یا غیر دیکہنے پر پورا تصفیہ ہو جائیگا۔ جو کچہہ میں نے سُنا لکہدیا۔

آپکی وفات

آخر آپ نے ۱۲۳۵ھ ہجری میں اس دارِ ناپائیدار سے فردوس برین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون خانقاہ امیا میں دفن کئے گئے۔ آپکی اولاد صالحات سے دو فرزند ایک دختر تہی۔ خواجہ بہاء الدین۔ خواجہ عابد المخاطب قلیچ خان بہادر۔ فاطمہ بیگم

شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر الصدیقی

آپ حضرت عزیزان عالم شیخ کے فرزند ہیں۔ جب آپکی ولادت باسعادت علی آباد علاقہ سمرقند میں واقع ہوئی۔ والد ماجد آپکو خواجہ بہاء الدین کے جانشینوں میں سے ایک کے پاس لیگئے اور عرض کیا حضرت اس مولود مسعود کے لئے فاتحہ خیر پڑہیے اور نام نیک تجویز کر دیجئے۔ صاحب دل جانشین خواجہ نے دعائے خیر پڑہی۔ فرمایا! اس مولود مسعود کا نام خواجہ عابد رکہئے۔ آپکے والد نے حسب الارشاد بزرگ کامل آپکا نام خواجہ عابد رکہا۔ اور فرمایا کہ یہہ لڑکا صاحب علم و کمال صاحب جاہ و مال ہوگا

والد صاحب دل کے فرمانے سے نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ اور نور دیدہ کی تربیت
مین مصروف ہوئے۔ تربیت کا زمانہ گذرتے ہی شعور و تمیز کا زمانہ شروع ہوا۔ آپکے
والد ماجد نے تعلیم شروع کی۔ آپ مین وذی فہم تھے تعلیم مین روز بروز ترقی
کرنے لگے۔ عین عالم شباب مین درجۂ کمال کو پہنچے۔

حجۃ الذاکرین کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی تعلیم کی تکمیل علمائے بخارا سے
ہوئی۔ بخارا کے حاکم و بادشاہ وغیرہ نے آپکو شیخ الاسلام کے خطاب سے مخاطب فرمایا
اس خاندان مین یہی پہلے بزرگ مین کہ اس خطاب سے سرفراز ہوے اور اسی شہر مین
صدارت کی خدمت پر مامور کیا۔ زمانۂ دراز تک اس خدمت پر مامور رہے۔ چند مدت
گذرے بعد بتقریب حج و زیارت عازم حجاز ہوئے۔ اولاً بخارا سے وطن مالوفہ علی آباد
علاقہ سمرقند مین آئے۔ چند روز اعزہ و احباب کی ملاقات مین بسر کئے۔ آپکے ہمراہ
مریدین و ملازمین ساٹھہ ستر اشخاص تھے۔ آپ ہی تمام کے کفیل تھے۔ زاد و راحلہ مین جو
خرچ ہوتا تہا۔ آپ ہی عطا فرماتے تہے۔ جب آپ بخارا مین شیخ الاسلامی کی خدمت
پر مامور تھے۔ اسوقت بخارا و بلخ وغیرہ ممالک پر نذر محمد خان حکمرانی کرتا تہا۔ خان موصوف
آپ کی نہایت ہی عزت و توقیر کرتا تہا جب آپ ملاقات کو جاتے تو مسند سے اٹھہ کے
آپکا استقبال کرتا تہا۔ اور آپ کو مسند پر اپنے بازو مین بٹھاتا تہا۔ آپکو رخصت
کرتے وقت جدائی کا بہت افسوس کرتا تہا۔ بخارا سے چند منازل تک آپ کے
ہمراہ علما و طلبہ کا مجمع مشایعت مین رہا۔ آپ ہر ایک منزل سے علما و طلبا کو رخصت
کئے جاتے تہے۔ صاحبزادہ میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر
آپکے ہمرکاب تہے۔ اسوقت صاحبزادے کی عمر تخمیناً بارہ برس کی تہی۔ بخارا و سمرقند کا

دوازدہ سالہ بنسبت دیگر مالک بحیثیت تن و توش رستم دوران و شیر نیستان معلوم ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بہی شکل و صورت مین ماہ روشن طاقت و قوت مین تہمتن تہا سبحان قلیخان بن نذر محمد خان صاحبزادہ سے محبت رکہتا تہا۔ نہین چاہتا تہا کہ حضرت کے ہمراہ جائے۔ آپنے فرمایا کہ نوردیدہ کو تا بہ علی آباد ہمراہ لیجاتا ہون۔ چند روز کے بعد مین حج کے لئے جاؤن گا اُسوقت نوردیدہ کو آپکی ملازمت مین بہیجدون گا۔ مشارالیہ آپکے فرمانے سے خوش ہوا۔

پہر آپ سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین علی آباد سے مع رفقا بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوئے جب آپ سندہ مین پہنچے اُسوقت سندہ کے واقع نگار نے شاہجہان بادشاہ ہند کی خدمت مین آپکی تشریف آوری کی خبر دی۔ اُسیوقت بادشاہی حکم سندہ کے حکام پر صادر ہوا کہ آپکی مہانداری و مدارات عمدہ طرح سے کرین۔ اور سندہ سے ہند تک حکام منازل پر بہی حکم بہیجا گیا۔ جب آپ تشریف لائین ہر ایک مقام مین آپکی مہانداری بجا لائین جس چیز کی ضرورت ہو اُسکو حاضر کرین۔ شاہجہان آپکے بزرگان سلف خاص آپکے صفات و کمالات سے واقف تہا۔ اور یہہ بہی جانتا تہا کہ بادشاہون کے منظور نظر مین۔ اور ظاہری و باطنی کمالات سے موصوف مین۔ ہمہ تن آپکے ملاقات کا مشتاق تہا۔ سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین بتاریخ ماہ مین آگرہ دار السلطنت مین مع الخیر داخل ہوئے حسب الحکم بادشاہ اعیان دولت و ارکان سلطنت نے اعزاز و اکرام سے آپکا استقبال کیا۔ اور بادشاہی مکان مین اتارے۔ مہانداری و مدارات کا تمام سامان مہیا کر دئے دوسرے روز آپ دربار مین بادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ شاہجہان علم دوست و ہنر پرور تہا نہایت ادب و تعظیم کے ساتہہ آپسے ملا۔ اور آپکو اپنی مسند جلوس کی

اجازت دی۔ دیر تک آپ سے سفر کے حالات استفسار کرتا رہا۔ اور بزرگان سلف کا بھی تذکرہ پوچھتا رہا۔ پھر بادشاہ نے آپ کو عطر و پان عطا کر کے چھ ہزار روپے نزد قدم و نشست سر مرحمت کیا۔ آپ بادشاہ کی ملاقات سے بہت ہی محظوظ ہوئے اور قدر دانی و مہمان نوازی و عطیۂ سرفرازی کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور دعائے خیر سے یاد کیا۔ بادشاہ نے بھی مہمان عزیز کی خیر مقدم میں مرحبا مرحبا کہا۔ آپ دربار سے فرودگاہ پر آئے۔ چند روز مہمان رہے۔ اسی قیام میں متعدد مراتب باریابی سے مشرف ہوئے۔ شاہزادہ عالمگیر بھی آپکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور آپکے علم و فضل و تقویٰ و طہارت کو دیکھ کے تمنا کرنے لگا کہ ایسے بزرگ کا تیموریہ سلطنت میں رہنا مناسب ہے۔ ایسا ہی شاہجہان بادشاہ ہند کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا۔ آپ سے درخواست کی کہ حضرت بادشاہ و رعایائے دولت کو اپنے فیض عام سے سرفراز فرمائیں۔ اور ہند کو اپنا قیام گاہ معین کریں۔ بادشاہ و رعایا آپکے فیضان صحبت سے مستفید ہونگے۔ آپ نے بادشاہ کی درخواست طوعاً و کرہاً اس شرط پر قبول کی کہ حج و زیارت سے واپس ہوتے وقت ہند میں سکونت اختیار کرونگا۔ اور سمرقند و بخارا سے اپنے عیال و اطفال کو بلالونگا بادشاہ آپکے فرمانے سے خوش ہوا۔ اور آپکا شکریہ ادا کیا۔ اسیوقت آپکو شاہزادہ عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ اور آپکو حج و زیارت کے جانے کیلئے اجازت دی اور آپکے لئے زاد و راحلہ کا پورا بندوبست کر دیا۔ اور رستہ کے حکام پر فرامین نافذہ بھیجے کہ جہاں مولانا شیخ الاسلام پہنچیں وہاں کے حکام آپکی مہمانداری کا عمدہ انتظام فرمائیں۔ اور سورت کے صوبہ دار کو خاص طور پر ارشاد ہوا کہ مولانا کی مہمانداری کا اہتمام عمدہ طرح سے کر کے آپ کو مع رفقاء وغیرہ جہاز میں سوار کر دیجئے۔ پھر آپ سورت روانہ ہوئے

عالمگیر نے آپکو غائبانہ قلیچ خان بہادر خطاب سے سرفراز فرمایا۔ بذریعہ مراسلہ آپ کو اطلاع دیگئی۔ پس آپ سورت سے جہاز پر سوار ہو کے تشریف روانہ ہوئے۔ وہان مع الخیر پہنچ کے حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور متبرکات مزارات کی زیارت سے بہی سربلند ہوئے۔ تخمیناً ایک سال کے بعد ہند مین آئے۔ بادشاہ و شاہزادے کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اولاً شاہزادے کے اتالیق مقرر ہے۔ شاہزادہ نے اپنے اختیارات کے زمانہ مین آپکو متعدد خدمات پر یکے بعد دیگرے رکہا۔ جو خدمت آپکے متعلق ہوتی تہی۔ آپ اُس خدمت کو عمدہ طرح سے بجالاتے تہے۔ کبہی صدارت پر کبہی صوبہ داری۔ کبہی سپاہ سالاری وغیرہ پر مامور رہے۔ شاہزادے کی خدمت مین زمانہ شاہزادگی و شاہی مین بیشمار نمایان کام کئے۔ عالمگیر آپ سے نہایت ہی خوش رہا ابتدا سے انتہا تک آپکی تعریف و تحسین کرتا رہا۔ آپ بظاہر امیر تہے۔ لیکن باطن مین فقیر صاحبدل تہے۔ خوش اخلاق و نیک محضر تہے۔ منکسر المزاج و حلیم الطبع تہے۔ بزرگان سلف کے صفات و کمالات سے موصوف تہے۔ غربا پرور۔ و مہمان نواز تہے۔ آپکی وجہ سے سمرقند و بخارا کے اکثر بزرگ زادے و خوانین و ترا کمہ ہند مین درجۂ امارت کو پہنچے۔ آپکا دولتخانہ عالمگیری عہد مین سمرقندیون و بخاریون کا فرودگاہ تہا۔ آپ مہمانون کی مہمانی مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ روزانہ آپکے دسترخوان پر دو ڈہائی سو بزرگ شریک طعام ہوتے تہے۔ کہانے اقسام اقسام کے ہوتے تہے۔ پلاؤ و چلاؤ کی کثرت۔ کباب کوفتہ و شامی کی بہی بہتات ہوتی تہی۔ گویا روزانہ آپ کا دسترخوان خوان نعمائی کا نمونہ تہا۔ فیاض دل و سیر چشم تہے۔ غربا و یتامیٰ و بیوگان و معذورین کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ اکثرون کے لئے

ماہانہ وظائف مقرر کر دیے تھے۔ حجاج و زائرین کی بھی مدد کرتے تھے۔ سمرقند و بخارا و بلخ وغیرہ کے علماء و حفاظ کے لئے ہند سے تحائف نفائس بھیجتے تھے۔ اور زر نقد بھی روانہ کرتے تھے۔ فی زمانناہم حضرت نظام خلد اللہ ملکہ کو جو خواجہ عابد قلیچ خان بہادر مرحوم کے باقیات الصالحات میں بمصداق الولد سر لابیہ و بفحوائے کل شیئ یرجع الی اصلہ خواجہ کے قدم بقدم پاتے ہیں وقتاً فوقتاً بزرگان سلف کے جواہر کھلائی دیتے ہیں۔ وہی داد و دہش کے چشمے جاری نظر آتے ہیں۔ بزرگان سلف کی نیک نیت و برکت سے یہ فیض قیامت تک جاری رہیگا۔ آمین ثم آمین۔

تحفۃ الذاکرین کے مولف نے لکھا کہ خواجہ عابد قدس سرہ نے بھی بزرگان سلف کی طرح علی الد سمرقند سے رخصت ہوتے وقت خوان یغمائے خاص کیا تھا۔ تمام مال اثاث البیت یغمائیوں کے نذر کر دیا تھا۔ کوئی شئے بجز کتب باقی نہیں چھوڑا تھا۔ سبحان قلیخان حاکم بخارا نے خوان یغما کی خبر سنکے میر شہاب الدین ابن خواجہ عابد کے پاس بہت سا زر نقد بھیجدیا۔ پھر بدستور دولتخانہ آباد و معمور ہو گیا۔ خوانین والاے بخارا ہمیشہ آپ کے خاندان کی اعانت کرتے رہے۔ اعانت کو ثواب و باعث فتوحات جانتے تھے واقع میں آصفجاہی خاندان کے بزرگان سلف صاحب کرامت و کرشمہ تھے۔ انکی اعانت یقیناً باعث برکت ہے۔ آپ تا بہ رحلت بادشاہی خدمات پر مامور رہے باوجود ضعیفی خدمات کے انتظام میں بسر کرتے رہے۔ بخارا و سمرقند کی آب و ہوا میں تربیت پائے ہوئے تھے۔ اگرچہ ضعیف تھے لیکن چہرہ بشرہ سے جوانی کے آثار نمایاں تھے گوشت و پوست میں عالم شباب کی قوت و طاقت جولانی کر رہی تھی۔ جس معرکہ میں قدم رکھتے تھے نامی بہادروں سے مقدم ہوتے تھے۔ عالمگیری ستعدفتوحات میں

آپکے اور آپکے صاحبزادے میر شہاب الدین غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے نام سے مشہور ہوئیں عالمگیری امرا میں معزز امیر مانے جاتے تھے۔ فقیر مؤلف نے آپکا اور آپکے صاحبزادے مذکور کی امارت و سرفرازی خطابات و کارنمایاں کے حالات مشرح مع تاریخ و سنہ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں لکھے ہیں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب میں صرف حالات درویشی و پرہیزگاری گزارش مقصود ہے۔ امارت کے حالات مجملاً بطور گوشوارہ بدون سنہ و تاریخ لکھدئے۔

آپکی وفات

۱۰۹۷ ہجری میں عالمگیر بادشاہ ہند نے گولکنڈہ حیدرآباد پر حملہ کیا۔ اُسوقت ابوالحسن قطب شاہ عرف تاناشاہ حکمرانی کی مسند پر جلوس فرماتہا۔ تاناشاہ حیدرآباد سے فرار ہوکے گولکنڈہ کے قلعہ میں متمکن ہوگیا۔ عالمگیری فوج نے تعقب کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ باہم طرفین سے توپ تفنگ و آلات جنگ سے آتش باری ہوتی تہی۔ طرفین سے مجروح و مقتول ہوتے تہے۔ گر شمار میں عالمگیری زائد و تاناشاہی کم۔ محاصرہ میں چار ماہ تک رہا۔ کشائش قلعہ نہیں ہوتی تہی۔ بادشاہ بذات خود محاصرہ میں شریک تہا اسی محاصرہ میں عالیجناب غفران مآب خواجہ عابد قلیج خان مع فرزند غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر شریک تہے۔ پدر و پسر جنگ میں ہمہ تن مصروف تہے۔ کامیابی و کشائش کی تدبیریں سوچتے تہے۔ کوشش و جانکاہی و عرقریزی میں ایک منٹ کے لئے غافل نہیں ہوتے تہے۔ آخر ایک سحر میں آپکا بازو مبارک گولہ کی ضرب سے مجروح ہوگیا۔ ضرب شدید آئی تہی۔ آپ زخمی ہونیکی حالت میں سواری پیادہ نشین ہوکے

حسب الحکم عالمگیری خیمہ مین تشریف لائے۔ جراحین چابکدست بلائے گئے۔ بادشاہ نے عیادت و مزاج پرسی کے لئے اسد خان وزیر و دیگر امرا کو بہیجا۔ جسوقت وزیر و امرا پہنچے اُسوقت جراح زخم کو ٹانکے لگا رہا تہا۔ اور آپ اطمینان سے کافی پی رہے تہے امرا و وزیر بہی کافی کے دور مین شریک ہوئے۔ آپ پیالی پیتے جاتے تہے اور فرماتے تہے کہ این جراح نہایت چابکدست و ہوشیار است چنان زخم را می دوزد کہ رنج معلوم نمی شود تمام حاضرین آپکے استقلال و ثابت قدمی کو دیکہ کے حیران ہوتے تہے۔ زخم شدید تہا درست نہوا۔ آخر تیسرے دن بتاریخ ۲۴ ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۸ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت فرما ہوئے۔ بادشاہ کو آپکی رحلت سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر کو تسلی و دلاسا دیا۔ اور ماتم پرسی کی خلعت بہی مرحمت کی۔ گولکنڈہ کے میدان مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک فی زماننا وہ مقام آصف نگر کے نام سے مشہور ہے۔ ہذہ ماخوذہ من تاریخ فتحیہ و خافیخانی وغیرہا۔ ان کنت شائقا فارجع الیہا۔

آپکی اولاد

میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر۔ نواب حامد خان معز الدولہ۔ نواب مجاہد خان۔ نواب مجاہد خان۔ نواب عبد الرحیم خان نصیر جنگ تہا۔ حجۃ الذاکرین کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عبد الرشید نام کے اور ایک فرزند تہے۔ وہ ہند مین نہین آئے بمسند خلافت پر والد ماجد کی جگہ جلوس فرما تہے۔ بزرگان سلف کی طرح ہدایت و ارشاد خلائق مین مصروف رہتے تہے۔ خانقاہ انبیا و علی آباد الیمغا پر قابض و متصرف تہے معلوم نہین فی زماننا وہان خاندان کے باقیات الصالحات

قائم ہین یا نہین۔ امید ہے کہ ضرور یادگار ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت خواجہ بہاء الدین برادر حقیقی خواجہ عابد

آپ حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ کے فرزند بزرگ ہین۔ اور خواجہ عابد الملخاطب بہ قلیچ خان کے برادر حقیقی۔ آپ کی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند مین ہوئی۔ والد ماجد آپ کو زنگی ۱۲۱ نامی بزرگ کی خدمت مین جو خواجگان قدس سرہم کے خلفاے تھے لیگئے۔ اور عرض کیا کہ اس مولود مسعود کا نام تجویز کر دیجئے۔ حضرت نے دعائے خیر کرکے فرمایا کہ اس نونہال سعادت منہ کا نام خواجہ بہاء الدین رکھئے۔ انشاء اللہ تعالے اس نام کی برکت سے سعید ورشید ہوگا۔ عزیزان عالم بزرگ کے فرمانے سے بہت خوش خوش شادان روز افزون فرزند کی تربیت مین مصروف ہوئے۔ جب صاحب ترجمہ نے سال پنجم مین قدم رکھا۔ اسوقت آپکی تعلیم شروع کی۔ آپ ہونہار وہوشیار تھے۔ ہفت سالہ عمر مین قرآن شریف ومختصرات کتب مسائل صوم وصلوٰۃ سے فارغ ہوئے۔ دس سالہ عمر مین عربی کی تعلیم شروع کی۔ بست سالہ عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر والد ماجد ومشائخ سمرقند سے تصوف کی کتابین پڑھنے لگے۔ اور ریاضت مین مشغول ہوئے۔ تعرف وتصوف مین ماہر کامل۔ اور والد ماجد کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ آپکے بزرگان سلف نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ بھی اسی طریقہ پر قائم ہوئے۔ علوم ظاہری وباطنی کے منازل طے کرنے کے بعد متاہل ہوئے۔ بزرگان سلف کے ہمدم وہمقدم تھے۔ جو کچھ معاش زمین انعام خوانین واز ابکہ بخارا وسمرقند سے مقرر تھے۔ اسی مین زندگی بسر کرتے تھے۔ خانقاہ اولیا مین درس تدریس فرماتے تھے۔ اور خوانین کے طرف سے سمرقند کی خدمت قضا پر

مقرر تھے۔ زمانہ دراز تک خدمت پر مامور رہے۔ انوشہ خان والی اورگنج آپ سے حسن عقیدت رکھتا تھا۔ کبھی کبھی انکی زیارت کے لئے آتا تھا۔ اتفاقاً خان موصوف اپنے والد عبدالعزیز خان حاکم بخارا سے مخالفت کرنے لگا۔ حاسدین نے حاکم بخارا کے دلنشین کیا۔ کہ مخالفت کا باعث خواجہ بہاء الدین ہے۔ خواجہ صاحب ترجمہ اسی تہمت میں قتل کئے گئے۔ آپکے صاحبزادے محمد امین باپ کے قتل کے بعد وطن سے برخاستہ خاطر ہوکے ہند میں ۱۰ سنہ جلوس عالمگیری میں دکن آئے۔ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے۔ دو ہزاری منصب خطاب خانی سے سربلند۔ غازی الدین خان فیروز جنگ کی رفاقت میں مقرر ہوئے۔ تیموریہ سلاطین کے اہل مناصب کے زمرہ میں شریک کئے گئے۔

سنہ ۲۲ جلوس عالمگیری میں قاضی عبداللہ صدر مرحوم کی جگہ پر صدر کل ہوئے۔ بادشاہ نے آپکو مروارید کی تسبیح انگشتریاں عطا کیں۔ سنہ ۴۳ جلوس میں منصب سہ ہزاری و پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز۔ سنہ ۴۹ جلوس میں آپنے واکنکیرہ میں نمایاں کام کئے۔ بالتعین اصل و اضافہ منصب چار ہزاری ہزار و دو صد سوار سے سربلند۔ سنہ ۵۱ جلوس میں مخالفین کی تنبیہ سے فارغ ہوکے حضور میں آئے۔ سہ صد سوار و چین بہادر خطاب سے سرفراز ہوئے۔ سلطان کام بخش کی ہمراہی میں متعین ہوئے۔ خلد مکان کے فوت ہوتے ہی بدون اطلاع اعظم شاہ کے پاس آئے۔ آخر شاہزادے کی صحبت سے جدائی اختیار کرکے اورنگ آباد آئے۔ خلد منزل کی ملازمت میں شریک ہوئے۔ جب بادشاہ نے دکن سے ہند کی طرف مراجعت کی اسوقت آپکو مراد آباد کی فوجداری پر مقرر فرمایا۔ اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ فرخ سیر کے عہد میں سادات بارہ کے توسل سے منصب ششش ہزاری خطاب اعتماد الدولہ نصرت جنگ سے سرفراز ہوے۔ اور بخشی گری دوم پر مامور۔

سال پنجم جلوس فرخ سیر مین صوبہ مالوہ کے بندوبست کے لئے روانہ ہوئے۔ اسی اثنا مین امیرالامرا حسین علیخان نے دکن سے مراجعت کے وقت آپکو پیام لطف آمیز و رعب افزا بھیجا۔ آپ بدون حکم سرکار دارالخلافہ روانہ ہوئے۔ بنا معتوب ہو کے خدمت و منصب سے معزول۔ جب سادات بارہہ نے فرخ سیر کو قید کیا۔ اسوقت آپ مع جمعیت سادات کے پاس آ گئے۔ منصب قدیم و خدمت بخشی گری دوم پر مقرر ہوئے۔ پھر آپکے اور حسین علیخان کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی۔ حسین علیخان کے قتل تک مخالفت کا بازار گرم رہا۔ قتل کے بعد آپکو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و ایک کرور پچاس لاکھ دام منصب انعام ملا۔ درجۂ وزارت کو پہنچے۔ اور وزیر الممالک خطاب پایا۔ چار مہینے کے بعد ۱۱۳۳ ہجری مین فوت ہوئے۔

امیر دلیر و کریم النفس تھے۔ مغلون کے ساتھ بہت رعایت کرتے تھے۔ ملازمین کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔

آپکے فرزند میر قمرالدین خان اعتمادالدولہ فرخ سیر کے عہد مین احدیون کے بخشی تھے۔ سال اول جلوس محمد شاہی مین آپنے غیرت خان بارہہ ہمشیرہ زادہ امیرالامرا کے حملہ کو نہایت بہادری و دلیری سے درہم برہم کر دیا۔ اسی بہادری کے صلہ مین شش ہزاری و شش ہزار سوار و خدمت بخشی گری دوم بجائے پدر مرحوم و داروغگی غسلخانہ بھی احدیون کی بخشی گری کا ضمیمہ ہوئی۔ اور والد کے فوت ہونے کے بعد اضافہ منصب و خطاب اعتمادالدولہ سے سرفراز ہوئے۔ اگرچہ نظام الملک آصفجاہ دکن سے وزارت کے لئے بلائے گئے۔ آتے ہی وزارت کی خلعت سے مشرف ہوئے۔ لیکن چند ہی روز کے بعد حضور سے برخاستہ دل ہو کے دکن چلے آئے۔ آصفجاہ کی مراجعت کے بعد

۱۱۳۵ہجری میں آپکے نام پر وزارت قرار پائی۔ مدت تک عیش و سرور میں بسر کرتے رہے۔ بعد ۱۱۵۶ ہجری میں باتفاق خاندوران بالاجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے چند معرکوں کے بعد باہم صلح ہوگئی۔ پھر دوسرے مرتبہ علی محمد خان روہیلہ کی تنبیہ کے لئے بادشاہ کے ہمراہ شاہجہان آباد سے برآمد ہوئے۔ پھر تیسرے مرتبہ احمد شاہ کے ہمراہ درانی کے مقابلہ کے لئے سرہند گئے۔ عین مقابلہ کے دن ضرب گولہ توپ سے فوت ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۱۶۱ ہجری میں واقع ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حسن اتفاق سے تہا کہ خواجہ عابد کے پوتے میر قمرالدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ اول محمد شاہ بادشاہ ہند کے وزیر ہوئے۔ اسیطرح خواجہ بہاءالدین کے بہی پوتے میر قمرالدین خان اعتماد الدولہ اعتماد الملک بادشاہ موصوف کے وزیر ہوئے۔ علی ہذا القیاس محمد امین خان چین بہادر اعتماد الدولہ بن خواجہ بہاءالدین۔ اور میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان فیروز جنگ بن خواجہ عابد قلیچ خان بہادر درجۂ امارت و وزارت کو پہنچے۔

مقدمۂ مذکور تمام ہوا۔ اب نقیر مولف حسب قرار داد تذکرہ کو بترتیب حروف تہجی شروع کرتا ہے۔ ہو ہذا

حرف الالف

شیخ ابو جیو تمیمی برہانپوری

شیخ ابو جیو۔ نام عارفی تخلص۔ آپ شیخ خضر بن شیخ بہاءالدین تمیمی کے صاحبزادے ہیں۔ آپکے والد ماجد میران محمد شاہ فاروقی کلان کے زمانہ میں احمدآباد گجرات سے

برہانپور مین آئے۔ اور قلعۂ اسیر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکا تولد ۹۲۸ھ نوسواٹہائیس ہجری مین قلعہ مذکور مین ہوا۔ اور نشو و نما بہی وہان کی آب ہوا مین ہوا۔ نشوونما کے بعد آپنے گیارہ برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ کیا۔ حافظ ہوئے۔ قرآن شریف عربی لہجہ مین خوش الحانی سے پڑہتے تہے۔ سامعین محظوظ ہوتے تہے۔ بلکہ سامعین پر وجد کی حالت طاری ہوتی تہی سترہ برس کی عمر مین علوم متعارفہ و فنون متداولہ سے فارغ التحصیل ہوے اور اٹہارہ برس کی عمر مین بموجب حدیث نبوی نکاح کیا۔ بیس برس کی عمر مین آپکو ایک دختر نیک اختر پیدا ہوی۔ ابتک آپکے روضہ کی تولیت اُسی دختر کی اولاد مین جاری ہے۔ اُسی زمانہ مین یعنے ۹۴۸ھ نوسواڑتالیس ہجری مین شیخ فضل اللہ بن شیخ محمد صدر جونپوری بارادۂ حرمین شریفین قلعۂ اسیر مین آئے اور جامع مسجد مین فروکش ہوئے۔ شیخ نعمت اللہ بن شیخ محمد اسحٰق نبیرہ شاہ نعمان اسیری نے شیخ فضل اللہ کی دعوت کی۔ مجلس دعوت مین علما و فضلا و مشائخ کا مجمع تہا۔ کہانے کے بعد مجلس مین باہم علما و مشائخ مین حقائق و معارف کا مذاکرہ ہوتا رہا اہل مجلس علما کی تقریر سے محظوظ ہو رہے تہے کہ شیخ فضل اللہ نے حقائق و معارف کے مسائل و دقائق و نکات ایسی خوبی سے بیان کئے کہ تمام علما و مشائخ عالم وجد مین حق حق کہنے لگے۔ تقریر ختم ہونے کے بعد مجلس برخاست ہوی۔ رخصت کے وقت شیخ نعمت اللہ نے باواز بلند فرمایا۔ اے حاضرین حضرات حسن اتفاق ہے کہ شیخ بے نظیر درویش روشن ضمیر کا گذر اس مقام مین ہوا ہے اگر کوئی بزرگ مریدی کا ارادہ رکہتا ہو تو شیخ سے بیعت کرے۔ اور دولت ابدی و نعمت سرمدی پائے۔ آپ یعنے صاحب جو مجلس مین شریک تہے

اور آپکو مدت سے مرشد کی تلاش تھی۔ اُسی وقت شیخ کی خدمت مین بیعت کی درخواست کی شیخ نے دیکھا کہ آپکے چہرے سے بزرگی وسعادت کے آثار نمایان ہین نہایت خوشی سے آپکو مریدون کے سلسلہ مین شریک کیا۔ اذکار و اشغال سے ممتاز فرمایا۔ اور دوسرے دن وہان سے روانہ ہوئے۔ شیخ ابوجیو صاحب ترجمہ چند روز کے بعد حضرت شاہ جلال نبیرہ شاہ نعمان مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوئے عبادت و ریاضت مین مشغول ہوئے۔ دن کو نوار تہا۔ رات کو آرام تہا۔ قائم اللیل رہتے تہے۔ اور ہمیشہ نفس کشی فرماتے تہے اکثر اوقات حالت جذب مین صحرا و جنگل مین چلے جاتے تہے۔ ہر وقت تجرید کے خواہان رہتے تہے۔ چاہتے تہے کہ دنیوی تعلق دل سے دور ہو جائے۔ اور مقصود اصلی حاصل ہو جائے بعض اوقات شدت فراق مین ابیات ذیل پڑہتے تہے۔

بیا ساقیا جام پر کن زمے ۔۔۔ کہ گویم ترا حال کسریٰ و کے
مغنی چہ باشد کہ لطفی کنی ۔۔۔ زمے آتشے در دلم افگنی
برون آرا از فکر خود یکدمم ۔۔۔ بہم بر زنی خانمان غمم

نقل ہے کہ ایکروز آپ اور چند مشائخ خانقاہ مین مجتمع تہے اور حضرت شاہ جلال آیۂ کریمہ نحن اقرب الیه من حبل الورید۔ واللہ معکم وکنتم لا تبصرون کی تفسیر نہایت خوبی کے ساتہہ بیان فرما رہے تہے۔ کہ حاضرین کے دلون پر رقت و فرحت ہو رہی تہی اور ہر ایک کے دل پر جلال کبریائی کی روشنی پڑ رہی تہی کہ آپ کے دل پر حضرت شیخ کی تقریر موثر ہوئی آپ اُسوقت ہمہ تن فنا فی اللہ کی حالت مین بیخود و بیہوش ہوئے۔ اور دنیوی تعلقات سے منقطع اُسی وقت تارک ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی اور عبادت الٰہی مین مشغول ہوئے ؎

دنیا مثال بحر عمیق ست پر نہنگ | آسودہ عارفان کہ گرفتند ساحلے
دنیا پلیست بگذر دار آخرت | اہل تمیز خانہ نہ بستند بر پلے

آپ اس گوشۂ تنہائی میں ڈھائی سال تک بے گوشہ سے باہر قدم نہیں رکھا مان حاجت ضرورت کے لئے برآمد ہوتے تھے اور لذائذ دنیوی سے نفس امارہ کو دور رکھا۔ کبھی نفس کی خواہش کیطرف خواہش نہیں کی۔ صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ صرف ایک خرما و پانی کی پیالی سے افطار فرماتے تھے۔ یہی ایک غذا تھی۔ جب حجرہ سے برآمد ہوئے۔ استخوان و پوست باقی تہا جسم میں خون نہیں دکھلائی دیتا تہا۔ آپ حجرہ سے برآمد ہوکے اسیر کی پہاڑیوں کے دروں میں عزلت نشین ہوئے۔ اور درختوں کے پتے غذا کرتے تھے چند مدت کی ریاضت کے بعد آپکا دل نور آلہی سے روشن ہوا۔ اور ما سوی اللہ کا مضمون دل سے دور ہوا ؎

تعلق حجابست بے حاصلی | چو پیوندہا بگسلی واصلی

مشہور ہے کہ آپ نو برس تک شاہ جلال قدس سرہ کی خدمت میں ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ کرتے رہے۔ پہر دنیا و ما فیہا کے طرف رغبت نہیں کی۔ اور حالت جذب میں ابیات ذیل موزون کیں ؎

در خلوت دل ہیچ بجز یار نگنجد | اندر حرم وصل تو اغیار نگنجد
دل نیز نگنجد کہ چو دلدار در آید | بل عشق تو تا میست کہ دلدار نگنجد
سرباز چو منصور بزن دم تو انا الحق | آنکس کہ شود بیخبر از دار نگنجد
در راہ خرابات چو خواہی کہ در آئی | سرمست بنہ پائے کہ ہشیار نگنجد
چون جامی از جامۂ سالوس برون آ | در کوئے بتان جبہ و دستار نگنجد

جب تک آپکے مرشد شاہ جلال قدس سرہ زندہ رہے۔آپ خدمتگاری پیرپرستی
مین کمر بستہ و حاضر رہے مرشد کی رحلت کے بعد حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اور اولًا
برہان پور سے احمد آباد گجرات گئے۔حضرت شیخ فضل بعد مرشد سابق سے لے
مدت تک خدمت مین رہے۔ خانقاہ کی جاروب کشی فرماتے تھے اور پیر پرستی
کے شرائط ادا کرتے تھے۔شیخ آپکے حال پر نہایت توجہ و التفات کرتے تھے
شبانہ روز حقائق معرفت و دقائق حقیقت دل نشین گوش گزار فرماتے تھے۔
اور بارہا ابوحیو کو اپنے پیر شیخ صفی کے لقب سے ملقب کرتے تھے کہ یہ ہمارا شیخ صفی ہے
پھر شیخ نے آپ کو خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان دیکے حرمین کو روانہ کیا۔
آپ احمد آباد سے مع چند رفقا مکہ مین پہنچے حج و زیارت سے فارغ ہو کے
شیخ علی متقی کی جو نپوری کے حلقۂ تعلیم و تلقین مین داخل رہے۔چند مدت تک
ان کی خدمت مین رہے۔شیخ اور آپکے درمیان بحکم الحب للہ اخلاص و اتحاد
کامل ہوا۔شیخ نے آپکو خلافت کی نعمت مرحمت کی۔آپ شیخ سے رخصت لیکر
مدینہ منورہ آئے۔اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
ہوئے۔اور روضہ منورہ کے دیدار فائض الانوار سے تازہ دل و روشن ضمیر ہوئے
اور مدینہ منورہ سے بلدہ برہان پور مین مراجعت کی چندروز مخدوم شیخ فرید
بن عالم لنگی کی خدمت مین باراندر ہے۔جب شیخ نے آپکے اخلاص و اتحاد
مشاہدہ کیا دوستانہ خلافت کی نعمت عطا کی۔اکثر اوقات آپ زبان مبارک
سے فرماتے تھے کہ مجھکو چار بزرگون سے خلافت و نعمت ملی۔اول شیخ
فضل اللہ بن شیخ محمد صدر سے۔دوم حضرت شاہ جلال قادری سے۔سوم مولانا

شیخ علی متقی مکی سے۔ چہارم شیخ فرید لنگی سے۔ اول کے دو بزرگون سے بطریق پیر پرستی اور آخر کے دونون بزرگون سے بطور عزیزی و دوستی۔ آپ نے ابتدا میں تبدیل اخلاق و نفس کشی کے لئے ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ اختیار کیے اور شیوخ کے ارشاد کے موافق تعمیل کرتے رہے۔ ریاضات کی برکت سے آپ کا جسم مبارک ہم شکل روح ہوگیا تہا۔ اور قلب آئینہ خلائق کو اندہیری رات میں آپکا مبارک چہرہ دیکہکر حیرت ہوتی تہی۔ گویا آپکا چہرہ بدر منیر نظر آتا تہا۔

نقل ہے کہ آپکی خانقاہ مین ایک حاجی جہان دیدہ و عمر رسیدہ وارد ہوا۔ چندروز خدمت مین رہا دیکہا کہ آپ ہمیشہ صائم الدہر و قائم اللیل رہتے ہین۔ آپ سے صوم کی فضیلت دریافت کی آپ نے فرمایا کہ صوم مین چار چیزین حاصل ہوتی ہین صوم مین اصل خاموشی۔ اور خاموشی فکر کا مادہ ہے۔ اور فکر معرفت کا جزاعظم ہے اور معرفت ایک ایسا جوہر ہے کہ اس سے اشیا کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ جب سالک اصل حقیقت سے واقف ہوتا ہے تب اوسپر کشف ہوتا ہے کشف ایک نور ہے ریاضت و شفقت کے بعد دل مین پیدا ہوتا ہے اوس سے عالم علوی و سفلی کی حقیقت منکشف ہوتی ہے جیسا کہ امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین لکہا ہے العلم علم مکاشفہ الخ حاجی آپکی تقریر سنکے وجد کرنے لگا اور حضرت کے قدمون پر گر پڑا

نقل ہے کہ ایکروز آپکے مرید شاہ محمد نے آپکی دعوت کی۔ شاہ محمد برہانپور مین رہتا تہا۔ اور آپ آسیر مین آپنے مرید کی خوشی کے لئے دعوت قبول کی اور تکلیف گوارا فرمائی اوس کے مکان پر تشریف لائے۔ اوس کے تمام عیال و اطفال حضرت کے مرید تہے۔ زنانہ مین آپ سے پردہ نہین تہا۔ مرید آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا

حضرت کو تعظیم و توقیر سے مکان مین تخت پر بٹھایا اور زن و فرزند کو آپکی خدمت
مین چھوڑ کے آپ ضیافت کا سامان فراہم کرنے کے لئے بازار گیا ماسی اثنا مین اُسکا بھائی
شیخ معروف بھائی کے ملنے کے لئے آیا۔ دروازہ کے روشندان سے دیکھا کہ ایک
بیگانہ شخص تخت پر بیٹھا ہے۔ اور بھائی کی بیوی اُسکی خدمت مین دست بستہ کھڑی
ہے۔ حمیت غیرت سے غضبناک ہوا۔ تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکے شیخ کے سر آیا۔ چاہا کہ
قتل کرے۔ یکایک آپ پر شیخ کی نظر پڑی ہیبت و رعب سے کانپنے لگا۔ اور تلوار ہاتھ
سے گری۔ وہان سے فرار ہو کے گھر کے گوشہ مین بیخود و بیہوش پڑا رہا۔ جب ہوش مین
آیا عزیزون نے اُس سے کہا۔ آپنے یہہ کیا حرکت ناشایستہ کی۔ اُس نے بیان کیا
کہ مین بیگانہ شخص بھائی کے گھر مین دیکھہ کے کمال غیرت سے ہاتھ مین برہنہ تلوار
لیکے آیا کہ بیگانہ شخص کو قتل کرون جب روبرو ہوا مجھکو تخت پر ایک شیر نظر آیا۔
اور اُس نے مجھپر حملہ کیا۔ مین اُسکی ہیبت سے بیحس و حرکت ہوا۔ دو تین گھنٹے یہی
حالت رہی پھر مین حضرت کی توجہ سے ہوش مین آیا۔

نقل ہے کہ آپنے شیخ مبارک مرید صادق سے تجدید وضو کے لئے پانی منگوایا
شیخ ایک کنوئین پر گیا۔ وہان معمار کھڑے تھے۔ آپسے کہا کہ اس کنویکا پانی بہت ہی
تلخ ہے۔ صرف عمارت مین استعمال کیا جاتا ہے۔ پس شیخ دوسرے کنوے پر
گیا وہان سے لایا مگر کنوے کی دوری کے وجہ سے پانی لانے مین تاخیر ہوئی تھی آپنے
تاخیر کا سبب پوچھا شیخ نے بیان کیا۔ آپ اُسوقت کھارے کنوے پر آئے۔ اور
شیرین پانی منگوا کے دو تین گھونٹ نوش کئے۔ اور باقی کنوے مین ڈالدیا۔ اُسیوقت
کنوان شیرین ہو گیا۔ اہل محلہ بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت کا شکریہ ادا کرنے لگے

اور آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔ آپ صاحب شریعت و حقیقت جامع کرامت و آیات تھے۔ آپکے خوارق عادات بے شمار ہیں۔ ممکن نہیں کہ ہم اس کتاب میں لکھیں آخر آپنے ساٹھ برس کی عمر میں تیئیسویں تاریخ ماہ محرم ۹۹۲ھ سنہ نو سو بیانوے ہجری میں رحلت کی۔ برہانپور میں مدفون ہوئے۔ مزار زیارتگاہ ہے۔

شاہ ابوالحسن فخرآبادی

آپ حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز کی اولاد میں ہیں۔ جامع کمالات و فضائل تھے۔ مشائخ کرام کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ خلایق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ بیجاپور میں آپکے کمالات و خرق عادات کی بڑی شہرت تھی ابراہیم عادلشاہ اور اُس کا فرزند محمد عادل شاہ آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپ کمال عظمت و وقار سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مخیر و سخی تھے۔ فقرا و غربا کو بہت دیتے تھے۔ اور دلاتے تھے۔ آپنے رہرہ پور میں ایک موضع آباد کر کے اُسکا نام فخرآباد رکھا تھا اور اُس میں متوطن تھے۔ اسی وجہ سے فخرآبادی مشہور ہوئے۔ آخر آپنے ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۱ھ ایکہزار دس ہجری میں رحلت کی۔ فخرآباد میں مدفون ہوئے

شیخ ابراہیم سنگانی بیجاپوری

شیخ ابراہیم نام ہے بستان الاولیا کے مولف نے لکھا کہ سنگانی منسوب بہ سنگان جسکا معرب سنجان۔ یعنی آپ سنجانی المولد و المنشا تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند میں وارد ہوئے پہر سندھ سے دکن میں آئے دولت آباد میں سکونت اختیار کی انتہی کلامہ۔

شیخ عین الدین گنج العلوم بیجاپوری نے کتاب اطوار الابرار میں آپکو ادہم ثانی لکہا اور بیان کیا کہ آپ اوائل میں دنیوی شغل میں مشغول تھے۔ یکایک دل میں محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا علائق دنیوی کو ترک کیا۔ ہند سے شہر دولت آباد میں سید علاء الدین خواند میر حسینی جیپوری کی خدمت میں جو اکابر اولیا سے تھے۔ پہنچے۔ صوری و معنوی استفادہ سے مستفید ہوئے۔ اور شیخ شمس الدین دامغانی اور شیخ عین الدین بیجاپوری اور شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری سے بہی استفادہ کیا۔ انتہی کلامہ۔
آپ ریاضت و عبادت کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے۔ صاحب کرامت و خرق عادت تھے۔ آپ دولت آباد میں چندمدت تک رہے بعد ازاں ۷۵۰ھ سات سو پچاس ہجری میں دولت آباد سے بیجاپور آئے تین برس تک بیجاپور میں سکونت پذیر رہے۔ خلائق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ آخر ۱۴ تاریخ ماہ محرم ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری میں عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ بیرون شہر پناہ بہمنی دروازے کے جانب مدفون ہوئے۔ آپکے دو صاحبزادے شیخ سعید و شیخ صدر الدین جو صلحا و مشائخ سے تہے والد کے بعد فوت ہوئے۔ اور والد ماجد کے قریب میں مدفون ہیں۔
روضۃ الاولیائے بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ دو سال کے بعد علی عادل شاہ کے زمانہ میں کسی امیرامیر نے جو آپکے روضہ کے پاس رہتا تہا حضرت کا تابوت بیجاپور سے منتقل کرکے موضع لکہیشر میں دفن کردیا۔ اب آپکی زیارت گاہ موضع مذکور میں واقع ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت ابوالبرکات سید شاہ حافظ حسینی بیجاپوری

روضۂ اولیائے بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ آپ سید اشرف سمنانی کے برادر زادے میں

بیجاپور دکن مین ایسے زمانہ مین تشریف لائے کہ اسلام غربت کی حالت مین تہا۔
ہرطرف ہنود کا تسلط۔ آپکے ہمراہ چند فقرا تہے۔ ہنود آپکی ایذا رسانی کی فکر کرتے
تہے مگر عنایت الہی آپکے شامل حال تہی۔ کچہہ نہین کرسکتے تہے۔ صحرا مین فروکش
تہے۔ زمین کا فرش آسمان کا سقف تہا۔ ایکروز شدت سے بارش ہوئی۔ آپنے
فرودگاہ کے اطراف ایک دائرہ کا خط کہینچ دیا۔ دائرہ کے اطراف مین مینہہ برستا تہا
اور دائرہ محفوظ تہا۔ سب فقرا آرام سے رہے۔ کسیکو تکلیف نہین ہوئی۔ ہنود آپکی
یہہ کرامت دیکہہ کے معتقد ہوئے۔ جس ارادت سے آپکو شہر مین جگہ دی۔ آپنے
سکونت اختیار کی۔ اور ہدایت دعوت اسلام کا چراغ روشن کیا۔ اکثر گمراہون نے
آپکے ہاتہہ پر بیعت و توبہ کی۔ اور ہنود بہی اسلام قبول کرنے لگے۔ آپکے فیضان
نعمت سے اکثر اہل اسلام و اہل اصنام راہ راست پر آگئے۔ جب آپ قریب الرحلت
ہوئے اُسوقت اپنے لخت جگر شاہ حمزہ حسینی کو وصیت کی کہ جب میری روح
قالب عنصری سے پرواز کرے تجہیز و تکفین کرکے ادائی نماز مین تاخیر کرنا۔ فلان جہاڑی
کے طرف دیکہتے رہنا۔ ایک بزرگ نقاب پوش برآمد ہونگے وہ میری نماز جنازہ
ادا کرینگے۔ رحلت کے بعد شاہ حمزہ نے حسب وصیت عمل کیا حضرت کا تابوت
مقام نشان دادہ مین رکہا۔ بزرگ نقاب پوش کا انتظار کررہے تہے کہ یکایک اُسی سمت
مذکورہ کے ساتہہ ایک بزرگ نمود ہوئے۔ اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جہاڑی کیطرف
متوجہ ہوئے۔ شاہ حمزہ اس راز مخفی سے متعجب ہوئے۔ اور حضرت کے طرف دوڑے
اور نقاب دور کرنیکا اصرار کیا۔ بامر لاچاری بزرگ نے چہرہ سے نقاب اُٹہایا
شاہ صاحبنے دیکہا کہ بجنسہ والد ماجد کے ہمشکل ہین۔ بمصداق۔ این سِتر

غریب اولیا دانند۔ خاموش ہوئے۔ بزرگ جھاڑی میں چلے گئے۔ شاہ حمزہ نے حضرت کو دفن کیا۔ یہہ واقعہ ۱۱۲۵ھ ماہ صفر تخمیناً ۱۱۲۵ھ گیارہ سو پچیس ہجری میں ہوا مزار متبرک ہے۔

حضرت ابو الفضل سید حمزہ شاہ حسینی

آپ حضرت شاہ حافظ حسینی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ بیجاپور کے مشائخ کرام سے تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور علوم ظاہری و باطنی میں فاضل کامل اور عارف واصل تھے۔ صاحب ولایت و کرامت تھے۔ ہمیشہ خلائق کی رہنمائی میں مصروف رہتے تھے۔ شریعت کے پابند نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے تھے۔ تہجد گذار تھے ذکر و شغل سے آپکا کوئی وقت خالی نہیں رہتا تھا۔ حلیم الطبع و خلق مجسم تھے۔ مریدین و طالبین کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ آپکی عادت تھی کہ ہمیشہ جمعہ کی نماز کے بعد بیماروں کی عیادت و بزرگوں کی زیارت فرماتے تھے۔ حق گو تھے کسیکی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اکثر مریدین میں جب نزاع واقع ہوتی تھی۔ تب آپکے فرمانے سے باہم صلح ہو جاتی تھی۔ آپکے فرمانے سے مدعی مدعی علیہ کی مجال نہیں تھی کہ انکار کریں آپکی ذات صلح کل تھی۔ خلائق میں آپکی توجہ سے باہم اتفاق تھا آخر آپنے نویں تاریخ ماہ شعبان ۱۱۶۰ھ ہجری میں رحلت کی والد ماجد کے قریب مدفون ہوئے مرقد پر انوار دروازہ آثار شریف کے متصل شاہ پیٹھ بیجاپور میں واقع ہے۔ مرقد پر ایک قبہ خورد بنایا گیا ہے۔ فی الحال آپکی اولاد میں حیدرآباد و رائچور میں اکثر بزرگ صحیح النسب موجود ہیں۔ مگر پراگندہ حال و پریشان ہیں۔ مزار متبرک ہے۔

شاہ اصغر حسینی

شاہ اصغر حسینی نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ پانچ واسطے سے شاہ صفی اللہ نبیرہ
حضرت مخدوم سید محمد الحسینی گیسودراز سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ جامع کمالات صوری
و معنوی تھے۔ خلافت و اجازت آپکو اجداد کرام سے حاصل ہوئی تھی۔ ہمیشہ ہدایت
و ارشاد کی مجلس کو گرم رکھتے تھے۔ اکثر طلاب و مریدین استفادہ کرتے تھے۔ پسندیدہ
صفات و برگزیدہ اخلاق تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گلبرگہ سے بیجاپور مین
آئے۔ بادشاہ نے اعزاز و اکرام کیا۔ سکونت پذیر ہوئے۔ شہر کے مشائخ و فقراء ا
آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ درویشانہ مزاج تھا۔ سیدھی سادھی وضع رکھتے تھے
متوکل علی اللہ تھے۔ بادشاہ نے یومیہ مقرر کردیا تھا۔ آخر آپنے ۷ ذیحجہ ۱۰۱۹ ہجری
مین اس دار فانی سے دار البقا کو رحلت کی۔ اندرون شہر پناہ کے دروازہ کے متصل
مدفون ہوئے فی الحال آپکے مرقد کے احاطہ مین سرکاری کچہری ہے۔ زیارت متبرک ہے

سید شاہ ابو محمد حسین قادری قدس سرہ

آپکا اصلی نام نورالدین صادق اللہ ہے۔ شاہ ابو محمد حسین عرف ہے۔ آپ شیخ عزیز الدین
اسد اللہ کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب سے ہین علوم ظاہری و باطنی
والد ماجد سے کسب کئے۔ اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ بندر ہرمز مین مدت تک
تعلیم و تلقین کرتے رہے۔ اور ہرمز سے دکن مین آئے۔ موضع پیتھری ضلع احمد نگر مین
سکونت پذیر ہوئے۔ اور موضع مذکور مین مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ ہمیشہ درس
و تدریس مین مشغول رہتے تھے۔ آپکی خانقاہ دارالعلوم تھی۔ خانقاہ مین طلبہ کا مجمع رہتا تھا

آپ طلبہ کی بڑی خاطر و مدارات فرماتے تھے۔ سلاطین و حکام کو آپ سے حسن اعتقاد
تھا۔ آپ اکثر غربا کی سفارش حکام سے کرتے تھے۔ غربا و فقرا آپ کے ذریعہ سے
کامیاب ہوتے تھے۔ آخر آپ کی وفات ۱۲ جمادی الاول ۸۹۲ھ ہجری میں واقع
ہوی۔ قصبہ پتھری ضلع احمد نگر میں مدفون ہوئے۔ مزار و پتبرک ہے۔

شیخ ابو الفتح علائی کالپوی

آپ جامع علوم صوری معنوی تھے۔ حضرت مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز کے
مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب کشف کرشمہ و خرق عادت مکاشفہ تھے۔ حسب ارشاد مخدوم
حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حرمین میں پہنچ کے زیارت حج سے مشرف ہوئے۔ وہاں
دو سال تک رہے۔ مشائخ کرام و شرفائے عظام سے فیض باطنی پایا۔ پھر حرمین سے
مراجعت کی اور شہر کالپی میں سکونت پذیر ہوئے۔ خلائق کو ہدایت و تلقین سے
ممتاز کرتے رہے۔ صاحب التصنیف تالیف تھے۔ آپکی تالیف سے کتاب مشاہدہ کا مکمل
مشہور و متداول ہے۔ نیک محضر و پسندیدہ سیر تھے۔ مسافرین وارد ین کی مہمانداری
کرتے تھے۔ وقت رخصت اعانت بھی فرماتے تھے۔ آخر آپنے ۸۶۲ھ آٹھہ سو باسٹھہ
ہجری میں رحلت کی کالپی میں مدفون ہوئے۔ مزار متبرک ہے۔

سید اعز الدین حسینی قدس سرہ

آپ سید حسام الدین تیغ برہنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپنے علوم صوری معنوی کو
والد و جد کی خدمت میں حاصل کیا۔ اور والد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ عارف کامل تھے

خلایق کو ہدایت و تلقین سے مشرف فرماتے تھے۔ اکثر طالبین آپ کے فیض سے فائز المرام ہوئے ہیں۔ آپ کے معتقدین بے شمار تھے۔ اکثر باکمال و صاحب دل تھے۔ مشائخ و علما آپ کی بزرگی و شیخت کو مانتے تھے۔ متوکل علی صدو قانع تھے کسی سے سائل نہیں ہوتے تھے۔ حلیم الطبع و سلیم المزاج تھے۔ فقرا و غربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ آپکی خانقاہ میں بس مسافر سکونت پذیر رہتے تھے۔ آپ ذات سے مسافرون کے کل شرب کا انتظام کرتے تھے۔ بزرگان مسافر بجان پرور ہند کے مصداق تھے۔ آخر آپ دوسری شعبان ۹۹۰ھ ہجری میں دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ والد ماجد کے قریب گلبرگہ میں مدفون ہوئے۔ زیارتگاہ

سید ابوبکر

آپ سادات صحیح النسب سے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین کے مرید و خلیفہ۔ صاحب فضائل و کمالات و خوارق عادات تھے۔ ہمیشہ خلائق کی ہدایت و تعلیم میں مصروف رہتے تھے اور دین اسلام کی اشاعت میں کوشش بلیغ کرتے تھے۔ دکن کے قصبات و دیہات میں توحید کے مسائل بیان فرماتے تھے۔ اور بت پرستوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اور انکی نہایت تالیف قلوب کرتے تھے۔ حسن اخلاق و محبت سے توحید کے مسائل سمجھاتے تھے۔ ہنود اخلاق محبت کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ پس دکن میں آپ کی کوشش سے ہزارہا ہنود مسلمان ہوئے۔ آپکی وفات ۱۶ تاریخ ماہ رجب ۹۷۹ھ نو سو اناسی ہجری میں واقع ہوی۔ موضع ارک علاقہ مرتضیٰ آباد میرج میں مدفون ہوئے۔ زیارتگاہ ہے۔

شاہ ابوالحسن قادری

روضۃ الاولیا کے مولف نے لکہا کہ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے پہنچتا ہے۔ آپکے اجداد کرام کا مولد و موطن بیدر تہا۔ اور آپ بہی بیدری المولد تہے۔ ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ مین آپ بیدر سے بیجاپور رونق افزا ہوے صاحب فضایل و کمالات و جامع صفات حمیدہ تہے۔ حقایق و معارف سے واقف و دقایق و اسرار کے عارف تہے۔ طالبین و مریدین کی ہدایت مین مصروف ہوئے۔ اکثر طلبہ آپکے فیضان نعمت سے فایز المرام ہوئے۔ شہر کے علما و فضلا و مشایخ کرام آپکی تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ اور بادشاہ بہی اعزاز و احترام کرتا تہا۔ بادشاہ نے آپکے لیے وظیفہ معقول مقرر کر دیا تہا۔ آپ دلجمعی سے ذکر و شغل مین مشغول رہتے تہے۔ روضۃ اولیا بیجاپور کے مولف نے آپکی ولایت و قوت کرامت کی ایک نقل لکہی ہے۔ ہم ناظرین کے لیے۔ اس مقام مین۔ اُسکا خلاصہ ترجمہ کرتے ہین۔ **وھو ھذا**

مشہور ہے کہ دکن مین ایک شخص مسمی شیخ اسرافیل بہادری و دلاوری مین بے نظیر تہا قوت و زور آوری مین مشہور۔ بیجاپور مین آیا اور ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا۔ بادشاہ نے اُسکو بلحاظ قوت و زور آوری عہدہ جلیلہ پر مامور کیا۔ اور اپنے خاص جیلون مین شریک فرمایا۔ اور بادشاہ نے اُسکو دربار مین بیٹہنے کی اجازت دی اہل دربار رشک و حسد کرنے لگے۔ اور اُس کے زوال کی فکر مین پڑے۔ اور عرض کیا کہ اسرافیل اپنی قوت و زور آوری پر نازان ہے۔ اور شیخی مارتا ہے۔ دربار مین اُسکا امتحان کرنا چاہئے۔ چونکہ بادشاہ کو اُس سے محبت تہی۔ نہین چاہتا تہا کہ اُسکو حضور سے دور کرے۔ مگر حسّاد ہمیشہ درپے رہتے تہے۔ آخرالامر سب نے اُسکو زور

باہم اتفاق کرکے بادشاہ کو اسبات پر آمادہ و مستعد کیا کہ آج بادشاہ محل کے صحن پر فضا مین جلوس کرے اور فیلخانہ کے داروغہ کو اشارہ کرے کہ ایک مست ہاتی بادشاہ پر چھوڑے اسوقت اسرافیل کی بہادری شجاعت کا امتحان فرمائین اور دیکھین کہ بادشاہ کو ہاتی سے مقابلہ کرکے کسطرح بچاتا ہے۔ پس بادشاہ نے داروغہ کو حکم دیا داروغہ نے تعمیل کی۔ حاضرین مجلس ہاتی کے آتے ہی دربار سے متفرق ہوگئے مگر اسرافیل رکنی بدستور بست لستہ دلجمعی سے بیٹھا رہا۔ اور کچھ حرکت و جنبش نہین کی۔ اور ذرا بہی خوف نہین کیا۔ فیلبان نے ہاتی کو اسرافیل کے قریب پہنچایا۔ اور چلایا کہ مست ہاتی آیا میرے قابو سے باہر ہے اسرافیل نے بہی صور پہونکا۔ یعنے زور سے چلایا اور ہاتی کے طرف آیا۔ ہاتی نے اسرافیل کے بغل مین ہاتہہ ڈالا۔ چاہا کہ اُٹہا کے دور پہینکے۔ اسرافیل نے ہاتی کی سونڈ کو اسطرح دبوچا کہ ہاتی عاجز ہوکے زمین پر گرا۔ ہرچند کہ فیلبان کہتا تہا اسرافیل یہہ ہاتی خاص بادشاہی سواری کا ہے رہا کر۔ اسرافیل نے فیل کا کام تمام کیا۔ اسقدر ہاتی کو زدوکوب کی کہ ہاتی ہلاک ہوا۔ پہر اسرافیل کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ امر امتحاناً کیا تہا۔ دربار سے برخواست کرکے گہر گیا۔ خانہ نشین ہوا ہرچند کہ بادشاہ نے بلایا و دل جوئی کی۔ مگر وہ راضی نہین ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ کسی درویش کامل کے مرید ہونا چاہیے اور درویش بہی ایسا ہو کہ ہم سے قوت مین زیادہ ہو۔ ایسے درویش کے بابت اپنے ایک دوست سے مشورہ کیا۔ دوست نے کہا کہ آپ ہر جمعہ کو جامع مسجد کے دروازہ مین جایا کرو اور ہر ایک نمازی سے خروج کے وقت مصافحہ کرتے رہو۔ شاید کوئی بزرگ توی و کامل ملجائیگا۔ اگر پہلے جمعہ مین نملے تو دوسرے تیسرے جمعہ مین ملجائے گا۔

یہ ہر جمعہ کو جاتا تھا۔ اور ہر ایک نمازی سے دست بوسی چاہتا تھا۔ تیسرے جمعہ میں
حضرت شاہ ابوالحسن قادری سے ملا۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ خوب زور کیا۔
حضرت کے ہاتھ پر کچھ اثر نہوا۔ آپنے اسرافیل کے دونو ہاتھ زور سے ایسے دبوچے
کہ اسرافیل بےتاب ہو کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوا جب ہوش میں آیا۔ حضرت کے
ہمراہ گیا۔ اور مرید ہوا۔ ریاضت ومجاہدہ کے بعد کامل ہوا۔ حضرت کے روضہ میں مؤذن ہوے
آخر آپنے ۲۴ ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ ایکہزار پینتالیس ہجری میں رحلت کی۔ بیرون امامت پور
دروازہ کے قریب مدفون ہیں۔ آپکے مرقد پر معتقدین نے چوکھنڈی سایہ دار بنائی
زیارت و تبرک ہے۔ آپکی اولاد میں پانچ صاحبزادے تھے۔
سید عبدالقادر۔ و سید نعمت اللہ۔ سید بدرالدین۔ سید ابوالقاسم۔ سید محمد میران
سید بدرالدین طالب علمی کے لئے دہلی گئے وہاں فوت ہوئے۔ باقی بیجاپور میں فوت
ہوئے۔ آپکے بڑے فرزند ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ایکہزار اڑسٹھ ہجری میں فوت ہوئے
شاہ ابوالحسن ثانی بن سید عبدالقادر سکندر عادلشاہ کے زمانہ میں تھے۔ خازن سلاسل
قادریہ ابوالحسن ثانی کی تالیف سے ہے۔ اور ابوالحسن کی رحلت ۱۱۳۲ھ ہجری میں
واقع ہوئی۔ مرقد موضع کنکال میں واقع ہے۔

شاہ انجن اولیا

شاہ انجن اولیا نام ہے۔ فقیر مولف کے نزدیک اصل میں آپکے نام کا املا انجا انجی الاولیا
بدون تنوین تھا۔ عوام کی کثرت استعمال سے انجن اولیا ہو گیا۔ اور عوام نے لاعلمی
کی وجہ سے نون تنوین کو املا میں لکھدیا انجا سے انجن ہو گیا۔ آپ مشائخ خجستہ سے تھے

درویش متوکل وصوفی کامل متقی ومرتاض تھے ۔ دھولیہ خاندیس مین ایک املی کے
درخت کے سایہ مین متمکن تھے ۔ زمین فرش اور آسمان سقف تھا ۔ راتدن عبادت
وریاضت مین مشغول رہتے تھے ۔ اہل شہر آپکی کرامت سے واقف نہین تھے ۔
ہان اسقدر جانتے تھے ۔ کہ ایک درویش ہے ۔ واقع مین آپ صاحب خوارق تھے ۔ اور
آپ بھی خلایق سے پوشیدہ رہنا پسند کرتے تھے ۔ ایسی وضع وشکل مین تھے کہ
کوئی آپ کی ولایت کا اقرار نہین کرتا تھا ۔
آخر ایکروز چالیس فقرا آپکے نشست گاہ مین مسافرانہ فروکش ہوئے ۔ آپنے سب کی
مہمانی کی ۔ اور سب کو اپنے پاس بلائے ۔ سب آپکی خدمت مین آئے ۔ اور منتظر بیٹھے کہ
حضرت کھانا کھلائین ۔ سب حیران تھے کہ حضرت کے پاس کھانے کی قسم سے کوئی چیز
نہین ہے نہ کھانیکا سامان ہے ۔ پس آپ درخت کے شگاف مین ہاتھ ڈالتے تھے
اور تازہ تازہ گرم گرم کھانا نکال کے دیتے جاتے تھے ۔ تمام فقرا آپ کی کرامت کے معترف
ہوئے اور آپسے بیعت کی ۔ پھر شہر مین آپکی کرامت کی شہرت ہوئی ۔ اُس روز سے
اکثر اہل شہر کیا ہندو کیا مسلمان آپکو گھیرے رہتے تھے ۔ اور آپسے حصول مقاصد
کی درخواستین کرتے تھے ۔ آپکی توجہ سے کامیاب ہوتے تھے ۔
آخر آپنے تقریباً ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری مین رحلت کی ۔ جہان متمکن تھے وہین
املی کے درخت کے پیچھے ندی کے کنارے مدفون ہوئے ۔ وہ املی کا درخت جو آپکے
زمانہ مین تھا جس کے شگاف مین سے آپنے طعام نکالا تھا معدوم وساقط ہو گیا
اب آپکی مرقد کے گرد مین جو درخت ہے بعد مین جما ۔ عجب نہین کہ اُس درخت کے
تخم سے ہو ۔ تواریخ اولیا کے مولف نے لکھا کہ وہی درخت ہے ۔ وہ درخت

ننگاف دار تہا. شاید ہو. والعلم عنداللہ.

مولانا شیخ احمد

آپ مولانا نعمت اللہ بن شیخ نصیرالدین کے صاحبزادے ہین. عالم متبحر و فاضل جلیل القدر تہے. معقول و منقول مین بے مثل. فروع و اصول مین بے بدل. قادر شاہ والی مالوہ کے عہد مین مخاطب بشیخ الاسلام تہے. حقایق و معارف مین یگانہ. ولایت و کرامت مین مشہور زمانہ تہے. اکثر علمائے معاصرین کو جب مسائل مشکل درپیش ہوتے تہے تب آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے اسکو سمجہتے تہے. آخر آپ نے سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین رحلت کی. اُجین مین مدفون ہین مزار متبرک ہے.

شیخ ابراہیم کلہوار سندہی

آپ سندہی الوطن تہے. عالم فاضل عارف کامل تہے. اسرار حقایق کے کاشف و رموز معارف کے واقف تہے. صاحب کرامت و خارق عادت تہے. شاہ منصور مجذوب برہانپوری کے معاصر تہے. وطن لوذ سے برہانپور مین آئے. اور سکونت اختیار کی. خلائق کے لئے ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا اور درس تدریس مین مشغول تہے. آپ کی مجلس مین اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا مذاکرہ رہتا تہا. آپکے طالبین و مریدین صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے تہے. اور آپ بے نمازی کو مرید نہین فرماتے تہے. اگر کرتے تو اُس سے نماز کا معاہدہ لیتے تہے. کوئی مرید آپکی مرضی کے خلاف نہین کرتا تہا. مریدین فنا فی الشیخ ہوتے تہے. جو کچہ آپکو آمدنی ہوتی تہی وہ سب فقرا کو تقسیم کر دیتے تہے. اور ذخیرہ نہین فرماتے.

نقل ہے۔ کہ ایک روز ایک مرید مفلس نے افلاس و تنگدستی کی شکایت کی اور کہا کہ زمانۂ سابق میں مشائخ کرام اس رتبہ کے ہوتے تھے کہ پتھر کو خالص سونا بنا دیتے تھے۔ آپ اس کے کلام سے مسکرائے اور ایک پتھر کے طرف نظر کی وہ پتھر سونے کے طرح ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا اے پتھر میں تجھ سے متقاضی نہیں ہوں کہ سونا بنجا بلکہ میں نے تیرے طرف تمسخر ادیکھا۔ پھر پتھر اپنی اصل حالت پر ہو گیا۔ آپکی کرامت و خوارق عادات کی وجہ سے اکثر ہنود اسلام کے دائرے میں آئے۔ اور ایمان سے مشرف ہوئے۔ آخر آپنے پچانوے برس کی عمر میں ۹۵۰ نو سے پچاس ہجری میں رحلت کی۔ برہانپور میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ انوار اللہ بن سید عبد الفتاح قادری

مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ آپ جامع فضائل و مظہر نوافل تھے۔ عالم بے مثل و فاضل بے بدل۔ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے۔ انوار الاخیار آپکی تالیف سے ہے کتاب مذکور اولیا کا تذکرہ ہے۔ فقرا کا تبصرہ ہے۔ صاحب کشف و کرامات تھے سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔ مگر تقریباً ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری میں فوت ہوئے آپکے بڑے بھائی مسمی سید محمد بھی جامع علوم نقلی و عقلی تھے۔ علی الخصوص علم التصوف میں وحید زمانہ و علامۂ یگانہ تھے۔ مثنوی و فصوص الحکم کو خوب پڑھاتے تھے۔ اور مضامین تصوف کو نہایت بسط و شرح کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ آپ سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری میں فوت ہوئے۔ دونوں بھائی محلہ چوڑی بازار واقع حیدرآباد دکن میں والد کے قبر کے متصل مدفون ہوئے یزار و یتبرک بہ۔

سید احمد بخاری مرتضی آبادی

آپکا نام سید احمد بخاری الاصل والمنشا ہیں۔ آپکی نسب کا سلسلہ سید جلال الدین حسین بخاری سے پہنچتا ہے۔ مجمع الانساب کے مولف نے نسب کا شجرہ اسطرح لکھا ہے۔
سید احمد بخاری بن سید جلال الدین مخدوم الاسلام بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین بخاری الخ۔ آپ سنانی و اصفہانی المولد ہیں۔ آپ کی والدہ بنت سید یحیی نجفی موضع سنان ضلع اصفہان میں تھیں۔ آپکے والد ماجد و عم بزرگوار بیوی صاحبہ کی وجہ سے موضع مذکور میں سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت موضع مذکور میں واقع ہوی۔ ولادت سے سات مہینے کے بعد آپکے والد مع زوجہ و فرزند بخارا میں گئے آپکا نشو و نما بخارا کی آب ہوا میں ہوا۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی۔ اسوقت والد ماجد نے آپکو سید عبد اللہ سلمی کے مدرسہ میں داخل کیا۔ آپنے آٹھویں سال قرآن شریف ختم کیا۔ آپ قرآن شریف خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے سامعین کو لطف آتا تھا۔ اور آپنے بخارا کے علما و فضلا کی خدمت میں علوم و فنون کی تحصیل شروع کی عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوئے۔ علامہ عصر و فہامہ دہر ہوے علوم ظاہری کے بعد آپ کو کمالات معنوی کے تحصیل کا شوق ہوا۔ انہیں ایام میں سید کمال الدین قادری بغدادی بخارا سے بغداد روانہ ہوئے۔ آپ اُن کے ہمرکاب ہوئے۔ جناب قادری کے ہمراہ بغداد میں پہنچے اور دو برس تک ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے حضرت قادری کی توجہ و عنایت سے درجہ کمال کو پہنچے حضرت قادری نے خلافت کا خرقہ اور چند طرق قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ و رفاعیہ عیدروسیہ وغیرہ کی اجازت عطا کی۔ آپ طرق مذکورہ میں طالبین کو مرید فرماتے تھے پھر آپ بغداد سے اپنے مولد موضع سنان علاقہ اصفہان میں آئے اور عم بزرگوار

سید عبد الحی البخاری کی لڑکی ام زینب سے نکاح کیا۔ اور وہاں پانچ برس تک سکونت پذیر رہے۔ اور دو مرتبہ حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور مکہ سے حج کے بعد روم گئے۔ دار السلطنت اسطنبول میں چند مدت رہے بادشاہ روم سلطان سلیم خان عثمانی سے ملے۔ بادشاہ نے آپکا اعزاز و اکرام کیا پھر وہاں سے مع چالیس نقار صاحب کمال بندر سورت میں رونق افزا ہوئے ڈیڑھ برس تک سورت میں بسر کئے۔ خلائق کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے۔ وہاں عبد الغنی تاجر کی مسجد میں ایک مجذوب قادری النسب سے ملاقات کی۔ اور مجذوب نے آپ سے فرمایا کہ کل تنہا تشریف لائیے۔ آپ دوسرے دن تنہا پہنچے۔ مجذوب نے آپکو اسرار توحید سے واقف کیا۔ اور فرمایا کہ جب آپ شیخ سراج الدین جنیدی سے ملیں تو یہ وظیفہ اُن کو دینا۔ چند روز کے بعد آپنے دکن کا ارادہ کیا۔ اور مجذوب نے رخصت کے وقت ایک مصلیٰ بھی شیخ جنیدی کے لئے بھیجا۔ آپ سورت سے دکن میں آئے۔ اور موضع گوگی ضلع بیجاپور میں شیخ جنیدی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ملازمت حاصل کی شیخ نے آپکو تعظیم و توقیر سے مہمان کیا۔ آپنے مجذوب کی امانت شیخ کے تفویض کی۔ اور شیخ سے استفادہ کیا اور جنیدیہ طریقہ کی خلافت و اجازت حاصل کی۔ شیخ نے آپکو ایک جبہ و دستار و تسبیح و سجادہ عنایت کیا۔ اور قطب الاقطاب خطاب دیکر کنواڑ روانہ فرمایا۔ آپ موضع کنواڑ میں سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں شیخ جنیدی نے علاء الدین حسن گنگو سے موضع کنواڑ آپکے لئے جاگیر مدد معاش مقرر کرکے اُسکی سند آپکے پاس بھیجی۔ آپ متوکل علی الصمد تھے۔ ہمیشہ قانع و راضی برضا رہتے تھے۔ آپنے جاگیر قبول نہیں کی

او موضع مذکور سے آٹھہ کے مچ مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی
ہدایت وارشاد فرماتے رہے۔ فیروز شاہ بہمنی نے آپکے لئے چودہ گانون جاگیر التمغا
نسلاً بعد نسل مقرر کیا تہا۔ آپنے قبول نہین فرمایا۔ آپکی عمر سو برس سے زیادہ تہی
آخر آپنے پانچوین تاریخ ربیع الثانی ۸۲۸ھ آٹہہ سو میں ہجری بہشت برین
رحلت کی۔ مچ مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک ہے۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے
بعد مین سلاطین اسلام نے عود و گل کے لئے کچہہ معاش مقرر کردی تہی شاید
اب بہی جاری ہو۔

شاہ احمد میران جی

آپکا اصلی وطن گجرات ہے۔ آپ گجرات سے بیجاپور مین آئے۔ حضرت شاہ کی
خدمت مین پہنچے۔ بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ طریقہ شطاریہ کے پیر تہے
روز و شب اذکار و اشغال مین مصروف رہتے تہے۔ کوئی وقت معبود حقیقی کے مشاہدہ
سے خالی نہین ہوتا تہا ہمیشہ عالم حضوری مین مستغرق رہتے تہے۔ متوکل علی اللہ
و تارک الدنیا و ما فیہا تہے۔ آپکی مزاج مین استغنا کمال تہا۔ اہل دنیا سے بہت
کم ملتے تہے۔ روضۂ اولیا کے مولف نے لکہا کہ جب عالمگیر بادشاہ بیجاپور مین
آیا۔ آپکی بزرگی و درویشی کی تعریف سنکے آپکے سکونت گاہ مین جو ابراہیم دانشا
کے مقبرہ مین تہے۔ ملازمت کے ارادہ سے آیا ایک خادم حضرت کی خدمت مین
اطلاع کے لئے بہیجا۔ آپ اسوقت وظائف مین مشغول تہے۔ اور آپکی عادت
تہی کہ ذکر و شغل مین کسی کیطرف متوجہ نہین ہوتے تہے۔ خادم نے مراجعت کی
اور بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہ صاحب وظیفہ مین مشغول ہین اور اسوقت

کسی سے تکلم نہیں کرتے ہیں اور نہ کسی سے ملتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا یہ درویش مغتنمات سے ہے ایسے درویش نادر الوجود ہیں۔ محروم الوصال مراجعت کی آخر آپنے ۱۱۲۲ھ گیارہ سو بائیس ہجری میں رحلت کی ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ میں مسجد کے عقب میں مدفون ہوئے۔ قبر ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ برادر شیخ محمد اکمل اولیا آپکے مرید و خلیفہ تہے۔ علم دعوت میں کامل تہے۔ آپکے قریب مدفون ہیں۔

حضرت ابوبکر باالفقیہ قدس سرہٗ

ابوبکر نام۔ باالفقیہ جدی لقب ہے۔ آپ حضرموت سے مع چند مریدین بیجاپور میں آئے۔ اسوقت سلطان محمد عادل شاہ تخت نشین تہا۔ آپ عالم فاضل و عارف کامل تہے۔ عابد و زاہد تہے۔ ہمیشہ ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تہے۔ شہر کے مشائخ و امرا آپکی ذات بابرکات کو مغتنمات سے جانتے تہے عبدالمحمد خان وزیر آپسے حسن عقیدت رکہتا تہا۔ آپکی خانقاہ محلہ دریسہ میں آثار مبارک کے متصل واقع تہی۔ آپکی خانقاہ کے اطراف میں اکثر اہل امامیہ رہتے تہے۔ اور آپسے مخالفت کرتے تہے۔ مگر آپ حسن اخلاق سے نہیں گذرتے تہے۔ مقابلہ و مقاتلہ سے دور رہتے تہے۔ ہر ایک کے ساتہہ صلح کل کا طریقہ جاری فرماتے تہے۔ امامیہ سنت جماعت سے اتفاق رکہتے تہے۔ مخالفت وہی لوگ کرتے تہے۔ جو تعصب مذہب کے دلدل میں ڈوبے ہوئے تہے۔ آخر آپنے ۲۲ تاریخ شعبان علی عادل شاہ کے زمانہ میں رحلت کی خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔ آپکے صاحبزادے سید عبدالرحمن باالفقیہ تہے والد کے بعد

فوت ہوئے۔ والد کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید احمد نظیر قدس سرہ

آپکا اصلی وطن حضرموت ہے۔ آپ سادات صحیح النسب سے ہیں۔ سلطان محمد علی عادلشاہ کے زمانہ میں وطن مالوفہ سے بیجاپور دکن میں آئے۔ آپ کمالات انسانیہ و فضایل روحانیہ سے موصوف تہے۔ علوم و فنون میں جامع تہے۔ اور آپنے ممالک عرب و عجم میں سیر و سیاحت کی تہی بلاد و امصار کے مشائخ و شیوخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تہے۔ آپ شاہ ہاشم علوی کے معاصر ہیں۔ دونوں میں باہم محبت و اتحاد کا رابطہ تہا۔ بادشاہ و وزیر آپکی نسبت حسن ظن رکہتے تہے۔ امرا و فقرا مرید ہوئے تہے آپکی رحلت کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا۔ تقریباً ۱۰۸۰ھ ہجری میں زندہ تہے۔ آپکی قبر بیرون شہرپناہ ساڑوار دروازہ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

شیخ ابو تراب مدرس قدس سرہ

آپ شیخ ابوالمعالی بن مولانا علیم اللہ محدث کے فرزند دلبند ہیں۔ آپکا مولد و منشا بیجاپور ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد استاد العلما قاضی سید علی مدرس کی خدمت میں کتب درسیہ پڑہنا شروع کیں۔ عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوئے۔ علوم معقول و منقول میں بحر مواج تہے۔ آپکو علما سراج العلما کہتے تہے جامع فضائل کمالات تہے۔ درس تدریس میں مشغول ہوئے۔ تمام دن اسی شغل میں بسر کرتے تہے۔ طلوع آفتاب سے عصر تک درس فرماتے تہے۔ ہر ایک شاگرد کو ایک ساعت تک سمجہاتے تہے۔ ہر وقت سامنے گہڑی رکہی ہوی رہتی تہی۔ چونکہ آپ جامع العلوم تہے۔ آپکا شاگرد ہر ایک علم و فن میں ممتاز ہوتا تہا۔

ہندوستان میں آپکی تدریس کی شہرت تھی۔ دور دور سے طلبا آتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔ آپکے تلامذہ مشاہیر علما سے تھے۔ ملا نظام عالمگیری آپکا شاگرد تھا۔ یہ وہ ملا نظام ہے جو فتاوی عالمگیری کے تالیف کا مہتم و صدر تھا۔ عالمگیر آپکے فضائل لوگوں کی زبانی سنکے ملاقات کا مشتاق تھا۔ جب بیجاپور میں آیا اسوقت آپکا انتقال ہو گیا تھا۔ آپکی قبر پر زیارت کے لئے آیا۔ اور فاتحہ خیر پڑھی آپکو عادل شاہی سلطنت سے وظیفہ اور مدد معاش میں جاگیر تھی۔ اور مدرسی کی خدمت پر مامور تھے۔ معزز و مکرم تھے۔

آخر آپنے بیسوین تاریخ ماہ صفر ۱۰۸۶ھ ایکہزار و چیاسی ہجری میں رحلت کی جد امجد شیخ علیم اللہ محدث کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

قاضی ابراہیم زبیری

آپکا اصلی وطن گجرات ہے آپ تحصیل علوم کے بعد وطن سے برہانپور خاندیس گئے۔ اور وہاں شیخ جان اللہ ملقب عطاء اللہ کے سہروردیہ طریقہ میں مرید و خلیفہ ہوئے۔ پھر برہان پور سے شہر بیجاپور میں آئے۔ یہاں خدمت قضا پر مامور ہوئے عدالت و دیانت میں بے نظیر تھے۔ تحقیق و تنقیح کے بعد احکام شرعی جاری فرماتے نہایت محتاط۔ کسی کی دعوت و مدارات میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ نہ کسی کا تحفہ و توزہ لیتے تھے۔ اور اکل و شرب میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ طعام مشکوک کو مثل حرام تصور کرتے تھے۔ کھانیکا اہتمام خاص آپکی زوجہ محترمہ کرتی تھیں۔ اور خود آپ پکاتی تھیں۔

نقل ہے کہ ایک بوڑھیا آپکے محلہ میں مستغیث ہوئی۔ مدت تک آپکے مقدمہ کی

تحقیقات ہوتی رہی۔ وہ ہمیشہ کچہری میں آمد و رفت کرتی تھی۔ ایک روز کچہری میں
مستغیثین کا مجمع تھا۔ بوڑھیا بھی آئی۔ کثرت کو دیکھکر قاضی صاحب کے
محل میں گئی۔ دیکھا کہ قاضی صاحب کی بیوی صاحبہ ساگ کو درست کر رہی
ہیں۔ پیرزن بھی ساگ درست کرنے میں شریک ہوئی۔ اور بیوی صاحبہ سے
تکلم کرتی تھی۔ اور کہا کہ جب قاضی صاحب اندر تشریف لائیں تب آپ انسے
میرے مقدمہ کی بابت کہنا۔ بعد ازاں قاضی صاحب کچہری سے برخاست
کرکے محل میں آئے اور دسترخوان چنا گیا۔ آپنے کھانا شروع کیا۔ پہلے ہی لقمہ میں
فرمایا کہ آج کھانے میں شبہ معلوم ہوتا ہے۔ معاذ اللہ کسی قسم کی بد احتیاطی نہیں
ہوئی۔ آپنے فرمایا ضرور طعام شبہ سے خالی نہیں ہے۔ آخر بیوی صاحبہ نے
تامل و فکر کے بعد کہا کہ ایک بوڑھیا مستغیثہ آئی تھی اور ساگ درست کرنے میں
شریک ہوئی تھی۔ آپنے فرمایا یہی وجہ ہے۔ غضب ہے کہ میں قضا کے کام پر مامور
ہوں۔ اور مجھکو مسلمانوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنا واجب ہے۔ اور یہہ مستغیثہ
بھی مسلمہ ہے۔ اسکا مقدمہ بھی بدون نفع فیصلہ کرنا چاہئے۔ وہ آپکے ساتھہ ساگ
درست کرنے میں شریک ہوئی۔ مجکو اس سے نفع حاصل ہوا۔ یہ واقع میں رشوت
ہے۔ قیامت میں میں قاضی رشوتی کے لقب سے پکارا جاؤنگا۔ اسی روز خدمت
قضا سے مستعفی ہوئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ عبادت و ریاضت میں مشغول
رہتے تھے۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ رجب ۱۰۹۲ھ ایکہزار و بانوے ہجری میں
رحلت کی۔ رنگین مسجد کے متصل مشرقی جانب میں ایک ٹیلہ پر مدفون ہوئے
مزار متبرک ہے۔

شیخ احمد معروف بمخدوم بزرگ جنیدی

شیخ احمد نام۔ شیخ الاسلام خطاب۔ مخدوم بزرگ عرف ہے۔ آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت خواجہ جنید بغدادی سے پہنچتا ہے۔ آپ شیخ سراج الدین جنیدی کے بنی اعمام سے تھے۔ اور شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی بیجاپوری کے معاصر تھے۔ آپ موضع کربجگی علاقہ بیجاپور میں سکونت پذیر تھے۔ آپ دکن کے اولیاے متقدمین سے تھے۔ صاحب کشف وکرامت و عالم صوری ومعنوی تھے۔ خلایق کو درس تدریس سے سرفراز تعلیم وتلقین سے ممتاز فرماتے تھے اکثر مشرکین نے آپ کی خدمت میں بت پرستی سے توبہ کی اور اسلام قبول کیا سلاطین بہمنیہ آپکا اعزاز واحترام کرتے تھے۔ آپ معزز ومکرم تھے۔ آخر آپنے بائیسوین تاریخ ربیع الاول ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری میں رحلت کی موضع کربجگی مذکور میں دفن ہوئے۔ مزار پرانوار پر سلاطین بہمنیہ نے عالیشان گنبد بنا کیا۔ ابتک موجود ہے اور گنبد کے متولی وسجادہ آپ کی اولاد سے تھے ابتک آپ ہی کے اولاد میں سجادگی کا سلسلہ جاری ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شیخ احمد چشتی

شیخ احمد نام۔ آپ شیخ شمس الدین کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے پہنچتا ہے۔ آپکا مولد ومنشا قلعہ مانڈو ملک مالوہ ہے۔ آپ جامع فضائل وکمالات انسانی۔ وحاوی فضائل کرامات روحانی تھے۔ درویش کامل ومرشد واصل تھے۔ ہمیشہ اذکار واشغال مین مشغول رہتے ہدایت وتلقین مین مصروف رہتے تھے۔ معرفت الہی مین مستغرق دنیا ومافیہا

متفرق مجسم اخلاق و سراپا اشفاق تھے۔ دل میں محبت الٰہی کا جوش و دماغ میں
عشق نامتناہی کا خروش تھا۔ دین و اسلام کی اشاعت و دیندار و اہل اسلام
کی مساعدت آپکا کام تھا۔ ملک تو آپکے فیضان نعمت سے سیراب آباد تھا۔
محنت و زور بازو سے روزی پیدا کرکے کھاتے اور کھلاتے تھے۔ متوکل علی اللہ
تھے۔ مریدوں و غیر مریدوں سے نذر و تحائف نہیں لیتے تھے۔ ہدایت تلقین
و تعلیم و تربیت خالصاً و جہ اللہ فرماتے تھے۔ مدت تک مانڈو میں رہے۔
میران مبارک خان فاروقی کے زمانہ میں مانڈو سے برہان پور میں آئے بادشاہ نے
آپکی تعظیم و توقیر کی۔ اور وظیفہ و جاگیر مدد معاش مقرر کی۔ آپنے قبول نہیں کیا
اس لئے کہ آپ کی عادت تھی کہ کسب حلال پیدا کرکے صرف کریں بناءً علیہ آپ
سپاہانہ وردی و لباس زیب بدن کرکے سپاہ کے زمرہ میں ملازم ہوئے۔ ہرچند کہ
مریدین و بادشاہ مانع ہوئے۔ آپنے کسی کی نہیں سنی مدۃ العمر اسی پیشہ میں بسر
کئے۔ نوکری کے کام سے فارغ ہوکے ہدایت کرتے تھے۔ غربا و فقرا کو ہر مہینہ میں
نصف تنخواہ تقسیم کردیتے تھے۔ اور نصف میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ جوانمرد
تھے۔ کسیکے احسان کا بار نہیں اٹھاتے تھے۔

برہانپور میں تشریف لانیکی وجہ

نقل ہے کہ شہر مانڈو میں ایک بزرگ کا عرس تھا۔ اس میں مجلس سماع منعقد تھی۔
آپ بھی مجلس میں شریک تھے۔ آپ پر حالت وجد طاری ہوئی۔ آپ حالت وجد میں
مجلس میں رقص و طواف کررہے تھے۔ اسی حالت میں کسی بے ادب نے آپ کی
حالت پر قہقہہ مارا۔ و تمسخر کیا۔ آپ کی نظر اس پر پڑی۔ آپنے حالت وجد میں

اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا۔ طمانچہ لگتے ہی آپ کے دست مبارک سے آگ برآمد ہوئی اور اُسکی داڑہی جل کے خاک سیاہ ہوئی۔ وہ سیاہ رو نہایت نادم ہوا۔ اور اہل مجلس مین آپکی ہیبت واقع ہوئی۔ آپ ہان سے نکل کر والد ماجد کے روضہ مین آئے اور چراغ دان کو سرنگون کیا اور برہان پور روانہ ہوئے چراغ کی سرنگونی سے یہہ اشارہ تہا کہ اس ملک سے ہدایت کا چراغ گل ہوا۔

نقل ہے ۔ ایک وقت میران مبارک خان نے گجرات پر فوج کشی کی۔ آپ بہی لشکر مین تہے۔ جب فوج گجرات کے اطراف مین پہنچی۔ آپنے افسران فوج سے کہا۔ اگر آج شام تک غنیم کی فوج سے مقابلہ کرین تو ہم کامیاب ہون گے۔ فوج کے افسرون نے آپکے فرمانے سے خلاف کیا۔ آپ ناخوش ہوئے۔ اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی۔ وزیر کو حکم دیا کہ حضرت کو سمجہائے ایسا نہو کر چلے جائین۔ وزیر حضرت کی خدمت مین آیا۔ اور عاجزی کی۔ اور آپ کو لشکر مین حفاظت سے رکہا۔ آپ تنگ ہوئے۔ جب فوج نے برہانپور مین مراجعت کی آپ بہی آئے اور نوکری ترک کرکے گوشہ نشین ہوئے۔ بادشاہ نے آپ کے بال بچون کے لئے۔ ایک گاؤن جاگیر مدد معاش مقرر کردیا۔ عیال و اطفال گاؤن کی آمدنی سے زندگی بسر کرتے تہے۔ آپ عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تہے مشہور ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے سپاہانہ لباس مین رہے۔ آخر آپ نے روز پنجشنبہ ۱۰ رمضان ۹۶۵ نوسو پینسٹہ ہجری مین رحلت کی برہانپور مین مدفون ہوئے۔ آصفخان وزیر آپکا مرید و معتقد تہا۔ اُس نے آپکا روضہ دلکشا بنایا اور اُس مین ایک مسجد خوشنما بہی تعمیر کی۔ مولوی عبد اللطیف منشی نے مسجد کی

تاریخ کہی ہے

مسجد شیخ احمد چشتی	آن ولی حق و ملاذ کرام
شد مرتب بموجب دلخواہ	بار معمور تا بروز قیام
بسکہ زیبا و دلپذیر شدہ	معبد عالی شدہ بدوام
سال تاریخ آن چو عقلی جست	میکند بر محاسبان اعلام
این ندا آمدش ز عالم غیب	مسجد ہمچو کعبہ کردہ تمام

مولانا سید امام الدین بن محب اللہ بالاپوری براری

آپ مولانا محب اللہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپکی ولادت ؁ہجری
مین مقام بالاپور برار مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد آپنے تسمیہ کی تقریب مین
بسم اللہ و اقرا جد امجد سے پڑہی۔ اور کتب درسیہ حضرت مولانا ظہیر الدین برادر
بزرگ کی خدمت مین ختم کین اور علم باطنی مین بہی بہائی سے استفادہ کیا۔ اور
بہائی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ مولانا کے انتقال کے بعد عم بزرگوار سید منیب اللہ
قدس سرہ سے طریقہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ کی اجازت لی۔ تینون طرق کے
شجرات مین حضرت مولانا سید منیب اللہ کا نام۔ اور نقشبندیہ طریقہ مین مولانا
ظہیر الدین کا نام لکھتے تہے۔ آپ عالم فاضل عارف کامل تہے۔ دائرہ سیادت
کے مرکز۔ اور جمہور خلائق کے مرجع تہے۔ متشرع و متقی صاحب الجود و الکرم
سلیم الوضع و حلیم الطبع تہے۔ معدن حسنات خیرات مخزن فضائل و کمالات
تہے۔ حضرت سید منیب اللہ نے آپکو مولانا ظہیر الدین مرحوم کا جانشین کیا

دونوں خانقاہیں آپکی ذات بابرکات سے آباد ہوئیں اور طریقہ نقشبندیہ کا چراغ آپکی ہدایت کے بدولت برار میں روشن ہوا۔ طالبین و مریدین کثرت سے آنے لگے۔ آپکی مشیخت و ہدایت کی رونق دوچند ہوی۔ اور اطراف و اکناف میں شہرت ہوئی۔ آپ مہمان نواز و فقرا پرور تھے۔ ہمیشہ آپکی خانقاہ مسافرین سے آباد رہتی تھی۔ مسافرین کے کہانیکا اہتمام خود فرماتے تھے۔ سب کو کہلانیکے بعد میں آپ کہاتے تھے۔ ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ خانقاہ مسافرین سے خالی تھی۔ آپ مہمان کی انتظاری میں بیقراری کرتے تھے۔ تین روز تک کوئی مہمان وارد نہیں ہوا سخت ملول ہوئے۔ آپکے بہائی سید معصوم نے عرض کیا کہ بہائی جان خاصہ تیار ہے فرمایا کہ میں آج سخت مکدر ہوں۔ جبتک کوئی مہمان نہیں آئیگا۔ نہیں کہاؤنگا۔ دور سے یکایک مسافر نمود ہوئے۔ آپ دیکھتے ہی خوش ہوئے۔ دونوں خانقاہ میں پہنچے۔ آپنے اُن سے ملاقات کی اور باہم ملکے اُن کے ساتھہ کہانا تناول فرمایا۔

ایک وقت شاہ باجن برہانپوری کی اولاد میں سے ایک بزرگ مع چند اہل طرع بالاپور میں آئے۔ اور شاہ یسین نذر باری بہی ہمراہ تھے۔ خانقاہ کی دیوار کے نیچے فروکش ہوئے۔ اور سماع کی مجلس کرکے شوروغل برپا کیا۔ آپنے کہلا بہیجا کہ فقیر کا گھر حاضر ہے۔ ممنوعات شرعی سے باز رہئے۔ اور خانقاہ میں تشریف لائے مشائخ مذکور نے قبول نہیں کیا۔ اور فرمایا ہم خانقاہ کی دیوار کے تحت میں رہینگے آپکے مریدین نے مشائخ کو جبرا خانقاہ کے قرب سے دور کیا شاہ یسین کی ملاقات کے لئے ساکنان بالاپور جوق جوق آتے تھے۔ شجاعت خان تعلقدار بہی ملاقات کو

آئے ۔ برہانپور کے مشائخ نے واقعہ شاہ یسین کی خدمت میں عرض کیا سب حاضرین
نے کہا قصور آپکا ہے ۔ شرع کا اتباع ہر ایک پر لازم ہے ۔ شاہ صاحب نے
فرمایا میں نادم ہوں صبح عفو تقصیر کے لئے خانقاہ میں آئے اور معذرت کی
حضرت مولانا امام الدین نے فرمایا کہ میں نے اولاً آپکو مطلع کیا مگر کسی نے نہیں سنا
آپ محبوب سبحانی کی اولاد میں ہیں اور اہل اسلام کے پیشوا انشمار کئے جاتے ہیں
آپکو ایسے امور منہیات سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔ خلایق جو آپکی پیروی میں بدعات
و منہیات کی مرتکب ہوتی ہے قیامت کے دن اونکا وبال آپ پر پڑیگا ۔ اور آپ
مواخذہ میں ماخوذ ہوں گے زبانی عذر کافی نہیں ہے ۔ دل سے توبہ کیجئے شاہ صاحب
نے فرمایا آپ میرے لئے دعا کیجئے اور فاتحہ خیر پڑھیئے ۔ تاکہ میں ان منہیات سے
اجتناب کروں آپنے فاتحہ پڑھی برخاست کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں
امام الدین کے سامنے اسطرح تھا جیسا کہ چراغ مشعل کے مقابلہ میں ۔

خوارق عادات

آپ خارق عادات و صاحب کرامت تھے ۔ ایک وقت رگھوجی مرہٹہ نے غلام حسین خان
عرف بھورامیاں فوجدار بالاپور کی تہدید کے لئے بالاپور پر چڑہائی کی ۔ مع فوج
جرار بیرون شہر فروکش ہوا بیرونی پورجات کو اُسکی سپاہ نے تاخت و تاراج
کیا ۔ اور آپکی خانقاہ کا بھی سامان غارت ہوا ۔ اہل شہر آپکی خدمت میں ملتجی ہوے
آپ اور سید محمد معصوم دونو بھائی سوار ہوکے رگھو کے فرودگاہ میں پہنچے سلطان خان
جمعدار کے خیمہ میں گئے ۔ اُسکو لعنت ملامت کی کہ تو کافر کی رفاقت میں سلمانوں
پر حملہ آور ہوا ۔ اہل سلام کی ننگ ناموس برباد ہوتی ہے ۔ رگھو کو سمجہائے میں

ہوا سے پیشکش ہوتا ہوں سلطان خان نے رگھو سے عرض کیا کہ حضرت
تشریف لائے ہیں۔ حضرت کے خانقاہ کا سامان غارت ہوا اہل حرم محترم شہر میں
ہیں۔ رگھو نے کہا برا ہوا کہ یہاں تک نوبت پہنچی۔ آپ حضرت کی خدمت میں عرض
کرو مستورات محترمات کو شہر کے دروازہ میں لے آئے۔ میں سپاہ ہمراہ دیتا ہوں
آپ جہاں فرمائیں ان احتیاط سے پہنچائیں۔ سلطان خان نے آپکی خدمت
میں عرض کیا۔ آپنے فرمایا میں اپنے ناموس کو نکال کے دوسرے بھائی مسلمانوں
کی ناموس برباد کروں مجھکو منظور نہیں سلطان نے کہا۔ رگھو تین لاکھ روپیہ طلب کرتا
ہے آپنے فرمایا مضائقہ نہیں۔ سلطان نے آپکے فرمانے سے تین لاکھ کا ذمہ
لیا۔ حضرت روانہ ہوئے۔ رگھو خیمہ سے برآمد ہوا تسلیم کیا آپنے ملازمت کی
کہ آئندہ تیرے لئے بہتر ہوگا رگھو نے کہا صرف آپکی خاطر سے مصالحہ کیا۔ زیادہ
عتاب نفرمائیے۔ پھر دونوں بزرگ سلطان خان کو ہمراہ لیکر پامین قلعہ آئے
قلعدار کو بلاکے فرمایا کہ سلطان خان محسن ہے۔ اسقدر رقم کا ذمہ لیا ہے قلعدار
ممنون ہوا۔ باہم نوشت و خواند قول و قرار ہوئے حضرت کی برکت سے فساد دفع
ہوا۔ بالاپور محفوظ رہا۔ رگھو نے حضرت کی خدمت میں پانسو روپئے نذر پہنچے
آپنے قبول نہیں کیا۔ پھر ارکاٹ سے مراجعت کے وقت ایکہزار روپیہ پیش کیا
آپنے قبول کیا۔ پھر رگھو نے مقرر کیا جب تک ہماری ریاست قائم رہیگی تو
سالانہ پانسو روپیہ خانقاہ میں پہنچتے رہیں گے۔ جانوجی کی زندگی تک برابر
جاری رہے۔ مودھوجی نے دو سو روپیہ سالانہ کردیا تھا۔ آخر ۱۲۰۱ بارہ سو ایک
ہجری میں موقوف ہوا۔ اور اسم احمد خان بہادر فوجدار بالاپور نے ایکروپیہ یومیہ

حضور آصف جاہ سے آپکے متعلقین کے نام سے مقرر کرایا سند منگوا کے آپ کی
خدمت مین پیش کی آپنے منظور نہین کیا۔ فرمایا ہمارے بزرگان سلف کے خلاف
ہے۔ کہ کسی سے چیز معین اخذ کرین۔ خدا ہمارا مالک رزاق ہے۔ ایکسال کے بعد
خانموصوف بیمار ہوا۔ مولانا نے سید محمد معصوم کو عیادت کے لئے بھیجا۔ مریض بہت
خوش ہوا۔ اور کہا یہ بیماری عطیۂ الٰہی ہے۔ کہ آپ میرے غریب خانہ پر رونق افزا ہوئے
اور خانموصوف نے سید معصوم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین سند واپس شدہ مولانا
کی خدمت مین پیش کرتا ہون آپ بھی تائید کیجئے۔ شیر بیگ خان بن رستم بیگ خان
جو آپکا مرید صادق الاعتقاد تہا۔ حسن عقیدت سے مسجد بارہ دری اور ایک
حجرہ مولانا ظہیر الدین مرحوم کے مزار کے قریب بنا دیا۔ تقریباً ایک لاکہ روپیہ خرچ
کیا۔ یادگار باقی ہے۔ اسکا ثواب و اجر عقبیٰ مین پائیگا۔ آخر آپ مرض الموت مین
مبتلا ہوئے۔ باوجود شدت مرض عبادت و ریاضت مین سستی نہین فرماتے تھے
مرض بڑھتا گیا۔ ایکروز شیر بیگ خان عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ آپنے سید معصوم
سے کہا۔ خانمذکور کو میرے فرزند کی جگہ سمجھ۔ اور خانصاحب سے کہا سید معصوم کو
میرا قائم مقام جانو۔ اور تجدید بیعت کرو۔ اور اسی اثنا مین مرشد کی آمد کی خبر گرم
ہوئی آپکو خانقاہ سے شہر مین لیگئے۔ آپ وہان روز دوشنبہ سترہ ذیقعدہ
سنہ ۱۱۶۵ گیارہ سو پینسٹھ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ نعش مبارک کو
خانقاہ مین لائے۔ غسل و تجہیز و تکفین کرکے مولانا سید ظہیر الدین کے قبر کے
مقابل مین دفن کیا۔ مدفن بالاپور۔ مدت عمر پچپن سال۔ مدت خلافت
تیس سال چار ماہ اکیس دن۔ کسی شاعر نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ سے

پیر عالی دودمان شمع و چراغ خاندان ❊ رونق سجادۂ آبا و اجداد کرام
روح او از عنصر خاکی بسیر لامکان ❊ چون نسیم صبحدم فرمود از دنیا خرام
در سواد نزہت آرائے گلستان بہشت ❊ کرد وا چشم تماشا سید ذی احترام
مصرع تاریخ ہنگام وصال او شنو ❊ شد امام الدین مقیم منزل دار السلام

آپکی دو بیویاں تہیں ایک شاہ بدیع الحق جعفرآبادی کی لڑکی دوسرے گہاسی برادر درویش محمد خان کی لڑکی۔ زوجۂ اول لاولد فوت ہوئی۔ زوجۂ ثانیہ سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تہے۔ لڑکے خوردسالی مین فوت ہوئے۔ اور ایک لڑکی ناکتخدا رہی آخر فوت ہوئی۔ دوسری لڑکی سید سعد اللہ بن سید عبد الاحد بن شاہ صفی اللہ بن شاہ محی الدین سے منسوب تہی۔ آخر باہم تنازع ہوا تہا اسی وجہ سے آپنے لڑکی کو رحلت کے وقت سید صفی اللہ کے حوالہ کیا۔ انہون نے بعد مین حسب شرع عقد کر دیا تہا۔ سید سعد اللہ سے ایک لڑکا اسد اللہ نامی پیدا ہوا مولوی سید نور الہدی کی لڑکی سے منسوب ہوا تہا۔ آخر وہ بہی فوت ہوا۔

قاضی احمد جوت قدس سرہ

آپ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ شیخ احمد کہتو کے مرید و خلیفہ تہے۔ عاشق رسول اللہ و عارف باللہ و جامع علوم صوری و معنوی تہے۔ اہل گجرات آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ احمدآباد گجرات کی بنا کے وقت آپ مجلس شورہ مین شریک تہے صاحب حال و کامل تہے۔ رات دن طالبین کی تعلیم و تلقین و ذکر و شغل مین مشغول رہتے تہے۔ گجرات مین آپکے اکثر کرامتین خاص و عام مین مشہور ہین۔ آخر آپکی وفات۔ ۱ شوال ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین واقع ہوئی۔

پٹن گجرات مین مدفون ہوئے۔ بیزار و تبرک ہے۔

مولانا احمد المشہور میان مخدوم

مولانا شیخ احمد نام۔ میان مخدوم عرف ہے۔ آپ برہان بن ابراہیم بن محمد خان بن غوری کے فرزند ہین۔ آپکے اجداد کی نسب کا سلسلہ سلطان معزالدین محمد المشہور سلطان شہاب الدین غوری سے پہنچتا ہے۔ آپکے جد اعلی سلاطین دہلی کی طرف سے ناگور مین حکمران تہے۔ اور وہان متوطن ہو گئے تہے۔ آپکے والد شیخ برہان ہند سے گجرات مین آئے اور سکونت اختیار کی چند روز کے بعد حضرت شیخ احمد کہتو کے مرید ہوئے چونکہ آپکے والد کو اولاد مین کوئی فرزند نہین تہا پیر سے التجا کی کہ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالی مجکو فرزند عطا کرے۔ شیخ احمد قدس سرہ نے بشارت دی کہ خدا تجہکو فرزند عطا کریگا۔ اسکو میرے نام سے موسوم کرنا۔ خدا اسکو بزرگی دیگا۔ پیر کی دعا کی برکت سے آپ کی ولادت ۸۱۶ھ آٹہہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوئی والد نے حسب ارشاد شیخ احمد نام رکہا۔ آپنے بارہ برس کی عمر مین قرآن شریف ختم کیا۔ اور حضرت شاہ عالم کے مرید ہوئے۔ آپ کو اوائل عمر سے درویشی و فقیری کا شوق تہا۔ اور محبت الہی کا ذوق۔ آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے مولانا صدر جہان کی خدمت مین کتب تحصیلی سے فراغت پائی تحصیل کے بعد گجرات مین ملازمت اختیار کی رفتہ رفتہ سلاطین و حکام کی عنایت سے وزارت کے عہدہ پر پہنچے۔ بارہ برس تک سرکاری خدمت پر مامور رہے پہر ترک خدمت کر کے پیر و مرشد کی خدمت مین آئے۔ اور بارہ برس تک ریاضت و عبادت کرتے رہے۔ حضرت شاہ عالم کی صحبت کی برکت سے فائز المرام

ہوئے۔ معرفت وعرفان کے مقام کو پایا۔ حضرت نے آپکو اپنا دیوان و پیشکار بنایا تہا۔ خانقاہ و لنگرخانہ و جاگیرات وغیرہ کا انتظام آپکے تفویض تہا آخر آپنے پیش کاری کو بہی ترک کیا۔ گوشہ نشینی اختیار کی یاد الٰہی مین مصروف ہوئے۔ پیرپرست وفنانی الشیخ تہے۔ ارادت کے بعد کبہی زیرناف ہاتہ نہین رکہا عذر سہو ازار کو سونے کے وقت اوس کو گردن مین حلقہ کیطرح باندہ دیتے تہے۔ بلحاظ ادب رسول آباد مین کبہی پیشاب و پائخانہ نہین کیا دور جنگل مین جا کے قضائے حاجت فرماتے تہے۔ پیر و مرشد کی وفات کے بعد دو سال زندہ رہے۔ بعدازان بائیس تاریخ ربیع الاول ۱۰۸۲ھ ایک ہزار اٹھ سو بیاسی ہجری مین رحلت کی۔ تاجپور واقع احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ کسی امیر معتقد نے آپکا گنبد پختہ اور ایک مسجد و خانقاہ تعمیر کرایا۔ اتبک موجود ہے۔ مزار و تبرک آپکی رحلت کی تاریخ فقرہ (آخر الاولیار) سے برآمد ہوتی ہے۔

قاضی سید اسمعیل اصفہانی

سید اسمعیل نام۔ اصفہانی الاصل المولد مین۔ آپکے والد ماجد وطن سے ہند مین وارد ہوئے۔ احمد آباد گجرات مین سکونت اختیار کی۔ آپ والد کے ہمراہ تہے۔ والد ماجد اور گجرات کے علما و فضلا سے کتب درسیہ ختم کین۔ عالم فاضل ہوئے جامع فضائل کمالات تہے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر پاکیزہ طینت روشن ضمیر تہے۔ درس و تدریس کے فریفتہ و ہدایت و تلقین کے آشفتہ تہے۔ رات دن اسی شغل مین مشغول رہتے تہے۔ فقہ و اصول مین فرید و کلام و معقول مین وحید تہے بادشاہ نے آپ کو باصرار تمام بہروچ کی قضا پر مامور کیا۔ مدت تک قضا کی خدمت کو

امانت و دیانت سے ادا کرتے رہے۔ اہل شہر و رعایا آپ سے راضی تھے۔ حالت
قضا میں بھی طلبہ کو درس دیتے تھے۔ اتفاقاً حضرت شاہ عالم بارادہ سلطان پور
نذربار احمد آباد گجرات سے برآمد ہوئے۔ راہ میں آپکا گذر بھڑوچ میں ہوا۔ قاضی صاحب
حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور مرید ہوئے۔ حضرت کی توجہ و ہدایت نے
قاضی صاحب پر ایسا اثر کیا کہ خدمت قضا سے مستعفی ہوئے۔ اور حضرت شاہ
کے فقرا میں شریک ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ ریاضت
و عبادت کرتے تھے۔ ایکروز حضرت کی محفل میں شراب طہور کا ذکر شروع ہوا
اور شاہ عالم نے آیہ کریمہ وسقٰہم ربہم شراباً طہورا کی تفسیر شرح وبسط کے ساتھ
بیان کی۔ اہل مجلس حضرت کی تقریر سے خوش و مست ہوئے۔ قاضی صاحب نے
حضرت سے سوال کیا کہ آیا شراب کا خارج میں وجود ہے یا اس سے خدا کی محبت
مراد ہے اور اس شراب کا پینا ظاہر میں ہوگا یا صرف قابلیت و استعداد کا
نام ہے حضرت قاضی صاحب کے کلام سے مسکرائے اور فرمایا اسکے لئے وجود خارجی
ہے اور ظاہر میں نوش کر سکتے ہیں قاضی صاحب نے عرض کی اسکا پینا اس عالم
ممکن میں ناممکن ہے یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا ممکن ہے۔ قاضی صاحب نے
عرض کیا میں امیدوار ہوں کہ اس کے ایک جرعہ سے مشرف ہوں۔ حضرت نے
فرمایا مناسب ہے۔ آپ چند شب متواتر تہجد کے وقت ہمارے پاس حاضر رہیں
انشاء اللہ تعالیٰ آپکو نصیب ہوگا۔ قاضی صاحب حسب الحکم اس خاص وقت میں
ہمیشہ حاضر رہتے تھے۔ ایک رات حضرت نے قاضی صاحب کو بلا کے ایک قطرہ
پلایا۔ قاضی صاحب نقل کرتے ہیں کہ اس قطرہ کی مستی نے مجھے بہشت و دوزخ

حالات منکشف کردئے۔ قاضی صاحب حضرت کی خدمت میں آئے اسوقت
سے عمامہ کا شملا ترک کردیا۔
ایکروز حضرت نے قاضی صاحب کو فرمایا۔ آپ بدستور سابق شملہ دراز رکھیئے
آپنے حسب الحکم شملہ رکھا۔ چند روز کے بعد سلطان محمود بیکرہ نے حضرت کی
خدمت میں عرض کیا کہ آپ قاضی صاحب کو حکم کریں وہ احمد آباد کی قضا قبول
کریں ورنہ شہر ویران وتباہ ہوگا۔ حضرت نے قاضی صاحب سے فرمایا مصلحتاً
قبول کیجئے۔ قاضی صاحب نے معافی چاہی اور کہا ع

لذت دیوانگان را دیدہ ام — باد شرمم باز اگر عاقل شوم

حضرت نے تاکیداً فرمایا کہ آپ کو قبول کرنا چاہئے۔ قاضی صاحب مجبور ہوئے
اور عرض کیا کہ میں اس شرط سے قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالی مجھکو موت سے قبل یہی حالت
جو اب حاصل ہے عنایت کرے حضرت نے ایک ساعت مراقبہ کرکے فرمایا کہ میں نے
آپکے لئے خدا سے درخواست کی خدا نے منظور کیا۔ آپکو دوبارہ فقرا کے ساتھ
قیامت میں محشور کرے گا۔ آخر آپنے ۲۶ ماہ ربیع الاول ۸۶۵ھ آٹھ سو پینسٹھ
ہجری میں رحلت کی حضرت شاہ عالم نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہی اور خود امام
ہوئے۔ بدو پور احمد آباد میں مدفون ہوئے۔ مزار و متوسل ہ۔

سید امین الدین رفاعی ساکن پتھری

آپکا نام محمد اسد اللہ اور امین الدین لقب ہے۔ اور ابو الحسن کنیت۔ آپ
شیخ جمال قادری کے دوسرے صاحبزادے ہیں رفاعیہ طریقہ میں بیعت وخلافت
پائی تہی۔ اسی وجہ سے رفاعی مشہور ہوئے۔ عابد وزاہد ومتقی ومرتاض تھے شب وروز

ریاضت و عبادت مین مستغرق رہتے تھے۔ آپکی وجہ سے قصبۂ تھری ضلع احمدنگر
مین ہدایت و ارشاد کا بازار گرم تھا۔ دیہات و قصبات سے اکثر طالبین آتے تھے
آپکے بازار سے جنس معرفت کو خرید کر کے لیجاتے تھے۔ اکثر نے اس تجارت اخروی
سے نفع اُٹھایا۔ جو کوئی آپکے پاس نقد ارادت لیکے آتا تھا۔ آخرت کا سودا خرید
کر کے لیجاتا تھا۔ آپ متوکل علی اللہ تھے۔ قدیم سے جو کچھہ معاش مقرر تھی اس پر
راضی شاکر تھے۔ کسی سے سوال نہین فرماتے تھے۔ مہمان نواز و فقرا دوست تھے
آپکی خانقاہ مین واردین صادرین کا مجمع رہتا تھا۔ آخر آپنے ۱۳ جمادی الثانی
۹۹۲ نوسو بیانوے ہجری مین رحلت کی۔ قصبۂ تھری مین خانقاہ کے صحن
مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

سید ابراہیم بکھری

آپکا اصلی وطن بھکر ضلع سندہ ہے۔ آپ وطن سے ہند کی سیر کرتے ہوئے برہانپور
مین آئے۔ اور حضرت شیخ جلال خلیفہ شاہ شہباز کے مرید ہوئے۔ مدت تک
پیر کی خدمت مین ریاضت و عبادت کرتے رہے۔ مدت کے بعد درجۂ کمال کو
پہنچے۔ شیخ نے آپکو خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔
عالم فاضل و محدث و مفسر تھے۔ درس تدریس بہی جاری کیا۔ آپکی توجہ سے
ہزارہا فیضیاب ہوئے۔ آخر آپنے ۹۹۸ نوسو اٹھیانوے ہجری مین رحلت
کی برہانپور مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

شاہ اسلام الدین نیلوری

آپ شاہ اسمعیل قادری کے فرزند و خلیفہ ہین۔ والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوے

طریقہ قادریہ کے پابند تھے۔ آپ ہمیشہ بنگلہ کے چھت پر مقیم رہتے تھے۔ عالم کا
رہگذر چھت کے نیچے سے تھا۔ اکثر عورتیں اسی راہ سے دریا پر جاتی تھیں۔ شیخ
علاء الدین برہان نگری نے جو صاحب دل و کامل تھے۔ دل میں خیال کیا کہ شاید
شاہ اسلام الدین عیاش ہے۔ دیدہ بازی کرتا ہے۔ اسکو منع کرنا چاہئے۔ برہان نگر
سے نیلور روانہ ہوئے۔ جب آپ قریب آئے۔ تب شاہ اسلام الدین نے والدہ صاحب
کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ یہاں نہ آئے۔ نہیں تو آن کی سب کرامت زائل ہو جائیگی
اور ہنود کو جو وہ کاشی دکھلاتے ہیں وہ عمل بھی باطل ہو جائیگا۔ آپکے چھہ فرزند
تھے۔ [۱] سید مرتضی۔ [۲] سید امام۔ [۳] سید عبدالصمد و [۴] شاہ بزرگ و [۵] سید سو و [۶] سید مستان
نیلور میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ آپ کی رحلت کی تاریخ دستیاب
نہیں ہوئی۔ فقیر مولف معذور ہے۔

شیخ ابراہیم قادری غوث الاولیا

آپ محبوب سبحانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ عالم فاضل و صوفی کامل حافظ و قاری
تھے۔ آپ شیخ لشکر محمد عارف باللہ برہانپوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپنے پیر و مرشد
کی خدمت میں بیس برس تک ریاضت کی۔ بعد ازاں درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکی
عادت تھی کہ ہر روز جنگل میں جاکر لکڑیوں کا بوجھ سر پر لاتے تھے۔ اور بازار
میں فروخت کرتے تھے۔ جو کچھ حاصل ہوتا تھا اپنی اور پیر کی خوراک میں
صرف کرتے تھے۔ جب محمد غوث گوالیری احمد آباد گجرات میں آئے۔ آپکے
پیر شیخ لشکر محمد عارف باسد ہمرکاب تھے۔ اور آپ برہانپور میں شیخ کی
خانقاہ میں رہے۔ مریدین کو ہدایت فرماتے تھے۔ اور خانقاہ کی مسجد میں

اامت بہی کرتے تہے۔ گیارہ برس اسی کام مین مشغول رہے۔ اور پیر کے مرشد یعنی محمد غوث گوالیری نے آپکو غوث الاولیا خطاب عطا فرمایا۔
آخر آپنے ۹۹۱ھ نوسو اکیانوے ہجری مین رحلت کی۔ برہانپور مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

سید احمد شیرازی

آپ سید جعفر شیرازی کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب شیراز سے ہین آپکے جد اعلی سید محمود شیرازی سندہ مین آئے اور وہان متوطن ہوئے۔ آپکے والد سید جعفر سندہ سے گجرات مین آئے۔ احمد آباد مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت ۸۷۰ھ آٹہہ سو ستر ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ اور نشو و نما بہی اسی ملک کی آب ہوا مین ہوا۔ آپنے سن شعور کے بعد والد ماجد وغیرہ علماء و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین عالم فاضل ہوئے۔ آپ باوجود علم و فضل علم قرأت مین بہی کامل تہے۔ قرآن شریف نہایت ہی خوش لہجہ و خوش لحانی سے پڑہتے تہے سننے سے سامعین کے قلوب ہلتے تہے۔ بعدازان آپکے والد نے آپکو اپنا جانشین و خلیفہ کرکے سندہ مراجعت کی۔ اور آپ گجرات مین ہدایت و تلقین و تدریس و تعلیم مین مصروف ہوئے۔ اور ریاضت و عبادت مین مشغول۔ ریاضت شاقہ و مجاہدہ شدیدہ کے بعد درجہ کمال کو پہنچے صاحب خوارق عادات و کرامات تہے۔ حرمین شریفین کو خشکی کے رستہ سے پیادہ پا گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہوئے۔ حرمین شریفین مین بعض اوقات آپکی ایسی حالت ہوئی کہ نہایت ہی تنگدست ہوئے۔ متواتر فاقہ کہینچتے تہے

اور بامر لاچاری درختون کے پتّون سے غذا کرتے تھے۔ اور قناعت فرماتے تھے
مگر کسی سے سائل نہین ہوتے تھے۔ چند مدت کے بعد حرمین شریفین سے گجرات
مین مراجعت کی بدستور سابق ہدایت وارشاد کے دروازہ کو کشادہ کیا۔ آپ لباس
فاخرہ پہنتے تھے۔ گجرات کے حکام آپکے معتقد تھے وظائف مدد معاش مقرر کرنا
چاہتے تھے۔ مگر آپ قبول نہین کرتے تھے جس زمانہ مین ہمایون بادشاہ گجرات
پر متصرف وقابض ہوا۔ اکثر علما ومشائخ احمدآباد سے دوسرے بلاد وامصار مین
چلے گئے۔ مگر آپ استقلال کے ساتھ مع معتقدین خانقاہ مین رہے۔ معتقدین
سے ہر ایک کو روزانہ دو سیر غلہ دیتے تھے۔ چالیس برس تک خلوت نشین رہے
صرف عیدین وجمعہ کو حجرے سے برآمد ہوتے تھے۔ اور روزانہ نماز مفروضہ کو جماعت
سے خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہو کے ادا فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ حالت سکر
مین رہتے تھے۔ اُن اوقات مین کوئی شخص آپکے حال سے مطلع نہین ہوتا تھا
رانا سانکا حاکم چیتوڑ نے احمدنگر پر تاخت وتاراج کر کے سادات مستورات کو گرفتار
کر کے لیگیا تھا۔ اور اُن کو سرود ورقص کی تعلیم کرتا تھا۔ آپنے اس وجہ سے
گوشہ نشینی اختیار کی تھی۔ اور عہد کیا تھا جب تک گجرات کا بادشاہ سیدزادیون
کو رہا نہین کریگا اور اُس موذی سے انتقام نہ لیگا۔ حجرہ سے قدم باہر نہین رکھونگا
بعد ازان سلطان بہادر گجراتی نے رانا پر چڑھائی کی اور چیتوڑ کو فتح کیا۔ اور قیدیون
کو رہا کیا۔ اُسوقت آپ حجرہ سے برآمد ہوئے۔ دیکھو بزرگان اسلام کی حمیت
وسلاطین وقت کی غیرت کس درجہ پر تھی ذلت وخواری کو کبھی پسند نہین کرتے
تھے ہم کو بزرگان اسلام کی پیروی کرنا چاہئے۔ ننگ وناموس کا لحاظ رکھنا چاہئے

آپ صاحب خوارق عادات وکرامات تھے۔ ملفوظ احمدی مین آپکی کرامتین اکثر مرقوم مین ہم آپکی کرامات سے دوایک نقلین ذیل مین لکھتے ہین۔ تاکہ ناظرین معتقدین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہو جائین۔

نقل ہے کہ ایکوقت گجرات کے بادشاہ نے آپسے غیر موسم مین میوہ آم کی درخواست کی۔ آپنے مراقبہ کیا اور درگاہ آلہی سے استدعا کی آپکی دعا کی برکت سے متعدد آم کے دانے حاضر ہوئے۔ آپنے بادشاہ اور اُس کے ہر ایک مصاحبین کو دو دو دانے دئے۔ بادشاہ اور مصاحبین آپ کی کرامت کے معترف ہوئے۔

نقل ہے کہ اگر آپ کی مسجد یا حجرہ کے سامنے سے ہندو کا مردہ گذر جائے تو وہ نہین جلتا تہا۔ پس ہنود نے اُس طرف سے جنازہ کا لیجانا بند کیا۔ اور اہل اسلام جنازہ کو آپ کی مسجد کے طرف سے لیجاتے ہین۔ تاکہ جنازہ آپ کی توجہ سے بخشا جائے۔ اور عذاب جہنم سے محفوظ رہے۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ علما کی مسجد مین بیٹھے تہے۔ باہم علمی مذاکرہ کر رہے تہے اسی اثنا مین آپ اُٹھ کر مکان مین گئے اور تہوڑی کے بعد برآمد ہوئے حاضرین مجلس نے آپکی آستین کو پانی مین تر پایا۔ آپنے اُسکو نچوڑا بعض حاضرین کو چکھایا۔ پانی تلخ و کہارا تہا۔ حاضرین نے شوربیت کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا کہ میرے ایک مرید کا جہاز طوفان مین آیا اُس نے مجھ سے استمداد کی۔ مین نے اُسکی مدد کی جہاز طوفان سے بچ گیا۔ آخر آپنے روز دوشنبہ ۱۶ ماہ صفر ۹۴۴ نو سو چوالیس ہجری مین رحلت کی احمد آباد گجرات دروازہ استوریہ کے قریب مدفون ہوئے زیارتگاہ متبرک ہے۔

افضل خان بنانی

سلطان محمود شہید گجراتی کے وزرا میں تہا۔ باوجود حکومت و شان و شوکت ہمیشہ پرہیزگاری و دینداری کو مدنظر رکہتا تہا۔ اور موت و عذاب قبر کو یاد کرتا تہا آپکی ہدایت کے موافق عدالت انصاف کے وقت ایک خدمت گار ہاتہہ مین کفن لئے ہوئے کہڑا ہوتا تہا۔ اور یہہ کہتا تہا۔ اے افضل خان اس جاہ و حکومت پر غرور نہین کرنا چاہئے۔ موت سر پر کہڑی ہے۔ ایک روز اس مستعار حکومت سے گذرنا ضرور ہے۔ سونچ سمجہہ کے خلایق کی دادرسی کرتا کہ تو قیامت مین ماخوذ نہو جاے افضل خادم کی تقریر سنکے ترسان و لرزان ہو کے کام کرتا تہا۔ اہل مقدمات کو نہایت نرمی و ملاطفت سے سمجہاتا تہا۔ مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ عابد و زاہد تہا۔ ہمیشہ خوف خدا سے ڈرتا تہا جب برہان نام حرامی نے سلطان محمود ثانی کو شہید کیا اور آصف خان و خداوند خان کو بہی بلا کے قتل کیا۔ اور افضل خان کو بہی بلایا۔ جب خان موصوف اُس کی خدمت مین پہنچا۔ برہان نے شکریہ ادا کیا اور کہا آپ میری دستگیری کیجئے تاکہ مین سلطنت کا انتظام کرون خان موصوف نے اُسکو کہا اے بدبخت تیرا یہہ خیال فاسد ہے برہان خان موصوف کی موافقت و مرافقت سے ناامید ہوا۔ اُسی وقت خان موصوف کو بہی شہید کیا۔ یہ واقعہ احمد آباد گجرات مین شب جمعہ تیرہ تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹہہ ہجری مین واقع ہوا۔ آپ کی قبر بیرون شہر پناہ دروازہ رایپور سارنگپور مین ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

اور آپ کے بہائی زین العابدین مرید و خلیفہ میان قطب الدین شاہی بہی قریب مین

مدفون ہیں۔ افضل پور و سرائے کلان و مسجد سنگین وغیرہا آپکے یادگار باقی ہیں تمام عمارات پر آپ کی اولاد متصرف تھی۔ فی الحال ویران و کھنڈر ہیں اور مسجد سنگین کو مومن خان خلف نجم الدولہ نے اس خیال سے کہ مرہٹہ وہان پناہ موقع قائم کریگا۔ جلا کے خاک سیاہ کر دیا مسجد خوش وضع و خوشنما تھی۔ اور ایک مسجد اندرون حصار جمال پور میں سردار خان کے مقبرہ کے متصل افضل کی بنا کی ہوئی ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء یزار و یتوسل۔

شیخ کمال کرمانی

آپ کرمانی المولد والمنشا ہیں شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ کرمان سے ہند میں وارد ہوئے۔ احمد آباد گجرات میں سکونت اختیار کی بہتی عمر تک تھے۔ گجرات کے مشائخ و علما آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ اکثر اہل گجرات آپ سے ملتے تھے۔ اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ ہر ایک امیر و فقیر سے محبت و اخلاص سے ملتے تھے۔ چنانچہ ایک روز حضرت قطب عالم بخاری گجراتی آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور ہاتھ میں تسبیح تھی۔ اُس میں سیاہ دانے تھے۔ شیخ کمال نے کہا سیاہ دانے فقیری و محتاجی کا باعث ہوتے ہیں۔ قطب عالم نے فرمایا جو شخص فقیری کو فخر سمجھتا ہو اُس کے نسبت آپ کیا فرماتے ہیں شیخ نے افسوس کر کے فرمایا۔ کمال کی کیا مجال کہ حدیث الفقر فخری کے بابت کلام کرے لیکن ایسی تسبیح کا رکھنا فقر اضطراری ہے۔ میں نے گستاخی کی معاف فرمائے۔ آپنے سیاہ دانوں کی تسبیح اور شیخ نے مرجان کی تسبیح رکھدئے۔ اور دونوں تسبیحوں کے دانے باہم ملا کے دو تسبیح بنائے ہر ایک میں

سیاہ و سفید راتے ہوئے۔ ایک قطب عالم نے ہی دوسری آپنے رکھی۔
آپ جب تک زندہ رہے طالبین کو ہدایت فرماتے تھے۔ آخر آپنے
۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری میں رحلت کی۔ بہرام پور احمد آباد میں مدفون ہوئے
یزار و تبرک ہے۔

سید شاہ اسمعیل قادری نیلوری

بن سید حسن بن سید سلیمان بن سید ابراہیم بن سید احمد جلبی المغربی بن موسیٰ بن
سید علی بن سید محمد بن حسن الدین بن محمد احمد بن سید ابی نصر محی الدین بن
سید عماد الدین ابی صالح نصر بن قطب الآفاق سید عبد الرزاق بن سید حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہم۔ مشہور ہے کہ آپ بغداد سے سلطان محمود شاہ
بہمنی کے زمانہ میں آئے۔ موضع نیلور متصل گلبرگہ کے آئے۔ آپکے ہمراہ چند فقرا تھے
آپنے حکم کیا کہ یہاں جو حاکم ہے اُسکو نکالو۔ فقرا نے حسب الحکم نکالدیا۔ حاکم
وہاں سے فرار ہو کر بیجاپور میں گیا۔ آپنے ایک حجرہ اپنے لئے بنایا اور ایک خانقاہ
فقرا کے لئے تعمیر کی۔ حجرہ میں آپ بیٹھتے تھے۔ اور خانقاہ میں فقرا۔ حجرہ کے
دروازہ پر ہمیشہ پردہ پڑا رہتا تھا۔ جب آپ نکلنا چاہتے تب پردہ خود بخود
دور ہو جاتا تھا۔ صبح و شام یہی دستور تھا اگر کوئی نذر و نیاز لاتا۔ تو حکم تھا کہ
باہر رکھ کے جائے۔ اور کوئی مرید ہونے کو آتا تو آپ اندر سے فرماتے کہ حضرت
محبوب نے تیری بیعت قبول کی۔ جب آپ حجرہ سے برآمد ہوتے تھے تب تمام
زر نذور کو فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ نیلور کے حاکم نے سلطان محمود بہمنی کے پاس
فریاد کی اور تمام واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ حیران ہوا۔ وزرا سے مشورہ کیا۔ سب نے

عرض کیا۔ حضرت صاحب کمال مین حاکم فقرا کے ہاتہہ سے بہاگ آیا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اُس گانون کی سند حضرت کے نام سے بہیجئے۔ پادشاہ آپ سے معتقد تہا وزرا کے کہنے کے موافق کیا۔ تحائف و نذرانہ مع سند بہیجا۔ تمام تحائف حجرہ کے سامنے رکہے گئے۔ آپ حسب معمول برآمد ہوئے۔ تحائف کو تقسیم کر دیا۔ فقرا نے سند کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا قاصد کو نکالو اور گدہے کی دم سے سند کو باندہکر روانہ کرو مریدون نے ویسا ہی کیا۔ قاصد سند کو گدہے کی دم سے کہول کر حضور مین لیگیا۔ تمام واقعہ بیان کیا۔ پادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ مین حضرت سے لونگا۔ کہتے ہین پادشاہ مع امیر الممالک عبد الرزاق سپہ سالار حاضر ہوا۔ حضرت حجرہ مین تہے پردہ پڑا ہوا تہا۔ پادشاہ سبقت کرکے حجرہ کے اندر گیا۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ حضرت نے ہاتہہ آستین مین ڈال کر مصافحہ کیا۔ مصافحہ کرتے ہی پادشاہ کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا دونون ہاتہہ بازؤن سے جدا ہو گئے۔ اُسیوقت باہر آیا۔ شور و فغان کرنے لگا۔ وزیر گہبرایا کیا کرنا چاہیے سب نے عرض کیا کہ معافی چاہیے۔ آخر آپکے فرزند اسلام الدین کے پاس گئے اُن کے ذریعہ سے معافی ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے پادشاہ بزرگون سے بے ادبی نہین کرنا چاہیے۔ اور لب مبارک کو پادشاہ کے جسم پر لا پہر پادشاہ کا تمام بدن درست ہوا۔ پادشاہ نے سند کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ہم نے تم کو سلطنت دی ہے اگر چاہین بخشین و گر نہ دوسرے کو آپکی جگہ قائم کرین۔ ہم مختار ہین۔ پادشاہ خاموش ہوا۔ پہر عبد الرزاق نے بیجاپور سے ایک خط لکہا۔ اور آپ سے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا عبد الرزاق سے کہو کہ چند روز توقف کرو۔ پہر عبد الرزاق کو معلوم ہوا

کہ آپ بغداد جاتے ہیں دوسرا وظیفہ بھیجا۔ آپنے فرمایا کہ عبدالرزاق سے کہو کہ
آپ شاہ احمد گجراتی کی خدمت میں اورنگ آباد جاکے فیض پاؤ۔ عبدالرزاق آپکے
حکم کے موافق اورنگ آباد آیا اور شاہ احمد گجراتی سے ملا۔ شاہ احمد نے کہا اے
عبدالرزاق تیرا حصہ شاہ اسمعیل کے پاس ہے۔ عبدالرزاق نے ایک خط صدر روانہ کیا
آپنے اُسی رات کو عبدالرزاق کو تلقین کی۔ ہرکارہ سے کہا۔ میں نے عبدالرزاق کو
تلقین کر دی۔ لیکن ظاہرین رسم کا ادا کرنی ضرور ہے بالفعل فقیر بغداد نہیں جائیگا
سید محمد حسینی و شیخ علاء الدین انصاری لاڑے کے کہنے سے رہگیا۔ آپ آہستہ آہستہ
دلجمعی سے آؤ۔ عبدالرزاق حاضر خدمت ہوا۔ اور بیعت سے سرفراز ہوا۔ آپسے قطع
تعلق کے نسبت کہا۔ آپنے کہا کہ والدہ صاحبہ کے انتقال کے بعد۔ پھر کہا اگر میں
والدہ سے پہلے فوت ہونگا تو اس دولت سے محروم رہونگا۔ فرمایا والدہ تمہارے سامنے
فوت ہونگی۔ حاصل کلام عبدالرزاق والدہ کی زندگی تک عالم دنیا میں رہا۔ والدہ کے
بعد تارک الدنیا ہوگیا۔ شاہ اسمعیل نے اپنا گنبذ زندگی میں تیار کرایا تھا مزدور
تمام دن کام کرتے تھے۔ آپ کسیکو ایک روپیہ اور کسیکو پانچ روپیہ دیتے تھے۔ ایک
روپیہ والا شکایت کرتا تھا کہ حضرت نے مجھکو کم دیا۔ آپ پانچ روپیہ والے کو فرماتے
تھے کہ پانچ دیکر ایک لو وہ ایسا کرتے جس شخص کا حصہ ایک تھا اگر ایک کے عوض
دوسرے سے پانچ لیتا تو وہ پانچ ایک ہو جاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت
ایک شخص تمامے کام کرتا ہے اور مزدوری نہیں لیتا۔ آپنے فرمایا اسکو میرے پاس
لے آؤ۔ اسکو لے گئے۔ آپنے دریافت کیا کہ تو مزدوری کیوں نہیں لیتا۔ اس نے
کہا میں آخرت کی مزدوری چاہتا ہوں۔ آپنے فرمایا میں نے تجھکو مقبولوں کے

زمرہ میں شریک کیا۔ آپنے باولی کھودنے کا حکم دیا۔ ایک پتھر سخت حائل ہوا۔
آپنے اسپر لاٹھی ماری اسیوقت میٹھا پانی نکل آیا۔ آپکے خوارق عادات بے شمار
ہیں۔ آپ سنہ ۱۱۰۰ ایکہزار میں فوت ہوئے۔ موضع نیلور میں مدفون ہوئے۔ معلوم نہیں
وہ باولی موضع مذکور میں موجود ہے یا نہیں۔؟ ظن غالب ہے کہ باولی گنبد کے قریب
میں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شاہ انوار اللہ عرف سید صاحب

آپ سید عبدالوہاب گجراتی کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ درویشی میں بے نظیر تھے
گوشہ نشینی و خلوت گزینی کو پسند فرماتے تھے۔ اور دنیاداروں کی ملاقات سے
نہایت مکدر ہوتے تھے۔ نواب نظام الدولہ بہادر نے آپکی ملاقات کا ارادہ کیا۔ مگر
آپنے قبول نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ نواب صاحب آپ میرے ہمشیرہ زادے
بادشاہ صاحب سے ملتے ہیں۔ آپکا اُن سے ملنا گویا مجھسے ہی ملنا ہے۔ فقیر کو معاف
رکھئے۔ مستغنی المزاج تھے۔ علم سلوک و معرفت میں واقف و عارف تھے۔ لیکن
اخفا کرتے تھے۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب مشکوٰۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ میں آپکی
رحلت کے وقت حاضر ہوا تھا۔ آپنے مجکو چند نکات مقدمات کسبیہ میں ارشاد
کئے تھے۔ آپ ذاکر و شاغل تھے تا زندگی ذکر کرتے رہے۔ آپکی وفات ۲۷ جمادی الاول
سنہ ۱۲۰۳ بارہ سو تین ہجری میں ہوی۔ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے مدفن
حیدرآباد دکن۔ بیزار و تیبرک ہے۔

شاہ اعظم بن سید محمد عرف مرزا بزرگ

آپکے نسب کا سلسلہ سید مظفر وزیر سلطان عبداللہ قطب شاہ سے پہنچتا ہے۔ اوائل میں

آپکے دل میں محبت الٰہی کا ولولہ پیدا ہوا۔ امور دنیوی سے قطع تعلق فرمایا
خدا طلبی کے شوق میں مرشد کامل کے طالب ہوئے۔ اُن دنوں شاہ فقیر علی خلیفہ
ارکاٹی حیدرآباد میں رونق افزا ہوئے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے حسن ارادت
سے مرید و خلیفہ ہوئے۔ آپ علم تصوف و حقائق میں کامل تھے۔ مسالک معارف
کے عارف تھے۔ ایک کتاب علم حقائق میں مسمی میزان حقائق آپکی تصنیف سے
ہے اُسمیں مرتبہ وحدت دائرہ شان محمدی کو بیان فرمایا ہے۔ اتبک کسی صوفی
نے اسطرح کا مضمون نہیں لکھا۔ آپ جد تھے۔ تصوف کے سوا اور علوم کیطرف
متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ طلبہ سے فرماتے تھے۔ اے بھائیو معرفت الٰہی بدون
ریاضت و مجاہدہ محال ہے۔ اور اقوال و مضامین کی فہمائش سے صرف معرفت
اقوال حاصل ہوتی ہے۔ اور معرفت حالی صفائی قلب پر موقوف ہے۔ اور قلبی
صفائی ریاضت پر۔ حاجی محمد شاہ صاحب خلیفہ مخدوم صاحب ثانی جو کہ مسجد
میں سکونت پذیر تھے۔ وہ آپکے مخالف تھے وہ فرماتے تھے معرفت الٰہی کسب
پر موقوف ہے ریاضت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بزرگان سابق نے مریدوں کو
حسب لیاقت راہ حق کی ہدایت کی۔ اور فرماتے تھے کہ مراتب کشف کی دو قسمیں
ہیں ایک کشف الٰہی جس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ مرشد کے
ارشاد سے حاصل ہوتا ہے دوسرا کشف کونی جس سے کرامت حاصل ہوتی
ہے وہ ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ حاجی صاحب کا خلاف کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ معرفت الٰہی بدون ریاضت نہیں ہو سکتی مشائخ سابق
ریاضت شاقہ کے بعد وجود کو معرفت الٰہی کے لائق بناتے تھے۔ اور پھر د ارشاد سے

مرید کے قلب کو روشن فرماتے تھے۔ غرض دونوں بزرگوں میں باہم اختلاف رہا۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ میں نے آپ سے رباعی مندرجہ ذیل کے معنی و مطلب دریافت کیا۔ آپ نے نہایت خوبی کے ساتھہ بیان فرمایا

رباعی یہہ ہے

گر پرسیم ز حال زندگی | نہصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ور بگویم شرح حال خویش را | ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

معنی رباعی اول خاک سے صورت جمال پیدا کر کے ہزاروں سبزہ نباتات کی صورت میں منقلب ہوئے ہیں۔ اور صورت نباتی سے بذریعۂ غذائے حیوانات صورت حیوانی میں نمود ہوتے ہیں۔ اور اجزا حیوانی کے پیرایہ میں ہزاروں صورتیں دکھلائی دیتے ہیں۔ پھر اجزا حیوانی انسان کی غذا ہو کر اپنی اصلی صورت سے منقلب ہو کر اجزا انسانی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ پھر انسانی جسم ہلاک ہو کر خاک ہو جاتا ہے۔ انقلاب صورت ہیولی و عناصر میں ہمیشہ جاری ہے۔ اور ہیولی میں ہزاروں صورتیں مرۃ اولی و کرۃ آخری جاری و طاری ہوتی رہیگی۔ اگر انسان کو الٰہی رفیق ہوئے تو مرشد کامل کی ہدایت و بدولت ریاضت تزکیہ نفس و تصفیہ باطن حاصل ہوگا اور تجلی روح و تخلی راز سے مشاہدۂ الٰہی کو واصل ہوگا۔ انتہی کلامہ آپ جامع کمالات انسانی تھے تصوف و توحید میں مستغرق رہتے تھے۔ آپکی مجلس میں ہمیشہ تصوف و معرفت کا مذاکرہ رہتا تھا۔ آپکی وفات ۱۰ ماہ صفر ۱۲۰۹ بارہ سو نو ہجری میں واقع ہوئی۔ اندرون شہر حیدرآباد شیر دل کی کمان کے قریب مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔ آپکے تین صاحبزادے تھے۔ سید محمد عرف

شاہ سیدن صاحب۔ و سید ولی صاحب۔ و باقر صاحب۔ لیکن شاہ سیدن صاحب جامع علوم و فنون تھے۔

میر اسد اللہ صاحب شہید

میر اسد اللہ صاحب قدس سرہ نام۔ آپ میر فضل اللہ بخاری کے فرزند ہین۔ صحیح النسب الحسب تھے۔ آپکے والد ماجد شاہجہانی عہد مین ملازم تھے بمعزز عہدوں پر مامور رہے۔ امیر و وزیر آپکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ عالمگیری زمانہ مین آپکے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ آپکے کئی بھائی تھے۔ عالمگیر نے سب کو خاندانی بزرگی کے لحاظ سے خدمات جلیلہ پر مامور فرمایا۔ آپ بھی عمدہ منصب پر ممتاز تھے۔ گولکنڈہ کے معرکہ مین جو ابو الحسن تانا شاہ والی حیدر آباد اور عالمگیر بادشاہ ہند کے فیما بین ہوا شریک تھے۔ آپ ہمت و جرات مین یگانۂ روزگار تھے مروت و سخاوت مین شہرۂ آفاق۔ طریقت و حقیقت کے شائق۔ معرفت و وحدانیت کے عاشق تھے۔ آپ اکثر اوقات عبادت الٰہی و تلاوت قرآن مین مشغول رہتے تھے۔ معرفت و توحید کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے۔ شوق الٰہی کی آگ مین سوختہ و کباب تھے۔ اور آپ اپنے حالات کو عوام الناس سے مخفی رکھتے تھے۔ ہمیشہ شب زندہ دار و تہجد گذار تھے قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین موجود تھے۔ قلعہ فتح نہین ہوتا تھا۔ عالمگیر اور اہل لشکر اولیا کے بہی جویا تھے کہ دعا سے بہی تائید لینا چاہئے۔ کسی ملازم نے بادشاہ کو آپکی شب بیداری کی خبر دی۔ عالمگیر نے ایک خاص معتمد کو بھیجکر آپکے حال کی تصدیق کی تصدیق کے بعد آپ سے دعا چاہی۔ آپنے دعا بہی کی اور محاصرہ مین شریک بہی ہوے

آپ کی دعا و توجہ کی برکت سے قلعہ مفتوح ہوا۔ آپ گولہ توپ کی ضرب سے شہید ہوئے۔ ۹۵۰ھ میں اُسی قلعہ کے میدان میں نیک نام پورہ کے قریب مدفون ہوئے۔ اور آپ کا لقب میر اسد اللہ شریف ہوا۔ ہم نے آپکا حال حدیقہ اولیاء دکن سے ماخوذ کیا۔ یزار و یتبرک بہ

اسحٰق بن ابو الفتح قادری

آپکے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ صحیح النسب والحسب تھے آپ بارہ برس کی عمر میں والد ماجد سے طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر و شغل میں پچاس سال کی عمر تک رہے۔ پھر ہندو دکن سے بغداد گئے۔ وہاں شادی کی چند روز گزار کر دکن میں آئے۔ موضع کنگن پور علاقہ کرنول میں فروکش ہوئے۔ مشہور ہے کہ اُسوقت وہاں کا حاکم راجہ گوپال تھا۔ ملک عبد الوہاب کرنولی جو آپکا معتقد تھا۔ آپ اُس کے اصرار سے وہاں سکونت پذیر ہوئے آپ خوش اخلاق رستدین و پرہیزگار رہتے۔ اکثر خاص و عام آپکی ہدایت و ارشاد سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ متوکل و قانع تھے۔ کسی سے سائل نہیں ہوتے تھے جو کچھ میسر ہوتا تھا اُسپر راضی و شاکر رہتے تھے۔ آخر آپنے غرہ رمضان ۱۰۱۱ گیارہ ہجری میں خلد برین کو رحلت کی۔ آپکا مزار دریائے بہندری کے کنارے واقع ہے۔ یزار و یتبرک بہ

نسب کا شجرہ

اسحٰق بن ابو الفتاح قادری بن سید محمد بن سید یحیٰی بن سید احمد بن سید قاسم بن سید نور الدین بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید یوسف بن ظہیر الدین

بن سید احمد بن سید عماد الدین ابی صالح نصر الخ

محمد اصغر بن مخدوم سید محمد حسینی بندہ نواز قدس سرہ

آپکا نام محمد یوسف ہے اور عرف محمد اصغر آپ مخدوم کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ خورد سالی کے زمانہ سے ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ نشوونما کے بعد مخدوم سے علوم ظاہری و باطنی تحصیل کئے۔ مراتب اعلی کو پہنچے صاحب کشف و کرامات تہے۔ آپ ایکروز کوٹہے پر وظیفہ مین مشغول تہے۔ آپکے دوسرے فرزند عبدالرحمن کوٹہے پر چڑہے اور شور و غل کرنے لگے۔ آپکے وظیفہ مین خلل ہوا۔ آپنے لخت جگر کو کوٹہے پر سے نیچے ڈال دیا۔ لوگون نے بچے کو دیکہا کہ صحیح و سالم ہے۔ کسی قسم کی ضرب نہین آئی۔ آپکو خلق کی صحبت سے نفرت تہی۔ خلوت پسند تہے۔ آپ کی عادت تہی کہ مساجد و معتقدین کے مکانات پر پیادہ پا جاتے تہے۔ کبہی پالکی گہوڑے کی سواری پسند نہین کرتے تہے۔ اور کسیکے ساتہہ مصافحہ ہی نہین کرتے تہے حضرت مخدوم کی وفات کے بعد تیسرے دن خلافت کے سجادہ پر جلوس فرمایا تمام معتقدین نے بیعت کی آپ سنت جماعت کے طریقہ کے پیرو تہے۔ حضرت مخدوم فرماتے تہے کہ مخدوم زادہ بزرگ میرا عاشق تہا اور مین مخدوم زادہ خورد کا عاشق ہون۔ آپ ہی سنت جماعت کے طریقہ پر ارشاد فرماتے تہے۔ سید ید اللہ آپکے فرزند بزرگ تہے۔ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تہے۔ آپ فرماتے تہے اے ید اللہ مسند پر بیٹہہ اور مجہکو اجازت دے کہ مین فارغ ہو جاؤن۔ شاہ ید اللہ خاموش رہتے تہے۔ اور آپ کو ساتہہ فرزند تہے۔ (شاہ ید اللہ عرف شاہ قبول اللہ

یمین الرحمن۔ یمین اللہ۔ ومیان باللہ۔ وشاہ من اللہ۔ وشاہ صبغۃ اللہ۔ وعبد الرحمن
خلفا سید محمد بندہ نواز قدس سرہ آپنے خلافت نامے گیارہ بزرگون کے
نام لکھے او یمین محمد اصغر۔ ومیان شاہ یداللہ بہی تہے۔ اور شاہ یداللہ گجرات مین
پیدا ہوئے تہے۔ پیدایش سے اول آپنے محمد اصغر سے فرمایا تہا کہ تجہکو ایک فرزند
ایسا ہوگا کہ اکثر خلایق کا ہادی و مرشد ہوگا۔ محمد اصغر بندہ نواز کی رحلت کے بعد
دو سال دو ماہ اور چودہ روز تک سجادہ نشین رہے ۲۱ تاریخ محرم ۸۲۹ھ آٹہہ سو انتیس
ہجری مین رونق افزائے جنت ہوئے۔ شاہ یداللہ ثالث آپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے
شاہ من اللہ وشاہ صبغۃ اللہ بہائی کے خلیفہ ہوئے۔ آخر شاہ یداللہ نے ۲۰ تاریخ
ربیع الثانی ۸۵۲ھ آٹہہ سو باون ہجری مین رحلت کی مدت ایام خلافت ۴۹ سال
اور خلافت حضرت مخدوم بندہ نواز سے تہی۔ جیسا کہ صدر مین مرقوم ہوا۔ آپ کی
قبر والد کے روضہ مین ہے۔ شاہ یداللہ کی اولاد۔ شاہ ندیم اللہ۔ شاہ محمد عرف شاہ تہنے
وشاہ علی۔ شاہ محمد باپ سے خلافت کی سند لیکے شہر بیدر گئے۔ اور وہان سکونت
پذیر رہے۔ آخر گلبرگہ مین رحلت کی اور مدفون ہوئے۔ آپکے صاحبزادے مسمی
شاہ یداللہ ثالث والد کے مرید خلیفہ تہے۔

شاہ ابو الحسن خاموش حیدر آبادی

آپ شاہ ابو الحسن حیدر ثانی کے مرید خلیفہ تہے۔ حیدر ثانی شرع کے پابند تہے
تقوی و طہارت مین بے نظیر۔ سلاطین قطب شاہیہ آپکے معتقد تہے۔ ایک لاکہہ
ہن سالانہ کی جاگیر خادمون کے نام سے مقرر تہی۔ آپکو مرغ بازی کا بڑا شوق تہا
آپ کی سرکار مین چار سو مرغ اصیل تہے۔ اُن کی تعلیم و تربیت کو کئی سو آدمی مقرر تہے

ابو الحسن خاموش کے تفویض بہی چند مرغ تہے۔ مرغ بازی کے لئے ہر ایک حیدر ثانی کے خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ اور مرغ بازی کے خوبیان بیان کرتا تہا۔ شاہ خاموش بہی منہ بند کئے ہوئے آواز سے کہتے واہ کیا حلق پر کانٹا لگایا۔ واہ کیا بازی لے گیا۔ حاسدون کو رشک ہوتا تہا۔ اور کہتے کہ خاموش آپکی مرغ بازی پر کنایۃ اعتراض کرتا ہے۔ آنکہہ بند کئے ہوئے مرغ بازی کے اصطلاحات بیان کرتا ہے آپنے فرمایا وہ مرید صادق ہے تم حسد کہتے ہو۔ حاسدون نے کہا آپ آیندہ اس امر کی تصدیق فرمائے آیندہ بازی کے روز آپنے خاموش کی حالت ملاحظہ کی ناخوش ہوئے اور فرمایا خاموش تو میرے افعال سے ناخوش ہے۔ آپنے عرض کی کیا میری مجال کہ ناخوش ہون آپ مخدوم مین خادم۔ ناخوشی کی کوئی وجہ نہین پس آپنے فرمایا مُنہ کو محجوب کرنا کس لئے ہے۔ عرض کی اگر آپ کی اطاعت نکرون تو طریقت کے خلاف ہے۔ اور اگر سنت نبوی سے خلاف کرون تو شریعت کے خلاف ہے۔ جو کچہہ فرمائیں اُسکی تعمیل مین حاضر ہون۔ حیدر ثانی کے دل مین خاموش کی باتون سے جذبہ پیدا ہوا۔ اور کان کہڑے ہوئے اُسیوقت تمام مرغون کو تقسیم کر دیا۔ ایک ہی نہین رکہا۔ اور مرغ بازی ترک کی۔

وجہ تسمیہ خاموش۔ ایکروز آپ پیر کی خدمت مین حقہ لئے ہوئے کہڑے تہے پیر حالت وجد مین مستغرق تہے۔ حیدر ثانی حقہ کہینچتے تہے۔ اس اثنا مین آگ چلم سے خاموش کے ہاتہہ مین گری۔ خاموش بلحاظ ادب ضبط کئے ہوئے استقلال سے خاموش رہے۔ کچہہ حرکت نہیں کی۔ پہر حیدر ثانی ہوش مین آئے۔ پوست سوختہ کی بدبو معلوم ہوئی۔ دیکہا کہ خاموش کا ہاتہہ جلگیا۔ وہ نہایت ادب سے

کہتا ہے اُس روز آپنے فرمایا ابوالحسن خاموش۔ یہی لقب مشہور ہوگیا۔
شاہ خاموش جامع کمالات ظاہر و باطنی تھے۔ صاحب تصانیف بھی تھے چند
رسائل تصوف میں آپکی تصنیف سے ہیں۔ سن
آپ سنہ ہجری میں فوت ہوئے۔ اندرون شہر متصل چادر گھاٹ خواجہ سرا کے
دائرہ میں مدفون ہیں۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔

سید امان اللہ عرف شاہ وزیر صاحب بن شاہ فرید صاحب کلاں حسینی

آپ سادات بخارا سے ہیں نسب کا سلسلہ شاہ عالم بخاری سے ملتا ہے اور حسب کا شجرہ
محبوب سبحانی تک پہنچتا ہے۔ آپ نانا کے مرید و خلیفہ تھے تاہم آپنے سید محی الدین
احمد بن محمد کلاں سے قادری فیض پایا۔ اور سید محی الدین نے لاولد ہونیکی وجہ سے
آپ کو اپنا سجادہ نشین فرمایا۔ لطائف قادریہ کے مولف نے لکھا کہ شاہ درویش
محی الدین قادری آپکے نسبتی بھائی تھے۔ نانا کے مرنے کے بعد آپکو بالکنڈہ
سے بلایا۔ اور نانا کی جگہ پر مسند نشین فرمایا۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ
تھے۔ آپنے خورد سالی میں شاہ محی الدین ثانی کو دیکھا تھا۔ ایک وقت حضرت
کے خدمت میں بھی گئے۔ حضرت نے آپکو گرم حلیم کا پیالہ عنایت کیا تھا۔ اور
فرمایا تھا۔ امان اللہ کھائے اور ہمیشہ خدا کے حفظ میں رہئے۔ اور تو کسیکا محتاج
نہوگا۔ آپکے چار فرزند تھے۔ سید محمد عرف شاہ میان صاحب۔ و فقیر محی الدین
عرف فرید صاحب خورد۔ و سید محی الدین احمد عرف پیران صاحب۔ و شاہ رفیع الدین
احمد ثانی۔ آپکی رحلت کے بعد بڑے صاحبزادے سید محمد سجادہ نشین ہوئے۔

اور اُن کے بعد سید محی الدین عرف ضیا خانصاحب بن سید محمد جانشین ہوئے
اور سید محی الدین کے بعد اُن کے چچا شاہ پیران صاحب جانشین ہوئے۔ حضرت
وزیر صاحب دل و صاحب کرامات تہے۔ آپکی وفات ۲۹ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۴
گیارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی۔ بیرون شہر حیدرآباد متصل کاروان ایک بلند
ٹیلہ پر مدفون ہوئے۔ قبر پر سنگین عمارت تعمیر کی گئی ابتک موجود ہے۔

شاہ ابوالحسن بن شاہ بدرالدین حبیب اللہ قادری

صاحب مکاشفہ نے لکہا کہ سید عبدالقادر یوسف بغداد سے دکن مین آئے شہر حیدرآباد
مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپ حضرت سبعہ قادریہ سے مین۔ شاہ ابوالحسن
آپکے پوتے ہین سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین اتفاق سے
اُسوقت بیجاپور مین ایک جوگی صاحب استدراج مقیم تہا۔ بادشاہ کو اُس سے
کمال محبت و حسن عقیدت تہی۔ بادشاہ ہر روز اُسکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا
اہل شہر نے حضرت سے عرض کیا کہ آپکے ہوتے ہوئے بادشاہ کا جوگی کی
خدمت مین حاضر ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ اہل اصنام کی نظر مین اہل اسلام
کی حقارت ہوتی ہے۔ آپنے فرمایا آپ سب چاہتے مین کہ بادشاہ جوگی کے پاس
نجائے اور فقیر کے پاس آئے۔ سبنے کہا ہان آپنے ایک ریزہ سفال منگوایا
اور اُسپر ایک نقش لکہا اور خادم کو دیا اور کہا جسوقت بادشاہ جوگی کیطرف
متوجہ ہوئے اُسوقت یہہ نقش کہلانا۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی اُسوقت
بادشاہ جوگی کی طرف سے لوٹا۔ اور حضرت کیطرف رجوع ہوا جسنا دم فی الفور دو حج

حضرت کے طرف رجوع ہوا۔ اور اُسیوقت حضرت کی خدمت مین بادشاہ کی آمد کی خبر دی۔ اسی اثنا مین بادشاہ حاضر ہوا۔ اور حضرت سے معافی چاہی۔ اور اپنے فعل پر نادم ہوا۔ جوگی کی خدمت کی حاضری موقوف کی۔ جوگی تین روز کے بعد بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جوگی دربار مین نہ آسے۔ دربانون نے جوگی کو روکا۔ جوگی نے عرض کیا مجھے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ نے اجازت دی جوگی نے بادشاہ سے کہا کہ اس شہر مین ایک جادوگر ہے۔ اُس نے آپکو جادو کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے نالائق وہ بزرگ ولی ہین جوگی نے کہا آیئے ہم اور آپ ابہی حضرت کا امتحان کرین۔ اگر حضرت ولی ہین تو راہ مین مینہ اسطرح برسے کہ ایک قطرہ دودہ کا اور ایک قطرہ گہی کا ہو۔ اور حضرت کے سامنے ایک پیالہ دودہ کا بہرا ہوا رکہا ہو۔ پہر بادشاہ اور جوگی حضرت کی خدمت مین آسے اثنائے راہ مین اُسی قسم سے مینہ برسا۔ اور حضرت کے سامنے پیالہ دودہ سے بہرا ہوا پایا۔ جوگی یہ کرامت دیکہکر حضرت کا معتقد ہوا حضرت کے قدمونپر سر رکہدیا۔ پہر بادشاہ کا اعتقاد آپکی نسبت بہت ہی بڑہ گیا۔

ایکروز بادشاہ کی لڑکی جو طالمہ تہی فوت ہوگئی۔ بادشاہ کو سخت رنج و غم ہوا۔ اُمور سلطنت سے تارک ہوگیا۔ دختر نیک اختر کی قبر پر بیٹہ گیا۔ ملکی انتظام مین خلل واقع ہونے لگا۔ ارکان دولت نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کچہہ بندوبست کیجیے۔ پہر آپ بادشاہ کے پاس آئے۔ اور عصائے مبارک کو غصہ سے لڑکی کی قبر پر مارا۔ قبر شق ہوگئی۔ اُس مین سے ایک شعلہ نکلا۔ پہر آپ بادشاہ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اندر بہگ بہگ باہر جگ جہگ۔ یعنے تو نے قبر کو باہر سے آراستہ

وپیراستہ کیا مگر اس کے اندر کی آگ کا کچھ بندوبست نہین کیا۔ یہان بیٹھنا کچھ مفید نہوگا اب لڑکی کی مغفرت کی فکر کرو۔ بادشاہ متنبہ ہوا۔ وہان سے اٹھا اور گھر آیا۔ اسکی مغفرت کا بندوبست یعنے خیرات وصدقات دئے۔ اور آیات قرآنی لوح مزار پر لکھوائے۔ حضرت لاوبالی صاحب کے فرزند کلان شاہ عبداللہ صاحب حسینی کی شادی آپکی دختر نیک اختر سے ہوی۔ آپکا انتقال سنہ ہجری مین ہوا۔ قبر شہر بیجاپور مین واقع ہے۔ یزار و متبرک ہے۔

نسب کا شجرہ۔ شاہ ابوالحسن بن شاہ بدرالدین حبیب اللہ بن شاہ عبدالقادر یوسف بن شمس الدین عارف بن سید یونس ثانی۔ بن سید عبدالرحمن بن حاجی سید یوسف بن سید یوسف بن سید حسین بن سید محمد صغر بن سید محی الدین نصر بن سید محی الدین ولی صالح نصر بن قطب الافاق سید تاج الدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالی علیہم۔

قاضی شاہ افضل عرف شاہ صاحب اینڑرا جبندری والے

آپ شاہ محمد امین بن شاہ فاضل رفاعی کے صاحبزادے مین۔ انیسوین پشت مین نسب کا سلسلہ سید احمد کبیر سے ملتا ہے۔ آپ صاحب حال و قال صاحب جلال تھے۔ آپ حضرت شیخن صاحب اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ قاضی محمد فاضل ورنگلی مولف پنج گنج۔ آپکے خلف الرشید مین والد ماجد کے نسبت لکھتے مین کہ آپکی عادات ستمرہ مین سے تہا کہ خوشی کے وقت مین روتے تھے۔ اور غمی کے زمانہ مین ہنستے تھے۔ ایک وقت والد ماجد اورنگ آباد مین نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر سے ملے۔ اسوقت شہر مین سخت قحط سالی اور غلہ کی گرانی تہی

غلہ فی روپیہ چہ سیر فروخت ہوتا تہا۔ آصفجاہ نے آپ سے دعا چاہی۔
اور حکم کیا کہ مد خیرات میں سے آپکو دو سو روپیہ دو آپنے فرمایا نواب صاحب
یہ زکوۃ کا مال ہے سادات کے لئے حرام ہے۔ میں نہیں لونگا۔ آصفجاہ آپکی
تقریر سے خوش ہوئے دو سو روپئے دوسرے محل سے منگوا کر دئے۔ عزت
و اکرام سے رخصت کیا۔ والد ماجد عاشورہ محرم میں گہر سے باہر نکلتے تہے
اور علم وغیرہ کو نہیں دیکھتے تہے۔ لیکن وفات سے تین سال پہلے عاشورہ
کے دن علم دیکھنے گئے۔ اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے۔ تین روز تک گنگ رہے
تیسرے دن ہوش میں آئے۔ فرمایا کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا۔
اور قدمبوس ہوا۔ فرمایا اے محمد افضل تین روز تیری زبان گنگ رہے گی۔ یہ اشارہ ہے
کہ تو ہمکو تین برس کے بعد ملیگا۔ پہر آپنے تیسرے سال انتقال فرمایا۔ انتہی کلامہ۔
آپ صاحب تصانیف تہے۔ منجملہ شرح مرآت العارفین۔ معدن الجواہر۔ تحفۃ الصالحین
شرح فقہ اکبر۔ شرح نام حق۔ رسالہ وجودیہ وغیرہ ہیں۔ مثنوی و نصوص و لوائح و لمعات
کا درس دیتے تہے۔ آپ کی مجلس میں تصوف و تعرف کا چرچا رہتا تہا۔ اگر کوئی ہوا
دنیا کا ذکر کرتا تو آپ بیزار ہوتے تہے۔
کہتے ہیں کہ ایکروز حسن علیخان حاکم راجبندری آپکی ملاقات کو آیا۔ آپکی مجلس میں
مصاحبین میں سے کسی نے دنیا کا ذکر شروع کیا۔ آپ اسوقت درہم و برہم ہوئے
فرمایا خان صاحب فقیر خانہ دنیا کے ذکر کے لئے نہیں ہے۔ دنیوی امور کے لئے اگر
دنیا کا تذکرہ منظور ہو تو آپکا دولت خانہ موجود ہے وہاں کیجئے۔ خان صاحب نے
معافی چاہی۔ آئندہ احتیاط کرتے رہے۔

نقل ہے کہ چند بیراگی آپکے تکیہ مین فروکش ہوئے۔ آپکے صحبت رکہتے تہے
قاضی رفیع الدین جو صاحب دل تہے۔ مغرب کے وقت آپکی خدمت مین آئے
بیراگیون نے ناقوس بجانا شروع کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا منع کرو۔ شاہ صاحب
نے فرمایا قاضی صاحب یہہ فقیرخانہ ہے۔ وہ بہی خدا کو یاد کرتے ہین منع کرنا لازم
نہین۔ اور یہہ شعر پڑہا۔ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی نہ برائے فصل کردن آمدی

قاضی صاحب خاموش ہوئے۔ حضرت کے فرمانے سے قاضی صاحب کو وہ حالت ہوئی
کہ زار زار رونے لگے۔ صاحب پنج گنج لکہتے ہین کہ آپ مرید کو تلقین کرتے اور کہتے
با مرید کی تلقین گویا رقص ہے۔ جیسا کہ رقاص تعلیم کرے ویسا ہی کرنا چاہیے۔ آپکے
اکثر خلفا اولیا تہے۔ مثلاً شاہ محمد صالح عرف میران صاحب۔ آپکے حقیقی برادر
و خلیفہ تہے۔ و میر محمد فاضل۔ و شاہ غلام حسین عرف میان اشد۔ و سید برہان الدین
و شاہ کلیم اللہ وغیرہ۔ جب آپکو مرض موت ہوا اکیس دن بیمار رہے۔ کبہی زمین پر
نہین لیٹے۔ تکیہ سے بیٹہے رہے۔ اور فرماتے تہے مین راضی برضا ہون دنیا سے
سبکدوش جاتا ہون۔ اگر میرے مرنے کے بعد گہر مین زر نقرہ نکلے تو مجہکو
داغ دینا چاہیے۔ مرنے کے بعد گہر مین سے ایک حبہ ہی برآمد نہین ہوا۔ تجہیز و تکفین
قرض سے ہوئی۔ آپکی وفات ۵ ماہ رمضان ۱۱۹۳ھ گیارہ سو ترانوے ہجری مین
ہوئی۔ عمر ۶۰ سال کی تہی۔ آپکی قبر راجندری مین ہے۔

نسب کا شجرہ۔ شاہ افضل بن شاہ محمود امین بن شاہ محمد فاضل بن شاہ ابراہیم
بن شاہ خوندمیر بن شاہ افضل بن شاہ اعظم بن مخدوم شاہ ضیاء الدین جاپانی

بن شاہ عبدالکریم بیابانی بن عبدالرشید بن عبدالرحیم بن عبدالجلیل بن ابراہیم بن شمس الدین بن یوسف بن نجم الدین بن یعقوب بن سید احمد کبیر باعی بزار و متبرک ہے۔

شاہ اسد اللہ صاحب برہانپوری قادری

شاہ اسد اللہ بن شاہ فتح محمد بن شاہ ولی اللہ بن شاہ فرید الدین گنج معرفت بن شاہ درویش محمد چشتی بن شاہ عبدالحکیم ابو المعالی۔ بن شاہ بہاء الدین باجن علیہ الرحمہ آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تہے۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے۔ آپکے خاندان میں چشتیہ سلسلہ سات پشت سے ابا عن جد جاری تہا۔ آپکے والد ماجد طریقہ قادریہ شطاریہ میں حضرت شاہ برہان الدین راز الہی کے مرید ہوئے۔ آپ وائل عمر سے علم دوست و مشائخ صحبت تہے۔ ہر ایک مقام سے فیضیاب ہوتے تہے والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خادمانہ و طالبانہ والد کی خدمت مین حاضر و کمر بستہ رہتے تہے۔ علی الصباح ہمیشہ حضرت کو وضو کراتے تہے۔ ایام سرما مین ہر وقت پانی گرم رکہتے تہے۔ جب آپکی عمر بیس برس کی ہوئی۔ تب آپکے والد فوت ہوئے نہایت غمگین ہوئے مزار شریف کی مجاوری اختیار کی۔ دن کو روزہ رکہتے تہے اور شام کو افطار کے بعد ایک آبخورہ پانی اور قدرے غذا تناول فرماتے تہے اسیطرح آپنے دو چلہ بسر کئے۔ پہر آپکو عالم رویا مین والد ماجد سے بشارت ہوئی کہ آپکا حصہ مخدوم شاہ محمد قادری کی خدمت مین ہے۔ آپ علی الصباح ملک اناکاٹ قصبہ میلاپور مین جو مخدوم کا سکونت گاہ تہا روانہ ہوئے۔ اور مخدوم صاحب کو حضرت محبوب سبحانی کے طرف سے ارشاد ہوا کہ اسد اللہ نامی آپکے خدمت مین

آتا ہے جو کچھ نعمت آپکے پاس ہے اُسکو عنایت کیجئے ۔ یہان مخدوم صاحب آپکے منتظر تہے ۔ آپ مخدوم کی خدمت مین پہنچے دیکھتے ہی مخدوم صاحبنے پہچان لیا ۔ استقبال فرمایا ۔ پہر آپنے اسداللہ صاحب کو ازسرنو بیعت مین لیا اور خلافت کا خرقہ عطا فرمایا ۔ اور اپنے فرزندون کو وصیت کی ۔ اگر تمکو شوق الہی ہو تو میان اسداللہ سے طلب کرو مخدوم نے استقبال کے بعد اون کے دو صاحبزادے مسمی ناصر صاحب و حمد صاحب تہے ۔ دونوں اسداللہ صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے پہر اسداللہ صاحبنے برہانپور کو مراجعت کی ۔

انوار الاخیار کے مولف نے لکہا کہ اسداللہ صاحب قطب زمانہ تہے ۔ جب شہر مین کفار کی حکومت قائم ہوی تب برہانپور سے حیدرآباد مین آئے ۔ یہان دوسری شادی کی اور شہر مین سکونت اختیار کی ۔ جناب سید غلام علی الموسوی القادری نے مشکوۃ النبوۃ مین لکہا کہ مین حضرت کی خدمت مین چار سال تک رہا ۔ علم تصوف مین آپ سے چند کتابین پڑہین ۔ آپ تصوف و معرفت مین کامل تہے ۔ حقائق و دقائق کے عارف تہے ۔ ایک ہندو کے لڑکے نے آپ سے مثنوی پڑہی ۔ عقائد باطلہ سے منحرف ہوا دائرہ اسلام مین آیا ۔ شہر مین اکثر علما و فضلا آپ سے تصوف مین سند لیتے تہے ۔ صاحب تصانیف تہے ۔ سوانح و مثنوی وغیرہ کتب کے شروح لکہے مین گوی زمانا نادر الوجود ہین ۔ آپکی وفات ۲۸ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین واقع ہوی ۔ اور آپ اندرون شہر حیدرآباد محلہ حسینی علم کی مسجد کے صحن مین مدفون ہوئے ۔ مزار و متبرک ہے

سید احمد و سید محمد

آپ دونون صاحبزادے سید عبداللہ مدنی کے ہین۔ دونون بزرگ نانا کے مرید تہے۔ اور والد ماجد سے خلافت کا خرقہ پایا۔ سید احمد صاحب والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور سید محمد بڑے بہائی کے تابع رہے۔ سید احمد صاحب خوش مزاج ولطیف الطبع تہے خوش گفتار وخوش کردار صاحب خلق کریم وحلیم تہے۔ علم تصوف کلام مین کامل استعداد رکہتے تہے۔ متقی ومرتاض تہے۔ رفاعیہ طریقہ مین بہی لائق وفائق تہے۔ سید محمد صاحب بہی تواضع وکرم مین بیمثل تہے۔ امیر فقیر سے نہایت محبت ورغبت سے ملتے تہے۔ آپکی ذات بابرکات مرجع خاص وعام تہی سماع کی مجلس کے شائق تہے۔ اور علم موسیقی کو پسند کرتے تہے۔ وقرآن شریف حسن تلاوت وحسن صوت کے ساتہ پڑہتے تہے۔ سماع کی مجلس مین وجد وحال بہی فرماتے تہے۔ نواب نظام الدولہ بہادر آپکے معتقد تہے۔ سید انوار اللہ لکہتے ہین کہ آپ والد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ فخر خاندان تہے۔ آپ کی بزرگی والد کے نسبت زیادہ مشہور تہی۔ سالانہ بزرگون کا عرس بڑی شان وعظمت سے کرتے تہے شہر کے تمام مشائخ وامرا کو دعوت دیتے تہے۔ عربی وضع کا لباس پہنتے تہے دونون بہائی نہایت ہی خوش مزاج ولائق تہے۔ سید محمد عرف بادشاہ صاحب آخر بیت اللہ شریف کو گئے۔ چند مدت وہان مقیم رہے۔ اکثر اہل عرب کو ارادت کے دائرہ مین داخل کیا۔ اور زیارت سے واپس آئے۔ مکہ ومدینہ سے ہمیشہ آپ کو خطوط پہنچتے رہتے تہے۔ آپ تا مرگ ثابت الحواس رہے۔ آپکی وفات ۲۹ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور سید احمد کی وفات آپ سے چند سال بیشتر ۴ جمادی الثانی مین واقع ہوئی تہی۔ دونون بہائی مسجد کے صحن مین

والد کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ ابو یزید شطاری برہانپوری

آپ شیخ لشکر محمد عارف باللہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپکا مولد و منشا دار السرور برہانپور ہے۔ سن تمیز و شعور کے بعد برہانپور کے علما و فضلا سے علوم ظاہری کی کتب تحصیل سے فراغت پائی اور علوم باطنی کی تحصیل میں مشغول ہوئے والد ماجد و شیخ عیسیٰ جند اللہ سے مستفید ہوئے۔ بیعت و خلافت والد ماجد سے حاصل کی تھی والد کے انتقال کے بعد مسند نشین ہوئے۔ ہدایت و رہنمائی کا بازار گرم کیا۔ آپ کی توجہ پُر جلال و باکمال تھی طالبین کو چند ہی روز میں باکمال فرماتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین سے آباد رہتی تھی۔ آپ مہمان نواز و فقرا دوست تھے۔ مسافرین و واردین کی خاطر و مدارات کرتے تھے حسب طاقت اُنکی حاجت روائی میں دریغ نہیں فرماتے تھے۔ اسلام کی حمایت و ہمدردی آپکا کام تھا۔ خاندیش برار میں آپکا نام شہرۂ انام تھا۔ آپ صبح کی نماز کے بعد شیخ الاولیا شیخ عیسیٰ جند اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک پہر دن چڑھے تک آپکے حلقۂ توجہ میں شریک رہتے تھے۔ اور مستفید ہو کے اپنی خانقاہ میں تشریف لاتے تھے۔ اور طالبین کو ہدایت و تلقین درس و تعلیم سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے شیخ کی زندگی تک برابر یہ سلسلہ جاری رکھا۔ کبھی ناغہ نہیں فرمایا سیدھی سادھی وضع رکھتے تھے۔ وضع داری کے پابند تھے۔ شریعت کا لحاظ و ادب کرتے تھے۔ آخر آپنے سنہ ۹۹۹ نوسو ننیانوے ہجری میں رحلت کی۔ برہانپور میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

مولانا سید ابوتراب شیرازی

سید ابوتراب نام۔ شیرازی الاصل والمولد ہیں۔ آپکے جد بزرگوار شاہ میر سنہ ۱۰۹۸
ایکہزار اٹھیانوے ہجری میں شیراز سے ہند میں آئے۔ محمد آباد عرف جانپانیر میں
سکونت پذیر ہوئے۔ آپ اور آپکے والد سید کمال الدین بہی جد بزرگوار کے ہمراہ
تہے۔ اُس وقت گجرات میں محمود بیگڑہ بادشاہ تہا۔ بادشاہ نے آپکا کمال اعزاز
واکرام کیا۔ آپنے کتب درسیہ وطن میں علماء وفضلا وجد امجد سے ختم کیں تہیں
عالم فاضل تہے۔ آپکے جد بزرگوار نے رحلت کی جانپانیر میں مدفون ہوئے۔
وہاں سادات شیراز کا مقبرہ مشہور ہے۔ آپ سلطان محمود بیگڑہ کی خواہش
وطلب سے احمد آباد گجرات میں آئے۔ اور ایک پورہ اساول میں آباد کرکے سکونت
اختیار کی۔ جب اکبر بادشاہ نے گجرات کو تسخیر کیا۔ سید ابوتراب بادشاہ کی ملازمت
میں پہنچا معزز ومکرم ہوا۔ اکبر نے آپ کو امیر حاج وقافلہ سالار مقرر کرکے حرمین شریفین
روانہ کیا پہر آپ وہان سے مع الخیر والعافیہ مراجعت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے نقش قدم کو ہمراہ لایا۔ حسب الحکم عرش آشیانی گنبد عالی وخانقاہ
مدت چہہ سال میں تعمیر ہوئے اور اس میں قدم شریف کو رکہا۔ ملا شیخ فیض
مولف رسالہ قدمیہ نے گنبد کی تاریخ لکہی ہے

بقعہ خیرو قبہ البطحا — آمد از حق مطاف اہل قبول

ہست آثار دہم اثر از وی — از سر و پا بود نشان رسول

در توصیف قدم مبارک

شاہسکہ برات روز وادی شب را — در مجد او سنگ کشادی لب را

بر خارۂ نشانِ قدمش نیست کہ سنگ از شوق کفش کردہ تہی قالب را

قدم مبارک راست کا نشان سنگ سیاہ پر تہا۔ آسپر افشان موتیون کیطرح تہی۔ گجرات کی ویرانی و خرابی تک خاص و عام کا زیارت گاہ تہا ؎

ہر جا کہ نشانِ کفِ پائے تو بود سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

جب ساول کو مرہٹہ نے تاخت و تاراج کیا۔ بعض نے ارادہ کیا کہ قدم مبارک کو نکالکر دوسرے مقام مین منتقل کرین مید کور کے ورثہ اس بات سے آگاہ ہوئے قدم مبارک کو گنبد سے اٹہا کے شہر مین لائے اور اپنے مکان پر رکہا۔

آخر آپنے ۱۳ جمادی الاول ۳۰؁ ایکہزار تین ہجری مین عالم فانی سے سرائے جاودانی مین رحلت کی۔ اساول نو آباد مین مدفون ہوئے۔ مرقد پر گنبد پختہ بنایا گیا۔ زیارتگاہ ہے۔

شیخ احمد کہٹو۔ (ایک قصبہ ضلع ناگور میں ہے)

معارج الولایت کے مولف نے لکہا کہ آپ دہلی کے شریف زادون مین سے ہین۔ آپکی ولادت ۷۳۸ہجری مین واقع ہوی اور والدین نے آپکا نام ملک نصیر الدین رکہا۔ آپکا نشو و نما دہلی مین ہوا۔ ابہی آپ سن تمیز کو نہین پہنچے تہے۔ چہارم سال مین قدم رکہا تہا کہ انہین ایام مین شہر دہلی مین تند ہوا چلی کالی گہٹا اور گرد و غبار کا طوفان برپا ہوا اکثر کہاس و پہوس کے چہپر اڑ گئے اور بہت سے مکانات گر گئے۔ اور شہر مین اندہیری ہو گئی دایہ اپکو گہر سے باہر لائی تہی۔ گرد و غبار و تاریکی کی وجہ سے آپسے جدا ہوئے اور آپکو گم کیا۔ آپ دہلی کے کسی کوچہ مین آوارہ بہٹکنے لگے۔ کوچہ کے قریب سوداگرون کا قافلہ فرو کش تہا آپ روتے ہوئے وہان پہنچے۔ جب رات ہوی اور ہوا تہمی تہہر مین امن آیا اہل قافلہ نے آپ کو اپنے پاس رکہا اور صبح قافلہ آپ کو ہمراہ لیکے دایہ کیطرف

روانہ ہوا۔ اور نجیب نساج قصبۂ دہندوانہ سے روئی خریدنے کیلئے دوابہ میں آیا
اور آپکو اہل قافلہ سے لیا۔ روئی خرید کر کے وطن لوٹ کر مراجعت کی آپ اس کے
ہمراہ تھے۔ اتفاقاً مولانا صدرالدین نبیرۂ مولانا شہاب الدین ہمدانی قصبہ کہتو
سے دہندوانہ روانہ ہوئے۔ بابا اسحٰق مغربی کی خدمت میں رخصت کے لئے آئے بابا نے
دعا خیر پڑھ کے رخصت کیا اور مولانا سے کہا اگر آپکو کہیں ایسی صورت و شکل
کا لڑکا ملے تو میرے لئے لے آنا۔ بابا مغربی کو کشف باطنی سے آپکا پورا حلیہ و رنگ
و روپ معلوم ہو گیا تہا۔ اور بابا کو غیب سے بشارت ہوئی کہ ہم تجہکو تیرے فرزند
قوام الدین متوفی کا نعم البدل دینگے۔ مولانا صدرالدین دہندوانہ میں پہنچے
اور آپکو نجیب نساج کے پاس پایا اور بابا مغربی کی فرمائی ہوئی نشانیاں آپ میں
برابر دیکہیں۔ آپکو نجیب نساج سے لیا اور بابا کی خدمت میں پہنچایا۔ بابا مغربی
آپکے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو فرزندی میں لیا اور سایۂ عاطفت میں
رکہ کے تعلیم و تربیت شروع کی اور آپکا نام شیخ احمد کہا جب آپکی عمر بارہ برس کی
ہوئی تب بابا آپکو ہمراہ لیکر بزرگان چشت کی زیارت کے لئے دہلی میں آئے
وہاں آپکو ایک بہائی نے پہچانا اور کہا کہ یہہ میرا بہائی ملک نصیرالدین ہے کہ
دہلی کے طوفان میں گم گیا تہا اسوقت آپکے والدین بہی زندہ تہے۔ تمام نے
چاہا کہ آپکو لیجائیں مگر آپنے بابا اسحٰق کی جدائی گوارہ نہیں کی اور راضی نہیں ہوئے
سب مجبور ہو کے خاموش ہو گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مخدوم جہانیاں دہلی
میں رونق افزا تہے۔ فیروز شاہ وغیرہ امرا مخدوم کی ملازمت سے مشرف ہوتے
تہے۔ بابا اسحٰق نے آپسے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپکو مخدوم کا مرید کراتا ہوں

آپ نے فرمایا میں آپکا مرید ہوں اور آپ میرے مخدوم ہیں۔ مجھکو مخدوم جہانیاں
سے کیا کام۔ بابا اسحق آپکا کلام سن کے خوش ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ
ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ تیرے دروازہ پر امراو سلاطین آئیں گے۔ بابا اسحق کو آپ کی
محبت و پیرپرستی ایسی دامنگیر ہوئی کہ دنیا میں بجز آپکے کوئی مقصود و مطلوب
نہیں تہا۔ آپ حسن و جمال میں یوسف ثانی تہے۔ جو کوئی آپ کو دیکھتا تہا حیران
و بے خود ہو جاتا تہا۔ اور موسیقی میں بہی لحن داؤدی رکہتے تہے۔ سامعین کو آپکی
آواز پر وجد و حال ہوتا تہا۔ جب آپ کی عمر بیس برس کی ہوئی بابا اسحق نے مغربیہ
طریقہ کی خلافت و اجازت عطا کی اور مشائخ کرام کی نعمت تفویض کی۔ بعد ازاں
سنہ سات سو چہتر ہجری میں رحلت کی۔ آپ روز سوم فاتحہ و قرآن خوانی سے
فارغ ہوکے بیسویں تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکور میں چلہ نشین ہوئے۔ اور حجرہ میں
ایک مشک پانی اور چالیس دانے خرمے کے رکہ لئے۔ ہر روز خرمے سے افطار کرتے تہے
بعض نے لکہا کہ اس چلہ میں صرف چار دانے صرف کئے تہے۔ عید الفطر کے روز
چلہ سے برآمد ہوئے عید کی نماز ادا کرکے کہتو سے دہلی میں آئے۔ اور جہان خان
کی مسجد میں گوشہ نشین ہوئے۔ اتفاقاً انہیں ایام میں مخدوم جہانیاں بہی
دہلی میں رونق افزا تہے۔ ایکدن صبح کیوقت پالکی میں سوار آپکی ملاقات کیلئے
آئے۔ ابہی پالکی سے نہیں اُترے تہے کہ آپ حجرہ سے برآمد ہوکے ملاقات
سے مشرف ہوئے مخدوم نے پالکی سے اُتر کے معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور آپکے
کان میں آہستہ سے کہا اے جوان صالح تجھسے دوست حقیقی کی خوشبو آتی ہے
بعد ازاں مخدوم رخصت ہوئے اور خلائق جوق در جوق آپکے پاس آنے لگی

آپ کثرت خلائق سے گہبرائے وہان سے برآمد ہوئے۔ بارہ برس تک عالم تجرید
مین بسر کرتے رہے اور عالم کی سیر و سیاحت فرماتے تہے۔ پہر آپنے حرمین شریفین
کا ارادہ کیا۔ ہندسے پیادہ پا سیر کرتے ہوئے پٹن گجرات مین پہنچے۔ اُسوقت
گجرات مین راستی خان بن فتح الملک صوبہ دار تہا۔ اُس کا مستقر پٹن گجرات
تہا۔ چونکہ صوبہ دار کا والد فتح الملک فقرا دوست تہا۔ آپسے ملا خاطر و مدارات کی
آپ ہان سے جہاز پر سوار ہوئے اور حرمین شریفین مین پہنچے۔ حج و زیارت سے
فارغ ہو کے ہند مین مراجعت کی دہلی مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے سکونت کے
زمانہ مین ۸۰۱ھ آٹھہ سو ایک ہجری مین امیر تیمور گورگان دہلی مین پہنچا سلطان
محمود نبیرۂ فیروز شاہ نے جنگ کیا۔ مگر مقابلہ کی تاب نہ لاسکا قلعہ مین متحصن ہوا
چند روز کے بعد قلعہ سے برآمد ہو کے گجرات مین چلا گیا۔ امیر نے حکم دیا کہ اہل
دہلی کو قید کرو امرا و فقرا مقید ہوئے۔ آپ بہی اہل شہر کے ساتہہ اسیر ہوئے
اتفاقاً دہلی مین سخت قحط واقع ہوا کہین غلہ میسر نہین آتا تہا۔ نان بعوض جان
بہی نہین ملتی تہی۔ آپ جس محبس مین تہے وہان آپکے ہمراہ اور چالیس اشخاص
اسیر تہے۔ آپ ہر روز ہر ایک قیدی کو ایک ایک گرم روٹی دیتے تہے۔ چند روز
کے بعد محافظین نے یہہ واقعہ امیر تیمور سے بیان کیا۔ امیر نے آپکو مع چالیس
قیدیون کے بلایا۔ اور معذرت کی۔ آپکو مع چالیس قیدیون کے رہا کیا۔ اور
حکم دیا کہ آپ جس کی سفارش کرین اُس کو چہوڑ دو۔ آپ کی سفارش سے
بے شمار قیدی رہا ہوئے۔ اور امیر آپکا معتقد ہوا۔ اور اعزاز سے رکہا۔ پہر
ساتہہ مہینے کے بعد عازم سمرقند ہوا آپکو بہی ہمراہ لے گیا۔ آپ سمرقند مین علما

و مشائخ سے ملے سب نے آپکا اکرام و احترام کیا۔ اور بخارا و ہرات و بلخ وغیرہ
بلاد کی بھی سیر کی پھر چند روز کے بعد ابر سے رخصت لیکر خراسان سے روانہ
گجرات میں آئے اسوقت پٹن میں فروکش ہوئے۔ اور وہان ظفرخان سلطان فیروز شاہ
کے طرف سے صوبہ دار تہا۔ آئندہ بادشاہ ہوا۔ اور مظفرشاہ نام رکہا۔ آپ سے
حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپکی تشریف آوری کو غنیمت سمجہتا تہا۔ آپ سے درخواست
کی کہ آپ اس ملک مین سکونت اختیار کرین۔ آپنے اُسکی درخواست قبول کی
اور گجرات مین متوطن ہوئے۔ مظفرشاہ تا بزندگی آپ کی تعظیم و توقیر کرتا رہا۔
اُسکی رحلت کے بعد سلطان احمد نبیرہ مظفرشاہ تخت نشین ہوا۔ آپکا مرید ہوا
سلطان احمد محمود الصفات حمیدہ عادات تہا۔
ایکروز آپ سے درخواست کی کہ مین خضر علیہ السلام کی ملاقات کا مشتاق ہون
آپ ملا دیجئے۔ آپنے فرمایا بہتر مین خضر علیہ السلام سے دریافت کرتا ہون آپنے
خضر علیہ السلام سے بادشاہ کی درخواست کی خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اُسکو
چلہ کشی کا حکم کرین سلطان نے حسب الحکم ایک چلہ تمام کیا۔ پہر دوسرے کا حکم
ہوا۔ دوسرے کے بعد تیسرے کا جب تینون چلے تمام کئے۔ تب صبح کی نماز کے
بعد سلطان آپکے حجرہ مین خضر علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوا۔
اثنائے کلام مین خضر علیہ السلام سے درخواست کی کچہ عجائبات بیان کیجئے
خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ سابرمتی دریا کے کنارے پر جو فی الحال ویران
جنگل دکہلائی دیتا ہے ایک شہر عظیم الشان تہا۔ اُسکا نام باوان باوتہا وہان کے
باشندے خوشحال فارغ البال تہے۔ مین ایکروز حلوا فروش کی دوکان پر گیا

بہوکا تہا۔ تیرہ تنگہ حلوا فروش کو دیا اور اُس سے حلوا مانگا اُس نے جواب دیا کہ
مجکو آپکے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسافر درویش ہین مین آپسے قیمت
نہین لونگا۔ حلوا حاضر ہے جسقدر چاہیے کہا لے۔ پہر مین چند مدت کے بعد
اُسی مقام مین آیا شہر و خلائق سے نشان نہین پایا۔ وہان ایک بوڑہا کہ چار
ڈیڑہ سو برس کی عمر کا تہا اُس سے شہر کا حال پوچہا۔ اُس نے کہا مجھے کچہہ معلوم نہین
بزرگون کی زبانی سُنا تہا کہ یہان ایک شہر یاران باد نام تہا۔ سلطان احمد نے
خضر علیہ السلام سے اجازت چاہی اگر آپ فرمائین تو مین یہان ایک شہر از سر نو
آباد کرون فرمایا بہتر مبارک ہے۔ لیکن اُسکی نیو ایسے چار شخص رکہین جنکا نام احمد
ہو۔ اور اُن کی عصر کی نماز سنت کبہی فوت نہوئی ہو۔ اور اُسکا نام احمد آباد رکہین
پہر خضر علیہ السلام رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے گجرات مین ایسے شخصون کو تلاش کیا
دو شخص ایک قاضی احمد دوسرا ملک احمد بادشاہ دونون کو آپکی خدمت مین لے آیا
اور عرض کیا ان دو کے سوا دوسرا کوئی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا تیسرا مین ہون
پہر بادشاہ نے کہا چوتہا مین ہون مجہسے بہی عصر کی سنت فوت نہین ہوئی۔ پس
چارون احمد باہم اتفاق کرکے ساتہہ ماہ ذیقعدہ ۸۱۳ھ آٹہہ سو تیرہ ہجری میں
سابرمتی کے کنارے آئے۔ خضر علیہ السلام کے نشان دئے ہوئے مقام مین
شہر کی نیو و بنیاد قائم کی۔ علوی شیرازی شاعر نے بنا کی تاریخ کہی۔ قصیدہ
طویل ہے ہم صرف اُسمین سے تین اشعار لکہتے ہین ؎

بفرمان شاہنشہ بخت یار — بکردند ساعات سعد اختیار
بہ ذیقعدہ رفتہ از ہجریہ — ثلث عشر با ثمان ثمانیہ

چوبانی بنا بر شید از زمین　　　بر و خواند بانی چرخ آفرین

معارج الولایت اور تحفۃ المجالس کے مولفین نے لفظ با خیر کو بنا کی تاریخ لکھی اور تاریخ الاولیا کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری میں بنا ہوئی لفظ خیر تاریخ بنا ہے اور اختتام کی تاریخ لفظ بخیر ہے مولف کا قول ظاہر میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ طرفہ یہہ ہے کہ مولف نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا نہ منقول عنہ کا نام و نشان تبلایا۔

مہندسین نے شہر عظیم الشان کی بنا ڈالی اور اُس کے ساتھہ ہی تین سو ساٹھ پورہ جات کی بہی بنا قائم کی۔ اور شہر کی حصار پختہ و سنگین بنوائی گئی۔

مرات سکندری کے مولف نے لکھا کہ شہر کی حصار سنہ ۸۱۶ آٹھہ سو سولہ ہجری میں تمام ہوئی۔ اور قلعہ کی بہی دیواروں کی بنا شروع ہوئی تہی قد آدم تک پہنچ کے گر گئی بادشاہ پریشان ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں آیا۔ اور واقعہ عرض کیا۔ آپ بذاتِ خود وہان گئے۔ مراقبہ کیا ایک شخص جوگی نظر آیا۔ کہا میرا نام مانگ جوگی ہے۔ یہہ مقام میری ملک ہے۔ آپ چاروں احمد اس مقام میں شہر اپنے نام سے آباد کرتے میں جب تک آپ اس شہر کے نام میں میرا نام شریک نکروگے تب تک قلعہ کی دیوار قائم نہوگی۔ پس آپ نے ایک محلہ کا نام مانک جوگ رکہا۔ دوبارہ قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور شہر احمد آباد بہی آباد ہوگیا۔ شہر آباد ہونے کے بعد آپ کی عمر سو سے متجاوز ہوگئی آپنے شیخ صلاح الدین بن شیخ طالب نو مسلم کو خورد سالی سے بجائے فرزند پرورش کیا تہا۔ اور اُس سے بہت محبت رکہتے تہے۔ اُس کو اپنا خلیفہ و مرید کرکے جانشین فرمایا اور خلافت کا خرقہ عطا کیا۔

صلاح الدین اسم باسمی تہا پیر پرستی و فرمان برداری مین بے نظیر۔ درویشی و فقیری مین روشن ضمیر تہا۔ ہم نے اس کتاب مین صلاح الدین کا حال پورا مستقل طور سے لکہا ہے اگر مطالعہ منظور ہو تو حرف صاد مین آپکا حال مطالعہ کیجئے۔

آپ گجرات کے اولیا کرام مین اکمل الاولیا و اعرف بعرفا تہے۔ سلاطین و امرا آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ سلطان ظفرشاہ و سلطان احمدشاہ و سلطان محمد شاہ آپکے مرید راشدین سے تہے آپ کی خانقاہ و فقرا کے اخراجات کے لئے سالانہ تین کروڑ تنکہ گجراتی محاصل کی جاگیر التمغا مقرر کر دے تہے۔ آپکا لنگر خانہ جاری تہا۔ صبح و شام ہزارون فقرا کو کہانا ملتا تہا۔ تقریباً اعراس مین سلاطین و امرا بہی شامل ہوتے تہے۔ دعوت عام ہوتی تہی امرا و فقرا آپکے خوان نعمت پر مساوی درجہ ہوتے تہے ما بہ الامتیاز نہین ہوتا تہا۔ آپ ہزارہا روپیہ غربا و فقرا پر تقسیم فرماتے تہے۔ اکثر غربا حجاج کو زاد و راحلہ دیکے روانہ فرماتے تہے۔ مزارات مقدسات و مقامات عالیات حرمین شریفین و بغداد شریف و مشہد مقدس کربلائے معلیٰ و نجف اشرف اجمیر وغیرہ مین بے شمار زر نقد و تحائف بہیجتے تہے۔

آپکا دربار شاہانہ تہا۔ آپکی رحلت کے بعد صلاح الدین سجادہ نے لنگر خانہ بدستور جاری رکہا اب تک وہی سلسلہ جاری ہے گو آمدنی کم ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادات تہے۔ آپکے خوارق و کرامات کو محمد سعید ایرجی نے جمع کرکے مرتب کیا ہے۔ اسکا نام تحفۃ المجالس ہے۔ اور محمد قاسم مرید نے بہی آپکے ملفوظات کو تالیف کیا ہے دونون رسالون مین آپکے خوارق و کرامات مرقوم ہین۔ چند نقلین ناظرین کے لئے ذیل مین لکہتے ہین تاکہ ناظرین

اُن کے مطالعہ سے مستفید ہو جائیں۔
نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں ایک وقت سفر دریا میں جہاز پر سوار تہا۔ اور وضو کر رہا تہا کہ ایک میرا پانوں پہسلا میں دریا میں گرا پہرنے لگا اور یا حفیظ یا رقیب و یا وکیل و یا اللہ کو وظیفہ کے طرح پڑہتا تہا۔ چند قدم کے بعد میرے پانوں کے نیچے ایک پتہر نمودہوا میں اُس کے سہارے سے کہڑا ہوا پانی میرے کمر تک تہا وہیں سا پڑہتا تہا کہ چند ملاح پہنچے اور مجہکو اُس ہلکہ سے نجات دی۔
نقل ہے کہ آپ مدینہ منورہ گئے اور چند بزرگ بہی ہمراہ تہے۔ روضۂ مطہرہ کی زیارت کرکے مسجد میں فروکش ہوئے۔ آپکے رفقا کہانے کی تدبیر کرنے لگے آپنے فرمایا ہم آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں۔ رفقانے کہانا تیار کیا اور تناول کرکے سو گئے۔ آپ ذکر و شغل میں مشغول رہے۔ آخر رات کو ایک شخص آیا اور ندا کیا کہ یہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کون ہے۔ آپ خاموش رہے شخص مذکور نے دوبارہ پکارا آپ اٹہکے دروازہ پر پہنچے شخص مذکور ایک طبق کہجوروں سے بہرا ہوا ہاتہہ میں لیکے کہڑا تہا۔ آپنے دامن پہیلایا اُس نے دامن میں ڈالدیا۔ آپ فرماتے تہے وہ خرمے نہایت لذیذ و شیریں تہے۔
نقل ہے کہ آپ سیاحت کرتے ہوئے ایک گانوں میں پہنچے وہ گانوں دریا کے کنارے تہا دیکہا کہ گانوں کے باشندے تمام باہر جاتے ہیں۔ آپنے استفسار کیا کسی نے بیان کیا کہ دریا میں سالانہ بارش کے موسم میں طغیانی ہوتی ہے۔ اور گانوں کو ویران و برباد کردیتی ہے۔ اس لئے ہم سب دوسرے مقام میں جاتے ہیں

اور بارش کے بعد مراجعت کرتے ہیں۔ آپنے فرمایا یہین رہو اور پانی کی حد معین کرو تاکہ اُس حد سے تجاوز نکرے آپکے ارشاد سے حد معین کئے۔ آپنے اُس حد سے چند قدم آگے بڑھ کے لوہے کی میخین نسب کردین بعدازان بارش مین طغیانی ہوئی مگر حد مقررہ سے پانی آگے نہین بڑھا۔ آپنے فرمایا جب تک گاؤن آباد رہیگا پانی حد سے متجاوز نہوگا۔ گاؤن کے باشندے آپکی کرامت کے معتقد و معترف ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک وقت ایک فقیر آپکی خدمت مین آیا۔ سوال کیا۔ آپ جو دیتے تھے وہ لیتا تھا اور شوخی کرتا تھا اور کہتا تھا۔ آپ دنیا دارون کو بے شمار دیتے ہین اور فقرا کو کم۔ آپنے فرمایا تو بھی دنیادار ہے اپنے دامن کو اٹھا کے دیکھ کہ تیری کمر مین کیا ہے۔ درویش نادم ہو کے چلا گیا۔ کہتے ہین حضرت کی خانقاہ سے برآمد ہوتے ہی اسکے شکم مین درد اٹھا۔ اُسی درد کے صدمہ سے فوت ہوا۔ غسل کے وقت اُس کی کمر سے ساٹھ سو روپے نکلے۔

نقل ہے تحفۃ المجالس کے مولف محمود بن سعید ایرجی نے نقل کیا کہ ایک سوداگر آپکی خدمت مین آیا۔ اور ایک مشک کا نافہ اور نبات یعنی مصری کا بھرا ہوا ایک کوزہ ہدیہ پیش کیا۔ آپنے اُس سے پوچھا کہ تو کون اور کہان سے آیا۔ اُس نے عرض کیا کہ مین ایک سوداگر ہون چین کے حدود مین رہتا ہون اور شیخ نور بزرگ کا مرید ہون مین پیشتر ہند مین آیا تھا۔ اور تجارت کا اسباب فروخت کرکے وطن کو واپس گیا۔ اور مرشد کو رسے ملا۔ مرشد نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہند مین کن کن علما و مشائخ سے ملا مین نے چند بزرگون کے نام لئے پیر نے فرمایا

شیخ احمد کہتو سے لایا نہیں۔ مین نے عرض کیا نہیں مرشد نے فرمایا تو نے ہند کا
سفر ضایع کیا۔ افسوس کہ تو شیخ سے نہین لا۔ مجھکو آپکے دیدار کا شوق تہا۔
فی الحال ہند مین وارد ہوا۔ الحمد للہ کہ اب آپ کی ملازمت سے مشرف ہو۔
میرے پیر نے آپکو عالم مثال مین دیکہا ہے آپ مسکرائے اور شیخ کی خیریت پوچھی

نقل ہے کہ آپ فرماتے تہے کہ ایکروز مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
مجلس مین حاضر ہوا۔ اس وقت ایک عورت جمیلہ و شکیلہ زیور و جواہر سے آراستہ
اور لباس فاخرہ سے پیراستہ حاضر ہوی۔ حضرت نے مسکراکے فرمایا۔ اے احمد
اس عورت کو قبول کر۔ مین نے عرض کیا کہ میرے بابا کی اجازت نہین۔ آپنے
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے طرف اشارہ کیا۔ دیکہو تمہارا بابا موجود ہے
مین نے دیکہا حضرت کرم اللہ وجہہ کے قریب میرے مرشد بابا اسحق مغربی کہڑے
ہین اور حیرت سے دیکہہ رہے ہین۔ میرے طرف دیکہہ کے فرمایا کیا تو حضرت کی
بات نہین سنتا سخت بے ادبی ہے قبول کر۔ مین نے اسیوقت قبول کیا مجھکو اسی روز
سے فتوحات ہونے لگے اور امرا و سلاطین میرے دروازہ پر آنے لگے۔ واقعہ مین
وہ عورت جمیلہ دنیا تہی مجھکو یہ مال و دولت جو کثرت سے حاصل ہو رہے ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و مرحمت ہے۔

نقل ہے کہ آپ فرماتے تہے کہ مین مدینہ سے رخصت کے وقت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر تسلیم و تحیت ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا
روضہ کے خادم نے مجھکو ایک دستار طولانی دس ہاتھ برنگ سیاہ پیش کی۔ مین نے
خادم سے کہا میرے بابا ہمیشہ سر پر کلاہ رکہتے تہے اور کبہی سر پر دستار نہین باندہی

خادم نے کہا کہ حضرت نے مجھکو بھی بشارت دی۔ مین نے دستار کو سر اور آنکھون پر رکھا اور باندھ لیا۔

نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مین بمصداق حدیث فامشوا حفاۃ عراۃ ستروا اللہ جھرۃ یعنے تم خدا کی محبت مین سر و پا برہنہ پھرو چلو تم خدا کو جلد عیان دیکھو گے۔ مین سر و پا برہنہ بے زاد و راحلہ جنگل و صحرا مین گھومتا تھا۔ اور ریاضت و عبادت کرتا تھا۔ رات کو مساجد کہنہ مین عشا کی نماز سے فجر کی نماز تک قائم اللیل رہتا تھا۔ اس مدت دراز مین کبھی میرے دل مین شیطانی وسوسہ نہین ہوا۔ مین ہمیشہ مطمئن قلب رہتا تھا۔ اور کبھی کسی میر و فقیر سے سائل نہین ہوا غیب سے برابر روزی پہنچی تھی۔

گجرات کے مشائخ آپکو مانتے تھے۔ اور آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عالم بخاری گجراتی جو اولیائے کاملین سے تھے۔ آپکے نام کی تسبیح پڑھتے تھے۔ تسبیح یہ ہے۔ گنج احمد سرکیجی۔ بجھے نوازی کنج سرکیجی۔

آخر آپ نے روز پنجشنبہ چودھوین تاریخ ماہ شوال ۸۴۹ھ آٹھسو اونچاس ہجری مین رحلت کی دار فانی سے بہشت برین مین پہنچے کسی فاضل نے آپ کی تاریخ کہی ؎

طاؤسیم علی ثمانمائۃ کان	دالٌ و باءٌ من الشوال
عمرہ دق انہ قطب	مات یوم الخمیس قبل زوال

موضع سرکیج تعلقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپکی قبر پر سلطان محمد شاہ نے گنبد عالی و مسجد و خانقاہ و تالاب بنا کیا اور اُسکے فرزند قطب الدین نے

تمام عمارت کو اختتام کیا۔ آپ کے روضہ مین پائین قبر سلطان محمود بیگڑہ و سلطان مظفر مدفون ہین۔ ہر شب پنجشنبہ کو معتقدین قبر پر جمع ہوتے ہین نذر و نیاز و زیارات چڑہاتے ہین۔ آپکی توجہ سے فائز المرام ہوتے ہین۔

معارج الولایت کے مولف نے آپکی تاریخ ولادت مخدوم الاولیا۔ اور مدۂ عمر نفظ قطب اور رحلت کی تاریخ مخدوم قطب الاولیا لکہا اور مخبر الواصلین کے مولف نے تاریخ لکہی ہے ؎

شیخ احمد کہ مغربی بودہ	صاحب علم احمدی بودہ
دل و بود قلزم انوار	تن او بود بحر عز و وقار
مات یوم الخمیس قبل زوال	کان ذلک ثمان من الشوال
گفت تاریخ نقل او رضوان	جائے احمد بہشت جاویدان
سال نقلش سروش غیب نوشت	باودان جائے احمد ازج بہشت
قطب حق بود عمر او از حق	نفظ قطب آمدہ بہ نیک نسق
روضہ او باحمد آباد ست	موقع فیض و جائے ارشاد ست

بزار و تبرک ہے۔

تاریخ اول مرقوم الصدر اور ہذا مین دو دن کا فرق ہے۔ اول کے قول سے ۱۴ تاریخ شوال ہے اور دوم کے قول سے ۱۶ ہے قول دوم اصح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

شاہ امین الدین علی

آپ شاہ برہان الدین جانم بن میران جی شمس العشاق کے صاحبزادے ہین سادات زیدیہ سے ہین۔ نسب کا سلسلہ چند واسطہ سے زید مظلوم سے ملتا ہے

آپ کے والد صاحب حال و کمال تھے۔ بیجاپور میں اکثر امرا و فقرا آپکے معتقد
سے تھے۔ آپکے خلفا اکمل ولیا سے تھے۔ اور چند رسائل تصوف آپکے تصانیف
سے ہیں۔ غرض شاہ امین مادرزاد ولی تھے۔ خلائق آپکو سجدہ کرتی تھی۔ اور برہان الدین
اسباب کو جائز رکھتے تھے۔ جو کوئی آپکے سامنے آتا تھا زمین پر سر رکھدیتا تھا
یہ آپکی کرامت تھی۔ شاہ امین الدین ابھی پیدا نہیں ہوے تھے۔ ماں کے شکم
میں تھے کہ برہان الدین نے سر سے ٹوپی نکالی اور بیوی صاحبہ کے حوالہ کی
کہ یہ خرقہ امانت رکھ۔ لڑکے کو پیدا ہوتے ہی دینا۔ پھر شاہ برہان الدین رمضان
کی پانچ تاریخ سنہ ہجری میں فوت ہوئے والد کے گنبد میں مدفون ہوئے
آپکے انتقال کے بعد شاہ امین الدین پیدا ہوئے تولد کے وقت سے آپکے
کمالات نمایاں تھے۔ دو برس کی عمر میں دایہ آپکو والد ماجد کی قبر پر لے آئے
اور آپنے اُسوقت قبر پر پیشاب کیا۔ دایہ نے وہاں اُٹھا کر گھر لے آئی۔ جب
شاہ امین الدین جوان ہوئے اُسوقت دایہ سے کہا کہ میں نے قبر پر فلانے روز
بول کیا تھا اور تو وہاں سے مجھے لے آئی تھی۔ دایہ نے کہا ہاں سرکار یاد ہے
فرمایا اُسوقت مجھکو بول کی ضرورت ہوئی تھی میں نے والد سے کہا۔ اُنہوں نے
فرمایا یہیں کرو۔ اسلئے میں نے تربت کے قریب پیشاب کیا تھا۔ دایہ حضرت
کے کمال کی معترف ہوئی۔

نقل ہے کہ محمود خوش دہان جو آپکے والد کے اکمل خلفا میں سے تھے۔
آپکے پاس آئے۔ اور خیال فرمایا کہ امین الدین مادرزاد ولی ہیں۔ اور علم باطن
سے واقف آپکو علم ظاہری میں بھی واقف ہونا چاہئے۔ اُسوقت شاہ امین الدین کی

عمر آٹھ برس کی تھی بچوں میں کھیل رہے تھے۔ ایک مرتبہ خوش ہان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اسے کچھ وہان کیا کہتے ہو۔ اُسوقت سے خوش ہان کا منہ کج ہوگیا۔ نادم پشیمان ہوئے۔ اور معافی چاہی اور والدہ صاحبہ کی سفارش سے پھر خوش دہان ہوئے۔

نقل ہے کہ بیجاپور کے مشائخ جمع ہوئے اور آپسے فرمایا کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ اور والد کے خلیفہ و مرید۔ اور والد آپکے پیدا ہونے سے اول فوت ہو گئے ہیں۔ آپکو بیعت کی اجازت کسطرح ملی آپنے فرمایا کیا اس امر کی تصدیق چاہتے ہو۔ سب خاموش ہوئے۔ آپنے ایکروز والد ماجد کے روضہ میں سب کو دعوت دی۔ سب جمع ہوئے۔ اور آپ روضہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور دروازہ کو بند کیا اور تمام مشائخ روضہ کے اطراف حاضر رہے۔ آپنے روضہ کے اندر شاہ برہان الدین جانم سے بیعت حاصل کی۔ قرات کی آواز سب نے سُنی۔ پھر آپ باہر آئے۔ پھولوں کے ہار گلے میں اور گجرے ہاتوں میں تھے۔ عود و صندل کی خوشبو آپکے جامہ سے مہک رہی تھی۔ تمام مشائخ اُس روز سے آپکو برہان الدین جانم کا خلیفہ تسلیم کرنے لگے۔ پھر آپنے خواجہ محمود خوش ہان سے بھی خلافت کا خرقہ لیا۔ اور خواجہ نے عرض کیا کہ شجروں میں میرا نام درج کیجے۔ اسلئے امین الدین کا سلسلہ بلا واسطہ برہان الدین سے ملتا ہے۔

نقل ہے کہ شاہ برہان الدین جانم کی کلاہ جو امانت تھی وہ آپنے شاہ عطاء اللہ چشتی کے ہاتھ سے پہنی۔ بہرحال آپ شاہ برہان الدین کے خلیفہ سے تھے صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ مرتاض و متقی تھے۔ ایک حجرہ میں

بارہ سال تک چلہ نشین رہے۔ پھر مسند نشین ہو کے ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے۔ آپ لباس عمدہ زیب بدن فرماتے تھے۔ ظاہر اصوم وصلوۃ کے پابند نہ تھے۔ اکثر اوقات حالت جذب مین مستغرق رہتے تھے۔ ہمیشہ سر جھکائے ہوئے رہتے تھے۔ جب سر اُٹھاتے تب تمام مریدین وخلفا سر زمین پر رکھدیتے تھے۔ ایک روز بیجاپور کے تمام علمانے سکندر ثانی کی اعانت کے لئے درخواست کی خادمون نے حضرت سے نہین کہا۔ آخر بادشاہ کے طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ امین الدین سے کہو کہ نماز ادا کرے نہین تو شرع کا حکم اُسپر جاری ہوگا۔ خادمون نے اس امر سے بھی مطلع نہین کیا۔ پھر بادشاہ کا حکم ہوا کہ خادمون کو مجلس مین آنے کی اجازت ندو اور شہر مین دوکاندارون کو کوئی چیز ندیوین آخر خادمین عاجز ہوئے۔ اور حضرت کے خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا سب سے کہو کہ کل شرع کی متابعت کرونگا۔ سب تالاب کے کنارے حاضر رہین غرض بادشاہ اور علما تالاب کے کنارے پر حاضر ہوئے۔ آپ بھی آئے خادم کو حکم دیا کہ ہمارا مصلا پانی پر بچھاؤ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی پھر آپنے سب سے خطاب کیا جو میرا امام ہوے آوے۔ کسی نے جواب نہین دیا۔ آخر آپنے دوگانہ ادا کیا۔ اور تالاب سے باہر آئے۔ تمام علما قدمون پر گرے اور آپکی کرامت کے قائل ہوئے اور آپنے سکندر سے خطاب فرماکے کہا کہ ہم نے ان سیاہ رویون کو نکالا اور سفید رویون کو بلایا۔ تھوڑے دن نہین گذرے کہ عالمگیر بادشاہ بیجاپور مین آیا اور بیجاپور کو مسخر کیا۔ عالمگیر کے آنیکے پیشتر آپ فوت ہوگئے۔

شاہ برہان راز الٰہی۔ شاہ علی گنج گوہر۔ شاہ جان اللہ دعوتی۔ آپکے معاصر تھے

ایک شخص نے تینون بزرگون کی تصویرین آپ کی خدمت مین پیش کین۔ آپنے شاہ برہان و شاہ علی کی تصویرین ہاتہہ مین لیکر بڑی تعریف کی۔ اور شاہ جان اللہ کو زمین پر رکہا اور کچہہ نہین فرمایا۔

نقل مشہور ہے کہ جب آپکے گہر مین صاحبزادہ پیدا ہوتا تب آپ اسکے جسم پر ہاتہہ پہیر کر فرماتے آرام کرو۔ بچہ فی الفور فوت ہو جاتا۔ آخر جب باباشاہ حسینی پیدا ہوا۔ والدہ نے حضرت سے رکہا۔ ابکی عمر بارہ برس کی ہو گئی ایکدن ناراستہ حضرت کے سامنے آیا۔ والدہ بیچین ہوئے۔ آپنے بیوی صاحبہ سے کہا کیون غم کرتے ہو یہہ باباحسینی ہے اسکی نسل قائم رہیگی۔ پہر صاحبزادے کو خلافت کا خرقہ مرحمت فرمایا۔ آپکے خلفا بیشمار ہیے۔ لیکن مشہور ڈہائی خلیفہ ہین۔ ایک میران جی خدانما۔ دوسرے سید ہاشم پیناپوری عرف خداوندہادی نصف شاہ عبدالقادر رنگ بند۔ آپ صاحب جلال و کمال تہے۔

آپکی وفات ۲۱ رمضان ۱۰۱۶ھ ہجری مین ہوئی۔ مادۂ تاریخ ختم الولی ہے شہر بیجاپور مین اجداد کے روضہ کے قریب علیحدہ گنبد مین مدفون ہوے مزار متبرک ہے۔

شیخ اسمعیل بن شمس الدین شیخ محمد ملتانی

آپ شیخ محمد ملتانی کے صاحبزادے اور مرید و خلیفہ تہے۔ عالم فاضل عارف کامل تہے۔ صاحب خوارق و کرامات تہے۔ آپکے خوارق اکثر مشہور و معروف ہین۔ ازانجملہ۔ معدن الجواہر کا مولف لکہتا ہے کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ مین عماد شاہ والی برار و مشایخ و علما جمع تہے۔ ہر ایک اپنا مصلا درست کرکے

بیٹھا ہوا تہا۔ اسی اثنا مین بابا بنگالی مجذوب آیا۔ ہر ایک کے مصلا کو ہٹا یا۔ مگر آپکے مصلا کے سامنے ادب سے کہڑا رہا۔ تمام حاضرین یہ حالت دیکہکر حضرت کے معتقد ہوئے۔

کرامت شاہ عالم بن شیخ عبد اللہ نقل کرتے ہین کہ حضرت ایکروز گہر سے برآمد ہوئے۔ مین حضرت کے ہمراہ تہا۔ آپنے ہاتہ مین چند پہول لئے۔ اور ایک مقام مین ڈال دئے۔ اور فرمایا کہ اسی مقام مین میری قبر ہوگی۔ مدت کے بعد جب آپنے رحلت کی اسی مقام مین دفن ہوئے۔

کرامت کہتے ہین کہ آپ تصوف مین کچہ بیان فرمارہے تہے۔ تمام مریدین اور صاحبزادے حاضر تہے۔ یکایک ایک شخص آیا اور کہا کہ آج رمضان کا چاند ہوا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ آخر رمضان ہے۔ تراویح کی نماز برابر ادا کی اور قرآن کو بہی سنایا۔ قرآن کے ختم ہونے کے بعد اسی ماہ مبارک مین ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۹۸۵ ہجری مین رحلت کی۔ حافظ قرآن تہے۔ شرع کے پابند۔ عالم باعمل تہے۔ آپکی قبر پہری مین واقع ہے۔ آپکو پانچ فرزند تہے۔ شیخ عبد اللہ و شیخ یوسف۔ شیخ فتح اللہ۔ شیخ سلیمان۔ شیخ میران۔

شاہ امین صاحب قدس سرہ

آپ میران شاہ حسینی کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تہے چشتیہ طریق مین مرید کرتے تہے آپکی سکونت گاہ دہول پیٹہ مین واقع ہے۔ صاحب کرامت و خرق عادت تہے ایکروز کسی بزرگ کی زیارت مین مشایخ بلدہ جمع تہے۔ نفی و اثبات کے ذکر مین مشغول تہے آپ بہی اُس مجمع مین ایک طرف مرگ چہالا

بچھائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپنے بھی ذکر شروع کیا جب نفی کرتے تھے۔ یعنے
لا الہٰ کہتے تھے نظروں مین غائب معلوم ہوتے تھے۔ اور جب اثبات یعنے الا اللہ
کہتے تھے اُسوقت موجود معلوم ہوتے تھے مشائخ آپکے کمال کے معتقد ہوے
آپ لاولد تھے کوئی نہ تہا کہ سجادہ نشین ہو اس لئے شاہ غنی ابن محمد صاحب کنی
کو فرزندی مین لیا اور اپنا مرید خلیفہ بنایا اور اپنا سجادہ نشین کیا۔ آپکی وفات
۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ دہول پیٹھ مین دفن کئے گئے
سالانہ عرس صندل ہوتا ہے۔ فقرا اور معتقدین عام و خاص جمع ہوتے ہین۔
یزار و متبرک ۔

سید شاہ اولیا ملقب سلطان الاولیا

آپ شاہ معین الدین قادری کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے بعد سجادہ نشین
ہوئے۔ پہر دل مین زیارت حرمین شریفین کا شوق ہوا حرمین کو روانہ ہوئے۔ حج سے
فارغ ہوکر مدینہ منورہ گئے۔ آپنے روضہ کی شبک جالی کے اندر جانا چاہا۔ خدام
مانع ہوئے۔ آپنے کہا مین رسول خدا کا فرزند ہون مجھکو منع نہ کیجئے۔ مین جالی
مین جاؤنگا۔ اور مین اپنے جد کی زیارت کرون گا۔ خادمون نے کہا اگر آپ
فرزند رسول اللہ مین تو چاہئے کہ آپ یہان اپنے جامہ پر صندل کا نشان لگائے
اگر وہان شبک جالی پر صندل کا نشان ظاہر پائین گے۔ ہم تمہارے قول کی
تصدیق کرین گے اور آپکو جالی مین داخل ہونے کی اجازت دین گے۔
آپنے اپنے جامہ پر صندل کا نشان لگایا۔ بعینہ جالی پر بھی ویسا ہی نشان
نمایان ہوا۔ پہر خادمون نے کہا۔ ہم روضہ منورہ کو قفل لگائے ہین۔ اگر تم

رسول اللہ کے فرزند ہو تو قفل خود بخود کہل جائیگا۔ آپنے کہا بسم اللہ خادمون
نے روضہ کے دروازہ کو قفل سے بند کیا۔ آپنے دروازہ کے مقابل کہڑے ہوکر
تین مرتبہ پکارا یا جدی۔ روضہ سے آواز آئی یا ولدی۔ اور خود بخود دروازہ کہل گیا
آپ روضہ مین گئے۔ خوب فراغت سے زیارت کی۔ روضہ کے سب خادمین معتقد
ہوئے۔ آپنے ساتہہ مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا ہے۔ پہر آپ بارادۂ حج
سے فارغ ہوکر وطن مالوف آئے۔ مشہور ہے کہ ہفتم مرتبہ جب زیارت کو گئے
وہین فوت ہوئے۔ روضۂ منورہ کے سامنے مدفون ہوئے۔ آپکی وفات ۱۲ ربیع الاول
۱۰۵۸ھ ایکہزار اٹہاون ہجری مین ہوئی۔ مدینہ مین آپکو ہندالولی کہتے ہین۔ اور
مدینہ مین سے وہ تخت جسپر آپکو غسل دئے تہے وہ تخت اور کپڑے موضع عرس
مین لائے۔ کہتے ہین وہ تخت آپکی بیوی صاحبہ کے روضہ مین رکہا گیا۔ عرس کے
دن تخت کی زیارت ہوتی ہے۔ آپنے گنبد اپنے سامنے تیار کرایا تہا۔ سلطنت سے
پہلے درویشی کے زمانہ مین ابوالحسن تاناشاہ گنبد کی تیاری کے وقت اکثر اوقات
آیا ہے۔ اور اعتقاداً خود بہی معمارون کے ساتہہ کام مین شریک ہوا ہے۔ ایکروز
سلطان الاولیا نے اپنے چہوٹے بہائی شاہ عبدالنبی صاحب قادری اور شاہ راجو
حسینی مرشد تاناشاہ جو آپکے داماد تہے فرمایا کہ یہہ شخص جو سرپر مٹی کی ٹوکری
لئے ہوئے ہے ٹوکری چتر شاہی معلوم ہوتی ہے۔ شاہ راجو حسینی نے سلطان
ابوالحسن کو کہا۔ شکریہ و تسلیم ادا کر تجہکو تاج شاہی عنایت ہوا۔ فی الفور
تاناشاہ آیا اور آپکی قدمبوسی کی۔ تہوڑے ہی دن نہین گذرے تہے کہ
ابوالحسن بادشاہ ہوگیا۔

احمد بن ابی بکر بن احمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی بکر علوی بن عبداللہ بن علی بن علوی بن استاذ الاعظم الفقیہ المقدم رضہ

مشرع الروی کے مولف نے لکھا کہ آپ میرے حقیقی بھائی ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۰۱۹ ہجری میں شہر تریم ملک حضرموت میں واقع ہوئی۔ اور وہان کی آب وہوا میں آسائش و آرام سے نشو ونما پایا۔ ابتدائے عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ اور قرات کے رسائل معلم محمد باعشن سے پڑھا۔ اور جزری والعقیدۃ الغزالی والاربعین نووی وغیرہا اساتذہ کرام سے۔ پھر علوم معقول منقول کی تحصیل کے طرف متوجہ ہوئے اولا والد ماجد سے پڑھا۔ اور فقہ علامہ محمد الہادی بن عبدالرحمن والقاضی احمد بن حسین سے۔ اور علوم دین کی تکمیل علامہ ابی بکر اور ان کے بھائی شہاب الدین وغیرہم سے کی۔ فارغ التحصیل ہو کے۔ علماء محدثین سے سندین حاصل کین۔ اور خرقہ شریفہ متعدد شیوخ سے لیا۔ پھر سفر کے لئے مستعد ہوئے۔ ہند میں آئے اور شیخ بن عبداللہ بن عیدروس شیخ جعفر العیدروس شیخ عمر بن عبداللہ سے علوم عقلیہ و فنون ادبیہ حاصل کیا۔ اور ملک عنبر سے (جس کی خوشبو نے مشک اذفر کو شرمندہ کیا ہے) ملا اور ہند کے دوسرے سلاطین سے بھی۔ آپکو سلاطین ہند کی عنایت و قدردانی نے مالامال کیا۔ ملک عنبر نے آپکی بہت ہی مدارات خاطرداری کی۔ چندروز کے بعد وطن مالوف میں مراجعت کی۔ وطن مالوف میں قاضی احمد بن حسین سے منطق و فلسفی کی کتابین ختم کر کے دوبارہ ہند میں آئے۔ اسوقت ہند میں انقلاب و گردش کا زور و شور تھا اور فتنہ و شر کا بازار گرم تھا۔ فورا وطن مالوف کو مراجعت کی اور وطن میں اقامت اختیار کی۔ فن معامین استاد۔ ناظم و ناثر تھے۔ اور لغت

واعراب میں نہایت ہی ماہر۔ نوادر الاعراب کے لقب سے ملقب کئے جاتے تھے
ہند میں اکثر طلبہ آپکے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے۔ فائدہ اٹھاتے تھے
نیکو سیر پاک طینت و پاکیزہ دل تھے۔ لباس پاکیزہ استعمال کرتے تھے۔ عطریات مشموما
کے عاشق تھے۔ عابد و زاہد۔ صابر و حلیم المزاج تھے۔ زمانہ کی مصیبتوں کو سہتے تھے
فقرا دوست غربا نواز۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر ۱۰۵۵ھ ہجری
میں وطن مالوفہ تریم میں فوت ہوئے۔ مقبرۂ زنبل میں دفن کئے گئے۔

احمد بن عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ بن شیخ بن عبد اللہ العیدروس رضی اللہ عنہم

آپکی ولادت شہر تریم میں واقع ہوئی۔ وہاں کی آب و ہوا کے گہوارہ میں نشو و نما پایا
علم و فضل کے آغوش میں تربیت پائی۔ نہایت ذہین و فہیم تھے۔ علوم و معارف کے
تحصیل میں مشغول ہوئے۔ قرآن شریف معلم صالح و ولی کامل شیخ عمر بن عبد اللہ
باغریب سے حفظ کیا۔ اور چند رسائل فنون متفرقہ بھی حفظ کئے۔ علوم معقول و منقول
اکابر عصر و علمائے دہر سے حاصل کیا۔ اور والد ماجد سے حدیث و فقہ و تصوف کی سند لی
اور والد ماجد نے آپکو خرقہ شریفہ بھی پہنایا۔ آخر جامع علوم و فضائل ہوئے۔ پھر
سیاحت و سفر کا ارادہ کیا۔ اولاً ہند میں احمد آباد گجرات میں شیخ جعفر الصادق
العیدروس کے پاس آئے اور چند مدت خدمت میں رہے۔ مستفید ہوکے دکن میں
وارد ہوئے۔ سلاطین دکن نے اعزاز و اکرام سے رکہا۔ اور ایک امیر نے آپکو اپنے پاس
رکہا۔ رات دن سایہ کی طرح آپ سے جدا نہیں ہوتا تہا۔ آپ امیر کے پاس مدت تک
اعزاز و اکرام کے ساتہہ رہے۔ آخر امیر کا زمانہ منقلب ہوا۔ اور اسکی دولت و حکومت

زوال آیا۔ آپ امیر کی تباہی کے بعد مدت تک دکن میں رہے۔ خاص و عام آپ سے
ارادت و حسن عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کریم الطبع و سخی المزاج تھے۔ جو کوئی آپ کے
دروازہ پر آتا تھا کامیاب ہو کے جاتا تھا۔ آپ مریدین کے ساتھ مشائخ متقدمین
کی طرح حسن خلق سے ملتے تھے۔ آپ ادیب کامل تھے نظم و نثر میں فصیح و بلیغ تھے
مشرع الروی کے مولف نے لکھا کہ مجکو آپ کے کلام سے منثور و منظوم نہیں ملا
آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری میں شہر حیدرآباد دکن میں علت کی لشکر گنج کی مسجد قوت اسلام
میں مدفون ہیں ۔ مزار متبرک ہے ۔

الشیخ بن عبداللہ بن شیخ عبداللہ العیدروس

آپکی ولادت سنہ ۹۹۳ ہجری میں شہر تریم میں واقع ہوئی۔ نشوونما کے بعد خورد سالی میں
قرآن شریف حفظ کیا۔ اور والد و جد کی خدمت میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے
تحصیل علوم کے بعد خرقہ شریفہ سے مشرف ہوئے ۔ اور علم فقہ کی تکمیل شیخ عبدالرحمن
بافضل سے کی۔ پھر شحر و یمن و حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا سنہ ۱۰۱۶ ہجری میں
شیخ محمد طیار اور آپکے درمیان خوب مباحثہ و مناظرہ ہوتا تھا۔ باہم ایک دوسرے
کی داد دیتا تھا۔ اور آپنے شیخ کامل عراقی سے استفادہ کیا۔ اور سنہ مذکورہ میں
حرمین شریفین میں علمائے کرام و عرفائے عظام عارف باللہ عبداللہ بن علی الوسط و سید الامام احمد
بن عمر العیدروس و الشیخ عبدالمانع وغیرہم سے فیضیاب ہوئے۔ اور آپکو اکثر مشائخ
نے خرقہ شریفہ ملبوس کیا۔ اور آپکو متعدد طریقوں و سلاسل کی اجازت ملی تھی۔
قادریہ ۔ شاذلیہ ۔ الجبروتیہ ۔ سہروردیہ ۔ کازرونیہ ۔ واہدلیہ ۔ اور حج و زیارت کے بعد
آخر خرقہ شیخ احمد ۔ و سید جعفر بن رفیع الدین الشیرازی و شیخ موسیٰ بن

جعفر الکشمیری۔ وسید علی الاہدل سے زیب بدن کیا۔ اور محدثین کی صحبت میں زمانہ
دراز تک رہا۔ علم حدیث کے درس تدریس میں زندگی بسر کی۔ جامع علوم ہوسے
عبادت وتقوی میں غرق تہے۔ عارفین ومتقین کے پیرو تہے۔ پہر ہندوستان کا
سفر اختیار کیا ۱۰۲۵ھ سنہ ہجری میں ہند میں پہنچے اور اپنے عم بزرگوار شیخ عبد القادر
بن الشیخ سے استفادہ کیا۔ شیخ آپسے بہت محبت رکہتے تہے۔ آپکو خرقہ شریفہ
پہنایا۔ اور پیری مریدی کی اجازت دی۔ اور اپنی تمام مولفات ومرویات میں بہی
اجازت دی۔ پہر دکن کی طرف روانہ ہوئے اور اعظم الوزرا ملک عنبر وسلطان
برہان نظام شاہ والی احمد نگر سے ملاقات کی۔ وزیر وبادشاہ نے آپکا بہت ہی اعزاز
واکرام کیا۔ مہمان کو عظمت وشان سے رکہا۔ تمام امرا ے سلطنت نے بہی نہایت تعظیم
وتوقیر کی۔ نذر وتحائف نفیسہ پیش کئے۔ اور اہل شہر بہی خدمت بابرکت سے مستفید
ہونے لگے۔ آپنے اپنی ذات مقدس کو خاص وعام کے نفع کے لئے وقف کردیا
چند روز کے بعد احمد نگر میں فتنہ وفساد برپا ہوا۔ آپ اُن سے برخاستہ خاطر ہوکے
ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ آپکے دیدار فیض آثار
کا مشتاق تہا۔ اور آپکی ملاقات کا خواستگار۔ آپ حسن اخلاق ومحبت سے ملا۔
اور آپکی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ بیجاپور میں آپکی بزرگی وفضیلت کی شہرت
ہوئی۔ تمام اہل شہر کیا امیر وفقیر آپکے مطیع وفرمان بردار وغلام ودرم ناخریدہ ہوگئے
عادلشاہ نے آپسے علم ادب میں کسیقدر پڑہا۔ اور آپنے بادشاہ کو ترغیب دی کہ
عربی لباس زیب بدن کرے۔ حسب الارشاد بادشاہ اکثر اوقات عربی لباس پہنتا تہا
شہر بیجاپور انکی ذات مبارک سے نور علی نور ہوگیا۔ ہر کوچہ وبازار رشک گلزار تہا

آپنے وہان کتب نفیسہ فراہم کین۔ اور بیشمار مال بہی جمع کیا۔ آپکا ارادہ جزم تہا کہ حضرموت مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کرین۔ اور اُسمین ایک باغ بہی لگا ئین اور چند اوقاف سادات اشراف کے لئے مقرر کرین۔ سوئے اتفاق سے کشتئ اموال دریا مین غرق ہوا۔ آپ کی آرزو برنہ آئی۔ آپ حسن خلق سے آراستہ صاحب الجود والسخا تہے۔ آپکا مکان غربا کے لئے آرام گاہ تہا۔ داد و دہش عرب و عجم کے لئے عام تہی۔ راتدن درس تدریس مین مشغول رہتے تہے۔ ابراہیم عادلشاہ امامیہ مذہب تہا۔ اور آپ سنی المذہب اُسکی مصاحبت مین تہے۔ آپنے سلطان کو سنت جماعت کے زمرہ مین لایا۔ اور اُسکو صاحب استقامت و اطاعت بنایا اور بیجاپور مین شریعت محمدی کی اشاعت کی۔ آپ سلطان عادلشاہ کی زندگی تک بیجاپور مین رہے۔ اُسکے انتقال کے بعد دولت آباد گئے۔ اُسوقت دولت آباد مین وزیر اعظم فتح خان بن ملک عنبر تہا۔ آپنے وہان قیام کیا۔ اور مراتب بلند پائے۔ تا مرگ اُسی کے پاس رہے۔ آخر سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین فوت ہوئے۔ روضئہ خلد آباد مین مدفون ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ سید ابراہیم المحمدی خلیفہ سید محمود رضوی

آپ بیجاپوری الاصل ہین۔ سید محمود رضوی کے خلیفہ ہین۔ قادریہ طریقہ کے پیرو تہے۔ اور طریقہ چشتیہ سے بہی فیض پایا ہے۔ اتفاق زمانہ سے حیدر آباد مین وارد ہوئے سکونت اختیار کی ہمیشہ ورد و شغل مین مشغول رہتے تہے دنیا سے کچہہ سروکار نہین تہا۔ مرید کم کرتے تہے۔ ایکوقت آصف الدولہ صلابت جنگ نے

عرض کیا کہ آپ مجھکو بیعت مین لیجئے۔ آپنے التفات نہین کی۔ نواب صاحب
آپکی خدمت مین متواتر تین سال تک درخواست کرتے رہے۔ آپ ہمیشہ
انکار ہی کرتے تھے۔ آخر مرید فرمایا۔ زہد و تقوی مین مشہور و معروف تھے
نفس کشی و جفاکشی مین اُس درجہ پر تھے کہ مدۃ العمر بوریا کے سوا
کوئی فرش اختیار نہین کیا۔ ہمیشہ خلوت نشین رہتے تھے۔ ظروف گلی کو استعمال
مین رکھتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ ایک وقت آپکا مرید عارضہ
سرسام سے سخت بیمار ہوا۔ آپنے توجہ فرمائی اُسی وقت صحیح و تندرست ہو گیا
اکثر بزرگ آپکی خدمت مین مستفید ہوئے ہین۔ شاہ محمد فاضل گنگی صاحب
پنج گنج فرماتے ہین کہ مین ایک وقت ایک زبردست ظالم کے ہاتھ سے مجبور و مظلوم
ہو رہا تھا۔ آپکی خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ افوض امری الی اللہ ان اللہ
بصیر بالعباد اس آیہ کریمہ کو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ پڑھا کرو انشاء اللہ تعالی
دشمن عداوت سے باز رہیگا۔ اور آپ محفوظ رہین گے۔ آیۂ مذکورہ کا پہلا حرف
الف ہے حساب جمل سے ایک عدد ہے۔ اور آخر حرف دال ہے جسکے عدد چار ہین
پانچون نمازون مین ہر وقت پانچ پانچ مرتبہ پڑھنا چاہئے مفید ہوگا۔ مین نے
چند روز پڑھا دشمن کے شر سے محفوظ رہا۔ حافظ سید میران بن قطب عالم نے
آپسے قرآن حفظ کیا تھا۔ آپ رئیس کے مرشد تھے مگر لباس گندہ اور جوار کی
روٹی اور مسور کی دال و کڑہی استعمال کرتے تھے کبھی عمدہ لباس و عمدہ غذا کی خواہش
نہین کی۔ اور کسی کی دعوت مین نہین جاتے تھے۔ ان عبادت و ریاضت مین چار سے
مدۃ العمر چالیس سال تک صائم الدہر و قائم اللیل رہے۔ صلابت جنگ آپکے مرید تھے

مال و دولت کی کچھ کمی نہ تھی۔ مگر آپ کبھی دنیوی آسائش کے طرف رغبت نہیں کرتے
تھے۔ بدستور کہادی وگزی کا کپڑا پہنتے تھے۔ اور ہر ایک سے خلق و محبت سے
ملتے تھے۔ نواب نے چاہا کہ آپکا مکان عمدہ عمارت بنایا جائے۔ آپنے قبول نہیں کیا
اور آپنے علم دعوت و عمل شاہ محمد غوث ثانی سے پایا تھا۔ زبردست عامل تھے
نقل ہے کہ حضرت شاہ محمد اکبر وزراحمد علی خان کے باغ میں آئے۔ امرود کا موسم
تھا۔ درخت میوؤں کے بارسے خمیدہ ہو رہے تھے۔ مرید امرود چننے میں متفرق
ہوئے۔ آپ درخت کے نیچے کھڑے تھے کہ باغبان آیا آپکو باغ سے باہر کر دیا۔
آپ باہر نکل آئے۔ مریدوں نے جب آپکو باغ میں نہیں پایا۔ تب باہر آئے
حضرت کو دیکھا باغ سے نکلنے کی کیفیت سُنی سب نے باغبان کو سزا دینے کی فکر
کی۔ آپنے منع کیا اور کہا ایک ٹھیکرا لاؤ۔ اُسیوقت حاضر کئے۔ آپنے کوئلے سے
اُسپر نقش لکھا اور دھوپ میں رکھا۔ تھوڑی دیر طوطیوں کے جھنڈ کے جھنڈ آئے
تمام امرود چن لئے اور کتر کر پھینک دئے۔ پھر اڑ گئے۔ تمام مرید متعجب ہوئے۔ آپ
عالم باعمل و فاضل بے مثل تھے۔ اکثر علماء آپکی خدمت میں آتے تھے۔ مسائل مشکلہ
کو حل کرتے تھے۔ آپ زبان مبارک سے جو کچھ فرماتے تھے وہی عرصہ قریب میں
رونما ہوتا تھا۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ رسائل محبۃ اللہ و قل ہو اللہ و
حسبی اللہ آپکی تصنیف سے ہیں۔ آپکی وفات ۳ ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر
ہجری میں ہوئی۔ محلہ یوسف چوک حیدرآباد میں مدفون ہوئے۔ آپکی قبر زیارتگاہ
خاص و عام ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔
نقل ہے مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ کسی مرید نے آپکو خواب میں دیکھا کہ

آپ عمارت عالیہ مین فرش زمردی پر مسند نشین ہین۔ عرض کیا کہ حضرت آپ تو تکیہ و فرش سے متنفر تہے۔ آج یہہ کیا حال ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہان دار دنیا مین تہا۔ یہہ عقبیٰ ہے۔ یہان ہمارے لئے آرام و راحت ہے۔ یہ نتیجہ اُس ریاضت و محنت کا ہے اور یہ فقرہ پڑہا { محفوظ کونین شدم } مرید خواب سے ہوشیار ہوا۔ فقرہ کے مضمون سے تعجب کرنے لگا۔

باقیات صالحات سے آپکا ایک فرزند مسمّی حافظ شاہ محمدی تہا والد ماجد کے بعد سات برس سجادہ نشین رہا۔ پہر ۲۵ ذیحجہ ۱۱۷۷ھ گیارہ سو ستہتر ہجری مین فوت ہوا۔ آپکی بہی قبر والد کے قبر کے پاس ہے۔ یزار و یتبرک بہ

سید شاہ اسمٰعیل قادری گہوڑواڑی بیدری

بن سید شاہ حسین بن سید ابوالحسن بن سید شاہ محمد قطب عالم ثانی بن سید شاہ علی زین الدین بن سید مخدوم سراج الدین بن شاہ اسمٰعیل علی اصغر بن سید شاہ شمس الدین بن عبدالعزیز بن سید شاہ محمد قطب عالم بن شاہ مسعود قطب عالم بن سید شاہ شرف الدین صومعی۔ بن سید شاہ محمد ابو جمال الخ۔ نسب کا سلسلہ حضرت امام جعفر الصادق سے ملتا ہے۔ اور شاہ محمد ابو جمال حضرت محبوب کے نواسہ ہوتے مین آپ مع تین فرزندون۔ سید شاہ فیض اللہ۔ سید شاہ مہتاب۔ سید شاہ چندا قادری۔ علاءالدین بہمنی کے سرکار مین بیدر مین ملازم تہے۔ ظاہر مین دنیادار تہے۔ مگر باطن مین صاحب کمال تہے۔ حضرت کی کرامت و شجاعت کا قصہ دختر برہمن جو بہمنی کے گہر مین جبراً داخل کی گئی تہی مشہور ہے۔ آپکی وفات ۸۶۱ھ

آٹھ سو اکسٹھ ہجری میں ہوئی۔ آپکے فرزند آپ گھوڑواڑی میں مدفون ہیں
آپ خوش خلق و نیک سیرت تھے۔ غربا و فقرا کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے
مہمان نواز۔ سادات و علما سے بہت محبت رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امین الدین ثانی قدس سرہ

آپ میراں جی خدانما کے صاحبزادے ہیں۔ الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں
ریاضت شاقہ کے بعد مرتبۂ کمال کو پہنچے۔ خلائق کو ہدایت و رہنمائی سے سرفراز
فرمانے لگے۔ آپکی ذات سے خاندانی بزرگی نے رونق پائی۔ مشیخت و خلافت
کی شان و عظمت دوچند ہوئی۔ آپکے چہرہ سے جلوہ کرامت عیاں تھا۔ اور
کلام سراپا اکرام سے فیض نمایاں۔ ہر ایک امیر و فقیر آپکے فیض سے بہرہ ور سر
اور دعا کی برکت سے امور تھا۔ والد ماجد کی طرح تارک الدنیا تھے۔ گوشۂ
قناعت میں عاقبت کا توشہ حاصل کرتے تھے۔ اشغال و وظائف و نوافل
میں غرق رہتے تھے۔ درویش پاک طینت و نیک سیرت تھے۔ مجسم با خلاص
برگزیدۂ آفاق ہمدردی میں یگانہ کیا دوست کیا بیگانہ۔ آپکے نزدیک سب
مساوی تھے۔ بھوکوں کو کھانا ننگوں کو کپڑا دیتے تھے۔ یتیموں کی سرپرستی
غریبوں کی دستگیری فرماتے تھے۔ صاحبدل۔ اور دل آزاری سے
بہت ڈرتے تھے۔ عزیز دل تھے۔ سب کی دلدہی کرتے تھے۔ کسر نفسی اس
درجہ پر تھی کہ مدۃ العمر زبان سے لفظ من نہیں نکالا۔ بجائے میں لفظ فقیر
استعمال کرتے رہے۔ اپنے کو سب سے ذلیل سمجھتے رہے۔ فرماتے تھے
کہ فقیر محض ناچیز مطلق ہے۔ آپ والد ماجد کے سجادہ نشین چار سال تک رہے

والد ماجد کا کمرجی گنبد تیار کرایا۔ آپ کو اولاد نہ تھی۔ دو ہمشیرزادے تھے۔ دونوں کو خلافت کی سند عطا کی۔ ایک کو رخصت فرمایا۔ دوسرے مسمی بڑے شاہ حسینی کو اپنا قائم مقام کر کے سجادہ نشین فرمایا۔ آخر تاریخ ۱۸ ماہ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری میں عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ والد ماجد کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے مشائخ و معتقدین کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ یزار و متبرک ہے۔

حضرت شاہ ابو الحسن چشتی قدس سرہ

انوار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سید عبداللہ بن امام جعفر طیار سے ملتا ہے۔ قوماً نواعط مذہباً شافعی تھے۔ ابتدا میں بادشاہی ملازم تھے۔ یکایک دل میں درویشی کا شوق پیدا ہوا۔ نوکری کی خدمت سے استعفا دیکر خجستہ بنیاد اورنگ آباد دکن میں حضرت شاہ جعفر خلیفہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حسن ارادت و عقیدت کے ساتھ مرید ہوئے۔ سالہا ریاضت و عبادت میں رہے۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ مدت کے بعد مرشد کے ہمراہ حیدرآباد میں آئے۔ محلۂ دبیر میں قیام پذیر ہوئے۔ پیر پر عاشق و فریفتہ تھے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ میں از خود رفتہ تھے۔ چندروز کے بعد شاہ جعفر حسینی روضۂ رضوان کے طرف خراماں ہوئے۔ شاہ صاحب پیرو مرشد کی رحلت سے بہت غمگین و حیران ہوئے۔ مرشد کو محلۂ دبیر پورہ میں دروازۂ شہر پناہ کے قریب مدفون کیا اور وہیں ایک خانقاہ بنائی۔ تا زندگی اسی خانقاہ میں گوشہ نشین رہے۔ شہر کے مشائخ آپ کو عظمت و بزرگی کی

نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ ہی تمام بزرگون سے نہایت تعظیم تواضع وخاکساری کے ساتھہ ملتے تھے۔ آپکی چہرہ سے شان درویشی کا جلوہ نظر آتا تھا۔ شہر کے اکثر کیا مرد کیا عورت آپ کے مرید تھے۔ آپکی وفات سولہ تاریخ ماہ شوال ۱۲۶۷ھ گیارہ سو سینسٹھ ہجری مین واقع ہوئی۔ خانقاہ مین مرشد کے نزدیک دفن کئے گئے۔ آپکے یادگار تین صاحبزادے تھے۔ بادشاہ صاحب مجذوب و شاہ عبدالقادر صاحب۔ وشاہ علی صاحب تھے۔ قدس اسرارہم۔

حضرت میر امداد علی علوی قدس سرہٗ

آپ میر نجابت علی مرحوم نسباً علوی مشرباً چشتی وطناً مبانوی کے فرزند سعادتمند ہین آپکی ولادت باسعادت تخمیناً ۱۲۵۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

ولادت سے قبل ایک مجذوب نے آپ کے والد کو بشارت دی تھی۔ کہ آپکے صلب سے ایک لڑکا سعیدالبخت ولی زادہ پیدا ہوگا۔ تولد کے بعد آپ کے والد ماجد مجذوب کے پاس گئے اور عرض کیا حضرت آپکی بشارت کے موافق فرزند پیدا ہوا ہے اب اس کا نام تجویز کردیجئے۔ مجذوب نے فرمایا۔ کہ آپ اپنے مرشد کے نام کا ایک جز اور دوسرا جز جداعلیٰ کے نام کا باہم ملا کے نام رکھدیجیے پیرجی کے مرشد کا نام امداد حسین تھا۔ اور جداعلیٰ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہے۔

پس آپ کا نام امداد علی رکھا گیا۔

آپ نشو و نما کے میدان مین روز بروز بڑھنے لگے والدین آپکے تربیت مین

نہایت توجہ کے ساتھ اہتمام فرماتے تھے۔ آپکے چہرہ سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔ اعزہ و اقارب دیکھکے کہتے تھے کہ یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جب آپکی عمر سات برس کی ہوئی۔

والد ماجد سے کتب درسیہ فارسیہ سے دو چار سال مین فراغت حاصل کی۔ بعد ازان آپ کو شعر و شاعری کا شوق ہوا۔ طبیعت مستعد تھی۔ چند ہی روز کی مشق مین صاحب سخن ہو گئے۔ فارسی و اردو مین کلام موزون فرماتے تھے۔ آپ کا کلام وحدت و حقیقت کے مضامین سے بھرا ہوا تھا۔ آخر مین آپ کو علم عربی کی تحصیل کا شوق ہوا متعدد اساتذہ سے تحصیل کیا۔ عالم شباب مین جامع علوم و فنون ہو گئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد تلاش معاش کے لئے وطن سے برآمد ہوئے شہر رنگی مین ملازم ہوئے۔ گودام سرکاری کے نائب سررشتہ دار تھے اسوقت سے آپ کے نام کا عنوان منشی کے لفظ سے معنون ہوا۔ چند روز شہر رنگی مین رہے پھر آپ ۱۲۸۳ہجری مین حیدر آباد آئے۔ آپ جس شہر مین جاتے تھے وہان کے مشائخ و بزرگون سے ملاقات کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ تلاش کرتے تھے کہ کوئی بزرگ کامل ملے کہ اسکا مرید ہو جاؤن۔ انہین ایام مین جمعہ کی نماز مکہ مسجد مین ادا کر کے مولوی قادر بخش صاحب ہندوستانی کے ساتھ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب مرحوم کی خدمت مین آئے۔ ملاقات سے مشرف ہوئے۔ میرزا صاحب نے آپکو دیکھتے ہی فرمایا۔ مولوی صاحب آپ ہمارے پاس یہ عجب بزرگ شخص لائے ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا حضرت! یہ بزرگ سادات علویہ اور حضرت شاہ عبد الرزاق صاحب جھنجانوی کی اولاد سے ہین۔ میرزا صاحب نے بہت تعظیم و تکریم کی

نہایت محبت سے ملے۔ آپ میرزا صاحب کے اخلاق و اوصاف دیکھ کے
معتقد ہوگئے۔ اور دل میں عزم جزم کیا کہ ایسے بزرگ کے مرید ہونا چاہیے۔ انکا
نظیر معدوم ہے۔ پھر آپ میرزا صاحب کے پاس آمدورفت کرتے رہے اور
صدق ارادت و حسن عقیدت سے بیعت کے خواستگار ہوئے۔ میرزا صاحب
آپ کی ارادت اور طلب بیعت سے بیزار ہونے لگے۔ ادہر سے اصرار۔ اُدہر سے
انکار۔ میرزا صاحب آپ کی ارادت و طلب کو مدت تک دیکھتے رہے آخر ۱۷ تاریخ
ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۰ ہجری کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ بیعت منشی شرف الدین خان کی
مسجد میں نماز مغرب کے بعد واقع ہوئی۔ اور اشغال و اذکار کے پڑہنے کی ہدایت
کی۔ آپ تین سال تک پیر و مرشد کی تعمیل کرتے رہے۔ نہایت ریاضت و مجاہدہ
کے ساتھ منازل سلوک کو طے فرمایا۔ پھر میرزا صاحب نے ۱۹ تاریخ شعبان ۱۲۹۶ ہجری
میں آپ کو اسرار باطنی سے آگاہ کرکے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلاسل چشتیہ
و سہروردیہ و قادریہ و نقشبندیہ کی اجازت عطا کی۔ اور فرمایا منشی صاحب آپ کامل
ہوگئے۔ اب آپ اور ہم برابر ہیں۔ آپ یہان سے دوسرے شہر میں چلے جایئے
آپ نے فرمایا کہ مین قدم چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤنگا۔ پھر حسب اجازت میرزا صاحب
شہر میں رہے۔ اکثر اوقات خدمت مین حاضر ہوتے تھے نہایت ادب سے رہتے
تھے۔ میرزا صاحب آپ کو بہت ہی چاہتے تھے۔

آپ تارک الدنیا و ما فیہا تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مریدین اگر نذرانہ پیش
کرتے تو نہیں لیتے تھے اگر زیادہ اصرار کرتے تو جبراً لیتے تھے۔ اور نذرانہ خود خرچ
نہیں فرماتے تھے۔ لوجہ اللہ غربا و فقرا کو تقسیم کردیتے تھے۔ رات دن درس قرآن میں

وتالیف وتصنیف مین معروف رہتے تھے۔ صاحبِ کشف وکرامت تھے آپ کی اکثر نقلین مریدین مین مشہور ومعروف ہین بعض مولفین نے کتب مین منقول کیا ہے۔ فقیر مولف ازانجملہ ایک آدھ نقل پر بمصداق مشتے نمونہ از خروارے اکتفا کرتا ہون۔

نقل

منقول ہے کہ ایک شخص کی زوجہ بیمار تھی۔ آخر جب وہ سکرات کی حالت مین گرفتار ہوئی تو اُس کا شوہر حضرت میرزا سردار بیگ صاحب مرحوم کی خدمت مین پہونچا اور عرض کیا حضرت میری زوجہ بیمار حالت نزع مین ہے برائے خدا آپ قدم رنجہ فرمایئے اور مریضہ کو بیعت سے سرفراز فرمایئے۔ آپ نے منشی صاحب کو کہا آپ جایئے۔ منشی صاحب یعنی صاحب ترجمہ مریضہ کے گھر پہونچے۔ مریضہ کو دیکھا کہ حالت غشی مین پڑی ہوئی ہے۔ زبان بند ہے۔ آپ نے اُسکو جگایا۔ اور کہا مین تجکو مرید کرنے کیلئے آیا ہون۔ مریضہ آپ کی توجہ سے ہوشیار ہوئی۔ حضرت نے جو کچھ فرمایا اُس نے سُن کے زبان سے ادا کیا۔ پھر مریضہ کو فرمایا کہ اُٹھو بیٹھو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ مریضہ آپکے کلام تسلی بخش سے خوش ہوئی۔ اور کثرت خوشی سے اُٹھ بیٹھی۔ اور مکالمہ کرنے لگی۔ دو چار روز مین تندرست ہوگئی۔ مریضہ کے اعزہ واقارب آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔ آپ مثنوی مولانا روم نہایت شرح کے ساتھ طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ ہر ایک بیت کے نکات ودقائق ایسی خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سامعین وشائقین محظوظ ہوتے تھے

بعض شائقین آپ کی تقریر سنکے وجد وحال کی حالت مین غرق ہوجاتے تھے۔ آپ نے علم مثنوی مولانا عبدالرزاق جھنجانوی سے پڑہی تھی۔ مولانا مثنوی کے حافظ تھے۔ جامع الفضائل والکمالات تھے۔ اکثر طلبائے ہندوستان وافغانستان آپ کے پاس مثنوی پڑہنے کے لئے آتے تھے ختم کر کے سند لیکے وطنِ مالوفہ واجعت کرتے تھے ہند مین مولانا مثنوی کے لقب سے مشہور تھے۔

صاحب ترجمہ کی رحلت کا ذکر

آپ اکثر ریاضات و مجاہدات مین مصروف رہتے تھے۔ اور لذاتِ دنیا سے تارک تھے غذا بہت ہی کم استعمال فرماتے تھے۔ کثرت ریاضت کی وجہ سے نحیف الجثّہ وناتوان تھے۔ محرم کی پانچوین تاریخ ۱۲۱۹ھ مین عارضۂ بخار سے علیل ہوئے۔ مریدین ولواحقین نے معالجہ مین جہانتک ممکن تہا کوتاہی نہین کی۔ مگر تمام کی کوشش مفید نہ ہوئی آخر ماہِ مذکور کی گیارہ تاریخ کو شام کے وقت اس دارِ فانی سے بعالمِ جاودانی رحلت فرما ہوئے۔ بارہوین تاریخ کو پیرومرشد کے گنبد کی بست دری مین داہنی طرف دفن کئے گئے آپکی عمر تخیناً ساٹھ برس سے زائد تھی۔ آپ نے زندگی مین کسیکو اپنا جانشین نہین بنایا تہا فاتحہ سوم کے روز مریدین نے آپ کے برادرزادے مسمی میان عارف علی صاحب کو آپ کا جانشین وسجادہ نشین بنایا۔ اور صاحبزادے کی اطاعت بجائے پیرومرشد اختیار کی۔ آپکی اولاد سے کوئی یادگار نہین تہا۔ سالانہ آپ کا عرس ماہ محرم کی تاریخ ۱۱ و ۱۲

کو بڑی عظمت سے ہوتا ہے۔ مریدین ومشائخ جمع ہوتے ہیں۔ اور متعدد شعرا بھی جمع ہو کے مشاعرہ کرتے ہیں۔ اور مدحیہ قصائد سناتے ہیں۔ اور راگ و سرود بھی ہوتا ہے۔ سامعین و شائقین وجد و حال میں خودی سے بیخود ہوتے ہیں۔ اللہم اغفرلہم۔

حضرت آغا محمد داؤد صاحب مرحوم ابو العلائی

آپ آغا محمد حیدر بن آغا محمد قادر کے خلف الصدق ہیں مریدین کی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ کے بزرگان سلف بالکنڈہ ضلع اندور میں متوطن تھے۔ قطب شاہیہ زمانہ میں صاحب منصب و جاہ تھے۔ زمانہ کے انقلاب سے قطب شاہیہ سلطنت باقی رہی نہ اُس وقت کے اہل مناصب پر منصب بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہی سلطنت کے زمانہ میں بلحاظ تعدادت آپکے بزرگان سلف کو دو موضع ملک برار میں جاگیر عطا ہوئے تھے جب ملک برار گورنمنٹ انگریزی کے سپرد ہوا۔ تب دونوں موضع بھی برار میں شامل ہو گئے اور سوار و فیل جو سرکار عالی آصفی کی طرف سے مقرر تھے وہ بھی تخفیف ہو گئے۔

آغا کا لقب

بعض مورخین نے آغا کے لقب کی یہ وجہ لکھی کہ بالکنڈہ میں صاحب جمیعت و حکومت ہونے کی وجہ سے ملقب بہ آغا ہوئے الخ میرے نزدیک یہ وجہ درست نہیں ہے اسلئے کہ وکنی الاصل کو کوئی اس لقب سے ملقب نہیں کرتا ہے۔ ہاں اگر اُس کے

آباؤ اجداد کا اصلی وطن فارس ہو تو انکو لقب آغا سے ملقب کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے
کہ واقع میں آپ کے بزرگانِ سلف قطب شاہیہ کے زمانہ میں عجم سے ہندو دکن میں آئے
اور قطب شاہیہ سلاطین نے اندروے قدردانی صاحبِ فوج و منصب بنایا ہوگا چونکہ
بزرگانِ سلف ایران کے مشاہیر سے تھے اسلئے سلاطین قطب شاہیہ لفظ آغا سے
تعظیماً یاد فرماتے ہونگے۔

فقیر مؤلف کو لفظ آغا سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکے بزرگانِ سلف ایرانی الاصل تھے! اور یہ لفظ
تعظیمی آپکے نام کا عنوان موروثی ہے۔

فارس میں عرف عام ہے کہ شریف زادوں کو تعظیماً آقا کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ ہند میں
بجائے آقا کثرتِ استعمال سے آغا بولا جاتا ہے۔ فارس کا عرف عام ہمارے قیاس کا مؤید
ہے۔ آپ کے بزرگ دکن میں منصب و حکومت کے سبب آغا = آقا ہوئے پس قرائن
سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فارسی الاصل دکن المولد ہیں۔ اسی طرح سے آپ کے جد
و پدر بھی تھے۔ اہل ہند و دکن بھی شرفا زادوں و مغل زادوں کو آغا = آقا کے لفظ سے
پکارتے ہیں مثلاً آغا سید ابوالحسن شستری و آغا سید علی شستری و آغا جواد و آغا محمد
وغیرہم آپ کے والد مولانا شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ خورد سالی
کے زمانہ سے فقرا دوست و صوفی پرست تھے۔ والدین اگر آپ کو محبت سے کوئی
مرغوب چیز ماکولات و مشروبات سے دیتے تھے تو آپ اُس میں سے ایک نصف حصہ
فقرا و اطفال یتامی کو تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ ابتدائے شباب میں درویشی و محبت الٰہی

کی طرف مائل ہوئے۔ دنیوی تعلقات کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ والد بزرگوار آپکی یہ حالت دیکھکر مرشد کے پاس لے گئے۔ اور عرض کیا حضرت بندہ زادے کو بیعت سے مشرف فرمایئے۔ حضرت مرشد نے آپ کو بیعت کے سلسلہ میں داخل فرمایا۔ مُرید ہونیکے بعد ذکر و شغل میں زیادہ مشغول ہوئے۔ روز بروز منازل طریقت کو طے کرنے لگے پس چند روز کے بعد آپ کے والد ماجد اس دارِ فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ چونکہ آپ کے والد اہل مناصب کے زمرہ میں تھے۔ موروثی منصب پر باپ کے قائم مقام ہوئے۔ آپ باوجود منصب و خدمت ریاضت و مجاہدہ کی طرف زیادہ راغب تھے۔ اکثر اوقات مسائل معرفت و حقیقت کے مطالعہ میں صرف فرماتے تھے۔ فن تصوف میں آپ ایسے ماہر و کامل ہو گئے تھے کہ مطالب فصوص الحکم وغیرہ کتب مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیتے تھے۔

پھر آپ نے حسب ارشاد پیر و مرشد ملازمت ترک کر دی۔ اور قانع اور متوکل ہو گئے۔ آپ دنیا و مافیہا سے متنفر اور دنیا داروں کی صحبت سے دور رہنے لگے۔ آبادی سے زیادہ جنگل و ویرانہ پسند فرمانے لگے۔ عالم وجد و حال میں صحرا نوردی فرماتے تھے۔ آپ کو ماکولات و مشروبات و ملبوسات کی کچھ پرواہ نہ تھی جو کچھ بقدر سد رمق و ستر عورت ملجاتا تھا کھا لیتے تھے اور پہنتے تھے گزی و کھادی کا لباس زیب بدن فرماتے تھے۔ لذات اطعمہ سے تارک ہو گئے تھے مدت تک آپنے روٹی و دال بے نمک پر بسر کیا۔ اور گوشت تو مطلقاً نہیں کھاتے تھے مدت مدیدہ کے بعد گوشت کا استعمال شروع فرمایا۔ آپ کو جوار کی روٹی نہایت ہی مرغوب

تھی کبھی مریدوں کے اصرار سے بریانی وپلاؤ وغیرہ اطعمہ لذیذہ بھی کہا لیتے تھے۔

آپ مرشد پر فریفتہ تھے۔ انکی خدمت کو فرض سمجھتے تھے۔ ہمیشہ مرشد کے ادب وخدمت کا لحاظ رکھتے تھے۔ فنافی الشیخ تھے اور مرقد شریف کی تعمیر وترمیم مین خود شریک ہوتے تھے چونہ وپتھر کی ٹوکریان سر پر اٹھاتے تھے۔ سالانہ مرشد کا عرس نہایت تکلف سے کرتے تھے۔ سو سو اسپلے کی پخت فرماتے تھے۔ مساکین وغربا۔ ومریدین فقرا وامرا کو کھلاتے تھے۔ شہر مین آپکے مریدین بے شمار ہین۔ آپ مسافرنواز وغربا پرور تھے۔ آپ کا لنگر فیض جاری تہا۔ اور آپ کا دسترخوان بھی ایسا وسیع تہا کہ اسپر صبح وشام دونون وقت جہان غربا وفقرا شریک ہوتے تھے۔

آپ نے ایک مدرسہ یتامی کے لئے قائم کیا تہا۔ چند یتیم بچے اسمین رہتے تھے۔ آپ انکی خوراک وپوشاک کا عمدہ اہتمام کرتے تھے۔ مریدین سے جوکچھ نذرانہ بدست ہوتا تہا وہ تمام یتامی ولنگر مین صرف فرماتے تھے۔ مدرسہ مین اساتذہ عربی وفارسی کی تعلیم کے لئے مقرر کئے تھے۔ مدرسہ مین دینیات کی تعلیم ہوتی تھی۔ چنانچہ مدرسہ اب بھی بدستور جاری ہی۔ آپکے صاحبزادے جامع الفضل والکمال جناب محمد حسن صاحب مسندنشین خلافت ہوکے مدرسہ کا انتظام فرماتے تھے۔ وہ بھی چند مدت کے بعد فوت ہوگئے آپکی وفات بتاریخ ماہ ۱۳۲۵ہجری مین ہوئی۔ اب انکے صاحبزادے جوان صالح صاحب فضل وکمال۔ عزیز وجد وحال جناب جد وپدر کے جانشین ہین طال اللہ عمرہم۔

آپ کے اخلاق و ارادت کا ذکر

آپ بزرگانِ طریقت سے حسنِ ارادت رکھتے تھے۔ اور وقتِ مقررہ پر بزرگوں کے عرس کرتے تھے۔ عرس کے روز غربا کو طعام لذیذ کہلاتے تھے۔ خاص کر کے امیرابوالعلا صاحب قدس سرہٗ کا عرس تکلف سے فرماتے تھے اکثر اوقات عرس کے ایام مین آگرہ مرقد مبارک پر جاتے تھے۔ اور عرس کی تقریب مین شریک ہوتے تھے۔ فقرا و غربا کے کہلانے کا خود انتظام و اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے میر قدس سرہ کے درگاہ کے متصل نواب آسمان جاہ بہادر کی اعانت سے سنگِ سرخ کا ایک سماع خانہ تعمیر کرایا۔ اور اپنی جیب خاص سے ایک بارہ دری و باغ و حوض بنایا۔ اور اعلیحضرت قدر قدرت مرحوم سے چار ہزار روپیہ اعانت لیکے ایک نالہ پر جو حضرت کی درگاہ اور شہر کے درمیان تہا۔ زائرین کو اس سے عبور و مرور کرنے مین سخت تکلیف ہوتی تھی۔ سرکار انگریزی سے اجازت لیکے ایک پل تعمیر کروا دیا۔ زائرین کو عبور و مرور آسان ہوگیا۔

خوش اخلاق خندہ جبین تھے۔ امیر و فقیر سے ایک ہی طرح ملتے تھے۔ فقیر مولف ایک وقت ملا تہا حسنِ اخلاق سے ملتے تھے۔ علماء و فضلا کی بہت قدر کرتے تھے تکریماً و تعظیماً استادہ ہو جاتے تھے۔ مریدون کو مثل اعزہ سمجھتے تھے۔ آپکے اخلاق دیکھکے بزرگان سلف کا عالم بعینہٖ مشاہدہ ہوتا تہا۔ آپکی شان وہی تھی جو بایزید و شبلی و جنید قدس سرہٗ کی تھی۔ آپ صاحب خرق عادت و کرامت تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ شرح شریف کا زیادہ

لحاظ رکھتے تھے۔ شرعی فرائض و واجبات سے فارغ ہو کے سماع کی مجلس منعقد فرماتے
تھے۔ وجد و حال میں مست ہوتے تھے آپ کے وجد سے اہل مجلس کے دلوں پر بیب
و عجب کیفیت واقع ہوتی تھی۔

آپ کی رحلت کا ذکر

آپ کو چند مدت سے ذیابیطس کی شکایت تھی۔ آخر سرطان نمود ہو گیا۔ اعزہ و مریدین
معالجہ میں ہمہ تن مصروف ہوئے لیکن معالجہ مفید نہیں ہوا۔ بالمجبوری اپریشن کرایا گیا
اپریشن سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی اثنا میں ایک اور دوسرا عارضہ یعنی ذات الصدر لاحق
ہوا آخر اسی عارضہ میں بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ہجری بروز پنجشنبہ چار بجے کے قریب اس
عالم ناپائدار سے فردوس بریں روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر اعزہ و مریدین
معتقدین و اہل شہر بروز جمعہ جمع ہوئے تجہیز و تکفین کر کے جنازہ کو مکہ مسجد لیگئے۔ جنازے
کے ساتھ مریدین و غیر مریدین کا انبوہ کثیر تھا۔ عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی
نماز میں اعلیحضرت قدر قدرت مرحوم بھی مع مصاحبین شریک ہوئے تھے۔ نماز کے بعد
جنازہ کو محمد حسن صاحب قدس سرہ کی درگاہ میں لے گئے حضرت کی قبر کے قریب
دفن کئے گئے۔ بروز سوم فاتحہ کے بعد آپ کے فرزند آغا محمد حسن صاحب کو مسند نشین
کئے۔ تمام مریدین نے نذریں پیش کیں مجلس سماع منعقد ہوئی۔ قوال گانے لگے۔
اہل مجلس وجد و حال میں مست ہونے لگے۔ دو ڈھائی بجے تک سماع کا بازار گرم رہا

آخر مجلس برخاست ہوئی ۔ مولانا عبد الجلیل نعمانی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ۔

ہو ہذہ۔

داو وملک فقر تہا آغائے دین پناہ	صوفی نیک باطن وسرچشمہ کرم
بزم ابو العلا کا تہا روشن چراغ ایک	کل ہو کے جس نے ہمکو کیا مورد الم
پندرہ ربیع الاول ویوم الخمیس	چومیس تیرہ سو پہ تھے زاید نہ بیش وکم
کچہ دن ڈہلے وہ شمس ولایت ہوا غروب	نور وجود کا تہا عالم کو مغتنم
ارباب دل کے منہ سے بہ ذکر سن وصال	تاریخ یہ سُنی کہ ملا روضۂ ارم

آپ کو شعر وشاعری سے دلچسپی تہی جو کچہ موزون فرماتے تہے نعت ومضامین تصوف مین مملو ہوتا تہا۔ آپ کا کلام مریدین کے نزدیک متداول ہے اور آپ صحو تخلص فرماتے تہے۔ مین اس مقام مین چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ۔ ہو ہذہ

تابے بزلف داو دلم بیقرار شد	چو اثر دہا رسید برائے فنائے من
از عاشقان مپرس کہ در دیر ودر حرم	بیہوش وبے خبر شد از ہوے دہائے من
وحشت کو میری دیکھکے گہبرا گیا ہے وہ	دستِ جنون بھی چاک گریبان مین رہگیا
ہرگز یقین نہوگا مری بات کا اُسے	کیا ہو گیا صحو کو نہین ہان مین رہگیا

حضرت شیخ احمد چشتی قدس سرہٗ

آپ شیخ حاجی ولد شیخ شمس الدین کے فرزند رشید ہین۔ آپ کے نسب کا سلسلہ دہم پشت مین

حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر سے پہونچتا ہے آپ کا مولد و منشا شہر شادی آباد عرف مانڈو صوبہ مالوہ ہے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم والد ماجد سے پائی۔ اور بیعت و خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ والد کے فوت ہونے کے بعد اُن کے قائم مقام ہوئے۔ خاص و عام کو ہدایت و ارشاد سے مشرف فرمانے لگے۔ زمانہ دراز تک شہر مانڈو مین سکونت پذیر رہے۔ اہل شہر آپکی ہدایت سے فائز المرام ہوتے تھے۔ آپ سپاہانہ لباس پہنتے تھے۔ اور سپاہ کے زمرہ مین ملازمت کرتے تھے۔ جو کچھ کسب حلال سے پیدا کرتے تھے۔ اُس کا اکثر حصہ فقراء پر تقسیم کر دیتے تھے۔ اور باقی اپنے متعلقین کو دیتے تھے۔ تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ ایک روز کسی بزرگ کے عرس مین تشریف فرما ہوئے وہان مجلس سماع منعقد تھی اہل مجلس وجد و حال مین مست ہو رہے تھے۔ آپ پر بھی وجد کی حالت جاری ہوئی۔ کسی گستاخ نے شوخی سے آپکی نسبت بیہودہ کلام کہا۔ اُسی حالت مین آپ نے اُس شوخ کی طرف ہاتھ جھٹکا۔ فوراً آپکی انگلیون سے آگ نمودار ہوئی اور بے ادب کی داڑھی پر پہونچی۔ داڑھی جلنے لگی۔ اسی وقت آپ مجلس سے برآمد ہوئے بدر وجد کے روضہ و خانقاہ مین آئے۔ وہان کے چراغدان کو سرنگون کرکے شہر برہانپور روانہ ہوئے۔ برہانپور پہنچکے بادشاہی سپاہ کے زمرہ مین ملازم ہوئے۔ اُس وقت وہان میران مبارک خان فاروقی بادشاہ حکمرانی کرتا تھا۔ بادشاہ جب آپ کے حالات سے واقف ہوا۔ وظیفہ مدد معاش مقرر فرمایا۔ آپ نے منظور نہین فرمایا۔ بادشاہ و ارکانِ سلطنت آپ سے حسنِ عقیدت رکھتے تھے اور اکثر اوقات آپ سے دعا و ہمت کے

خواستگار ہوتے تھے۔ آپ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپ صاحب خارق عادات تھے۔ آپ کی بیعت کے سلسلہ میں ہزارہا فقرا و امرا شریک تھے۔ آپ کے مرید و خلیفہ شاہ جلال بن شیخ نظام الدین تھے۔

منقول ہے کہ جب میران مبارک خان نے گجرات پر فوج کشی کی طرفین کی سپاہ باہم مقابل ہوئی۔ اس وقت بادشاہ نے آپ سے فتح و کامیابی کی نسبت استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آج سے کل مغرب کی نماز تک مقابلہ و مقاتلہ ہوگا تو آپ فیروز و کامیاب ہونگے بادشاہ نے اس معاملہ میں ارکانِ دولت سے مشورہ کیا۔ ارکانِ دولت نے آپ کے فرمانے کا خلاف کیا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ انتظام ظاہری کو صفائے باطنی سے کچھ تعلق نہیں۔ بادشاہ و ارکان دولت نے آپ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ آپ وہاں سے کشیدہ خاطر ہوکے برہانپور واپس چلے آئے۔ برہانپور کے حکام پر بادشاہی فرمان صادر ہوا۔ کہ حضرت کو برہانپور سے باہر جانے نہ دیجئے۔ آپ شہر میں پہنچکے ملازمت سے دست بردار ہوئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپکی مراجعت کے بعد بادشاہ کو کامیابی و فیروزی حاصل نہیں ہوئی۔ بادشاہ نے ارکانِ دولت سے کہا کاش اگر ہم حضرت کے ارشاد پر عمل کرتے تو ضرور کامیاب ہوتے۔ یہ ناکامیابی شامتِ اعمال ہے۔ بادشاہ کی ارادت و عقیدت آپ کی نسبت نہایت ہی بڑھ گئی۔ کبھی کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوکے سعادت حاصل کرتا تھا۔ آخر آپ نے تیرہ تاریخ ماہِ رمضان روز پنجشنبہ ۹۶۵؁ نو سو پینسٹھ ہجری میں اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شہر برہانپور میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ ابراہیم عرف میاں آن بالشطاری قدس سرہ

تاریخ برہانپور کے مؤلف نے لکھا کہ آپکا مولد و مسقط الراس شہر بھڑوچ ہے۔ آپ صاحب العلم والفضل تھے خارق عادات تھے۔ آپ کو بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد غوث گوالیری سے تھی۔ گجرات میں مدت دراز تک ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ اہل گجرات آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپ مریدین کو اعزہ سے زیادہ چاہتے تھے۔ تمام کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ حلیم الطبع و سلیم المزاج تھے۔ محمد شاہ فاروقی کے عہد میں گجرات سے برہانپور میں رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ بادشاہ اور اسکا وزیر اعظم سید زین الدین آپ کے مرید ہوئے حضرت شطاریہ طریقہ کے سوا اور طریقوں میں بھی مشائخ کبار سے مستفید ہوئے تھے۔ مدۃ العمر تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ آخر ۹۹۰ نوسو اٹھانوے ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محمد شاہ فاروقی کے مقبرہ برہانپور میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابویزید شطاری قدس سرہ

المولد

گلزار ابرار کے مؤلف نے لکھا کہ آپ شاہ لشکر محمد عارف باللہ کے فرزند ہیں برہانپوری

والنستا ہین۔ آپ نے والد اور شاہ عیسیٰ جند اللہ سے تربیت و تعلیم پائی۔ بزرگون کی توجہ سے درجۂ کمال کو پہونچے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوے۔ والد کے فوت ہونیکے بعد مسند نشین خلافت ہوئے۔ ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔ آپکی ہدایت سے تھوڑی مدت مین صاحبان ارادت منزل مراد کو پہونچ جاتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین سے آباد رہتی تھی۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آخر آپ کی وفات ۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین واقع ہوئی برہانپور مین دفن کئے گئے۔

تاریخ برہانپور کے مولف نے آپ کا نام ابو یزید لکھا سو تع مین بایزید ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت ابو المظفر صوفی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلیفہ ہین۔ پیر و مرشد کے حکم سے ہدایت و ارشاد کیلئے برہانپور مین تشریف لائے۔ مدت العمر خلائق کی تعلیم و رہنمائی مین مشغول رہے۔ متوکل و قانع تھے۔ آخر آپ شہر برہانپور مین فوت ہوئے برہانپور کی عیدگاہ کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے تقریباً آپ کی وفات ۱۱۰۰ھ مین ہوئی۔

مولیناشاہ عنایت اللہ بالاپوری قدس سرہٗ آپ کے مرید خاص و خلیفہ با اخلاص تھے مولینا کا حال حرف عین کی ردیف مین آتا ہے۔ یہان زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم قدس سرہٗ

تحفۃ الابرار تاریخ برار کے مؤلف نے لکھا کہ آپ ابتدا میں ملک برار میں آئے۔ چند روز وہان رہے بعد ازان سیر کرتے ہوئے اور ہدایت و ارشاد کی اشاعت فرماتے ہوئے دولت آباد آئے۔ پھر وہاں سے قصبۂ بیڑ میں پہونچے وہاں ایسے جمے کہ مر کے اٹھے۔ مشرباً و نسباً فاروقی وطناً بغدادی تھے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے خلوت گزین و گوشہ نشین رہتے تھے قانع و متوکل تھے۔ بیشتر شبانہ روز ذکر و شغل و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ حج و زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپکی خدمت میں اکثر عوام و خواص مستفید ہوتے تھے۔ آپ اگرچہ صاحب خوارق و کرامات تھے مگر اظہار خوارق سے اجتناب فرماتے تھے۔ آخر آپ بمرض بخار بیمار ہوئے چند روز بیمار میں مبتلا رہے پھر اس دار فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ بیرون قصبہ ندی کے کنارے دفن کئے گئے۔ یہ واقعہ بقول بعض ۱۳ صفر و بقول بعض ۱۵ ماہ مذکور سنہ ۹۰۶ ہجری میں ظہور میں آیا۔ آپ کا مرقد زیارتگاہ خلائق ہے۔

ردیف بائے موحدہ

حضرت شیخ برہان الدین غریب ہانسوی

روضۃ اولیا کے مؤلف نے لکھا کہ حضرت شیخ برہان الدین غریب بن محمد بن محمود ناصری ہانسوی المولد و المنشا ہیں حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محمد بن احمد البخاری البدوانی الدہلوی کے اکمل خلفا سے ہیں آپ۔ مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی کے ہمشیرہ زادے زمانہ طفلگی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے اور آپکے چہرہ سے بزرگی کی شان نظر آتی تھی۔ آپ

فرماتے تھے کہ میں شش سالہ عمر میں گوشۂ تنہائی میں بیٹھکر کلمہ طیبہ کو پڑھتا تھا۔ تیرہ برس کی عمر میں
پہونچتے ہی ارادہ مصمم کیا کہ عقد نکاح نہیں کرونگا عبادت و ریاضت میں بسر کرونگا اگر
رات کو صاحب غسل ہوتا تو اس روز روزے کی نیت کرتا تھا چند روز اسی طرح بسر کئے۔ پھر
والدہ صاحبہ میرے نکاح کی فکر کرنے لگیں میں نے ظاہر میں والدہ صاحبہ کے خلاف
انکار نہیں کیا لیکن کھانے میں اسقدر کمی کی کہ صرف میری غذا چہ سات لقمہ کو پہونچی۔ بیت تنہائی
ضعیف و کمزور ہو گیا ایسا ناتوان ہوا کہ آسمان کی طرف بمشکل سے دیکھ سکتا تھا جب والدہ صاحبہ
نے میری ایسی حالت دیکھی تو عقد نکاح سے معاف رکھا۔ آپ ابتدائے شعور و تمیز سے تحصیل
علوم کی طرف متوجہ ہوئے علوم و فنون میں کامل ہوئے ستۃ آلعمر مجرد رہے آزادانہ زندگی
بسر کئے۔ کوئی چیز دنیوی نہیں رکھتے تھے۔ شب و روز ریاضت و مجاہدہ میں غرق رہتے تھے۔
پچیس برس تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا کی تیس سال تک صوم داؤدی اختیار کیا یعنے
ایک دن روزہ اور ایک دن افطار آپ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شیخ سے بیعت کرنے
سے پہلے خواب دیکھا کہ ایک خندق میں گرا ہوں۔ کسی طرح خندق سے نہیں نکل سکتا ہوں۔
اسوقت شیخ نے مجکو ہاتھ دیا اور مجکو خندق سے نکالا جب میں حضرت شیخ کے مریدوں میں
داخل ہوا اور اس خواب کے واقعہ کو عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تمنے مجکو اسی روز بیعت سے
مشرف کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ
جس طرح حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے آپ پر نظر توجہ کی ہے اسی طرح میری طرف
نظر توجہ کیجیے شیخ نے فرمایا نظر پایا یعنی بہت سی نظریں ہونگی الخ پھر دوسرے وقت عرض کیا کہ امیدوار

رہتا ہوں۔ فرمایا امید وار زیادہ رہنا چاہئے۔ اور آپ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک وقت کسی بزرگ نے حضرت شیخ کی مجلس میں بایزید قدس سرہ کا ذکر خیر کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم ایک بایزید رکھتے ہیں۔ کسی مُرید نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ فرمایا جماعت خانہ میں ہے۔ خادم جماعت خانہ میں آیا دیکھا میرے سوا وہاں کوئی شخص نہیں تھا۔ اقبال نے مجھ سے کہا کہ آج حضرت شیخ آپ کی نسبت ایسا فرماتے ہیں۔

وجہ لقب بہ غریب

آپ ابتدائے حال میں ہانسے سے دہلی میں آکے غریبانہ بسر کرنے لگے شیخ زین الدین داود شیرازی جنۃ الجنہ کے مؤلف سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت برہان الدین قدس سرہٗ ہانسے سے دہلی میں تشریف لائے وہاں اس مسجد میں جو پل کے قریب ہی فروکش ہوئے۔ اللہ جل شانہٗ نے مسجد کو آپ کے قدوم میمنت لزوم سے روشن وآباد کیا۔ اہل شہر آپ کی طرف رجوع ہوئے ایک روز اقبال خادم نے سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا برہان الدین غریب آیا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ تمام جہان اسکے آشنا و شناسا ہو گئے۔ اب تک وہ غریب ہی اس وقت سے غریب مشہور ہوئے۔ آپ شیخ المشائخ کی نظر میں تمام مُریدین سے اعلیٰ تھے۔ آپ پیر پرست تھے۔ پیر کا ادب و لحاظ زیادہ رکھتے تھے۔ آپ نے تا مرگ غیاث پور کے طرف جو پیر کا مسکن و مرقد ہے پیٹھ نہیں کی اور اس طرف کبھی تف نہیں کیا یعنی لعاب دہن نہیں ڈالا کہتے ہیں کہ ایک وقت علی زنبیلی و ملک نصرت کی غمازی و شکایت کی وجہ سے باہم آپ اور حضرت شیخ المشائخ کے درمیان شکر رنجی واقع ہو گئی تھی۔

شکایت یہ ہے کہ برہان الدین نے شیخت کا بازار گرم کیا ہے خلق کثیر کا مرجع بنا ہے۔
بزرگان مشائخ کے طریقہ کا لحاظ نہیں رکھتا ہے اس کیفیت کے سننے سے شیخ المشائخ کبیدہ
ہوئے تھے لیکن آخر امیر خسرو طوطی ہند کے ذریعہ سے باہم صفائی ہوگئی کدورت عارضی دور ہوگئی۔

ذکر خلافت شیخ برہان الدین صاحب ترجمہ

روضہ اولیا کا مولف سید محمد کرمانی کی کتاب دستور جمہور سے آپ کی خلافت کی بابت نقل
کرتا ہے کہ سلطان المشائخ مرض اخیر میں حضور کے اعلیٰ اصحاب کو خلافت کی اجازت ہوئی
سید خاموش و خواجہ مبشر یہ سلطان المشائخ کے خادم قدیم تھے۔ فرزندوں کی طرح پرورش
پائے ہوئے تھے سید حسین سے کہا کہ برہان الدین غریب مریدان سابق سے ہیں۔
اور سلطان المشائخ کے تمام مریدین میں ممتاز و اعلیٰ ہیں چاہیے کہ ہم انکی خلافت کی بابت
سلطان المشائخ کی خدمت میں ذکر کریں۔ آخر دونوں مع اقبال خادم اتفاق کئے
پس اقبال نے فرصت و موقع دیکھکے مولانا برہان الدین صاحب ترجمہ کو حضور میں پیش
کیا۔ اوراس وقت خاموش بھی حاضر ہوئے۔ سلطان المشائخ اس وقت منہ پر لحاف
لئے ہوئے تھے لیکن آپ کا چہرہ مبارک لحاف سے ظاہر تھا۔ اقبال نے عرض کیا
کہ مولانا برہان الدین غریب خادم قدیم قدمبوسی کرتا ہے اور رحمت و فیض کا امیدوار
رہتا ہے سلطان المشائخ نے آنکھ کھولی۔ مولانا اقبال کے طرف دیکھنے لگے۔ مولانا نے
زمین بوسی کی۔ اقبال نے کپڑوں کا بقچہ کھولا۔ ایک پیرہن و کلاہ نکالا۔ پیرہن و کلاہ پہ

سلطان المشائخ کے ہاتھ رکھا اور مولانا کو پہنایا اور کہا آپ بھی خلیفہ ہو سلطان المشائخ
خاموش ہوئے پس خاموشی دلیل رضا ہے سلطان المشائخ کی رحلت کے بعد مولانا
برہان الدین صاحب ترجمہ چند سال زندہ رہے خلائق کو بیعت کے دائرے مین
لیتے رہے روپ گڈہ مین پہونچ کے فوت ہوئے انتہی کلام سیر الاولیا۔ اور روضۂ اولیا
کے مولف نے مورخین متاخرین سے نقل کیا کہ سلطان المشائخ نے شیخ برہان الدین صاحب
ترجمہ کو مع سات سو مریدین مین بعض پالکی نشین تھے اہل دکن کی ہدایت کے لئے روانہ کیا اور
بعض لکھتے ہین کہ سلطان المشائخ نے اول شاہ منتجب الدین برادر صاحب ترجمہ مع سات سو مرید
خلائق دکن کی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا۔ قول ثانی صحیح ہے جب شاہ منتجب الدین نے دولت آباد
مین رحلت کی اسی روز سلطان المشائخ نے از روئے کشف معلوم کیا اور شیخ برہان الدین
سے پوچھا کہ آپ کے بھائی منتجب الدین کی عمر چند سال تھی شیخ برہان الدین صاحب ترجمہ
سلطان المشائخ کے کلام سے سمجھ گئے کہ بھائی واصل حق ہوا۔ اپنے مکان پر آئے ماتم
و غم کرنے لگے۔ دوسرے دن حضرت سلطان المشائخ ماتم پرسی کیلئے آئے تعزیت کے بعد
اپنی رحلت سے چند مدت قبل شیخ برہان الدین کو خلافت کا خرقہ عطا کر کے دکن رخصت
فرمایا۔ انتہی کلامہ مولفین متاخرین و سیر الاولیا کی روایت صحیح نہین ہے اسلئے کہ فرشتہ
و دیگر مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ یعنی برہان الدین صاحب ترجمہ۔
سلطان المشائخ کی رحلت کے بعد تغلقی ہنگامہ مین دہلی سے دولت آباد آئے مسکن
مالوف و آستانہ پیر سے جدا ہوئے اس حادثہ مین بیشمار ساکنان دہلی و جماعت کثیر

مریدِ بابا شیخ المشائخ سے بھی دولت آباد میں آئے اور امیر حسن دہلوی و سید یوسف والد ماجد سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز و خواجہ حسین و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم بھی اس رستخیز بیجا میں دولت آباد آئے۔ پس شیخ برہان الدین بہ برادران طریقت بہ ہیئت مجموعی دولت آباد میں وارد ہوئے۔ آپ کی ولایت و کرامت کی شعاعیں دکن کے اطراف میں چمکنے لگیں۔ اور اہل دکن کے انبوہ کثیر کو فیض معنوی سے سرفراز فرمایا تخریب دہلی و آبادی دولت آباد کی کیفیت فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول میں مفصل لکھی ہے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ کو دکن میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اہل دکن آپ کے حلقۂ ارادت میں بیشمار آئے۔ اکثر بت پرست خداپرست ہوئے۔ بقیۃ الغرائب کا مولف اپنے بھائی حماد بن عماد کے حال میں لکھتا ہے کہ میرے بھائی کے توسل سے حضرت کے بیعت میں ہزار افراد سے زائد داخل ہوئے۔ علیٰ ہٰذا القیاس دوسروں کے توسل سے بھی ہوتے رہے۔ انتہی کلامہ ۱۲ شیخ رکن الدین بن عماد کاشانی نے آپ کے ملفوظات سنہ ۷۳۲ ہجری سے تا زمانہ رحلت جمع کرکے فوائد الفواد کی طرح لکھا اور اس کا نام نفائس الانفاس رکھا۔ اور شیخ حماد بن عماد برادر رکن الدین مذکور نے بھی حضرت شیخ صاحب کے جمع ملفوظات فراہم کرکے لکھے اور اس کا نام احسن الاقوال رکھا اور مجد الدین بن عماد نے آپ کے خوارق عادات میں دو رسالے لکھے ایک کا نام غرائب الکرامات اور دوسرے کا نام بقیۃ الغرائب یہ ہر سہ برادر مع دیگر اعزہ آپ کے مرید صادق الاعتقاد راسخ الارادہ تھے۔ فقیر مولف حضرت کے ملفوظات و رسائل مرقوم الصدر سے چند ملفوظات بطور نمونہ

گزارش کرتا ہی تاکہ شائقین مستفید ہون۔ ہو ہذہ

کہ ایکوقت ایک مسافر شیخ برہان الدین صاحب کی خدمتمین آیا اور کہا مین آپکے پاس دو چیز کے لئے
آیا ہون۔ ایک دین دوسرے دنیا آپ نے فرمایا کہ کیونکر دو چیزیں ایک ان دونوں کو پہنچا سکتی ہی
جس گھر مین کتا ہو یا تصویر اُس گھر مین فرشتہ نہین آتا ہے تیرا نفس کتا ہے اور تو جس
گھر کو سوائے خدا دوست رکھتا ہے وہ صورت دیو ہے پس ایسے شخص کے دل مین خدا
کی محبت کس طرح داخل ہو گی۔ پھر آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص مکھی کی طرح جو آئینہ سے گذرتی
ہے صاحبدل وکامل کی خدمت مین گذرے اُسکے لئے کافی ہے۔ پھر آپنے فرمایا
فقیر خدا سے سوال نہین کرتا ہے استحیاءً۔ اور لوگون سے کراہتہً۔ فرمایا جو چیز فقرا سے
حاصل کرین وہ چیز من المہد الی اللحد یعنی اُسکی برکت دائمی ہوتی ہے۔ تامرگ باقی رہتی
ہی۔ فرمایا دنیا آدمی کے سایہ کے مانند ہے جب آدمی سایہ کے طرف جاتا ہے سایہ
اُس سے آگے جاتا ہے جب آدمی سایہ کے طرف پیٹھ پھیرتا ہے تو سایہ پیچھے آتا ہے۔
پس جو کوئی شخص دنیا کی طرف پیٹھ پھیرتا ہے اُسکے پیچھے دوڑی ہوئی آتی ہے جو دنیا کیطرف
متوجہ ہوتا ہے وہ اُس سے پیٹھ پھیرتی ہے۔ فرمایا کہ امیر حسن سنجری دہلوی نے ایک لطیفہ بیان
کیا کہ بکری جب پانی پیتی ہے اپنے پانون کو تر نہین کرتی بیٹھ کے پانی پیتی ہے۔ جب
وہ مرتی ہے اُس کے پوست کو سراپا پانی سے بھرتے ہین انتہی کلامہ۔ مین نے بھی اسکے
مناسب کہا آدمی جبتک زندہ رہتا ہے جسم پر گرد و غبار کو جا نہین دیتا ہے۔ جب
مرتا ہی تمام اُس کا جسم خاک مین دفن کرتے ہین۔ فرمایا مشرق سے مغرب تک تمام عالم

فقیر کی نظر میں ایسا ظاہر و نمایاں ہے جیسا کہ دست پر مرغ کا انڈہ۔ فرمایا میں نے ایک چڑیا کی زبانی سُنا کہ وہ کہتی تھی۔

ایک لحظ عنایت تو اے بندہ نواز   بہتر ز ہزار سال تسبیح و نماز

فرمایا جبتک مُرید پیر کے سامنے رہے اُس وقت کوئی کام بہتر پیر کے مشاہدہ و دیدار سے نہیں۔ فرمایا فقیر کو چاہیے کسی کی امانت کو قبول نہ کرے۔ اور کسی کا ضامن ہونا چاہیے اور کسی کے قبالہ پر اپنی گواہی نہیں لکھنی چاہیے۔ فرمایا جب مسافر مقیم کے پاس آئے۔ چاہیے کہ مقیم اول گرم پانی پیش کرے تاکہ وہ گرم پانی سے منھ ہاتھ دھوئے۔ دوسرے گرم شوربا۔ فرمایا فقیری وہ ہے جو کچھ تو ہاتھ میں رکھتے خرچ کرے۔ جو کچھ سر میں رکھتے دور کرے۔ فرمایا ایک کا قبول کرنا تمام کا قبول کرنا ہوتا ہے۔ ایک کا رد کرنا۔ تمام کا رد کرنا ہوتا ہے۔ فرمایا جس نے پایا دلوں سے پایا۔ جو گرا دلوں سے گر گیا۔ فرمایا دل ایک ظرف کے مانند ہے۔ جبتک خالی ہے ہوا سے بھرا ہوا ہے۔ جب کسی چیز سے بھرا ہوتا ہے ہوا سے خالی ہوتا ہے! ایسا ہی دل دنیا کی ہوا سے بھرا ہوا ہے جب اِس میں خدا کی محبت داخل ہوتی ہے تو ہوا سے خالی ہوتا ہے اور محبت سے پُر ہو جاتا ہے۔ فرمایا محبت الٰہ کی ایک چنگاری گناہوں کے کھلیان جلا دیتی ہے۔ فرمایا مردانِ خدا جان سے برخاستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کیا مرد ہے جو روٹی کے خیال میں نہیں اُٹھ سکتا۔ فرمایا۔ فقیر کو چاہیے کہ صبر کرے۔ اگر صبر نکر سکے تو صبر کی صورت بنائے۔ فرمایا السماع دمعۃ وفکرۃ۔ والباقی فتنۃ یعنی راگ کا سُننا کیا ہے آنسو بہانا و فکر کرنا سو ان دو کے فتنہ ہے

فرمایا کہ میرے ایک دوست میان شمس الدین برادرزادہ امیر حسن سجزی تھے ہمیشہ مشغول
و مستغرق رہتے تھے۔ اور یہ بیت پڑھتے تھے ؎

مرا گفتگو ہست با خود بسے — ندارم سر گفت گوئے کسے

اور کہتا تھا۔ حرم مرد۔ بلغ دلبستان مرد است۔ یعنی جب آدمی شغل سے تھک جائے
ایک ساعت اپنے حرم کے ساتھ بیٹھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ و ملول
ہوتے تھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوس فرماتے تھے اور کہتے کلمینی
یا حمیرا۔ فرمایا درخت خود دھوپ مین کھڑا رہتا ہے۔ دوسرون کو اپنے سایہ مین رکھتا
ہے۔ اور اپنی لکڑیون کو جلاتا ہے تاکہ دوسرون کو آرام پہنچائے۔ ایک وقت برشکال کے
زمانے مین خانقاہ کے صحن مین بیشتر گھانس اگی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ یہ سبز گھانس ہمیشہ
سجدہ مین رہتی ہے یہانتک کہ ایسی حالت مین خشک ہو کے گذر جاتی ہے۔ فرمایا ہر ایک
کے لئے منھ ہے جس سے وہ کھاتا ہے۔ نباتات زمین سے اگتی مین اُس سے پانی لیتے
ہین۔ اور نشو و نما پاتے ہین پس ان کا سر و منھ اُسی کی طرف ہے ہمیشہ زمین مین ڈوبتا ہے۔
اگر نماز و سجدہ کرین تو ہمکو اسی طرح کرنا چاہیے۔ یہ کیا نماز و سجدہ ہے جو ہم ادا کرتے ہین
ایک وقت مولانا شمس الدین فضل اللہ نے آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ کہ مین چاہتا ہون
کہ اوراد و نوافل کو ترک کرون۔ آپ نے فرمایا کسلئے کہا کہ مین قرآن کی تلاوت
کرتا تھا اس آیت پر پہونچا من عمل صالحاً فلنفسہ و من اساء فعلیہا اسی آیت کے
حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ بندہ جو عمل کرتا ہے اپنے نفس کے لئے اگر نیک کام کرے گا

تو اسکے لئے مفید ہوگا۔ اور اگر برا کام کرے گا تو اس کے لئے مضر ہوگا۔ مین اپنے نفس
گندہ کے لئے عمل نہین کرون گا۔ آپ مولانا کا قول سن کے مسکرائے اور فرمایا حکم الٰہی
ایسا ہی ہے کرنا چاہئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رب العزت خود قرآن مین فرماتا ہے۔
(ولربک فاصبر) یعنی برائے پروردگار خویش صبر کن۔ جو کام ہاتھ و زبان سے تعلق
رکھتا ہے وہ عمل ہی۔ جو دل سے تعلق رکھتا ہے وہ عمل نہین ہے اشتغال باللہ ہے
چنانچہ کسی عضو سے تعلق نہین رکھتا ہے۔ اسلئے خود فرماتا ہے (الصوم لی وانا اجزیٰ)
اور حدیث مین آیا ہے (من اخلص للہ اربعین یوماً ظہر لہ ینابیع الحکم فی القلب) اخلاص
دل سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے اخلص للہ کہا اور من صلی للہ نہین کہا۔ اگر کوئی اس
مین کہے (قل ان صلوتی ونسکی ومحیائی ومماتی للہ فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے (کہ
لاصلوۃ الا بحضور القلب) الخ۔ فرمایا کہ مین نے مولانا وجہ الدین کلاکہری سے سنا کہ وہ
فرماتے تھے اگر تو یار کی عیب تلاش کرے گا تو بے یار رہیگا۔ اور فرمایا کہ مولانا یوسف
کہتے تھے کہ مین ہر چند عیوب نفس کو دور کرتا ہون مگر دوسرے عیوب ظاہر ہوتے ہین یہ سن
آپنے فرمایا کہ یہ امر مرد کامل کا ہے۔ جب مرد کمال کو پہنچتا ہے اُس وقت اُسکی نظر اپنی عیب
پر پڑتی ہے فرمایا ایک وقت ایک درویش کامل راہ سے جا رہا تھا۔ لوگ چنگ بجا رہے
تھے۔ درویش ٹھہر گیا اور کہا اے چنگ اگر تو جانتا کہ کیا کہتا ہے۔ تیرے تمام تار ٹوٹ
جاتے۔ اُسی وقت چنگ کے تمام تار ٹوٹ گئے اُس سے
پوچھا کہ چنگ سے کیا آواز برآمد ہوتی ہے۔ کہا اُس کے ایک تار سے

یا رحمن۔ اور دوسرے تار سے یا رحیم۔ اسلئے فرمایا کہ بعض لوگ قرآن پڑھتے ہین اور نہین
جانتے کہ کیا پڑھتے ہین۔ ایک وقت کاکا سعد بخت خادم نے آپ کے سامنے مغز بادام
و نبات پیش کیا۔ آپ اس مین سے تھوڑا تھوڑا کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین ان سے
کچھ لذت نہین پاتا ہون۔ کاکا نے بطریق خوشطبعی کہا ایک وقت ایسا تھا کہ آپ جَو کی روٹی
و لوبیا خوشی و خواہش سے کھاتے تھے۔ اب مغز بادام و نبات پسند نہین کرتے ہین۔ فرمایا
کاکا مین سچ کہتا ہون۔ دروغ گو نہین ہون مجکو جو مزہ جَو کی روٹی و لوبیا سے حاصل ہوتا ہے
اس وقت وہ مزہ مغز بادام و نبات مین نہین پاتا ہون۔ بقیۃ الغرائب کا مؤلف اپنے
بھائی حماد سے نقل کرتا ہے کہ مین ایک روز حضرت کی خدمت مین حاضر تھا مین نے حضرت
سے سلطان محمد تغلق کی تشریف آوری کا ذکر کیا۔ کہ وہ عازم دکن ہے چنانچہ مقام دھار مین
پہنچگیا ہے۔ حضرت کی عادات سے تھا کہ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ اور دکن مین اس کی
آمد کے زمانہ مین حضرت صاحب بتھے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ مین نے خدا سے درخواست
کی ہے کہ اس سے ملاقات نہو۔ جب سلطان محمد تغلق دولت آباد مین پہونچا۔ چاہا کہ حضرت
سے ملاقات کرے۔ روز جمعہ جامع مسجد قطبی مین نماز ادا کرکے سوار ہوتے وقت فرمایا کہ شیخ
کے مکان پر جاؤ۔ ملک مبارک پسر امیر خسرو حسب الحکم فی الفور شیخ کی خدمت مین آیا عرض
کیا کہ بادشاہ آپ کی ملازمت و زیارت کے لئے آتا ہے پس اسی اثنا مین شیخ کے مکان
کے قریب پہنچ گیا چنانچہ آمد آمد کی صدا شیخ کے مکان پر پہنچی تھی۔ پس شیخ نے فرمایا کہ فاتحہ خیر
پڑھتا ہون کہ بادشاہ نہ آئے پس اسی وقت خدا نے بادشاہ کے دل مین ایسا خیال ڈالا

کہ ارادہ کی باگ پھیری۔ دوسری طرف چلا گیا۔ ایک مہم مین جو مرکوز خاطر تھا کامیاب ہوا۔ ستّہ ہزار تنکہ ملک نائب باربک کے ہمراہ آپکی خدمت مین نذرانہ بھیجا شیخ نے کاکا سعد بخت سے فرمایا جو کچھ موجود رکھا ہے حاضر کرین ۳ تنکہ تھے۔ فرمایا اسکو بادشاہ کے نذرانہ کے ساتھ ملا کے فقرا پر تقسیم کر۔ ملک نائب کے سامنے ہی تمام نذرانہ وزر موجودہ فقرا کو تقسیم کیا گیا چنانچہ داعی مولف (یعنے بقیۃ الغرائب کا مولف) کو بھی وہ قسمت ملا شیخ نے بادشاہ کے لئے ایک مصلی وخرما ہدیۃ بھیجا۔ اور ملک نائب کو یہ ابیات سنائے ؎

مرد آن نبود کہ زر گشتہ باشد	زن آن بود کہ زر رشتہ باشد
شربت زبرائے خویشت آرند	ہم کردہ تو پیشت آرند

من خرق عادتہ

ایکروز ایک عورت کو درد سر سخت لاحق ہوا حضرت کے دروازہ مبارک پر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس سر کو توڑ دیجئے یا بہتر کر دیجئے۔ آپ مسکرائے فرمایا جبتک اس کا سر نہ ٹوٹیگا اس کا درد دفع نہیں ہوگا۔ اتفاقاً زن مذکورہ ایک روز ایک پرنالے کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی یکایک پرنالے سے ایک پتھر اسکے سر پر گرا۔ سر شکستہ ہوا بہت خون نکلا۔ درد زائل ہوگیا غرائب الکرامات کے مولف نے لکھا کہ جب حسب الحکم بادشاہ ساکنان دہلی دولت آباد سے دہلی روانہ ہونے لگے کاکا سعد بخت نے بھی بغیر اجازت حضرت کے سفر کا سامان مہیا کیا اور دہلی روانہ ہونے کے لئے نہایت ہی اصرار کیا آپنے اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہان آپ کا مرقد شریف ہے۔ اور فرمایا مین یہان سے نہیں جاؤنگا۔

آپکی رحلت کا ذکر

آپ اواخر ایام مین مختلف امراض مین مبتلا ہوکے تین سال تک صاحب
فرش رہے۔ حالت مرض مین کبھی کبھی روتے تھے۔ ایک ور ایک رفیق مرید سے
فرمایا کہ ایسا نہین جاننا چاہیے کہ میرا رونا زحمت و تکلیف کے سبب ہے بین اگر
ایک ساعت خدا کے ذکر سے غافل ہوتا ہون تو روتا ہون۔ آپ نے آخر عمر مین
مریدون ورفقا کو بلاکے وصیت کی۔ اور سلطان المشائخ کی تسبیح سامنے رکھی۔ اور
دستار کو گردن پر رکھا۔ اور زبان سے کہنے لگے مین مسلمان ہون۔ امت رسول ہون
مرید شیخ ہون۔ اگر نیک نہیں ہوں و نیک زندگی بسر نہیں کیا ہون خود سمجھتا ہون
زمین پر منھ رکھکے تسبیح کے ساتھ بیعت کرتے تھے اور روتے تھے۔ آخرا تاریخ صفر
۷۳۸ ہجری مین جان بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ روضہ مقدسہ کے حصار
مین متصل قلعہ دولت آباد مدفون کئے گئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

تاریخ رحلت کسی شاعر موزون کی

اربعا بود و یازدہ ز صفر
کہ ندا آمد از سرادق قدس

ہفتصد وسی و ہشت بود سال
بسوئے شیخ ما تعال تعال

حضرت بابا شرف الدین عراقی قدس سرہ

بابا شرف الدین نام۔ مولد عراق بقول بعض سبزواری مشرباً سہروردی ہین۔
مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ آپ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
کے مرید و خلیفہ ہین (تم کلامہ) آپ سلاطین خلجیہ کے زمانہ مین عراق عرب سے ہند
مین آئے چند مدت تک دہلی مین رہے پھر وہان سے دکن مین رونق افروز ہوئے۔ آپکی
تشریف آوری کے زمانے مین دکن کے اطراف وجوانب مین اسلام کے پودے
جم رہے تھے۔ بلاد و قصبات مین دین محمدی کے جھنڈے قائم ہو رہے تھے۔
یعنی اولیاء و تاجرین کے قافلے عرب وعجم سے برابر آرہے تھے۔ تجارت و ولایت
کے ذریعہ سے سکونت اختیار کرتے تھے۔ بزرگ و اہل اللہ اس ملک مین اس غرض
سے تشریف لاتے تھے کہ اہل اصنام کو تالیف قلوب و حسن سلوک سے ایمان و
اسلام کی ہدایت کرین حضرت شیخ قطب الدین نے اپنے سفرنامہ مسمی قطبی مین لکھا ہے
کہ دکن کے ہنود سخت متعصب ہین اور اسقدر قسی القلب ہین کہ علی الصباح اہل اسلام
کی صورت دیکھنا مکروہ سمجھتے ہین۔ اگر کوئی مسافر مسلم وارد ہوتا ہے تو اسکو بڑی تکلیف
دیتے ہین۔ کھانے پینے کا سامان قیمتاً انکے ہاتھ فروخت نہین کرتے (تم کلامہ) قسی
دکن کے ہنود اسی قسم کے تھے۔ مگر اولیاء اللہ کے تصرفات و کرامات دیکھ کے رقیق القلب
ہوئے اور اہل اسلام سے موافقت کرنے لگے اور بزرگون کو اپنے ملک مین رہنے کی
اجازت دینے لگے۔ رفتہ رفتہ بزرگون کے کرشمے دیکھکر اکثر راجے مہاراجے وظائف
مقرر کرنے لگے اور حسن اعتقاد سے خدمات مین حاضر ہونے لگے۔ احکام البلاد واحکام

کے مولف نے بابا فخر الدین اور کرناٹک کے راجہ کی نقل اپنے تذکرہ مین لکھی ہے ہمنے بابا موصوف کا حال بحنسہ تذکرہ سے نقل کیا ہے جو صاحب جا مین بابا کے حال مین ملاحظ کرین۔ اور اسی طرح سے ہمنے اس تذکرہ مین متعدد بزرگون کے احوال مین ہنود کا اعتقاد لکھا ہے۔ ناظرین کو مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہٗ دکن مین آتے ہی پہاڑی کی چوٹی پر جو حیدرآباد کے مغربی جانب مین چار میل کے فاصلے پر ہے فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ ساٹھ ستر فقرا بھی تھے آپ رات دن عبادت الٰہی مین مشغول اور مریدین کی ہدایت وتلقین مین مصروف رہتے تھے اکثر ہنود آپ کی ملازمت مین حاضر ہوتے تھے اور آپ کے حسن اخلاق سے فیض پاتے تھے۔ کوئی آپ کو تکلیف وایذا انہین پہنچاتا تھا۔ کشف وکرامت کو دیکھکر خدمت بجا لاتے تھے اکثر آپ کی ہدایت سے موحد ومسلم ہوئے۔ آپ نے اپنے مُریدونکو دکن کے دیہات وقصبات مین ہدایت وتالیف قلوب کے لئے روانہ کیا۔ آخر آپ نے انیسوین تاریخ ماہ شعبان ۶۸۷ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ اسی پہاڑی پر جہان فروکش تھے مدفون ہوئے۔ آپ کی رحلت کی تاریخ کا مادہ (آہ شرف الدین بابا) ہے۔ سالانہ آپ کا عرس بڑے شان وشوکت سے ہوتا ہے۔ بیشمار خلایق جمع ہوتی ہے۔ حضور بندگانِ عالی مدظلہ العالی کے طرف سے عود وگل وچراغ بتی کے لئے سالانہ معمول وظیفہ مقرر ہے۔ مجاورین وسجادہ نشین کو ملتا ہے۔ وہ امور مذکورہ مین صرف کرتے ہین۔ تاریخ خورشید جاہی کے

مولف نے لکھا ہے کہ آپ حضرت شیخ نظام الدین اولیار کے مُرید خلیفہ ہیں۔ مگر
کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا معلوم ہوتا ہے کہ بلا تحقیق سماعت کے اعتماد پر لکھدیا
ہی ظاہر میں مولف مذکور کا قول ایسا ہے کہ لا اصل لہ والعلم عند اللہ جل اعلم بالصواب
بنیاز و تبرک بہ بستان الاولیار کے مولف نے حضرت کی کرامات و خرق عادات کی چند
نقلیں لکھی ہیں۔ فقیر مولف از انجملہ دو تین نقلیں شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہے۔

نقل اوّل

بزرگوں سے سُنا گیا کہ حضرت کے عہد میں ایک ہوبی کا بیل گم ہوگیا۔ وہ مہینے تک
اُسکی جستجو میں حیران و پریشان ہوا اور شہر کے اطراف و جوانب میں خوب تلاش کیا۔
لیکن کہیں اوس گم گشتہ کا پتا نہیں پایا۔ عاجز و نا امید ہوکر حضرت کی خدمت میں آیا
اور دست بستہ ہوکے عرض کیا۔ حضرت دو ڈہائی مہینے سے میرا بیل گم ہوگیا ہے شہر
کے اقطار و اطراف میں اور جنگل و پہاڑ کے میدانوں اور پہاڑیوں میں تلاش کیا۔
کہیں نہیں ملا۔ مجھے کامیابی نہیں ہوئی میں مفلس و تنگدست ہوں عیال و اطفال کثیر
ہیں۔ گذر اوقات مشکل سے بسر ہوتی ہے۔ بیل میرا قوت بازو تہا۔ اب نہ مجکو ایسی قدرت
ہے کہ اُسکے عوض میں دوسرا خریدوں۔ آپ کے پاس آیا ہوں کہ میری مدد کیجئے کہ میرا گم شدہ
بیل ملجائے۔ آپنے تہوڑی دیر تامل کرکے ایک سفال ریزے پر کوئلے سے لکھ کے اُسکے
حوالے کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سفال ریزہ فلاں ہنومان کے پاس لیجا۔ ہنومان تیرا بیل دیگا۔

دھوبی حضرت کے قول سے دل مین متعجب ہوا کہ ہنومان پتھر کی مورت جگھہ سے چل سکتا
ہی نہ بیل سکتا ہے۔ کیونکر بیل دیگا۔ لیکن اعتقاد آحضرت کے حکم کی تعمیل کی۔ اُسی قرب
وجوار کے ہنومان کے پاس گیا حسب الارشاد سفال ریزہ اُسکے سامنے رکھدیا اور
بیل کے بارہ مین کہا مورت سے کچھ جواب نہین پایا۔ ناامیدی کی حالت مین واپس
ہوا دیکھا کہ ہنومان کے عقب مین بیل چرتا ہوا کھڑا ہے۔ نہایت خوشی سے دوڑا بیل
کو باندہ کے گھر لے آیا۔ دھوبی کے عیال واطفال بہت ہی خوشی منانے لگے اُسکے
دوست وقرابتدار پوچھنے لگے۔ کہو کہان ملا۔ دھوبی نے تمام قصہ بیان کیا۔ تمام حضرت
کی کرامت کے قائل ہوے اور کہنے لگے کہ ہمارے دیوتا حضرت کے تابع ہین حضرت
مہادیوتا ہین۔ اہل اصنام کے خاص وعام مین حضرت کی کرامت وبزرگی کے چرچے ہونے
لگے۔ ہنود کے دلون مین آپ کی عظمت کا سکہ جم گیا۔ بت پرستی کا بازار سرد ہو گیا اکثر
حاجتمند آپ کے پاس آنے لگے۔ سیر پرستی کا آفتاب چمکنے لگا۔ اکثر بزرگانِ سلف خرق
عادت وکرامات کے ذریعہ سے اسی قسم کے کام بتون سے لیتے تھے کہ اہل اصنام کے
نزدیک اسلام کی عظمت اور بتون کی ذلت ثابت ہوجائے۔ بت پرستی سے توبہ کرین
اور قبولیت اسلام سے مشرف ہوجائین۔ جزاہم اللہ خیرالجزا۔

نقل دیگر

باباشرف الدین عراقی خلیفہ شہاب الدین سہروردی حسب اشارت وہدایت حضرت

رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشاعت اسلام کے لئے دکن آئے۔ آپ دین محمدی کے شیوع کے لئے اہل اصنام کی بہت خاطر و دلجوئی فرماتے تھے حدائق الاولیا کے مؤلف نے لکھا کہ آپ کی تشریف آوری سے دکن مین یہ غرض تھی کہ دین محمدی کی اشاعت ہو۔ بنا بر علیہ آپ اہل اصنام کے ساتھ حسن اخلاق استعمال فرماتے تھے۔ ہر ایک اجاو پر جا سے ملاطفت و نرمی کرتے تھے۔ ہنود آپ کے پاس صبح و شام جوق جوق آتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامات مقبول الدعوات تھے۔ جو زبانِ مبارک سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ اور ہنود اپنی کامیابی وحصول مراد کی امداد چاہتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی سے باز نہین آتے تھے۔ اہل اصنام آپ کے خوارق عادات سے متاثر ہوتے تھے روز بروز ہنود کا اعتقاد بڑھتا گیا۔ اکثر موحد بنگئے مگر حکام وقت کے خوف سے اسلام ظاہر نہین کرتے تھے بعض تو دلیری کر کے آپ کے مریدون کے حلقے مین داخل ہو گئے۔ حاکم وقت نے آپ کے مقابلہ مین چون چرا نہین کیا۔ پھر اکثر اسلام سے مشرف ہونے لگے

نقل تیسری

ایک بت پرست ہندو آپکے پاس آیا۔ عرض کیا کہ حضرت مین آپ کا مرید ہوتا ہون۔ اور اسلام کے زمرہ مین آتا ہون۔ اس شرط پر کہ آپ مجکو سیندی و شراب کی اجازت دین۔ آپ نے فرمایا اچھا ہم بھی اجازت دیتے مین ایک شرط پر۔ عرض کیا وہ کیا شرط ہے آپ نے فرمایا جہان ہم ہون وہان نہ پینا۔ وہ آپ کے فرمانے سے بہت خوش ہوا۔

اور صدق دل سے مسلمان ہو کے آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اُس کا نام
نور محمد رکھا۔ وہ پوشیدہ شرابخانہ میں گیا۔ اور شراب کا پیالہ ہاتھ میں لیا۔ ابھی پیالہ
لب تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں۔ ہاتھ سے پھینک کے
شرابخانے سے بھاگا۔ حضرت کے مُریدوں میں آکے خوف زدہ و شرمندہ ایک گوشہ
میں خاموش بیٹھا۔ کسی مُرید نے پوچھا نور محمد کیا حال ہے۔ ڈرتے ہوئے کہا۔ کہ میں آج
شرابخانے میں گیا تھا۔ شراب استعمال کرنے کے لئے مستعد تھا کہ یکایک ہی حضرت
دکھلائی دیئے۔ وہاں سے بھاگتا ہوا آیا۔ ندامت و پشیمانی میں بیٹھا ہوں اُس سے
پوچھنے لگا۔ کیا حضرت آج باہر نکلے تھے۔ اُس نے جواب دیا۔ نہیں نہیں۔ سب مُریدین
حضرت کی کرامت کے معترف ہوئے۔ اہل اللہ و اولیاء اللہ میں ایسے ہی صفات
ہوتے ہیں۔ پھر نور محمد نے شراب و سیندی کو ترک کیا۔ واقع میں پیر ہوں تو ایسے ہوں
نا اہل کو اہل بنائیں۔ اندھے کو بینا۔ ناداں کو دانا کریں میں نے اس قسم کی نقلیں متحد المعانی
و مختلف الالفاظ تذکروں میں دیکھیں۔ چنانچہ حضرت سید غلام علی صاحب القادری الموسوی
الحیدرآبادی کے حالات میں بھی اسی طرح منقول ہیں عجب نہیں اس قسم کی صفتیں ہر ایک
ولی کامل میں ہوتی ہیں۔ حضرت بابا قدس سرہ متقدمین سے ہیں الفضل للمتقدم کے مستحق ہیں

نقل چوتھی

منقول ہے کہ آپ نے ہنود کے تالیف کے لئے گاؤکشی اور گائے کے گوشت کھانے

مخالفت کی بھی آپ اور آپ کے مریدین گائے کا گوشت نہین کہاتے تھے اور اُنکے
اوتارون کو برائی سے ذکر نہین فرماتے تھے۔ اِنہین بزرگانِ سلف کے اخلاق نے
ہنود قسی القلب کو موم دل کیا اور اسلام کے دائرے مین جوق جوق آئے اور اسلام کے
طریقے پر ثابت قدم ہوئے۔ گوشت کھانے اور نہ کہانے اور ہندوؤن کو برا بہلا نہ کہنے
سے اسلام مین کچہ خلل نہین آتا۔ گوشت کا کہانا مباحات سے ہے اگر کوئی نہ کہائے تو نا خوف
و مستحق عذاب ہوگا۔ ہان اباحت کے انکار سے مستحق تکفیر ہوگا۔ دکن مین اکثر خاص
و عام گائے کا گوشت نہین کہاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رواج عام بزرگان سلف
کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ یہ رواج بھی ہنود کی تالیف کیلئے کئے ہونگے۔ اگر اس مقام مین
یہ کہا جائے (کہ یہ رواج حضرت بابا قدس سرہٗ کی توجہ کی برکت سے ابتک دکن مین رائج ہے)
تو بیجا نہو گا۔ پس اس رواج کو بھی حضرت کی کرامت سمجھنا چاہیے۔

نقل پانچوین

بستان الاولیاء کے مولف نے لکہا کہ حضرت بابا شرف الدین کے قرب و جوار مین ایک
قدیم بت تلنگانہ کے ہنود اُسکو اپنا معبود سمجہتے تھے۔ ایک وقت حضرت کے ذکر بالجہر
و تکبیر و تہلیل کے آواز سے بت زمین پر گر گیا۔ صبح اہل اصنام پرستش و درشن کے لئے
آئے۔ دیکھا کہ بت زمین پر ذلت کی حالت مین پڑا ہوا ہے۔ ہنود یہ حالت دیکھکر افروختہ
ہوئے اور حضرت کے فقرا کو متہم کیا کہ اِن ترکلو نے ہی یہ کام کیا ہے۔ اُنکے لیئے

مستعد ہوئے فقرا بھی مقابلہ مین قائم ہوئے ایسی حالت مین حضرت نے نہایت
نرمی و لطف سے اہل اصنام کو مخاطب کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے
کہ ہمارے فقرا نے تمہارے دیوتا کو ذلیل کیا۔ ہنود حضرت کا کلام مبارک سن کے خاموش
ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ دیوتا سے پوچھنا چاہیے۔ ہنود کہنے لگے یہ نہین ہو سکتا
وہ مورت ہے کلام نہین کر سکتی حضرت نے ایک ٹھیکرا منگوا کے اُس پر کچھ لکھ دیا
اور اُنکو دیا کہ یہ ٹھیکری دیوتا کے پاس لے جاؤ وہ تم سے کلام کرے گا۔ اور جو واقعہ
ہوگا بیان کرے گا۔ تمام راضی ہوئے اور دیوتا کے پاس گئے حضرت کی لکھی ہوئی
ٹھیکری پیش کی اُسی وقت دیوتا باذن اللہ متکلم ہوا۔ کہا اے میرے پوجنے والو
حضرت کے فقرا نے مجکو ذلیل نہین کیا۔ مین خود تکبیر کی آواز سن کے گر پڑا۔ مجکو یہان سے
فاصلے پر لیجاؤ حضرت اور اُن کے فقرا کو نہ ستاؤ حضرت اوتارون مین بڑے
اوتار ہین۔ اہل اصنام نہایت شرمندہ ہوکے حضرت کے معتقد ہوئے اور دیوتا
کو اُٹھا کے دور فاصلے پر اُٹھا کے رکھے۔ یہ حضرت کی کرامت تمام اہل اصنام مین مشتہر
ہوئی۔ روزانہ ہنود آپ کے درشن و ڈنڈوت کے لئے آتے تھے۔ حضرت کے
قدم بوس ہوکے جاتے تھے۔ نذر و نیاز پیش کرتے تھے آپ سے اور آپ کے فقرا
سے تنفر نہین جا رکھتے تھے۔ چونکہ آپ اسلام کی اشاعت کے لئے آئے تھے تالیف
قلوب کے لحاظ سے ہر ایک فقیر و امیر راجا پرجا کی خاطر و مدارا فرماتے تھے اور دوا
و دعا سے خوش کرتے تھے۔ آپ جیسے بزرگون کی خوش خلقی و نرمی سے دکن مین

اسلام و ایمان کے پودے اہل اصنام کے دلون مین جمنے لگے واقعی اُس زمانہ سے
اس زمانے تک اہل اصنام کے نزدیک وہی عظمت چلی آتی ہے۔ ابتک حضرت کی کرامت
وخرق عادت بدستور جاری ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے مرقد مبارک پر معتقدین فریقین
اہل اسلام و اہل اصنام کا مجمع رہتا ہے۔ ہمارے ظل اللہ اعلیحضرت بندگان عالی بادشاہ
دکن خلد اللہ ملکہٗ اکثر اوقات درگاہ عرش بارگاہ مین جاتے ہین اور فیض باطنی سے
مستفید ہوتے ہین۔ اللّٰہم زد فزد۔

نقل بابا شرف الدین قدس سرہٗ

بستان الاولیاء کے مولف نے آپ کے کرامات و خرق عادات کی بابت لکھا کہ ایک ڈیڈی
پالیکار گولکنڈہ کا لڑکا ستمد لمراض بلا علاج مین مبتلا ہوا حکمائے ہندی و مصری معالجہ
سے دست بردار ہوگئے۔ اور ہر ایک نے اپنی رائے قائم کی کہ اس کا کام تمام ہوگیا ہے
امروز فردا مین فوت ہوگا۔ پالیکار ناامیدی و یاس کی حالت مین آپ کے پاس آیا
اور فرزند مریض کی حالت عرض کی۔ آپ نے ایک تعویذ مجرب لکھ کے عطا کیا اور
پانی پر دم کر کے دیا۔ فرمایا کہ تعویذ گلے مین باندھ دو اور پانی پلاؤ۔ تین روز تک متواتر
پانی دم کر کے دیتے رہے تعویذ کے باندھنے اور پانی کے پلانے کے بعد ہی مرض مین
تخفیف ہونے لگی۔ تیسرے دن صحت کاملہ و شفائے تامہ حاصل ہوئی۔ اطبا بت پرست
و پالیکاران عبدۃ الاوثان آپکی کرامت و مسیحائی کے معتقد ہوگئے اور کہتے تھے کہ یہ بابا

اوتار ہین۔ اکثر اہل اصنام کی عورتین صبح وشام بچون کو گود مین لئے ہوئے آپکی خدمتین دعا دم کرانے کو آتی تہین۔ آپ حسن اخلاق سے ہر ایک کے بچے پر دعا دم کرکے فرماتے تھے خوش ہو عورتین بہت ہی خوش ہوتی تہین۔ اور آپ کے قدمون پہ سر رکھدیتی تہین۔ آپ ہاتھ و زبان سے منع فرماتے تھے۔ معتقدین جو ان کے لااعتقاد ہوتے تھے باز نہین آتے تھے قدمون پر گرتے ہی جاتے تھے ہر روز صبح وشام آپکے پاس جنگل مین دنگل رہتا تہا بزرگان سلف نے ہندوستان مین اکثر حسن اخلاق وزیری سے اہل اصنام کو اہل اسلام و اہل ایمان بنایا اور اشاعت اسلام کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ جبراً وظلماً مسلمان نہین بنایا۔ مین اس وقت ناظرین کے سامنے گزارش کرتا ہون کہ آپ کی کرامت سے ہے کہ ابتک آپ کے مزار پر انوار پر ہر شنبہ کو ویسا ہی دنگل رہتا ہے جیسا کہ زمانہ سابق میں تہا۔ اب بھی آپ کے خرق عادات جاری ہین نامراد دخاجتمند آپکی بارگاہ سے بامراد ہوتے ہین۔ قیامت تک یہی فیض جاری رہے گا۔

حضرت بابا شہاب الدین قدس سرہٗ

بستان الاولیا کے مولف نے لکھا کہ آپ بابا شرف الدین قدس سرہٗ کے برادر ہین۔ اور حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید وخلیفہ سلاطین خلجیہ کے زمانہ مین اپنے برادر بزرگ کے ہمراہ ہند مین آئے۔ اور ہند سے بہائی کی رفاقت مین وارد دکن ہوئے چند روز بہائی کے پاس بسر کرکے اُس مقام مین رونق افروز ہوئے

جہان آپ کا مزار ہے۔ نواب امیر کبیر فخر الدین خان شمس الامرا بہادر نے اس مقام مین
مکانات وبازار وغیرہ بالتعمیر کرا کے اُس کا نام شمس آباد رکھا آپ تا بزندگی اُسی مقام مین
سکونت پذیر رہے۔ آخر جب فوت ہوئے وہین دفن کیے گئے۔ آپ صاحب کشف
وکرامت تھے۔ اہل اصنام آپ کے خرق عادات دیکھکے آپ سے مانوس ہونے لگے
اور صبح وشام آپ کی خدمت مین آمد ورفت کرتے تھے۔ آپ ملاطفت وملائمت سے
اُن کی دلجوئی ودلدہی فرماتے تھے۔ اکثر آپ کے پاس ہنود اُن بیمارون کو لاتے
تھے جنکے علاج سے مایوس ہوجاتے تھے۔ آپ بیمارون پر دعا دم کرتے تھے۔ آپ کی
دعا مسیحائی دم کا کام کرتی تھی۔ فی الفور بیمار تندرست ہوجاتا تھا۔ پس ہنود بغرض دعا
ودوا آپ کی خدمت مین آنے لگے۔ اور اسلام وایمان کی طرف رغبت کرنے لگے رفتہ رفتہ
آپ کی ہدایت وتالیف قلوب سے موحدین کی تعداد بڑھ گئی۔ مگر موحدین راجاؤن
اور قوم کے خوف سے ایمان واسلام کا اظہار نہین کرتے تھے۔ جب موحدین کی تعداد
بڑھ گئی تب حضرت کی خدمت مین ظاہر مسلمان ہوگئے راجاؤن وقوم نے اُن سے
بازپرس نہین کی۔ اور حکام وقت بھی آپ کے طرف رجوع ہوئے۔ ایک تجانے کا
پوجاری مہنت آپ کے اوصاف سنکے آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ حضرت خدا
ایک ہے یا متعدد ہین؟ آپ نے فرمایا ایک ہے۔ اُسکی ذات وحدہٗ لاشریک ہے
وہ فرد فرید ہے۔ نہ اُسکو ولد ہے۔ نہ زوجہ۔ نہ وہ زوج ہے۔ یکتا ہے ایکتائی کو پسند
کرتا ہے دیکھو اسکی فردیت پر نباتات واشجار۔ مثلاً نیم۔ املی۔ پیلا پیں وغیرہ کے پتے

اگر آپ شمار کرینگے تو طاق و فرد پائینگے۔ زوج نہ پائینگے مہنت کے چیلے دوڑ سے
درختوں مذکورہ کی شاخیں لائے اور پتون کو شمار کیا ہر ایک کے آخر میں ایک ایک فرد نکالا اور
اُسکے چیلے آپکی تقریر و ہدایت سے بہت خوش ہوئے حضرت کا فرمانا بموجب اللہ وتر یحب الوتر
یعنی خدا طاق و فرد ہے۔ طاق و فرد کو دوست رکھتا ہے اور بمصداق شعر سعدی علیہ الرحمۃ

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

آپ اور آپ کے برادر بزرگ بابا شرف الدین قدس سرہٗ سے دکن میں اسلام و ایمان
کا چراغ روشن ہوا۔ اکثر ہنود ایمان و اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور اہل اصنام کے
قلوب سے کفر کا زنگ دور ہوگیا۔ اور بتوں کی عظمت و بزرگی ان کے دلوں میں باقی
نہیں رہی۔ اہل اسلام کے اصول و فروع کو پسند کرنے لگے۔ اور اہل اسلام کی ہمدردی
و مواخات سے نہایت ہی خوشی منانے لگے حضرت سے کہنے لگے کہ اسلام کے قواعد
و ضوابط درست و صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ واقع میں آپ اور ہم سب بنی آدم باہم برادر ہیں
سلاسل کے دراز ہونے سے ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ آپ مقبول الدعا تھے
اور عملیات میں بھی کامل قدرت رکھتے تھے۔ جامع الفضل والکمال تھے۔ صاحب مکارم
اخلاق فضل و خلق کے ذریعہ سے خلائق کے قلوب کو مسخر فرماتے تھے آخر آپ اس
دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف بتاریخ ۱۴ ماہ محرم شریف سنہ ۶۹۱ ہجری میں رحلت
کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سکونت گاہ میں دفن کئے گئے۔ سالانہ آپکا عرس ہوتا ہے
مشائخ و فقرا جمع ہوتے ہیں۔ سکونت گاہ میں مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔ آپ کا سالانہ

عرس ہوتا ہے۔ مشائخ و فقرا جمع ہوتے ہیں۔ عالیجناب نواب محمد معین الدین خان بہادر دام اقبالہٗ
بدستور بزرگانِ سلف عرس میں تشریف لیجاتے ہیں۔ مرقد شریف پر غلافِ زرّین
و چادرِ گل چڑہاتے ہیں۔ اور طعام نیاز پکوا کے مشائخ و فقرا کو کہلاتے ہیں۔ جزاہم خیر الجزا۔

شاہ بارک اللہ چشتی

آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رکے مرید و خلیفہ ہیں۔ اور شاہ عطا اللہ کے برادر
حقیقی دہلی سے گجرات میں آئے۔ احمد آباد میں حاجی پورہ کے قریب فروکش ہو کے
سکونت اختیار کی آپ قطب عالم گجراتی کے معاصر ہیں۔ گجرات کے علما و مشائخ نے آپکا
احترام کیا۔ پہر آپ نے گجرات میں ہدایت کا دروازہ کشادہ کیا طالبین آپکی خدمت میں
فیض پاتے تھے۔ امرا و سلاطین بہی آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عالم
کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں بشارت دی کہ آپ کو بارگاہ
ازدی سے شاہ عالم خطاب مرحمت ہوا۔ شاہ عالم نے عرض کی کہ میں خطاب کو ظاہر
کرون۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ نہین آپ کو پیر و مرشد والد ماجد کی خدمت میں جانا چاہیے
وہ آپ کو شاہ بارک اللہ کی خدمت میں بہیجیں گے۔ وہان خطاب کا ظہور ہو گا۔ شاہ عالم
حسب الارشاد والد ماجد کیخدمت میں گئے۔ والد نے آپ کو دیکہتے ہی مسکرا کے فرمایا۔ آپ نے
شاہ عالم آپ کو شاہ بارک اللہ کی خدمت میں جانا چاہیے شاہ عالم حسب الحکم والد شاہ بارک اللہ
کی خدمت میں گئے۔ اُس وقت شاہ بارک اللہ مکان کی دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ اور

مُریدین اینٹ وپتھر ومٹی لاتے تھے۔ آپ بھی شریک ہوئے مٹی کے ٹوکری سر پر اُٹھا کے لائے۔ اُسوقت شاہ بارک اللہ نے فرمایا۔ شاہ عالم آئے۔ آپ کے سر پر چتر شاہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ٹوکری آپ کے سر سے اُتار کے دیوار کے پایہ مین ڈالی اور آنکو اپنے بھائی شاہ عطاء اللہ کے مکان پر لے آئے۔ مکان مین سے گئے۔ ایک دیگچی لوبیا سے بھری ہوئی لا کے آپ کو عطا کی اور خدام کو ہمراہ دے کے روانہ کیا اور خادمون سے کہا آپ کے ہمراہ جائیے جس مقام مین آسمان وما فیہا وزمین وما علیہا سے شاہ عالم کا لفظ سُنو مراجعت کرو۔ شاہ عالم لوبیا کی بھری ہوئی دیگچی سر پے لئے ہوئے چلے جب احمد آباد کے بازار مین پہنچے۔ وہان ایک فقیر ننگا لنگوٹا باندھا کھڑا ہوا تھا اور ڈھول بجاتا تھا گدائی کرتا تھا۔ جب شاہ عالم اُسکے قریب پہونچے وہ صیحہ شاہ عالم وجیا ہو گیا اور کہنے لگا شاہ عالم شاہ عالم اور اہلِ بازار بھی آپ کو اس لقب سے پکارنے لگے۔ شاہ عالم نے آپ کے خادمون کو مراجعت کا حکم کیا۔ خدام لوٹے شاہ عالم والد ماجد قطب عالم کی خدمت مین پہنچے اور تمام ماجرا عرض کیا اور لوبیا کی دیگچی بھی پیش کی۔ اُسی وقت سے یہ فقرا عوام مین ضرب المثل ہوا چشتیون نے پکائی۔ بخاریون نے کھائی۔ شاہ بارک اللہ عاشق رسول اللہ تھے توکل وقناعت کی مسند پر متمکن تھے کبھی کسی سے سائل نہین ہوتے تھے مدۃ العمر بادشاہی یومیہ ووظیفہ قبول نہین کیا۔ کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تھے اہل گجرات کو حسنِ اخلاق سے مسخر کیا تھا۔ آخر آپ نے تقریباً ۱۱۲۵ھ ہجری مین رحلت کی حاجی پور جو احمد آباد گجرات کے متصل ہے مدفون ہوئے۔ مزار دیہ متبرک ہے۔

شیخ برہان گجراتی

آپ گجراتی المولد والمنشا ہیں۔ آپ نے احمد آباد گجرات میں طالب علمی کی! ور طالب علمی کے زمانہ میں درویشی کے بھی طالب تھے اُسی زمانہ میں صدرالدین ذاکر کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ مخدوم ذاکر سے ذکر و شغل کی سند حاصل کی ابھی کتب درسیہ ختم نہیں ہوئی تھیں۔ نہ درویشی میں کمال حاصل کیا تھا۔ کہ گجرات سے مولانا شیخ محمود جلال ماندوی کی خدمت میں آئے چند مدت میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور تکمیل کے بعد پیر کی اجازت سے دارالخیر اجمیر روانہ ہوئے مخدوم خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ میں ریاضت کر کے فیض اویسیہ سے سرفراز ہوئے اور مسند ہدایت وارشاد پر جلوس فرما ہو کے تعلیم و تلقین کے بازار کو خوب گرم کیا آپ کے حلقۂ تلقین میں طلبہ کا مجمع کثیر رہتا تھا۔ آپ کی توجہ باجلال و کمال تھی۔ چند ہی روز میں طلبہ کو کامل کر دیتی تھی۔ مدت تک اسی شغل میں رہے آخر آپ کی رحلت ۹۸۶ ہجری میں واقع ہوئی۔ اجمیر میں مدفون ہوئے بزار یتبرک ہے۔

حضرت شاہ بودلے

اصل میں آپ کا اسم مبارک شاہ بہبود علی ہے کثرتِ استعمال سے شاہ بودلے ہو گیا۔ انوار الاخیار میں لکھا ہے کہ سادات صحیح النسب ہیں آپ کے والد گھوڑوں کی سوداگری کرتے تھے آپ کا اصل وطن بیجاپور ہے۔ آپ والد ماجد کی وفات کے بعد سب مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کر کے شاہ امین الدین علی کی خدمت میں حاضر ہوئے مدت تک ریاضت و چلہ کشی کرتے رہے آخر پیر کی توجہ سے درجۂ کمال کو پہنچے اکثر جذب کی حالت میں اس قدر بیخبر و مدہوش ہوتے تھے

کہ آپ کو خواب و خورش سے اصلاً خبر نہیں رہتی تھی۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں
شہر حیدرآباد میں تشریف لائے محلہ دبیرپورہ بیرون بلدہ فروکش ہوئے سرراہ بازار دبیرپورہ
اکثر اوقات میٹھے رہتے تھے کبھی کسی سے سائل نہیں ہوتے تھے۔ اگر کوئی کچھ نذر دیتا تو لیکر
کسی فقیر مسکین کو دیدیتے تھے۔ انوار الاخبار میں یہ لکھا ہے کہ ایک وقت حضرت بازار میں سرراہ
عادت کے موافق میٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ بادشاہی مست ہاتھی کا گذر آپ کے طرف ہوا۔
ہاتھی آپ کے طرف متوجہ ہوا۔ فیلبانوں نے بہت شور و غوغا کیا کہ آپ یہاں سے نکل جائے
مگر آپ تو شراب عشق میں مست تھے شور و غوغا سے خبر تک نہیں ہوئے اور نہ اپنی جگہ سے
دور ہوئے جیسے بیٹھے تھے اسی حالت میں رہے جب مست ہاتھی آپ کے قریب پہونچا تب
اُس کی مستی کا جوش و خروش فرو ہو گیا۔ وہ حیوان لایعقل نہایت ادب سے آپ کے سامنے
کھڑا ہو گیا اور سونڈ سے آپ کے قدم مبارک کو ملنے لگا۔ یہ واقعہ عجیب و غریب ایک عالم کا تماشاگاہ
تھا۔ فیلبان اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ ہاتھی حضرت کے سامنے سے چلے مگر اُن کی
کوشش کچھ مفید نہیں ہوتی تھی آخر حضرت نے اُسکی سونڈ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اپنے تھان پر
جا اسی وقت ہاتھی نے تھان کی راہ لی شہر کے عام و خاص تمام یہ واقعہ دیکھکر حضرت کی بزرگی
و کرامت کے معتقد ہوئے اطراف و اکناف میں آپ کے خرق عادات کے چرچے ہونے لگے
دور و نزدیک سے آپ کے لئے نذریں و نیازیں آنے لگیں ابتک آپ کا تصرف مزار
فائض الانوار سے جاری ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک بڑی شان و عظمت سے ہوتا ہے
سرکار عالی نظام خلداللہ ملکہ سے عرس کیلئے ماہ ۔۔ مقرر ہے آپ کی وفات ماہ ربیع الثانی

قریب ۸۶۶ھ ہجری میں ہوئے۔ اور قبر شریف محلہ دبیر پورہ میں دروازہ شہر بیدر کے قریب ہے

شیخ بدر الدین بن شیخ محمد ملتانی

آپ چوتھے صاحبزادے ہیں۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے جب ابراہیم قطب شاہ شہر بیدر میں آیا آپ کے والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ عرض کیا کہ اگر میں آپ کی دعا کی برکت سے بادشاہ ہونگا تو قادریہ طریقہ میں مرید ہونگا آخر وہ جمشید قطب شاہ کے بعد بادشاہ ہوا۔ یہ حضرت کی دعا کی برکت تھی کہ ابراہیم کو سلطنت ملی۔ آپ کو والد ماجد کی خبر سے اول ہی بشارت ہوئی تھی کہ جمشید کا زوال ہوا۔ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ آپ نے ایک آدمی ابراہیم کے پاس بھیجا کہ آپ بادشاہ ہوئے۔ وہ حیران ہوا کہ میں کیونکر بادشاہ ہونگا ابھی میرا بھائی بادشاہ ہے۔ اُسی وقت مسموع ہوا کہ جمشید فوت ہوا اور لوگوں نے سبحان قلی بن جمشید کو جو خورد سال تھا بادشاہ بنایا۔ آخر سب نے ابراہیم کو بنایا اور سبحان قلی کو معزول کیا۔ ابراہیم آپ کا معتقد ہوا تخت نشینی کے بعد آپ کو بلایا۔ آپ گولکنڈہ میں آئے قطب شاہ نے بہت اعزاز و اکرام کیا۔ مسند پر بٹھایا۔ اور آپ مودب بیٹھا اور تلنگی زبان میں امین خان مخاطب بہ مسند خان سے دیر تک بادشاہ نے مکالمہ کیا۔ پھر امین خان آپ کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا کہ حضور بادشاہ اپنی تقصیر کا عذر چاہتا ہے۔ کہ اول میں آپ کی خدمت میں آیا تھا اور حصول مدعا کے لئے دعا چاہی تھی اور اقرار کیا تھا۔ کہ حصول مدعا کے بعد آپ کی خدمت میں بیعت کرونگا مگر فی الحال حضرت سید یداللہ نبیرہ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز نے چند تحفے مثلاً چتر شاہی وغیرہ نفائس شاہانہ بھیجے اور شجرہ و خرقہ بھی روانہ کئے ہیں

اور لکھا کہ اگر یہ تحفے منظور ہوں تو رکھئے اور اس خاندان میں بیعت بھی کیجئے نہیں تو تحائف واپس
بھیجئے چونکہ یہ اسباب شاہی ناخواستہ آئے میں نے تحائف کا رد کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ بامر مجبوری
تحائف کو قبول کیا اور اس خاندان کا مرید ہوا لیکن مجھکو صدق عقیدت و حسن ارادت حضرت سے
ہے آپ بھی مجھکو مرید کیجئے۔ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا اہل طریقت میں یہ امر نہایت ناپسند
ہے۔ کہ کسی کو ارادت سے باز رکھنا جہاں آپ کا نصیب تھا وہ آپ کو پہنچا ہر چند کہ اصرار کیا
آپ نے انکار فرمایا۔ آخر قطب شاہ مدۃ العمر مریدوں کی طرح معتقد رہا۔ اکثر آپ کی خدمت میں تحائف
و نذرانہ نیاز بھیجتا تھا معتمد خاں نے آپکے والد ماجد سے عرض کیا کہ صاحبزادہ شیخ بدرالدین کو یہاں بھیجئے آپ نے
منظور کیا۔ شیخ بدرالدین صاحب بریجہ گولکنڈہ میں آئے۔ ابراہیم قطب شاہ نے بڑی شان و عظمت
سے آپ کا استقبال کیا اور مہمان کو بڑی عزت سے اتارا۔ پھر رلیا میں خان عرض کیا کہ آپ
دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو فرزند عطا کرے آپ نے عرض سے پہلے ہی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکو
فرزند ہوگا آپکو چاہیے کہ اسکا نام غلام عبدالقادر رکھیں قطب شاہ نے قبول کیا۔ پھر آپ چند روز
کے بعد بیدر آئے اور بزرگان سلف کے روضہ میں دعا کرنے لگے۔ خدایا بادشاہ
کو فرزند نرینہ عطا کر پھر آپکو عالم رویا میں معلوم ہوا کہ بادشاہ کو فرزند ہوگا۔ الحمد للہ کہ مدۃ موعودہ
کے بعد بادشاہ کو فرزند پیدا ہوا۔ ابراہیم نے حسب وعدہ اس کا نام غلام عبدالقادر رکھا اور حضرت کا
مرید فرمایا۔ یہ بھی حضرت ملتانی قدس سرہ کی کرامت سے ہے کہ بادشاہ نے باوجود مذہب امامیہ
فرزند کا نام غلام عبدالقادر رکھا۔ سلاطین قطب شاہیہ متعصب نہیں تھے صلح کل کے طریقہ پر
چلتے تھے معاملات ملکی انتظامات میں اپنی تمام رعایا اہل اسلام سنی و شیعہ و اہل اصنام کو برابر درجہ میں

رکھتے تھے جب رام راج و عادل شاہ باہم متفق ہو کے نظام شاہ کے ملک پر حملہ آور ہوئے
اُس وقت نظام شاہ مع قطب شاہ مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ ابراہیم نے اپنی تلوار
حضرت کی خدمت میں بھیجی اور عرض کیا کہ میں دشمن کے مقابلے کو جاتا ہوں آپ فتح
کی بشارت دیجئے۔ پھر آپ نے والد ماجد کے روضہ میں جاکے دعا کی۔ عالم مراقبہ میں
معلوم ہوا کہ فتح ہو گی آپ نے تلوار واپس کی اور لڑائی سے روکا۔ بادشاہ رنجیدہ ہوا
کسی اور بزرگ سے اجازت چاہی اور مقابلے کے لئے مستعد ہوا۔ کہتے ہیں کہ
ابراہیم کا لشکر پسپا ہوا۔ انہیں دنوں میں عادل شاہ بیجاپوری کی دایہ بھی فتح کی بشارت
کے لئے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ عادل کافر کا طرفدار ہے۔ میں اسکے لئے کچھ نہیں کہونگا
پھر دایہ نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ کو فرزند نہیں ہے آپ دعا کیجئے۔ کہ خدا عطا کرے
آپ نے فرمایا عادل شاہ کی درخواست آنی چاہیئے۔ دایہ نے کہا کہ میں عادل شاہ
کے طرف سے مختار ہوں جو آپ فرمائیں گے بجا لاؤں گی آپ نے بشارت دی کہ
فرزند ہوگا مگر اُس کا نام غلام عبد القادر رکھنا۔ دایہ نے قبول کیا۔ مدت مقررہ کے بعد
لڑکا پیدا ہوا۔ مگر بادشاہ نے تسمیہ کی شرط ادا نہ کی آپ نے سید حسن مرزا کو بھیجا اور
دایہ سے کہا کہ آپ نے جو شرط حضرت سے کی تھی وہ کہاں ہے اُس مکارہ نے
انکار کیا آخر اُسی سال میں وہ لڑکا و دایہ فوت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ایک وقت تمام علمائے
امامیہ نے ابراہیم شاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اگر شیخ بدر الدین جو اس وقت میں سنت
جماعت کا پیشوا ہے اگر یہ مذہب امامیہ میں آجائے تو بہت سے لوگ اس طریقہ میں

شامل ہونگے۔ قطب شاہ نے آپ کو بلایا۔ آپ متردد ہوئے۔ مراقبہ فرمایا معلوم ہوا کہ جانے
کچھ نہیں ہوگا۔ آپ آئے قطب شاہ نے حسب عادت استقبال کیا اور اعزاز و اکرام سے
اُتارا کسی کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ آپ سے اس معاملہ میں گفتگو کرے۔ پھر علمائے بادشاہ
کو ترغیب دی کہ شیخ اور مولانا خواجگی سے مناظرہ و مباحثہ کرانا چاہیے۔ مناظرہ میں اُنکی
فضیلت معلوم ہوجائیگی۔ آپ اور مولانا خواجگی ایک مجلس میں متفق ہوئے۔ خواجگی
نے ایک رسالہ سنت جماعت کے رد میں لکھا۔ مولانا خواجگی پر آپ کا رعب اس قدر
غالب ہوا کہ عالم سکوت میں حیران ہوگیا۔ آپ کے سامنے دم نہیں مار سکا آپنے فرمایا
کیسا ہے لائے۔ خواجگی نے نہیں دیا۔ آخر مجلس برخواست ہوئی۔ مباحثہ کی نوبت نہیں
آئی۔ آپ کے کمالات و خوارق عادات تحریر و تقریر کے اندازے سے خارج ہیں۔
ممکن نہیں کہ اس مختصر میں لکھے جائیں۔ آخر آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے مزاج میں
برودت و رطوبت زیادہ ہوگئی تھی۔ اور زبان میں بھی لکنت آگئی تھی لیکن آپ اوراد
و وظائف کو نہیں چھوڑتے تھے۔ اور نماز بھی ادا کرتے تھے۔ اگرچہ نشست و برخاست
کی طاقت نہیں تھی۔ جب رحلت کا وقت قریب آیا تب سب فرزندوں کو بلایا اور فرمایا
اب ہماری زندگی کے تین روز باقی ہیں۔ میں تمکو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت کوئی
میرے پاس سے باہر نہ جائے آپ نے تینوں صاحبزادوں کو قادریہ طریقے میں مرید و خلیفہ
کیا۔ اور ہر ایک کو خلافت کا خرقہ عنایت فرمایا۔ اور روضہ کی تولیت شیخ احمد کو عطا کی
قبلہ رخ متوجہ ہوئے۔ لفظ اللہ اللہ کہتے ہوئے واصل حق ہوگئے۔ یہ واقعہ ۲۴ ماہ ذی القعدہ

سنہ ۹ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکی عمر ۹۰ برس کی تھی۔ آپ کے چار فرزند تھے شیخ محمد، شیخ احمد
شیخ ابراہیم و شیخ علی شیخ محمدؒ کو ایک لڑکا تھی شیخ بدرالدین تھا اور شیخ احمد کو مسمی شیخ
عبدالقادر تھا۔ معدن الجواہر کے مولف نے لکہا کہ شیخ ابراہیم کے دو لڑکے دونون لاولد
رہے شیخ علی کو دو لڑکے شیخ عبدالقادر باپ کے بعد روضہ کا متولی ہوا۔ اُسکے آٹھ بہنین
تہین اُن مین سے بی بی مریم منسوب شیخ مصطفےٰ ابن نورالدین بن شیخ زین الدین شبلی سے
تہین باقی لڑکیون کا حال معلوم نہین ہوا شیخ بدرالدین کو وفات کے بعد ایک مقام مین
دفن کئے چہ مہینے کے بعد خواب مین معلوم ہوا کہ حضرت کو وہان تکلیف ہے نعش مبارک کو
نکال کر دوسرے مقام مین دفن کئے۔ دکن کے سلاطین آپکے معتقد تھے آپ جو کچھ فرماتے
تھے وہ منظور کرتے تھے حضرت باوجود عظمت و شان خلیق و متواضع تھے۔ فقرا و غربا کے
ساتھ صحبت رکھتے تھے۔ سادات کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ فقرا و غربا کی مساعدت فرماتے
اور انکی بدمزاجی و سختی کی برداشت کرتے تھے۔ ایک روز ایک فقیر نے آپ پر خنجر چلانا چاہا
تمام حاضرین اُسکی تنبیہ کے لئے مستعد ہوئے آپ نے منع فرمایا۔ اور اُسکے سامنے راضی
برضا ہو کر سر رکھدیا۔ فقیر خنجر کو پہینکر آپ کے قدمون پر گر پڑا معافی چاہی اور کہا مجکو امتحان
منظور تھا بیشک آپ قطب ہین کہ جگہہ سے حرکت نہین کرتے۔ آپ کبھی لذیذ طعام کیطرف
ہاتھ نہین بڑہاتے تھے۔ محتاجون کو کھلاتے تھے۔ باریک پارچے سے دور رہتے تھے
معمولی کہادی و گزی کا لباس پہنتے تھے۔ شرع کے پابند تھے جس مسئلہ مین اختلاف ہوتا
تہا اوس سے منع کرتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے۔ گجرات و دکن کے علما

آپ کو مانتے تھے اور مشائخ بھی آپ کے قائل تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

شاہ برہان اللہ قندہاری مکی

آپ سادات رفاعیہ سے ہیں۔ مشکوٰۃ النبوۃ میں آپکی نسب کا شجرہ اس طرح ہے شاہ برہان اللہ بن سید غلام حسین بن عبدالستار بن شاہ برہان بن شاہ میران بیابانی بن شاہ برہان الدین بن شاہ معین الدین بن شاہ تجلی بن شاہ ضیاء الدین عبدالکریم بیابانی بن سید شاہ علی المعروف سانگڑے سلطان الخ۔ صاحب گنج نے لکھا کہ شاہ عبدالستار قندہاری سانگڑے سلطان کی اولاد میں ہیں۔ اور میری پھوپی آپ سے منسوب تھی۔ اور انکو تین فرزند تھے ایک اشرف صاحب دوسرے غلام حسین۔ غلام حسین صاحب کو تین صاحبزادے تھے ایک شاہ عبدالستار ثانی المتوفی سنہ ۱۱۹ ہجری۔ دوم شاہ برہان اللہ سوم شاہ سرور۔ چوتھے صاحبزادے سید ہاشم اعظم شاہ عبدالستار ثانی نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے ہمراہ احمد آباد گجرات میں گئے۔ وہیں فوت ہوئے۔ حاصل کلام شاہ برہان اللہ نے والد ماجد سے رفاعیہ طریقہ میں خلافت پائی۔ آپ شاغل و ذاکر تھے۔ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ رات دن ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے۔ جناب موسیٰ شاہ قادری کو آپ سے محبت قلبی تھی۔ باہمدیگر مراسلت و مکاتبت بھی کرتے تھے۔ سید انوار اللہ نے انوار الاخبار میں لکھا کہ شاہ موصوف اہل قندہار سے ہیں اتفاقاً قصبۂ قندہار سے حیدرآباد میں آئے۔ چار محل کے متصل خانقاہ بنوائی اور اس میں سکونت پذیر ہوئے

علم تصوف وحقایق مین کامل مہارت رکھتے تھے۔طلبہ کو راہِ حق کی ہدایت فرماتے تھے۔ایک عالم آپ کے فیضِ عام سے سیراب وکامیاب تہا اور آپ کے برادر شاہ سرور بھی کامل تھے درویشی کو آپ کی ذات سے رونق تھی۔بزرگی آپ کے نام پر ناز کرتی تھی۔آپ کی وفات ۱۲۰۰ھ ہجری مین ہوئی۔قندہار مین مدفون ہوئے۔مزار و تبرک ہے۔

شاہ بندہ علی

آپ شاہ صفی الدین بن سیف الدین عبدالوہاب بن محبوب سبحانی کی اولاد مین ہین محمد غوث ملتانی کے مرید وخلیفہ ہین۔طریقۂ قادریہ عالیہ کے پابند تھے۔حضرت رمزاآہی فرماتے ہین کہ شاہ بندہ علی قادری قریشی الاصل ہین۔آپ کے والد ماجد سوداگری کرتے تھے۔آپ کو اولاد نہین ہوتی تھی۔کسی مجذوب زمانہ سے اولاد کی التجا کی مجذوب نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کو فرزند ہوگا۔آپ کے والد نے عرض کیا۔حضرت آپکی خدمت مین نذر کرون گا اور جو فرزند آپ مجکو دینگے آپکے پاس رکہونگا چند مدت کے بعد فرزند پیدا ہوا مجذوب آپ کے مکان پر آیا اور فرزند کو طلب کیا۔سوداگر نے کہا حضرت ابھی تو صرف ایک فرزند ہوا ہے جب دوسرا فرزند ہوگا تو یہ فرزند نذر کرون گا۔مجذوب نے کہا اسی فرزند سے نصف آپ لیجئے اور نصف ہمکو دیجئے پس مجذوب نے فرزند کے جسم پر ہاتھ پھیرا نصف حصہ بیکار ہوگیا سوداگر دل مین پشیمان ہوا۔بندہ علی کو آپکی خدمت مین پہنچا دیا۔آپ مجذوب کی صحبت مین رہے سن شعور کے بعد مجذوب نے آپ کو شاہ محمد غوث ملتانی

کی خدمت مین پہنچایا۔ شاہ صاحب نے آپکو مرید فرمایا۔ جس مس تک خدمت مین رکھا
حضرت کے باورچیخانہ کی خدمت آپ کے متعلق تھی۔ آپ خدمت کو ادا کر کے ریاضت
مین مشغول ہوتے تھے۔ مجاہدہ وریاضت کے بعد درجہ کمال کو پہنچے۔ پہر مرشد نے آپکو
خلافت کا خرقہ بہی عنایت فرمایا۔ اور صحبت خاص مین شریک کیا اور باورچیخانہ کی خدمت
سے موقوف کر دی چندسال شیخ کے قرب مین گذارے تمام خلفا سے ممتاز ہو گئے۔ شاہ صاحب
اکثر خلفا مجذوب تہے۔ مثلاً شاہ جہشو صاحب وشاہ غیبو صاحب وشاہ صفی الدین وغیرہ۔
جذبکی حالت مین جنگل وبیابان مین رہتے تہے شہرون مین بہت کم آتے تہے۔ بندہ علی صاحب
عالم سلوک مین پچاس برس تک رہے۔ بعد ازان درجۂ کمال عرفان کو پہنچے۔ حضرت نے
بندہ علی کو ملک دکن روانہ فرمایا۔ پہر آپ مرشد کے حکم سے اورنگ آباد دکن مین آئے اور اورنگ آباد کی
آب ہوا مرغوب دل ہوئی۔ وہین سکونت اختیار کی۔ مدت تک گوشہ نشین رہے۔ اور خلایق سے
مخفی رہنا چاہتے تہے مگر مشک کی خوشبو کہین چہپ سکتی ہے۔ آپکی شہرت اطراف مین منتشر ہوئی
اورنگ آباد کے کوچہ وبازار مہک اوٹہے خلایق کیا مرد کیا عورت جوق جوق آنے لگے حضرت نے
ہدایت وارشاد کا بازار گرم کیا۔ سب کو اپنی ہدایت کے رنگ سے رنگ دیا۔ پہر آپنے اورنگ آباد
مین ایک خانقاہ بنائی اور ہر مہینہ کے یازدہم کو مجلس بڑی شان وعظمت سے کرتے تہے۔ اور
خوان نعما ترتیب دیتے تہے آپ صابر وقانع تہے نفس کشی وجفاکشی بہت فرماتے تہے۔ مدۃ العمر
طعام نفیس ولذیذ کے طرف کبہی رغبت نہین کی ہمیشہ ایک ہی غذا کہچڑی پر اکتفا کیا۔ اور اوسمین بہی
نمک مین ہوتا تہا۔ مریدون کے گہرون پر جاتے تہے پہنچتے ہی نعرہ بلند کرتے تہے تمام مرید آواز

سنی ای کام ہوتی تھیں اور آپکو گھروں میں لیجاتے تھے۔ شہر کے مشائخ آپکی بہتی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور سب کو یقین تھا کہ آپ اسوقت کے قطب ہیں آپ کے خوارق عادات بے شمار ہیں حضرت رمز الہی آپ کے مرید کامل و خلیفہ اکمل تھے آپ کی وفات جمادی الاول سنہ ۱۱۰۰ھ گیارہ سو ہجری میں واقع ہوئی شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے

حضرت بادشاہ صاحب بن شاہ ابوالحسن چشتی

آپ دیوانہ فرزانہ تھے ہمیشہ برہنہ تن رہتے تھے۔ شاہ ابوالحسن صاحب فرماتے تھے کہ میری نجات اس دیوانہ فرزند سے ہوگی۔ کہتے ہیں آپ کے والدین ماجدین بیمار ہوئے۔ آپ آئے دونوں کی خدمت کی اور فرمایا دونوں میں سے ایک رخصت ہوتا ہے۔ بعد میں آپ کی والدہ نے رحلت کی۔ اور والد صحیح و سالم ہوگئے۔ آپ تمام دن شہر حیدرآباد میں گھومتے رہتے تھے۔ اعزہ و اقارب آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد خانقاہ میں مثنوی کا درس فرما رہے تھے۔ کہ آپ حالت جذب میں شاہ جعفر چشتی کے مزار پر کھیل رہے تھے۔ اتفاقاً مثنوی میں ایک دو ورق گم تھے۔ آپ کے والد بجوڑ مثنوی کا درس کہہ رہے تھے۔ آپ دوڑتے آئے عرض کیا ابا جان آپ مثنوی کو غلط بیان کر رہے ہیں۔ اور ابیات گمشدہ کو پڑھ دیا۔ والد نے دوسری مثنوی منگوائی بادشاہ صاحب کے قول کی تصدیق ہوئی الغرض آخر مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ ۲۰۔ شوال سنہ ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری میں فوت ہوئے۔ اجداد کے روضہ میں واقعہ حیدرآباد دکن دفن ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ بہار الدین المعروف شاہ باجن چشتی برہان پوری

شیخ بہار الدین نام شاہ باجن عرف ہے۔ آپ حاجی معز الدین شہید کے صاحبزادے اور مولانا احمد مدنی کی اولاد سے ہیں مولانا کی نسب کا سلسلہ زید بن الخطاب و امیر المومنین عمر بن الخطاب سے منتہی ہوتا ہے آپ کے جد اعلیٰ مدینہ منورہ میں مشاہیر علمائی محدثین و مفسرین سے تھے آپ کو علم حدیث میں جو مشکل پیش آتی تھی آپ اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عالم رویا میں حل کرتے تھے۔ آپ اکثر رات کو روضہ منورہ میں جاتے تھے۔ آپ کے لئے روضہ منورہ کا دروازہ کشادہ ہو جاتا تھا۔ عاشق رسول اللہ تھے۔ آپ کے دل میں سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ اپنے فرزند عبد الملک کو ہمراہ لیکر عراقین و خراسان و ماوراء النہر کے طرف روانہ ہوی بلاد و امصار کی سیر کرتے ہوئے عازم ہند ہوئے دار السلام دہلی میں پہنچے وہاں کسی امیر نے نہایت عاجزی و التجا سے شیخ عبد الملک کو اپنی لڑکی منسوب کی شرعی طور سے شادی کر دی۔ چند روز کے بعد مولانا احمد نے مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔ اور شیخ عبد الملک کو ہند میں رکھا۔ مولانا مدینہ میں پہنچ کے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

شیخ عبد الملک کو شیخ شہاب الدین فرزند پیدا ہوا۔ اور شہاب الدین کو شیخ علاؤ الدین اور علاؤ الدین کو شیخ حاجی معز الدین۔ حاجی صاحب مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے مرید و خلیفہ تھے سات مرتبہ حرمین شریفین کو گئے۔ ہر وقت حج و زیارت سے مشرف ہوئے آخر اکیو چالیس برس کی عمر میں خوفناک راستہ میں کفار قطاع الطریق کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ آپ حاجی صاحب شہید کے صاحبزادے ہیں جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا۔

تحفۂ جلالی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت ۹۰۰ھ نہ سات سو نوے ہجری مین واقع ہوئی
آپ نے نشو و نما کے بعد سن تمیز مین علما و فضلا سے کتب درسیہ پڑھنا شروع کیا چودہ
برس کی عمر مین تحصیل سے فارغ ہوئے تحصیل کے بعد دل مین محبت آلہی کا جوش پیدا ہوا
حسن ارادت سے مخدوم شیخ رحمت اللہ بن شیخ عزیز اللہ متوکل مانڈوی کے مرید و خلیفہ
ہوئے ریاضت و مجاہدت کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کے چہرہ سے بندگی کے
آثار نمایان اور تجلی حق کے انوار عیان تھے۔ مخدوم نے آپ کو حرمین شریفین خشکی کی
راہ سے روانہ کیا۔ آپ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ راستہ مین خراسان پہونچے۔ اور آپنے
وہان رات کو عالم رویا مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے
فرماتے ہیں کہ اپنے مرید کو کہئے کہ تیرا حج خدا کے نزدیک مقبول ہوا۔ چاہئے کہ یہان سے
مراجعت کرے اور برہان پور خاندیس مین سکونت اختیار کرے۔ اور وہان شرع محمدی کا
علم و سنت نبوی کا نشان قائم کرے۔ آپ نے اس واقعہ کے بعد خراسان سے ہندمین
مراجعت کی اوس وقت آپ کے پیر عالم فانی سے عالم باقی کو روانہ ہو چکے تھے شیخ احمد
عطاء اللہ بن شیخ شہید اللہ مخدوم کے برادرزادے سجادہ نشین تھے شیخ نے مخدوم کی وصیت
کے موافق مخدوم کا خاص جبہ اور خرقہ آپ کے تفویض کیا۔ آپ اکیس برس تک سفر کرتے رہے
اکیسوین سال سفر سے مراجعت کر کے مخدوم کی خانقاہ مین گئے۔ آستانہ بوسی سے
مشرف ہوئے۔ اور پیر کا خرقہ سر اور آنکھون پر رکھا۔ دوسرے دن پیر کے مزار فائض الانوار
مجلس سماع منعقد کی۔ اور قوالون کو حکم کیا کہ گانا شروع کرین۔ گانا شروع ہوا۔ حاضرین

وجد وحال مین مست وخوش ہوگے. آپ کے گوش دل مین غیب سے خلافت کی مبارکبادی
پہنچی. نہایت خوش ومحظوظ ہوئے. چندروز شیخ علاء اللہ کی خدمت مین رہے جب
اشارۂ باطنی دکن کے طرف متوجہ ہوئے اور دولت آباد مین پہنچے. حضرت سلطان
برہان الدین غریب کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر وہان سے بیدر گئے وہان حضرت محمود
ہک کے خلیفہ شیخ منجملہ سے ملاقات کی اور ان کی خدمت مین چند روز رہے اور انسے مسعودی
خرقے کے گجرات مین پہنچے اور وہان سات آٹھ برس خلوت نشینی وعزلت گزینی مین
گذارے اور گجرات سے برہانپور مین رونق افزا ہوئے. خانپور علاقہ برہانپور کی مسجد مین
فروکش ہوئے شہر کے حکام ومشایخ کرام آپ کے حال سے واقف ہوئے. اور خدمت مین
آئے. اور آپکو شہر مین اعزاز واکرام سے لے گئے اور عمدہ مکان مین فروکش کئے. بادشاہ
آپ کے لئے مکان وخانقاہ ومسجد تیار کرادئے. آپ خانقاہ مین سکونت پذیر ہوئے
اور راہ نمائی وہدایت کا دروازہ کشادہ فرمایا. فیض بخشی کا بازار گرم کیا. صدہا طلباء کامیاب
وفایز المرام ہوئے. مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکہا کہ آپ سماع وسرود کے شایق تھے
مغرب وعصر کے مابین ہر روز سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے. سماع وسرود کے سننے سے
کثرت وجد سے مست ہوتے تھے. وجد کی حالت مین قوالون سے کہتے تھے کہ تمکو ہزار
اور اُس کو پانسو دونگا. دوسرے روز قوال حاضر ہوکر طلب کرتے آپ خادم کو حکم دیتے
جاؤ فلان مقام مین زمین کہود وا دو خدام حکم کی تعمیل کرتے جس قدر مبالغ مطلوب
ہوتے تھے اوسقدر خزانہ غیب سے برآمد ہوتے تھے قوالون کو عطا فرماتے تھے یہ

امر آپ کی کرامت و خرق عادت سے تہا۔ **نقل ہے** کہ شیخ علی متقی کی جونپوری آپ کے فضائل و خوارق کی شہرت سُنکے آپ کی ملاقات کے لئے گڑہے ہند روانہ ہوئے جب سودتین سے پہنچے وہان سنا کہ آپ سماع و سرود کی مجلس منعقد کرتے ہین اور سرود و سماع کو شوق سے سنتے ہین شیخ اسم باسمی متقی و پرہیز گار و متبع سنت نبوی تہا۔ اس بات کے سنتے ہی سودتین سقیم ہوا اور آپ کی خدمت مین ایک خط لکہا۔ کہ مین آپ کی ملاقات کے لئے گڑہ سے یہان آیا اور یہان سنا کہ آپ راگ سنتے ہین مین اسکو ممنوعات سے جانتا ہون۔ اگر ملاقات کے وقت اسکو موقوف کرین تو آتا ہون۔ آپ نے لکہا کہ آپ جس طرح وہان تک آئے ہین یہان بہی آئیے مین سماع کو صلوٰۃ کی طرح سنتا ہون موقوف نہین کرونگا پہر شیخ جواب پہنچنے کے بعد برہان پور مین آیا اور فرودگاہ سے پیغام بہیجا کہ مین سماع کو قبول کرتا ہون مگر اوس مین مزامیر نہوا چاہئے۔ آپ نے مہمان کی خاطر سے قبول کیا۔ مزامیر و آلات راگ کو حجرہ مین رکہہ دیا۔ اور شیخ کو بلایا شیخ آئے آپ استقبال کے لئے تا لب فرش گئے۔ دیکہا کہ شیخ کے چہرہ پر برقع ہے۔ فرمایا سبحان اللہ۔ باین تقوی ایک بدعت دیکہتا ہون۔ اگر آپ برقع چہرہ سے دور کرین تو ملاقات کرتا ہون۔ شیخ نے برقع اوٹہایا۔ ملاقات ہوئی خانقاہ مین بیٹہے۔ قوالون نے راگ شروع کیا۔ آواز شروع ہوتے ہی مزامیر کی آواز حجرہ سے باہر آئی شیخ نے فرمایا خدا کیلئے منع فرمائے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے حضرت نے شاہ جیون کلید دار کو فرمایا کہ حجرہ کا دروازہ کہولدو جب کہول دیا معلوم ہوا کہ اس مین کوئی آدمی نہین ہے کہا یہ آواز غیب سے آتی ہے سب خاموش ہوئے۔ اس روز سے آپکا لقب

باجن ہوا **حکایت** ایکبار دقیہ سلاطین مین سے ایک پادشاہ امتحاناً آپ کی
خدمت مین مع ارکان دولت حاضر ہوا اور دل مین خیال کیا اسوقت اگر حضرت
ہم سب کو سیر کرین اور کچھ کھلائین تو مین آپ کو صاحب کشف سمجھونگا پادشاہ کے
پہنچتے ہی آپ نے شیخ عبد الحکیم صاحب زادہ کو فرمایا کہ قرآن شریف کی جزدان لاؤ
و بسم اللہ کہکر جو کچھ اس مین سے نکلے پادشاہ اور اس کے مصاحبون کے سامنے
رکھدو۔ شاہ عبد الحکیم نے جب جزدان مین ہاتھ ڈالا دو روٹی گرم اور تازہ حلوہ
برآمد ہوا بادشاہ کے سامنے رکھا سب نے کھایا۔ خوب سیر ہوئے۔ خادمون نے
عرض کیا اگر حکم ہو تو گھر مین فاقہ ہے وہان بھی بھیجین فرمایا ہان بھیجدو جب گھر مین
بھی سب فارغ ہوئے تب آپ نے جزدان مین قران رکھا اور پادشاہ کے کان مین
آہستہ سے کہا کہ آیندہ امتحان نہین کرنا چاہیے اور یہ بات نہین کہنی چاہیے۔
آپ نے ایک کتاب علم سلوک وحقائق مین فارسی و گوجری زبان مین لکھی ہے
اس کا نام خزانہ رحمتہ اللہ رکھا کتاب عجیب وغریب ہے توحید و معارف کا سفینہ ہے
و اسرار و رموز کا آئینہ ہے۔ ہم اسمین سے دو تین فقرے تبرکاً لکھتے ہین۔ ؎
این کلام در پردہ پیدہی دیون باجن باجے رے اسرار جہاجے ؞ شنل ہن مین جھمکے
رباب رنگ مین جھمکی۔ صوفی اسپر ٹھٹکے۔ یون باجن باجی رے اسرار جہاجے ؞
باد اشہد کا گاوان۔ ہر کون حق حق گاوان۔ آؤ سنلو کلمہ گوان۔
یون باجن باجی رے اسرار جہاجے ؞ آخر آپ نے ایکسو اکیس برس کی عمر مین

۱۴ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۹ھ نوسو بارہ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین رحلت کی اور برہان پور مین مدفون ہوئے۔ ایک مرید صادق الاعتقاد نے رحلت کی تاریخ لکھی سہ

شاہ با من بزدشاہ ہیچگون محبوب شد ٭ سال تاریخ وفاتش وہ روف خوب شد

بابا فخرالدین قدس سرہٗ

آپ سید حسین بن سلطان سید ابو القاسم الحسینی السیستانی کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت امام الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ سادات صحیح النسب و شریف الحسب سے ہین آپکے والد ماجد سیستان مین حکمران تھے چند ہزار سوار کے سپاہ سالار تھے۔ عالم فاضل عارف کامل تھے ظاہر مین امیر باطن مین فقیر تھے۔ فقرادوست وعلما پرست تھے۔ آپ کے والد ماجد کے تین صاحبزادے ایک آپ دوسرے سید علی چلہ کش تیسرے سید مرتضیٰ۔ والد ماجد نے تینون صاحبزادون کی تعلیم وتربیت شروع کردی تینون صاحبزادے عالم شباب مین یکے بعد دیگر علوم وفنون مین علمائے اعلام وفضلاء کرام ہوئے اور فنون سپاہ گری وشمشیر بازی وتیر اندازی وپہلوانی مین بھی عدیم المثل والاقران ہوئے چونکہ آپ تینون بھائیون مین بزرگ تھے والد نے آپ کو اپنا قائم مقام کیا اور خود سلطنت ظاہری سے دست بردار ہوئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور آپ کو سلطنت باطنی کا بھی جانشین فرمایا۔ بزرگون کا تاج وخرقہ وجبہ وکشکول بھی عطا کیا اور اسرار باطنی جو سینہ بسینہ نسلاً بعد نسل پہنچے تھے۔ آپ کے تفویض کئے۔ چند روز کے بعد سیستان مین رحلت کی۔ آپ مسند نشینی کے بعد دونون سلطنتون کا لحاظ رکھتے تھے یعنی دن مین سلطنت ظاہری کے

امور کا انتظام فرماتے تھے اور رات کو سلطنت باطنی یعنی عبادت و ریاضت مین مشغول
رہتے تھے۔ اول شب آپ کی مجلس مین علما و فضلا و فقرا و غربا جمع ہوتے تھے۔ حدیث و تفسیر
و توحید و معرفت مین باہم مذاکرہ و مباحثہ ہوتا تھا۔ قریب نصف شب تک یہی مذاکرہ رہتا تھا۔
بعد ازان آپ مع علما و فقرا کے حاضرین طعام تناول فرماتے اور کہانے سے فارغ ہو کے
جماعت سے عشا کی نماز ادا کرتے پھر سب کو رخصت فرماتے تھے۔ اور آپ دو ڈہائی گھنٹہ
وظیفہ و ادعیہ پڑہ کے آرام فرماتے تھے پھر آخر شب اٹھکے تہجد کی نماز ادا کر کے صبح تک
اوراد مین مصروف رہتے تھے مدت تک یہی عادت رہی کبھی اوقات مقررہ مین خلاف و خلل
نہین واقع ہوا۔ آپ رحم دل و عادل صاحب جود و کرم تھے۔ رعایا و سپاہ کے ساتھ ہمیشہ
حسن سلوک فرماتے تھے۔ حکمرانی کے زمانہ مین کبھی کسی پر سختی نہین کی۔ تمام خوشحال تھے باوجود
حکومت و جاہ و حشمت آپ درویشی کے خواہان تھے اور حکومت سے بیزار رہتے تھے مگر
بالاچاری کام کرتے تھے **نقل ہے** کہ ایک روز آپ دربار مین سرکاری امور مین مشغول
تھے کہ ایک سوداگر نے عمدہ عربی گھوڑا خوب صورت و خوش شکل جس کی قیمت پیش کیا۔ آپ نے
اوسکو نظر غور و حضور قلب سے دیکھا اور دل مین کہا کیا اُس احسن الخالقین کی قدرت ہے کہ
ایک قطرہ سے کیسے صورتین خوش نما پیدا کرتا ہے کہ انسان کی عقل حیران و دنگ ہوتی ہے
اور آخر سب بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ فنا ہوتے ہین اور اسکی ذات پاک باقی و لازوال
رہتی ہے یہ خیال کر کے سلطنت سے بر داشتہ خاطر ہوئے۔ دربار سے برخاست کر کے گھر آئے۔
دوسرے دن سلطنت سے دست بردار ہوئے اور اپنے بھائی سید مرتضی کو مسند نشین فرمایا

اور آپ مرشد کامل کی تلاش مین گھر سے برآمد ہوئے۔ اور سفر اختیار کیا۔ آپ کے دوسرے
بھائی سید علی چلہ کش جو تھے بھائی کی خبر سنکے وہ بھی ہمراہ ہوئے اور بھی چند طلبہ شریک
ہوئے آپ مع برادر و طلبہ جنگل و بیابان طے کرتے ہوئے اور جنگل کی گھاس وپتی کھاتے ہوئے
مکہ معظمہ مین پہنچے حج و زیارت و طواف سے فارغ ہو کے مدینہ منورہ گئے اور حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مدینہ کی پہاڑ و پر رات دن
یاد الٰہی مین مشغول ہوئے۔ ذکر و شغل مین اس طرح مستغرق تھے کہ آپ کے سر پر جانور دن نے
گھر بنا دئے تھے دو برس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ تمہاری ریاضت
مقبول ہوئی اب تم ہندوستان کا سفر کرو وہان تمین ایک مرشد کامل ملیگا اوس سے تم کو
خلافت و نعمت ملے گی آپ اور سید علی چلہ کش مدینہ سے خشکی کی راہ نکلے کشمیر ہوتے
ہوئے ملک گجرات مین پہنچے۔ عالم مثال یا عالم رویا مین خضر علیہ السلام و شیخ فرید الدین
شکر گنج سے بشارت پائی کہ آپ کے مرشد بابا سید مظہر ولی ظل عالم ترچناپلی مین ہین ان
جا کر ان سے بیعت کرو آپ حسب البشارت گجرات سے تلگھاٹ دکن روانہ ہوئے
منازل طے کرتے ہوئے آہم کے اطراف و جوانب مین فروکش ہوئے حضرت مظہر ولی
کشف باطنی سے آپ کی تشریف آوری سے آگاہ ہوئے اپنی صاحبزادی مسماۃ ماما جیونی
المشہورہ ماما جگنی کو مع سو قلندر پیشوائی کے لئے روانہ کیا ماما جگنی آپ سے آہم مین
ملی آپ نے ماما کو سلام کیا ماما نے جواب دیکے کہا اے بابا فخر الدین بن سلطان حسین
سیستانی آئیے۔ آپ جواب سن کے دل مین خوش ہوئے کہ پیر ملا لیکن کسقدر کشیدہ

اور رنجیدہ بھی ہوئے۔ کہ پیر عورت ہے۔ ماما جیونی نے آپکے مافی الضمیر سے واقف ہو کے
فرمایا آپکے پیر دوسرے بزرگ ہین۔ آپ فرودگاہ سے ماما جیونی کے ہمراہ پیر کی خدمت مین
روانہ ہوئے ترچناپلی مین پہنچے۔ راستہ مین حضرت مظہر ولی کو دیکھا کہ بچون کے مجمع مین
لہو لعب مین مشغول ہین۔ ماما نے آپ کو اشارہ کیا کہ یہ حضرت پیر و مرشد ہین آپ نے
تسلیم ادا کی اور قدم بوس ہوئے ملازمت سے خوش ہوئے اور دل مین افسوس کیا کہ پیر ملا
لیکن طفلانہ مزاج ہے۔ پھر وہان سے ماما جیونی نے آپکو مکان پر مہمان اوتارا۔ دوسرے
دن حضرت مظہر ولی نے سجادہ نشینت پر جلوس فرمایا۔ اور تمام مریدین اطراف مین نجوم کی طرح
چاند کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو ماما جیونی نے باریاب کیا۔ آپ نے تسلیم و سجدۂ
تحیت ادا کیا اور حضرت کی شان و عظمت دیکھ کے باغ باغ ہو گئے جو کچھ دل مین خطرہ ہوا تھا۔
اوسکو دور کیا۔ اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی مرشد نے فرمایا۔ ابھی تامل کیجیے تمہارے
دل سے دنیا کی محبت سلب نہین ہوئی ہے اور چند روز سیلون و لنکا وغیرہ مقامات کی سیر
کیجیے۔ اور ریاضت و عبادت مین بسر کیجیے پھر مین آپکو مرید کرونگا۔ آپ حسب الحکم سفر کیلئے
مستعد ہوئے حضرت پیر و مرشد نے ماما جیونی کو ارشاد کیا کہ آپ کی کمر باندھو اور ایسا مہر کرو
ایسا نہو کہ کھل جائے ماما نے کمر بستہ کیا۔ حضرت نے فاتحہ خیر پڑھی آپ روانہ ہوئے۔
اور ناگا پٹنم مین گئے وہان کے عجائب و غرائب دیکھ کے لنکا کا سفر فرمایا راستہ مین
کسی مقام مین بہت سی کھوپڑیان پڑی ہوئی دیکھین۔ تمام کھوپڑیان ترجلا حاکم تلگھاٹ کے
سپاہ کی ہین مظہر اولیا کے مقابلہ مین قتل ہوئے۔ مردان علوی یعنی فرشتون نے اون کو

تلگھاٹ کی زمین سے اس ملک مین پہنچا۔ پھر لنکا مین جا پہنچے وہان کی سیر کرکے سنگلدیپ مین گئے وہان ایک مقام مین وضو کرکے نماز ادا کی اور وہان سے قریب ایک چشمہ جو اوسوقت گورتہ نام سے مشہور تہا اوس پر پہنچے۔ اور چشمہ کو دیکہا چشمے مین پانی پر ایک تلوار برہنہ لمبی چوڑی نظر آئی۔ آپ نے دل مستقیم کرکے اوس مین غوطہ لگایا۔ تلوار دور ہوگئی جب باہر برآمد ہوئے اکثر جواہر و موتی آپ کے کپڑون مین چسپان ہوکر آئے آپ نے کپڑون کو جھٹک دیا۔ پھر اسی طرح اور دو مرتبہ غوطے مارے اور نکلے کہین سہو اکمر مین ایک موتی بے بہا رہ گیا اسی طرح آپ بارہ برس تک سفر کرتے رہے۔ ریاضات شدیدہ و مجاہدات کثیرہ کھینچتے رہے بعد آپ نے ترچناپلی مین مراجعت کی۔ اور مرشد کی خدمت مین پہنچے اور بیعت کی درخواست کی حضرت ظہیر اولیا نے فرمایا کہ ابھی آپ کی کمربند سے دنیا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ نے کمر کو جھٹکا ایک قیمتی موتی گرا۔ آپ سمجھے کہ مرشد نے اسی وجہہ سے فرمایا تہا کہ کمربند مین دنیا باقی ہے۔ مرشد نے اماجیو کو فرمایا کہ آپ کی کمربند کو دیکھو برابر ہے یا نہین ماما نے کمربند کو ملاحظہ کیا سرمو فرق و تفاوت نہیں پایا اسوقت حضرت کو کمر کہولنے کا حکم دیا اور بابا بودو قلندر کو وہ موتی دیا کہ اس کو کہرل مین حل کرکے لے آو۔ قلندر حل کرکے لے آیا۔ آپ نے پیالہ مین کہول کر آپ کو اور آپ کے بہائی سید علی جلاکش وغیرہ کو پلایا تمام کامل ہوئے مقام ادنیٰ سے اعلیٰ کو پہنچے۔ صافی الضمیر و روشن دل ہوگئے اور آپ ترچناپلی کی پہاڑی پر گئے وجد و حال مین رقص کرنے لگے مشہور ہے کہ شدت جلال سے آپ کے پاؤن پہاڑ پر گڑ جاتے تھے عوام الناس و معتقدین ابتک قدمون کے نشان بتلاتے ہین۔

بابا شہباز قلندر نے مظہر عالم کو آپ کے حال سے مطلع کیا مرشد نے آپکو بلایا اور آپکو بابا فخر الدین
گنج الاسرار گاہ مست و گاہ ہشیار خطاب دیا آپ مدت العمر مجرد رہے ۔ صاحب کرامات
و خوارق عادات تھے ۔ ابتک آپ کے مزار مبارک سے بھی ہزار ہا کرامات ظاہر ہوتے
ہین ۔ آپکا فیض جاری ہے ۔ معتقدین فائز المرام ہوتے ہین ۔ ہنود و اہل اسلام دونون فریق
آپ کے معتقد ہین ۔ برابر نذر و نیازات درگاہ پر پیش کرتے ہین ۔ آپکا سالانہ عرس
بڑی شان و تجمل سے ہوتا ہے خلایق بے شمار جمع ہوتی ہے ۔ آخر آپ نے ستر دین تاریخ
ماہ جمادی الثانی سنہ ۶۹۰ھ چھ سو چورانوے ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین رحلت
کی پیلگنڈہ ضلع مدراس مین مدفون ہوئے ۔ یہ مزار و متبرک ہے ۔ اور آپ کے روضہ و عرس
کے خرچ کے لئے بارہ ہزار روپئے سالانہ کی جاگیر سلاطین اسلام نے مقرر کردی تھی ۔
ابتک جاری و بحال ہے مگر اوس آمدنی سے کچھہ کم ہے ۔ تذکرۃ البلاد و الحکام کے
مولف مولانا سید حسین علی کرمانی نے لکھا کہ آپ راجہ ہیر ہیر رائل بن سری رنگ رائل کے
زمانہ مین مطابق سنہ ۶۰۰ھ چھ سو نو ہجری مین تلگھاٹ مین رونق افزا ہوئے اور آپ کے
بھائی سید علی چلہ کش بھی ہمراہ تھے ۔ آپ مجرد تھے ۔ اور سید علی صاحب
اولاد تھے ۔ سید یوسف قتال اُن کے صاحب زادے اکمل اولیا تھے ۔
رام چندر رائل تلگھاٹ کا راجہ آپ سے اعتقاد رکھتا تھا ۔ اسوقت سلطان محمد تغلق شاہ
گجرات سے مع فوج بابا فخر الدین کی زیارت کے لئے آیا ۔ رائل گھبرایا اور جنگ کی
تیاری کی ۔ یوسف قتال نے راجہ کو تسلی و طمانیت دی اور فرمایا کہ بادشاہ حضرت کی

زیارت کے لئے آیا ہے۔ رائل آپ کے فرمانے سے خاموش ہوا اور بادشاہ کو پیشکش دیا۔ بادشاہ خوش ہوا۔ یہہ حضرت کی برکت تھی۔ ختم کلامہٗ۔ فی الحال آپ کی مجاورین کی اولاد سے نذر حسین وغیرہ سجادہ نشین ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ بدر الدین چشتی

آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے مرید و خلیفہ ہین حضرت منتجب الدین زر زری زر بخش کے ہمراہ دکن مین آئے قصبہ پٹن ضلع کوکن مین ہدایت و تلقین کے لئے سکونت پذیر ہوئے مشرکین و بت پرستون کو نہایت نرمی و تلطف سے اسلام و ایمان کی دعوت دیتے تھے اور توحید و کلمہ تمجید کی ہدایت فرماتے تھے۔ جو سعید ہوتے تھے وہ آپ کے معتقد ہوتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ مگر اپنی قوم کے تشدد و ایذا رسانی کے خوف سے اسلام کو اخفا کرتے تھے۔ آخر کفار اشقیا نے آپ پر چڑہائی کی آپ بھی مع مریدین و فقرا و معتقدین تازہ اسلام مقابل ہوئے یہہ واقعہ قلعہ پرینڈہ کے قریب ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری مین واقع ہوا کفار کے ہاتھ سے آپ کا سر تن سے جدا اور منقطع ہوا تہا۔ اور کفار نے آپ کا سر اپنے حاکم کے پاس مقام پٹن ضلع کوکن مین پہنچا اور وہان دفن کیا گیا۔ اور جسم مبارک قصبہ پرینڈہ مین قلعہ کے متصل مدفون ہوا۔ تاریخ اولیا کے مولف مولانا عبد الفتاح المعروف مولوی سید اشرف علی الحسینی گلشن آبادی نے لکہا کہ آپکا سر قصبہ پٹن مین تن سے منقطع ہوا۔ اور جسم بے سر کفار کے تعاقب مین لڑتا ہوا قصبہ پرینڈہ تک پہنچا۔ وہان ایک عورت نے دیکھکر کہا کہ یہہ عجب مرد ہے

بدن سرجنگ کرتا ہے اوسیوقت آپ کی لاش زمین پر گری۔ سر پٹن مین اور جسم پینڈیکل
مدفون ہے۔ والعلم عند اللہ ہو اعلم بالصواب۔

پیر بادشاہ صاحب بڑی

آپ قادر بادشاہ صاحب بڑی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے پیدا ہونے سے پیشتر
رزاق صاحب نے (جو قادر بادشاہ کے پیر تھے) فرمایا تھا کہ اس شہر مین دو شیر
ولایت پیدا ہون گے۔ ایک گھر مین۔ اور ایک ہمارے خاندان مین بیشک
پیر بادشاہ صاحب قادر بادشاہ کے خاندان مین اور عبدالرزاق ثانی حضرت کے
خاندان مین پیدا ہوئے۔ نشو و نما کے بعد دونون کامل ہوئے۔ قادر بادشاہ کے
دو فرزند۔ ایک شاہ علی صاحب دوسرا پیر بادشاہ صاحب۔ آپ نے باپ کے
سایۂ الفت مین پرورش پائی۔ سات برس کی عمر مین آپکو مرغ بازی کا شوق پیدا ہوا۔
چار سو مرغ جمع کئے۔ مدرسہ مین بھی تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد ماجد
حجرہ سے نکل کر بالاخانہ کو جاتے تھے راستہ مین تمام مرغون کا پیخال پڑا ہوا تھا۔ آپ کی
نعلین مبارک پیخال سے آلودہ ہوگئین۔ آپ مدرسہ چلے گئے وہان صاحبزادے کو
دکھلایا۔ صاحبزادہ نے کہا انشاراللہ تعالیٰ کل یہ نہین رہین گے۔ دوسرے روز تمام مرغ
ہلاک ہوگئے۔ کوئی باقی نہیں رہا۔ آپ نے صاحبزادے سے فرمایا بابا ایسا غصہ و غضب
نہین رکھنا چاہئے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ غصہ نہین رہے گا۔ اس روز سے نہایت ہی بردبار

وخوش گوار ہو گئے مدۃ العمر کسی پر غصہ وغضب نہین فرمایا جب آپ جوان ہوئے ہمیشہ آدھی
رات کو جنگل مین نکل جاتے تھے۔ والد ماجد نے خفیہ طور سے میران شاہ درویش کو مقرر کیا
جب صاحبزادے جنگل مین جائے تو تو بھی پوشیدہ ہمراہ جا۔ دیکھہ جنگل مین کیا کرتا ہے ایک روز
درویش مذکور پوشیدہ آپ کے ہمراہ ہوا۔ دیکھا کہ آپ آبادی سے چند قدم کے فاصلہ پر ایک
درخت کے سایہ مین بیٹھہ گئے یک بیک نورانی شعلہ پیدا ہوا اور آپ کو گھیر لیا یہ معاملہ ایک
ساعت تک رہا پھر آپ وہان سے گھر کے طرف متوجہ ہوئے درویش مذکور بھی فی الفور
واپس آگیا۔ صبح کو رات کا ماجرا درویش نے آپ کے والد کی خدمت مین بیان کیا۔ آپ نے
درویش سے فرمایا خبردار کسی سے نہین کہنا چاہئے۔ آپ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت
جب قریب آیا تب آپنے علی شاہ کو بلایا کہ میرے بعد یہ اسباب کسطرح تقسیم کروگے علی شاہ نے
فرمایا کہ نصف مین لونگا۔ اور دوسرا نصف پیر بادشاہ لینگے۔ پھر والد نے پیر بادشاہ کو
بلایا اور اسباب کے بارہ مین کہا پیر بادشاہ صاحب نے فرمایا اس تمام اسباب کے مالک
علی شاہ ہین اور مین اون کے شاہت مین حاضر ہون تا در بادشاہ صاحبزادے کے اس کلام سے
نہایت خوش ہوئے۔ آفرین کہی۔ تمام مشائخ کو بلایا اور اپنی وفات سے مطلع کیا۔ اور بڑے
صاحبزادے کو اپنا جانشین فرمایا۔ اور ایک نادرشی سیلہ منگوایا نصف صاحبزادون کو دیا
اور نصف شاہ عبد الرزاق ثانی بن شاہ کریم کو عطا کیا۔ مرشد کے مقام مین شاہ عبد الرزاق کو
بٹھایا مشہور ہے کہ عبد الرزاق صاحب تا زندگی پیر بادشاہ صاحب کے مطیع وفرمان بردار
رہے پیر بادشاہ صاحب تصرف تھے اکثر اوقات مین لوگون نے آپ کو آن واحد مین متعدد

متعامون میں پایا۔ آپ کی وفات ۱۵۔ شوال ۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری میں واقع ہوئی
قصبۂ پیر میں والد ماجد کے روضہ کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔

شاہ بابو چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام سعد الدین اور شاہ بابو عرف ہے شیخ عمر چشتی کے صاحبزادے ہیں چشتیہ طریقہ میں
متعدد بزرگوں سے مستفید ہوئے۔ عابد و زاہد و درویش کامل تھے صاحب دل و واصل تھے
مجمع الحسنات و صاحب کرامات تھے۔ آپ کی ذات من ینفع الناس کا مصداق تھی شیخ شیدا
چشتی آپ کے مرید تھے۔ آپ کی ذات میں اشاعت اسلام کا جوش تہا ما کثر اوقات اشاعت میں
کوشش فرماتے تھے بیشمار بت پرستوں کو خدا پرست بنایا۔ آپ کی وفات ۲۵۔ ذیحجہ ۸۷۱ھ
آٹھ سو اکہتر ہجری میں واقع ہوئی۔ بندر کنبایت میں مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔

بابا ریحان

آپ مشایخ ماوراء النہر سے تھے۔ وطن سے مع برادر بابا احمد و چالیس فقراے مریدین ملک
گجرات میں وارد ہوئے شہر بھروچ میں سکونت اختیار کی۔ آپ اُس زمانہ میں آئے کہ گجرات میں
اسلام و دین کا نام و نشان نہین تہا تمام کفرستان تہا۔ آپ کے مسجد کے کتبہ سے ۴۳۰ھ
چار سو تیس ہجری کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ آپ سند مذکورہ سے پہلے آئے۔ وہان کا راجہ سخت متعصب تہا
اہل اسلام سے عداوت رکہتا تہا مسلمان کے نام سے نفرت کرتا تہا۔ اور مسلمان کی صورت

نہین دیکھتا تھا جب آپ کی تشریف آوری اور فروکش ہونیکی خبر سنی آپکو کہلا بھیجا کہ ہمارے ملک سے
چلے جاؤ. آپ نے اوس نا فرزی سے کہا ہم مسافر ہین ہمارے رہنے سے آپکو کیا تکلیف ہے
راجہ آپ کے جواب سے سخت ناخوش ہوا اور فرمایا نکال دو. راجہ کے سپاہ پہنچے اور آپکو
راجہ کا حکم سنایا. آپ نے فرمایا ہم نہین جائین گے پہر تو راجہ خود جنگ کے لئے آیا آپ سب
تیراندازی و شمشیر بازی و نیزہ بازی مین مشاق تھے. افغانستان کے باشندے تھے خوب جوانمردی
سے لڑے بیشمار ہنود مقتول ہوئے اور آپ کے بہائی بابا احمد بھی مع چند ہمراہی شہید
ہوئے. بابا ریحان نے اوسی جنگ کے وقت مین شہدا کو دفن کیا اور آپ نے اوسی جنگ مین
ہنود کا بت خانہ قدیم جو ندی کے کنارے تھا توڑ ڈالا آخر راجہ نے دیکھا کہ ہنود زیادہ قتل ہوے
اور مسلمان کم اور تعجب کرتا تھا کہ مسلمان کم اور ہنود زیادہ. جو کم ہین وہ غالب اور جو زیادہ ہین
وہ مغلوب ہیں راجہ نے آپ سے صلح کر لی اور آپ کو کچھ خراج کے طور پر وظیفہ مقرر کر دیا آپ
وہان رہے اور بت خانہ شکستہ کے مقام مین مدرسہ و خانقاہ بنا کیا. اوس مدرسہ کے
دروازہ پر کتبہ کندہ موجود ہے (هذه العمارة القديمة في شهور سنة
ثلاثين واربعمائة) یہ عمارت قدیمہ ۴۳۰ھ چارسو تیس ہجری مین بنائی گئی گجرات مین
یہ پہلا اسلامیہ مدرسہ قائم ہوا. اور اہل اسلام مدرسہ و خانقاہ مین آرام سے رہنے لگے. پچیس
آپ نے مدرسہ و خانقاہ کی تعمیر کے بعد رحلت کی. اور آپ کی رحلت کے بعد سلطان محمود
غزنوی گجرات مین آیا. اور سومنات کو فتح کرنے کے بعد گجرات مین دین و اسلام کی
اشاعت کے لئے علما و فضلا بھیجے. آپ بھروچ مین مدفون ہوئے. چنگیز خان کے

والد عماد الملک نے آپ کے مرقد پر گنبذ بنادیا۔ اُسی گنبذ مین چنگیز خان بھی دفن کیا گیا۔ گنبذ بھر بوج مین قلعہ کے شمالی جانب مین ہے۔ یزار و متبرک ہے۔

میران بھلول

فاروقیہ سلاطین کے قرابت دارون سے ہین۔ مجذوب سالک تھے دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے اکثر حالت جذب مین شہر سے جنگل و صحرا مین چلے جاتے تھے دو تین روز تک غائب رہتے تھے۔ جب حالت سلوک مین آتے تب شہر مین رونق افزا ہوتے۔ عابد مرتاض متقی و پرہیزگار تھے چشتیہ طریقہ طالبین کو ہدایت فرماتے تھے۔ اکثر آپ کی توجہ سے باخدا ہوئے۔ آپ کی رحلت تقریباً ۹۰۳ھ نو سو تریانوے ہجری مین ہوئی شہر برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔

شاہ بُرہان الدین علوی

آپ حضرت شاہ مرتضیٰ بن شاہ ہاشم علوی کے صاحبزادے ہین آپ نے علوم ظاہری و باطنی جد امجد سے حاصل کئے اور خلافت بھی جد امجد سے پائی۔ اور جد امجد کی رحلت کے بعد حسب وصیت مسند نشین ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز کرتے رہے آپ شہر مین مشاہیر اولیا و مشایخ سے شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کے حلقۂ ارادت مین امرا و فقرا شریک ہوتے تھے۔ سلطان محمد عادل شاہ آپکی خدمت مین حسن عقیدت رکھتا تھا۔ آپ جد امجد کے

نظیر تھے۔ آسمان ولایت کے آفتاب منیر تھے۔ اکثر آپکی ہدایت سے فائز المرام ہوئے ہین۔
اور درجۂ کمال کو پہنچے ہین آپ صاحب کرامت وخرق عادت تھے۔ گنج الاسرار کے مؤلف نے
لکھا۔ کہ آپ کرکھون ضلع لکھپیر روانہ ہوئے۔ مؤلف بھی ہمرکاب تہا حضرت موضع مذکور مین پہنچے
اور ارادہ کیا کہ یہان ایک مسجد وخانقاہ تعمیر کرنا چاہی۔ اسوقت گرمی کا موسم تہا۔ اور اُس
موضع مین پانی کی قلت تھی۔ آپ نے دعا کی اے خداوند بندہ نواز اے کریم کارساز مینہ برسا
تاکہ خلائق آسودہ ہوجائے۔ اور تیر اگھر یعنی مسجد بنا کی جائے دعا کرتے ہی خوب مینہ برسا
تمام جنگل ومیدان پُر آب ہوا۔ خلایق کثرت بارش سے تنگ ہوئی اور حضرت سے شکایت
کی پہر آپ نے دعا کی مینہ بند ہوا۔ انتہی کلامہٗ۔ **منقول ہے** کہ آپ نے رحلت سے
چار سال قبل اپنے فرزند شاہ مرتضیٰ حسینی العلوی کو خلافت واجازت وجانشینی عطا کی۔ اور
صاحبزادے کی تربیت واتالیقی شاہ نعیم اللہ کے تفویض کی۔ چار سال کے بعد موضع ودندکہ
ملقب بہ برہانپور کا ارادہ کیا۔ اور خادمین وملازمین کو حکم دیا کہ سفر کا زاد وراحلہ تیار کرین پہر
بروز پنجشنبہ روانہ ہوئے۔ موضع برہانپور مین فرزند دلبند کو بلایا۔ اور حضور مین بٹھایا۔ دیر تک
نظر وتوجہ سے سرفراز کیا۔ اور فرزند کو ایک توجہ ونظر مین کامل فرمایا۔ بعد ازان دار فنا کی
دار بقا کو رحلت کی۔ یہ حادثہ ساتوین تاریخ ماہ ذیلقعدہ ۱۱۸۲ھ ایکہزار ایکسو بیاسی ہجری مین واقع
ہوا۔ مادہ تاریخ رحلت (نامراہل بہشت) ہے۔ معتقدین تجہیز وتکفین کرکے آپکا جنازہ موضع
برہانپور سے بیجاپور مین لائے اور اندرون شہر جد امجد شاہ ہاشم کے گنبد مین دفن کئے۔ آپکے
جنازہ کی نماز تین مقامات مین ادا کی گئی۔ اوّلاً موضع برہانپور مین۔ دوم بیرون شہر سوم

اندرون شہر جنازہ کے ساتھ خلائق کا اژدہام تھا۔ امیر و فقیر صغیر و کبیر ہمراہ تھے۔ کل زار زار روتے تھے اور ... یاد کرتے۔ سالانہ آپکا عرس ماہ مذکور مین ہوتا ہے۔

شاہ برہان الدین جانم قدس سرہٗ

آپ حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے حاصل کئے ریاضت و عبادت کے بعد والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم طریقت مین لائق و فائق تھے۔ تصوف و سلوک مین متعدد رسائل تالیف کیئے ہین۔ توحید و تصوف کے دقائق و حقائق کو خوب شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے اکثر آپ کے پیش تعلیم و تلقین سے درجۂ معرفت کو پہنچے ہین۔ خوش خلق و نیک سیرت حلیم الطبع و لطیف المزاج تھے۔ کسر نفسی و خاکساری آپ کی شان تھی۔ عاجزی و فروتنی آپ کی عادت تھی۔ آخر آپ نے پندرہ تاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین رحلت کی۔ والد ماجد کے گنبد واقعہ بیجاپور مین مدفون ہوئے۔

مولانا شیخ بابا علی شیر بنگالی

آپ نور السید نی ابو الکرامات کے اولاد مین سے ہین۔ آپ کے جد اعلی جلال الدین مجرّد کے خلیفہ تھے۔ ترکستان و عراق و عجم سے ہند مین وارد ہوئے اور ہند سے بلاد و امصار مین سیر و سیاحت کی۔ اور اکثر دیہات مین اسلام کا چراغ روشن کیا اور دین

تھے۔ دل آزاری و دل شکنی سے پرہیز کرتے تھے۔ امراء و فقرا آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ آخر آپ کی وفات ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری میں واقع ہوئی شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ مزار دیتبرک ہے۔

باباشاہ کوچک

پنج گنج کے مؤلف نے لکہا کہ آپ حضرت جامع الکمالات قاضی مذہب الدین بیڑ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ نے ریاضات شاقہ کے بعد طریقہ سلوک کو طے کیا تہا۔ اور درجہ انتہا کو پہنچایا تہا۔ آپ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادت تھے۔ ہمیشہ عالم تجرد میں رہتے جب حضرت مخدوم سید حسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ دولت آباد سے گلبرگہ مراجعت کی۔ راہ میں قصبہ بیڑ آئے وہان فروکش ہوئے۔ حضرت باباشاہ کوچک سے ملے اسوقت باباشاہ دامن کوہ کے ایک درہ میں گوشہ نشین تھے۔ درگاہ کا دروازہ نہایت ہی تنگ و کوتاہ تہا۔ مخدوم دروازہ کے قریب پہنچے۔ اندر سے باباشاہ نے فرمایا اے سید محمد حسینی سر جہکا کر آئے۔ مخدوم خم ہو کر غار کے اندر گئے۔ اور باباشاہ سے ملے۔ اور تہوڑی دیر کے بعد واپس آئے۔ اور گلبرگہ روانہ ہوئے۔ چند روز کے بعد شاہ موصوف نے اس عالم فانی سے ۷۶۵ھ سات سو پینسٹھ ہجری میں رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قصبہ بیڑ کے خارج میں آپ مدفون ہوئے۔ سلاطین بہمنیہ نے آپ کی قبر پہ گنبد بنوا دیا۔ ستوں و مجاور مقرر کر دئے۔ اور مجاورین و خادمین کی گذر اوقات اور مقبرہ کے

عود ورنگل اور عرس کے لئے روزینہ مقرر کر دیا تھا۔ سالانہ آپ کا عرس شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ خلائق عام و خاص جمع ہوتے ہیں مقاصد و مآرب میں کامیاب ہوتے ہیں۔

پیر بابا رستم قدس سرہٗ

آپ مجذوب تھے۔ ہمیشہ حالت جذب و استغراق میں رہتے تھے۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر تھے۔ جو زبان سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ اکثر اہل گجرات آپ کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے رہتے تھے۔ اور اپنے حصول مقاصد و وصول مطالب کے لئے درخواست کرتے تھے۔ خلائق آپ کے فیض ظاہری و باطنی سے کامیاب ہوتی تھی۔ گجرات میں مشہور ہیں۔ آپ نے ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں رحلت کی پیرچ ضلع بھڑوچ میں مدفون ہوئے زیارت گاہ ہے

پیر بادشاہ

آپ سید علی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ چند واسطہ سے شاہ جمال بغدادی سے ملتا ہے۔ آپ کا اصلی وطن موضع عرس ورنگل ہے۔ بزرگ صاحب دل روشن ضمیر تھے۔ پنج گنج کے مولف نے لکھا کہ آپ علائق دنیوی سے مبرا۔ اور آپ کا دل حسد و کینہ سے منزہ تھا۔ صاف گو و خوش خو تھے۔ دنیا و مافیہا سے کچھ سروکار نہیں رکھتے تھے۔ فقرا دوست تھے۔ امیروں سے دور رہتے تھے۔ ایک روز شکر اللہ خان عامل ورنگل آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا حضرت بھی ملنے کے لئے برآمد ہوئے۔ اسی اثنا میں

عامل مذکور سوارون اور پیدل کے ملاحظہ مین مصروف ہوا۔ آپ عامل کی بے التفاتی تکبر دیکھکر ناخوش ہوئے۔ اور ایک مرید سے مخاطب ہوکر کہا سنو ~~ تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد ؛ عامل بیت کے سنتے ہی متغیر ہوگیا۔ حضرت سے عذر خواہی کی اور مکان مین آکے خدا سے دعا کی اے خدا اس عامل کو معزول کر۔ کہتے ہین کہ تین مہینے نہین گذرے تھے کہ عامل معزول ہوگیا۔ آپ کی وفات ۲۲۔ ربیع الاول ۱۱۷۹ سنہ گیارہ سنے اُناسی ہجریمین واقع ہوئی۔ بزرگون کے روضہ مین موضع عرس تعلقہ ورنگل مین دفن ہوئے۔

حضرت شاہ برہان الدین راز الٰہی قدس سرہ

تاریخ خافی خانی کے مولف نے لکھا کہ شیخ برہان قدس سرہٗ مشاہیر برہان پور سے مین سے شاہ عیسی جند اللہ کے مرید و خلیفہ۔ مدت تک پیر کی خدمت مین حسن ارادت و عقیدت سے رہے۔ ہمیشہ پیر کے استنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلے لاتے تھے۔ یا بناتے تھے۔ مجلس سرود و سماع مین شریک ہوتے تھے۔ وجد و حال مین مستغرق۔ آخر آپ پیر کی توجہ و خدمت کی برکت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کی حسن صفات و اخلاق کی بابت جسقدر لکھا جائے بہت کم ہوگا۔ آپ خلائق خاص و عام کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے تھے کہ ہر ایک فرقہ و منتخب خاص و عام آپ کی خدمت مین اعتقاد خاص رکھتے تھے۔ انتہی کلامہ۔ تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ متوکل و تارک الدنیا تھے۔ خلائق کی ہدایت و تربیت مین مشغول رہتے تھے۔ اکثر عالمگیر بادشاہ۔ شاہزادگی کے زمانہ مین آپ کی خدمت مین آتا تھا۔ اور

سلطنت کے لئے ہمت دعا چاہتا تھا۔ آخر ایک رات حسب الارشاد حضرت کے سامنے نماز کے بعد ہندوستان کی بادشاہت ملنے کے لئے خدا تعالیٰ کی درگاہ مین درخواست کی۔ حضرت نے آمین کہی۔ اور جلوس تخت کی بشارت دی۔ اور نصیحت کی کہ عدل انصاف سے عدول نہین کرنا چاہئے۔ خافیخان نے لکھا کہ عالمگیر کو خدا تعالیٰ نے تاج سلطنت حضرت کی دعا سے عطا فرمایا۔ حضرت کی عادت سے تھا کہ کسی کا تحفہ و نذر قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ سلطنتِ قناعت کے بادشاہ تھے۔ آپ کی سلطنت ایسی تھی کہ زوال و خلل سے مبرا۔ مرآت العالم کے مولف نے لکھا کہ نواب عاقل خان رازی آپ کا مرید ہوا۔ آپ سے حسن عقیدت رکھتا تھا۔ آپ کے ملفوظات کو جمع کر کے مرتب کیا۔ اور اس کا نام ثمرات الحیات رکھا۔ اور حضرت کے خادمون مین سے ایک خادم نے بھی آپ کے ملفوظات جمع کئے۔ اور اس کا نام روائح الانفاس رکھا۔ ہر ایک ملفوظ کو رابعہ نقطہ سے لکھتا ہے۔ یہ ملفوظات ثمرات الحیات سے تخمینا دو چند ہے۔ اور حضرت کے تصنیفات سے اور چند رسائل مفیدہ ہین۔ شرح اسماے حسنیٰ۔ و شرح آیت باللہ وغیرہ۔ اور خافیخان نے اپنی تاریخ مین یہ بھی لکھا کہ جب عالمگیر بادشاہ دارا شکوہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے دعائے خیر چاہئے۔ لیکن بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت سلاطین سے ملنا پسند نہین کرتے ہین۔ بناءً علیہ رات کو بادشاہ بدون اطلاع بتغیر وضع آپ کی خدمت مین آیا۔ اور مریدین و حاضرین مجلس کے حلقہ مین بیٹھ گیا۔ حضرت نے نووارد شخص دیکھ کے پوچھا۔ عرض کیا۔ اورنگ زیب ہون۔ حضرت سن کے خاموش ہوئے۔

کچھ توجہ نہیں کی نہ کچھ تبرک عطا فرمایا۔ پھر دوسرے روز بدستور دیروزہ حاضر ہوا۔ آپ نے
فرمایا۔ اگر فقیر کا مکان آپ کو پسند ہے تو فرمائیے۔ فقیر فقرا کے لئے دوسرا تکیہ تجویز کرے۔ عالمگیر خاموش
ہوا۔ پھر عالمگیر آپ کے ایک خادم خاص کے توسل سے باین شرط ماذون ہوا۔ کہ آپ صبح ایسے
وقت آئے کہ حضرت حجرہ سے نماز کے لئے برآمد ہوتے ہیں اسوقت ملاقات کھڑے کھڑے ہو جائیگی
پس عالمگیر مع شیخ نظام دکنی و شیخ میر میران آپ کی خانقاہ کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ آپ حجرہ سے
برآمد ہوئے۔ بادشاہ سے مکالمہ کیا۔ خلد مکان نے داراشکوہ کی شکایت کی کہ وہ معتقدات شرعی
میں شرع کا لحاظ نہیں کرتا ہے۔ خلاف شرع مرتکب ہوتا ہے۔ اور اپنے ارادے وحسن نیت کا
اظہار کیا کہ میں احکام دین و رعیت پروری کی خدمت کو فرض کہتا ہوں۔ آپ سے ہمت و توجہ کا
خواستگار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم فقیران کم اعتبار سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ خود بادشاہ ہیں نیت
پروری و عدالت گستری کی نیت خیر کر کے فاتحہ پڑھیے ابھی فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اسوقت
شیخ نظام نے بادشاہ سے آہستہ کہا۔ بادشاہی مبارک ہو۔ پھر عالمگیر قدمبوس ہو کے رخصت ہوا
داراشکوہ پر غالب ہوا۔ آخر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ آپ کے چند مریدین صادق الاعتقاد
جو مرتبہ فنافی الشیخ میں پہنچ گئے تھے۔ عالم بیخودی میں شیخ کو خدا کہتے تھے۔ حضرت مریدین کو
ہر چند کہ ان کلمات کے کہنے سے منع کرتے تھے لیکن وے باز نہیں رہتے تھے۔ آخر آپ نے چند
مریدین کو خانقاہ میں مقید کیا۔ چند ایام گذرنے کے بعد توبہ کئے اور اعتقاد فاسد سے باز آئے
اور چند مریدین جو توبہ نہیں کئے تھے آپ نے انکو قاضی کے پاس بھیجدیا۔ اور قاضی صاحب کو
پیغام دیا تا وقتیکہ توبہ نکریں ہر گز رہا نہ فرمائیں۔ آخر حد شرع ان پر جاری فرمائیں۔ چنانچہ قاضی نے

انکو مدت تک مقید رکھا لیکن انہوں نے توبہ نہیں کی آخر وہ بحکم شرع قتل کئے گئے۔ انتہی کلامہٗ
حضرت شیخ جامع اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تھے۔ آپ کی وضع بہت ہی سادی تھی
غربا پرور و مہمان نواز تھے۔ حاجتمندوں کی حاجت روائی میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ مجلس
سماع منعقد فرماتے تھے۔ مجلس میں مزامیر و رباب کی آواز جائز رکھتے۔ اگرچہ راگ و سرود کے
فریفتہ لیکن شرع کا زیادہ خیال رکھتے تھے لیکن پانچوں وقت کی نماز مع جماعت ادا کرتے تھے
اکثر عصر و مغرب کے درمیان مجلس سماع کو آراستہ فرماتے تھے کبھی کبھی بعد نماز و وظائف سے فارغ ہو کے بوقت شب
سرود سنتے تھے غرض آپ شریعت و طریقت کے پابند تھے۔ حقیقت و معرفت کے نکات پر کاربند

آپ کی رحلت کا ذکر

آخر آپنے ۱۵ تاریخ شعبان ۳۲ھ میں اس دار فانی سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مدۃ عمر ۱۰۰ سال خانقاہ میں مدفون ہوئے آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ عرس و چراغ وغیرہ کیلئے سرکار عالی
نظام مدظلہ العالی کے طرف سے ایک روپیہ روزینہ تعلقہ ملکاپور برار سے مقرر ہے۔ فی زماننا
سید نور البرہان عرف بنے صاحب آپکے سجادہ نشین تھے۔ عرس و خانقاہ کا اہتمام آپکے
سپرد تھا۔ آپکے دو صاحبزادے ہیں ایک میر عابد علی صاحب دوم میر جنید علی صاحب نیک علم
و اخلاق ہیں۔ فقیر مولف حضرت سے ایک وقت ملا نہایت حسن اخلاق سے ملے تھے۔

حضرت شاہ بھکاری چشتی قدس سرہٗ

تاریخ برہان پور کے مولف نے لکھا کہ اصل میں آپکا نام نظام الدین ہے۔ شاہ بھکاری عرف ہے

آپ شیخ یوسف المعروف شیخ جوسی کے فرزند ہیں۔ نسب کا سلسلہ بہشتم پشت شیخ فرید الدین گنج شکر سے منتہی
ہوتا ہے۔ آپ کا مولد و منشا اجودھن ہے۔ سن شعور کو پہنچ کے اجودھن کے مدرسے میں
علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ پس ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت گنج شکر نے آپکے
سر پر تاج رکھا۔ اور فرمایا اے نور چشم خدا نے تجکو فقر کا خرقہ عطا فرمایا۔ اب آپکو حرمین شریفین کو
جانا چاہیے۔ طواف و زیارت سے مشرف ہونا چاہیے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے خواب کا
ذکر والد ماجد کی خدمت میں عرض کیا۔ والد ماجد نے آپکو مع شیخ بہکن و شیخ سونا۔ و شیخ
حمید الدین۔ و شیخ محمود فرزندان شیخ حسین حرمین شریفین روانہ فرمایا۔ اور آپکے والد بھی
انہیں ایام میں اجودھن سے قلعہ اسیر میں آئے اور سکونت اختیار کی۔ عینا عادل شاہ فاروقی
والی برہانپور آپ کا معتقد ہوا۔ آپکے والد شاہ یوسف جب قریب مرگ پہنچے۔ تب بادشاہ فاروقی کو
وصیت کی کہ میرا فرزند شاہ بھکاری خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین گیا ہے حج و زیارت سے
مشرف ہو کے یہاں آئے گا۔ جب وہ یہاں پہنچے گا تو آپ اُس کی خدمت میں فروگذاشت
نہیں کرنا۔ آپ کی جو مراد ہوگی۔ صاحبزادے کے ذریعہ سے حاصل ہو جائے گی۔ شیخ حسین کو خلافت
سے مشرف کر کے سنہ ۹۰۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ جب شاہ بھکاری نے حرمین شریفین سے
مراجعت کی۔ موضع بنگری متصل رودآنا ولی میں پہنچے۔ عادل شاہ فاروقی آپ کے استقبال
کے لیے آیا۔ قدمبوسی سے مشرف ہوا چند اشرفیاں نذر کیں۔ آپ نے قبول نہیں فرمایا۔
میران عینا عادل شاہ فاروقی مذکور آپ سے اعتقاد کامل رکھتا تھا۔ اکثر اوقات آپ کی
خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ پانچوں وقت کی نماز اہل اللہ کے ساتھ

جماعت سے ادا کرتا تھا۔ بزرگان اہل دل کی صحبت کی برکت سے صاحب دل ہو گیا تھا۔
دنیا و مافیہا سے بیزار۔ اکثر خاقانی کا یہ شعر پڑھتا تھا ؎ پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ سلطانی ست درویشی و درویشی ست سلطانی ۔ اتفاقاً انہیں ایام مین فاروقی بیمار ہو گیا
آپ کی خدمت مین حاضر ہونے سے محروم رہنے لگا۔ آپ کی جدائی سے سخت رنج و ملال ہوا۔
آپ کیخدمت مین پیغام بھیجا۔ کہ حضرت اگرچہ کسی امیر و بادشاہ کے مکان پر قدم رنجہ نہین
فرماتے ہین لیکن آپ کا خادم مشتاق دیدار ہے اگر تشریف لائین تو خادم کے شفا و نجات کا
سبب ہوگا۔ حضرت نے فاروقی کی درخواست قبول کی۔ باتباع سنت نبوی عیادۃً فاروقی کے
دولتخانہ پر رونق افزا ہوئے۔ نظر کشف سے مریض کی حالت دیکھی کہ قریب المرگ ہے کمال
محبت و حسرت سے آبدیدہ ہوئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ خدا تعالیٰ مجکو آپ کا روز
مصیبت نہ دکھلائے۔ مریض کو تسلی و تشفی دیکے خانقاہ مین مراجعت کی۔ دوسرے دن اعزہ
و مریدین کو اپنی رحلت کی خبر دی۔ اور وصیت کی۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کلان جو عابدہ صالحہ
تھین حضرت کی دختر شیرخوار گود مین لئے ہوے چشم گریان و دل بریان آپ کی خدمت مین
آئین اور عرض کیا کہ آپ اس بچی خورد سالہ کو کس کے سپرد فرماتے ہین۔ فرمایا اسکے لئے اللہ
جل شانہ کافی ہے۔ اور خانقاہ کا ظاہری انتظام آپ کے سپرد رہے گا۔ ہمشیرہ صاحبہ نے
عرض کیا شیرون کے مکان کا انتظام روباہ مسکین سے کیونکر ہوگا۔ مردون کا کام مردون سے
ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ صفات مین مردون سے کم نہین ہین۔ آپ کی رحلت کے بعد
ہمشیرہ صاحبہ خانقاہ کا انتظام کرتی رہین۔ واردین مسافرین کی خبرگیری و مریدین خادمین کی

دستگیری فرماتی تہین آخر آپ وصیت کرنے کے چند روز بعد بتاریخ ۱۲- ماہ ربیع الاول سنہ ۹ ہجری مین بروز پنجشنبہ دنیائے فانی سے عالم بقا کے طرف روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خانقاہ کے احاطہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرید بیشمار تھے۔ اور خلفا بھی متعدد تھے منجملہ خلفا شاہ منصور مجذوب۔ و شیخ برکت اللہ۔ و شیخ شاہ حمید الدین و قاضی داؤد۔ و پیر کاکا۔ و شیخ شکر اللہ۔ و شیخ سدہارے۔ و میران سید پیارے و شاہ منجہو وغیرہم تھے۔ انتہی کلام مولف ملفوظات۔ آپ کے خرق عادات و کرامات کی اکثر نقلین برہانپور و خاندیس کے قصبات و دیہات مین مشہور ہین۔ اور عام و خاص مین سینہ بسینہ منقول ہوتی ہین۔ مورخین نے بھی سینہ بسینہ نقل کیا ہے۔ فقیر مولف بھی چند نقلین گزارش کرتا ہے کہ شائقین و معتقدین استفادہ سے محروم نرہین **نقل ۹۱ ہے** کہ حضرت افطار کے وقت اقسام کے کہانے ظروف چوبین مین رکھہ کے ہاتھ مین لیکے شاہ نعمان کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ شاہ نعمان کہانے کو لے کے ہم نشینون پر تقسیم کرکے فرماتے تھے کہ یہ تبرک گنج شکر کے گھر کا ہے کہائیے۔ اسی طرح شاہ نعمان بھی آپ کی خدمت مین افطاری بھیجاتے تھے۔ آپ بھی اپنے حاضرین مریدین پر تقسیم کرکے فرماتے کہ یہ تبرک خواجہ مودود چشتی کا ہے۔ تناول کیجیے۔ دونون بزرگون کے مکانات کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ طرفین سے افطاری کا پہنچنا کرامات سے ہوتا تھا۔ **نقل ۹۲ ہے**۔ شاہ نعمان نے رحلت کے وقت سید پیارا و شیخ منجہو مریدین سے فرمایا کہ علم سلوک مین آپ کی تکمیل نہین ہوئی ہے۔ میرے بعد شاہ بہکاری کی خدمت مین تکمیل ہوگی۔ شیخ منجہو نے عرض کیا

شاہ صاحب ہم سے واقف نہیں ہیں۔ شاہ نعمان نے فرمایا کہ آپ کے لئے سفارش کیجائیگی
حسب الحکم دونوں صاحب شاہ بہکاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب
نے چند قدم اُن کا استقبال فرمایا۔ اور شیخ منجھو سے کہا کہ آپ نے شاہ نعمان صاحب سے
سفارش کی کیوں تکلیف دی۔ پس دونوں صاحب شاہ بہکاری صاحب کی چند روزہ
توجہ سے صاحب کمال ہوئے۔ خلافت و اجازت سے سرفراز۔ شاہ صاحب دونوں خلفا کے
ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے بطریق طیّ الارض برہانپور سے قلعہ اسیر میں شاہ نعمان کے
مزار پر جاتے تھے اور فاتحہ پڑھ کے کشف قبور کے ذریعہ سے شاہ نعمان سے ہم کلام
ہوتے تھے شیخ منجھو کے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ شاہ نعمان سے عالم برزخ کا حال دریافت
کیا جائے۔ اور شاہ بہکاری صاحب سے استفسار کی بابت کہنے کی جرات نہیں ہوتی
شاہ بہکاری صاحب شیخ کے خطرہ سے واقف ہو گئے۔ اور شاہ نعمان سے سوال کیا
کہ عالم برزخ میں آپ سے کیا معاملہ ہوا۔ شاہ نعمان نے جواب دیا کہ نزع کے وقت میرے
پاس خوبصورت نیک سیرت فرشتے آئے تھے۔ منکر نکیر کے سوال وجواب مطابق قرآن
واحادیث برحق نظر آئے۔ اور مجکو حق الیقین اور عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اب
اس سے زیادہ قرب الٰہی کا بیان انسان کی فہم و عقل میں آنے سے محال ہے۔ اس نقل میں طی
طی الارض۔ اور شاہ نعمان سے عالم برزخ کا حال بذریعہ کشف استفسار کرنا آپکی
کرامات وخرق عادات سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نقل ہے

کہ آپ عالم جوانی میں چند بزرگ زادے ہمراہ لیکر بیعت کے ارادے سے شاہ نعمان کی درگاہ پر

خدمت مین پہنچے۔ شاہ صاحب نے آپ کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ پھر مراقبہ کے بعد
فرمایا کہ مین نے آپ کے ہمراہیون کی بیعت قبول کی۔ لیکن آپ کی بیعت شیخ شمس الدین
مانڈوی کی خدمت مین قرار پائی ہے۔ اور تمام مراتب کی تکمیل شیخ محمد صاحب سجادہ اجودھن
کی خدمت مین ہوگی۔ آپ وہان سے رخصت ہو کے قلعہ مانڈو پر آئے۔ اور حضرت شیخ
شمس الدین کی خانقاہ مین پہنچے۔ حضرت نے کشف سے معلوم کر کے خادم کو فرمایا کہ
شاہ بھکاری خانقاہ مین آیا ہے اُسکو حاضر کرو خادم نے شاہ بھکاری شاہ بھکاری کہکے
پکارا۔ کسی نے آواز نہین دی شیخ نے خادم کو فرمایا کہ شیخ نظام الدین بن یوسف آسیری
جو گدائی کے لئے آیا ہے اُس کو لے آ۔ پس آپ شیخ کی خدمت مین آئے بیعت سے مشرف
ہوئے آپ نے اوسی روز سے اپنا نام بھکاری قرار دیا۔ اسی کسر نفسی و انکساری کی برکت
سے لفظ شاہ آپ کے لقب کا تاج ہوا۔ شاہ بھکاری لقب سے خاص و عام مین مشہور ہوئے
پھر آپ وہان سے شہر اجودھن روانہ ہوئے شیخ محمد صاحب سجادہ درگاہ گنج شکر کی خدمت مین
پہنچے۔ چند مدت مین مراتب سلوک کی تکمیل کی۔ اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور
وہان سے رخصت ہو کے قلعہ آسیر مین آئے۔ اور شاہ نعمان کی روحانی ملاقات سے مشرف ہوئے

نقل ۔ سراج الولایت کے مولف نے لکھا کہ حضرت شاہ بھکاری جب برہان پور مین
متوطن ہو گئے۔ روزانہ آپ کے وضو کیلئے تپتی ندی سے پانی لاتے تھے۔ اور اس کام پر
شیخ محمود نام درویش مقرر تھا۔ ایک روز حضرت نے شیخ محمود کو یاد فرمایا خادمون نے کہا
وہ پانی لانے کے لئے تپتی پر گیا ہے۔ آپ نے اس بات کے سننے سے افسوس کیا۔ اور

فرمایا کہ ایک کوزہ بھر پانی کے لیئے بندگان خدا کو اس قدر محنت مین نہین ڈالنا چاہیئے یہیں جگہ سے اوٹھے اُس مقام مین (اسوقت جہان آناولی ندی جاری ہے) عصائے مبارک کو زمین پر مارا۔ اُسی وقت وہان کثرت سے پانی برآمد ہوا۔ پانی کے برآمد ہوتے ہی آپ مراجعت کرنے لگے۔ ندی بھی آپ کے تعاقب مین آنے لگی۔ آپ نے پلٹ کے دیکھا کہ دریا عقب مین آرہا ہے۔ فرمایا اے آب اوناولی یعنی جلدی مت کر اور آہستہ الیساجل کہ تیرا سکون ہمارے قرب مین ہو۔ اُسی وقت پانی زمین مین غائب ہوگیا۔ اور چشمۂ روان کی طرح جاری ہوا۔ اور اوناولی اسم سے مسمیٰ ہوا۔ آپ کے لئے عینا عادل شاہ فاروقی نے ندی کے کنارے ایک خانقاہ بزرگ تیار کرایا تھا۔ آپ کا مزار پرانوار خانقاہ مین ہے۔ یہ زیارتگاہ متبرک ہے۔ تاریخ خورشید جاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کا گنبذ نہر تپتی کے کنارہ پر ہے۔ الخ۔ یہہ غلطی مولف مذکور سے سہواً واقع ہوئی۔ واقع مین آپ کا گنبذ آناولی ندی کے کنارہ پر ہے دریائے تپتی آناولی سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ **نقل ہے** کہ آپ کے عرس مین کثرت سے خلائق جمع ہوتی ہے۔ اور مغرب کی نماز جماعت کے اژدہام سے ہوتی ہے مشہور ہے کہ نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے بنا؛ علیہ تمام عوام وخواص نماز کے بعد دعا پڑہتے ہین۔ اور با یحتاج کے خواستگار ہوتے ہین۔ خورشید جاہی کے مولف نے لکھا ایک وقت مغرب کی نماز کثرت اژدہام سے ہو رہی تھی کہ یکایک ندی مین طغیانی ہوئی۔ تماشائی لوگ فرار ہوگئے۔ مگر نمازی استقلال کے ساتھہ نماز ادا کرتے رہے اخیر کے تشہد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بدستور بیٹھے رہے۔ نماز سے فارغ ہوکے صحیح سالم

پانی سے باہر نکل آئے۔ نمازیوں کے برآمد ہوتے ہی طغیانی کا زور و شور دو چند ہوا۔
تمام خلائق نمازیوں کی صحت پر خدا کا شکریہ ادا کرنے لگے عبادت کی برکت اور حضرت کی
کرامت کے معترف ہوئے۔ آپ کی خرق عادت کی ایک نقل خزینۃ الاصفیا کے مولف نے
معارج الولایت سے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ جب شاہ بھکاری قدس سرہٗ کی والدہ
حاملہ ہوئے بارہ برس تک وضع حمل نہیں ہوا ہر چند کہ علاج کیا گیا لیکن مفید نہیں ہوا
آخر آپ بارہ برس گذرنے کے بعد پیدا ہوئے غسل چلّے کے بعد والدہ نے فرزند کے
طرف دیکھا اور مسکرا کے فرمایا اے میرے نور دیدہ میں نے بارہ سال تک تیرے لئے
اکثر ادویات تلخ استعمال کیں اور محنت و مصیبتیں برداشت کیں آپ نے آنکھیں کھول کے
فرمایا۔ اے اماں جان آپ سچ فرماتے ہیں میں نے وہ تمام ادویہ نوش کیں اور بارہ
سال آپ کے شکم میں معتکف رہا الخ۔ والدہ صاحبہ فرزند چہل روزہ کے کلام سے
حیران و متعجب ہوئی۔ پس اسی حیرانی میں فوت ہوگئے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کلان
سماۃ اللہ دی تربیت و پرورش کی کفیل ہوئی۔ آپ نے ہمشیرہ صاحبہ کی آغوش محبت میں
پرورش پائی۔ انتہی کلامہ۔ **نقل** تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ کر صائم
الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ ہر شش ماہ گذرنے کے بعد ایک جلسۂ افطاری عام فرماتے تھے
اور افطار کے لئے جو کی روٹی خود دست مبارک سے پکاتے تھے۔ اُس سے افطار
فرماتے تھے۔ اور حاضرین و مریدین وغیرہ کو بھی تقسیم فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے دست
مبارک کی روٹی تین سو روزہ داروں کو کافی ہوتی تھی۔ مشہور ہے کہ ایک وقت آپکے

مریدین وخلفا سے ایک نے درخواست کی کہ مین نان بہاکری پکانا چاہتا ہون آپنے
فرمایا کہ تو نہین پکا سکیگا۔ مرید نے اصرار کیا آپ نے اجازت دی۔ وہ پکانے کے لئے
مستعد ہوا۔ آگ سلگانے لگا یکایک آگ مشتعل ہوئی اُسکی ڈاڑھی پر پہنچی تمام کو جلادیا
یہہ حالت دیکھ آپ نے فرمایا کیا مین نے نہین کہا تھا کہ تو بہاکری نہین پکا سکیگا بہاکری
پکانا بہکاری کا کام ہے۔ انتہی کلامہٗ۔ تاریخ مشاہیر برہان پور مین مذکور ہے کہ آپکے
خلفا و مریدین بیشمار تھے۔ منجملہ خلفا شاہ منصور مجذوب و شاہ حمید الدین۔ و شیخ
برکت اللہ و قاضی داوٗد۔ و پیر کاکا۔ و شیخ شکر اللہ۔ و شیخ سدہارے و میران
سید پیارے۔ و شاہ منجہو وغیرہم۔ انتہی کلامہٗ۔

مولانا میان جموجی

آپ کا نام جمال محمد۔ اور جموجی عرف ہے۔ آپ ملک چاند گجراتی کے صاحبزادے ہین۔ آپنے عالم
جوانی مین کتب درسیہ معقول و منقول گجرات کے علما و فضلا کیخدمت مین تمام کین عالم
فاضل محدث و مفسر ہوئے۔ سنہ ۹۰۷ھ نوسو سات ہجری مین حرمین شریفین کا سفر کیا حج و زیارت سے
فارغ ہوکے حجاز کے علما کی خدمت مین تحصیل کی۔ اور حدیث مین محدثین کاملین سے اسناد
حاصل کئے۔ اور مشایخ کرام و صلحا عظام سے بھی ملے ہر ایک کی خدمت مین استفادہ کیا
اور بغداد بھی گئے۔ حضرت غوث الاعظم وغیرہ مشاہیر اولیا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
اور حضرت محبوب سبحانی کا پیرہن کسی سجادہ نشین کے ذریعے سے حاصل کیا۔ تبرکاً ہند مین ہمراہ

لے آئے۔ جب آپ گجرات میں پہنچے علماء و مشائخ نے آپکا اعزاز و اکرام کیا۔ اور حضرت غوث الاعظم کے پیرہن کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اکثر امراء و فقراء آپ کے مکان پر پیرہن کی زیارت کو آتے تھے۔ پیرہن مبارک کی وجہ سے آپ کی گجرات میں بڑی شہرت ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کی تدریس فرماتے تھے۔ چند روز کے بعد آپ برہانپور میں رونق افزا ہوئے۔ سلاطین فاروقیہ نے آپ کی تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو برہانپور کے مدرسہ میں مقرر فرمایا۔ آپ حدیث و تفسیر کا درس دیتے تھے۔ مدۃ العمر برہانپور میں رہے مدرسی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ آپ حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ فقراء و غرباء کی دستگیری کرتے تھے۔ خاص کر کے یتامیٰ و بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۱۸ھ نوسو اٹھارہ ہجری میں رحلت کی شہر برہانپور میں دریا خاں رومی کے باغیچہ میں مدفون ہوئے۔ مزار زیارت و متبرک ہے۔

پیر جمنا بیجاپوری

روضۃ الاولیاء کے مولف نے لکھا کہ آپ بیجاپور کے متقدمین اولیا سے ہیں۔ دکنی الاصل تھے کسی بزرگ کامل سے فیض باطنی پایا تھا۔ طریقت و معرفت کے رموز سے واقف اور کاملین اولیاء سے شمار کئے جاتے تھے۔ ولی کامل تھے۔ بیجاپور میں ایسے زمانہ میں آئے کہ وہاں ہنود حکمران تھے۔ آپ کے ہمراہ چالیس پچاس طلبہ و خدام تھے۔ ہنود آپ سے مخالفت کرتے تھے۔ آپ ہنود کو نہایت نرمی و حسن اخلاق سے ہدایت فرماتے تھے۔ مگر ہنود آپ کو ستاتے تھے اور اکثر جنگ کے لئے تیار ہو کے آتے تھے۔ مشہور ہے کہ ہنود نے

اکثر آپ کے ہمراہیوں کو شہید کیا ہے۔ آخر آپ کی وفات ۲۰۔ رمضان ۱۰۲۸ھ سالہ ستہ تین ہجری میں واقع ہوئی۔ اندرون شہر پناہ نواب مصطفیٰ خان کی حویلی کے قریب مدفون ہوئے آپ رات دن اسی فکر میں گذارتے تھے کہ مشرکین ہنود کو اسلام و ایمان کے طریقہ پر لائیں آپ کی کوشش و سعی سے تھوڑے سے ہنود اسلام و ایمان کے راستہ پر آئے لیکن آپ کو پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ امید تھی کہ انجام کار بہتر ہوگا۔ لیکن خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ آپ صاحب دل و ولی کامل تھے۔ اور مقبول الدعا تھے۔ آپ کے پاس صبح شام معتقدین کا مجمع ہوتا تھا۔ راگ و مزمار کے شایق تھے۔ کبھی کبھی مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ سامعین و طالبین کا ہجوم ہوتا تھا۔ کوئی روتا تھا۔ کوئی وجد میں لوٹتا تھا کوئی ناچتا تھا۔ کوئی پیر کے قدموں پر گرتا تھا۔ کوئی ہو حق کا نعرہ مارتا تھا۔ حاضرین کے قلبوں میں محبت الٰہی کا جوش ہوتا تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد نہ مجلس سماع ہوئی۔ نہ وہ مجلس ہی

شیخ جلال متوکل قدس سرہ

آپ شاہ شہباز کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حقایق و معارف میں کامل و تصوف و توحید میں عارف واصل تھے۔ رات دن ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے طالبین و مریدین کو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ آپ صاحب جلال و کرامت تھے۔ جب ذکر میں مشغول ہوتے تھے۔ تب آپ کے دہن مبارک سے شعلے نمود ہوتے تھے۔ اہل ہمسایہ آپ کے مکان میں رات کو شعلوں کی روشنی دیکھ کے گمان کرتے تھے کہ آپ کے گھر میں

آگ بھڑک گئی ہے۔ دوڑ کر آپ کے مکان پر آتے تھے۔ مگر جب دیکھتے کہ واقع مین آگ نہین ہے۔ بلکہ وہ محبت الٰہی کے جلال کے شعلے ہین۔ اہل ہمسایہ لوٹ جاتے تھے اور حیران ہوتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مین رحلت کی بساہیو مین مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد مین میر ولایت علی صاحب مرحوم میر قدرت اللہ صاحب مرحوم رسالدار عالیجناب نواب خورشید جاہ بہادر کی پائیگاہ حیدر آباد دکن مین ملازم تھے۔ تھوڑا زمانہ گذرا کہ وہ بہشت برین روانہ ہو چکے۔ اب میر صاحب کے صاحبزادے میر امانت علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عالیجناب خورشید جاہ بہادر کے پائیگاہ مین کوئی خدمت پر مامور ہین

سید جلال مقصود عالم بخاری گجراتی

تاریخ گجرات کے مولف نے لکھا کہ آپ سید محمد مقبول عالم کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت شب شنبہ ہندہوین تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۰۰۳ھ ایکہزار تین ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ وارث رسول سے ولادت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ گیارہ برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اور مولانا حسین سیستانی سے کتب معقول منقول ختم کین اور بقیہ کتب علوم وفنون مولانا شیخ عبد العزیز کی خدمت مین تمام کین فارغ التحصیل ہوکے سلوک وتصوف کی کتابین والد ماجد سے پڑھین۔ اور اسرار معنوی حاصل کئے آپ والد کے خلف الصدق وولد الرشید تھے۔ ہمیشہ والد کی اطاعت وفرمانبرداری مین بسر کرتے تھے۔ ایام خورد سالی سے آپ کبھی والد کے مرضی کا خلاف نہین کرتے تھے۔

چنانچہ آپ کی رباعیات سے ظاہر ہوتا ہے **رباعی** از کسب ہنر مراد مال است ابدل ؎
از علم و عمل غرض کمال است ابدل ۔ مطلوب عاشقی وصال است ابدل ؎ مقصود
راستی جلال است ابدل ۔ **رباعی** خم خم می عشق را نہاں نوش رضا ۔ در گلشن
سر عشق خاموش رضا ؎ گر خرقہ فقر مصطفی میخواہی ۔ عیب ہمہ را چوں مرتضی پوش رضا
آپ کا تخلص رضا ہے۔ کبھی مقصود بھی لکھتے ہیں۔ آپ نے والد ماجد کی مدح میں اکثر قصائد
و رباعیات لکھے ہیں۔ از آں جملہ ۔ **رباعی** سیدکہ ہمیشہ در دلم شادم اوست ؎
انجام او و اصل بنیادم اوست ۔ معشوق و مصاحب خداوندیم ؎ پیر پدر عاشق
استادم اوست ۔ آپ خوش مزاج و خوش اخلاق تھے۔ بردبار و پرہیزگار تھے
تحریر و تقریر میں عدیم المثل حسن مروت و فتوت میں بے بدل تھے۔ آپ نے بمقتضائے
اطاعت اُولی الامر و بلحاظ انتفاع خلق اللہ شاہ جہاں بادشاہ ہند کی ملازمت اختیار
کی۔ بادشاہ نے از روئے قدردانی آپ کو منصب شش ہزاری و خدمت صدارت سے
سرفراز فرمایا۔ آپ پنجاب میں لاہور کی صدارت پر مقرر تھے۔ خدمت مفوضہ کو نہایت
امانت و دیانت کے ساتھ ادا فرماتے تھے إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
کا مفہوم مدنظر رکھتے تھے۔ ظاہر میں عیش و عشرت و جاہ و حشمت سے زندگی بسر کرتے تھے
باطن میں اجداد و اسلاف کے طریقہ پر قائم تھے۔ ریاضت و عبادت میں کوشش فرماتے تھے
تہجد گذار تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد درگاہ الٰہی میں مناجات و التجا کرتے تھے۔ خداوندا ہند کو
عدل و انصاف کی ہدایت کر اور ظلم و جبر سے دور رکھ۔ مرآت احمدی کے مولف نے لکھا ہے کہ

آپ سنہ ۱۰۴۷ ایکہزار سینتالیس ہجری مین اکبرآباد گئے۔ شاہجہان بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ نے
آپ کا اعزاز و اکرام کیا۔ چند روز قیام کرکے رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے رخصت کیوقت
دس ہزار روپیہ اور ایک دستار و شال مرحمت کیا۔ اور احمدآباد گجرات کے مشایخ کیلئے
چھ سو اشرفی دی کہ وہان تقسیم کرین۔ اور شب میلاد مین مجلس منعقد کرنیکے لئے اور تیس ہزار
روپئے عنایت کئے۔ پہر سنہ ۱۰۴۷ ایکہزار سینتالیس ہجری مذکورہ مین شاہجہان بادشاہ نے
آپ کو آگرہ بلایا۔ اور پانسو اشرفی انعام اور پانچہزار روپیہ عنایت کرکے گجرات روانہ فرمایا۔
شاہجہان بادشاہ آپ کی بڑی عزت و تعظیم کرتا تہا۔ اور فرماتا تہا کہ سید بزرگ صحبت و
مصاحبت کے لائق ہے۔ اور آپ کی سفارش کو سنتا تہا۔ چنانچہ آپ کی سفارش سے
مرزا عیسی خان ترخان گجرات کا صوبہ ہوا۔ اور اوسکے بیٹے محمد صالح نے منصب سرکاری پایا
پہر سنہ ۱۰۵۲ ایکہزار باون ہجری مین شاہجہان نے آپ کو آگرہ بلایا اور پانچہزار روپیہ انعام دیا
اور مصاحبین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور سنہ ۱۰۵۴ ایکہزار چون ہجری میں موسیخان کی
جگہ صدر الصدور کی خدمت پر مامور فرمایا۔ آپ نہایت ہی لائق و منتظم تھے۔ اور سنہ ۱۰۵۵
ایکہزار پچپن ہجری مین حسن خدمت کے صلہ مین باضافہ پانسو سوار منصب شش ہزاری سے
ممتاز ہوئے۔ آخر آپ نے بیسوین تاریخ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۹ ایکہزار انسٹھ ہجری مین شہر
لاہور مین رحلت کی چندے وہان امانتاً مدفون رہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد آپ کے صاحبزادے
سید موسی و سید علی بادشاہی عنایت سے سرفراز ہوکے لاہور سے گجرات روانہ ہوئے۔
دونون نے والد ماجد کا تابوت بہی لاہور سے منتقل کرکے گجرات لائے اور رسول آباد علاقہ

احمد آباد گجرات مین جد امجد کے قریب روضہ ثانیہ مین دفن کئے۔ یزار و متبرک ہے۔ آپکی تاریخ
سے جانشین حیدر کرار بود است ہے۔ اور ۱۰۵۰ھ ہجری مین بادشاہ سید علی کو خلعت و
جواہر خانہ کی داروغگی مرحمت کی۔ اور ۱۰۶۲ھ ایکہزار باسٹھ ہجری مین منصب دوہزاری
وچار سو سوار سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازان خلعت خاص و منصب دوہزاری و پانصدی
پانسو سوار و خطاب رضوی خان و خدمت بخشی گری و واقعہ نویسی گجرات پر ممتاز کیا اور
۱۰۶۴ھ ایکہزار چونسٹھہ ہجری مین بادشاہ نے پانسو اشرفی عنایت کی کہ نصف سید جعفر کو
و نصف فقرا کو تقسیم کرو۔ اور ۱۰۶۷ھ ایکہزار سڑسٹھہ ہجری مین حضور مین بلایا۔ گجرات کی بخشی گری
و واقعہ نویسی پر میر محمد صفاہانی کو مقرر فرمایا۔ اور ۱۰۶۹ھ ایکہزار انہتر ہجری مین سیف اللہ کی
جگہ بخشی فرمایا۔ غرض آپکا کل خاندان گجرات مین معزز و مکرم رہا سلاطین و امرا اعزاز و احترام کرتے رہے۔

شیخ جلال قادری

آپ کا مولد و منشا دہلی ہے آپ بتقاضائے آب و خورش وطن سے گجرات مین آئے۔ آپ
طالب علم تھے گجرات مین قیام پذیر ہوئے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ ختم کین۔
پھر دلمین تصوف و توحید کا شوق اور درویشی و فقیری کا ذوق پیدا ہوا۔ کامل مرشد کی
تلاش مین گجرات سے نکلے شہر مانڈو ملک مالوہ مین شیخ بہاء الدین انصاری ہمسائی کی
کی خدمت مین پہنچے۔ اور شیخ کے مرید ہوئے۔ اور کئی سال تک مرشد کی خدمت مین رہے
ریاضت و عبادات مین بسر کرتے رہتے۔ و اذکار و اشغال مین مستغرق رہتے تھے۔ ریاضت کی

بعد شیخ نے آپکو خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ اور ہدایت کے لئے رخصت کیا۔ آپ مانڈو سے
برہانپور خاندیس میں آئے۔ اور خلایق کی ہدایت میں مشغول ہوئے۔ اور ہنود کو دین اسلام
کا راستہ بتلایا۔ اکثر ہنود آپ کی ہدایت و رہنمائی سے مسلمان ہوئے۔ اور بت پرستی
ترک کی۔ ہنود کے ساتھ نہایت حُسن اخلاق و حسن اشفاق سے سلوک فرماتے تھے ہنود
آپ کے حسن اخلاق و کرامات کو دیکھ کے معتقد و موحد ہوتے تھے۔ آپ کی کرامات و
خرق عادات کی اکثر نقلیں مشہور ہیں۔ تاریخ مشاہیر برہانپور و تذکرۂ اولیائے خاندیس میں
مذکور ہیں از ان جملہ۔ **نقل ہے** کہ آپ پیر کی اجازت سے ۹۸۴ ہجری میں حرمین
شریفین کو گئے۔ اور راہ میں بیمار ہو گئے۔ بیماری کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہ گئے بیچین و
بیقرار تھے۔ اسی حالت میں غیب سے ایک سوار نمود ہوا۔ اور آپ کی عیادت کی۔ اور آپسے
فرمایا آنکھیں بند کیجئے۔ آپنے آنکھیں بند کیں۔ آپ فرماتے تھے کہ سوار نے میرا ہاتھ پکڑ کے
اونٹ پر سوار کیا۔ اور مجکو تہوڑی دیر کے بعد اوتارا۔ میں نے آنکھیں کہولیں دیکھا مکہ کے
بازار میں ہوں۔ پہر آپ حج و زیارت کر کے برہانپور میں آئے۔ خانقاہ و مکان بنوایا اور
وہاں مقیم ہوئے۔ متوکل و قانع رہے کسی امیر و فقیر سے سائل نہیں ہوئے۔ **نقل ہے**
کہ ایک رات مرشد نے خواب میں آپ کو فرمایا۔ کہ آپ کے پاس جو خرقہ حضرت محبوب سبحانی کا
ہے۔ اوس کو شیخ محمد ملتانی بیدری کی خدمت میں پہنچائیے۔ آپ حسب الارشاد بیدر روانہ
ہوئے تین روز کے بعد بیدر میں پہنچے۔ اور شیخ کو خرقہ عطا کیا۔ اور چند ہی روز میں برہانپور
مراجعت کی۔ **نقل ہے** کہ شیخ جلال متوکل نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے

زمین پر ملایک اتر رہے ہیں کشف باطنی سے معلوم کیا کہ شیخ جلال قادری کی روح کے استقبال کے لئے نازل ہو رہے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد شیخ متوکل ملک شمس الدین بزرگ کی خدمت میں گئے۔ چاہا کہ شب کا ماجرا بیان کرے وزیر نے فرمایا کہ رات کو شیخ جلال قادری حالت سکرات میں تھے۔ معلوم نہیں کیا حال ہے۔ شاید آج یا کل رحلت کریں گے اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ رات کو شیخ جلال قادری کا انتقال ہوا۔ یہ واقعہ بیسویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۹۲۵ھ نو سو پچیس ہجری میں واقع ہوا شہر برہانپور میں مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔

شیخ جمال الدین عرف جمن بن شیخ رکن الدین بزرگ

شیخ جمال الدین نام۔ شیخ جمن عرف ہے۔ آپ شیخ رکن الدین بزرگ چشتی کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۱ھ ایک ہزار اکیاسی ہجری میں احمد آباد گجرات میں واقع ہوئی۔ ولی الاعظم سے ولادت کی تاریخ بحساب جمل برآمد ہوتی ہے۔ آپ نے نشو و نما کے بعد والد ماجد وغیرہ کی خدمتیں کتب درسیہ شروع کیں۔ اٹھارہ برس کی عمر میں تحصیل سے فارغ ہوئے فضایل و کمالات میں طاق معقولات میں یگانہ آفاق ہوئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد علوم باطنی کو حاصل کیا۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے۔ اکثر طلبہ آپ کی خدمت میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ اکمل اولیا و اعظم عرفا سے تھے۔ عالی ہمت و پاکیزہ طینت فرشتہ صورت و انبیا سیرت تھے

بندہ نواز وغریب پرور مہمان دوست وفقرا پرست تھے۔ کریم الطبع ونیک محضر درویش
باکمال وباثر تھے۔ کثرت ریاضت وعبادت سے ضعیف البدن وقلت طعام سے
نحیف تن تھے صلوٰۃ خمسہ کے علاوہ رات دن مین ہزار رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔ آپکے
چہرہ سے انوار ربانی وآثار عرفانی وحقانی عیان تھے۔ آسمان معرفت وحقیقت کے بدر منیر
صاحب دل روشن ضمیر تھے۔ آپنے اکثر رسائل اور کتب درسیہ پر حواشی وشروح لکھے ہین
ازان جملہ شرح ملا وحاشیہ منہل الصافی وحاشیہ زبدہ وحاشیہ قطبی۔ وحاشیہ
مطول وحاشیہ شرح عقائد۔ وحاشیہ خیالی۔ وحاشیہ مختصر معانی۔ وحاشیہ
تلویح وتوضیح تنقیح۔ وحاشیہ تفسیر مدارک۔ وحاشیہ بیضاوی۔ وحاشیہ تفسیر محمدی
وحاشیہ تفسیر حسینی۔ وتفسیر مختصر۔ وتفسیر نصیری۔ اور کتب احادیث صحاح وکتب تصوف کی
بھی شروح وحواشی تحریر کئے۔ وشرح مثنوی شریف مسمّٰی بہ فتح الجمال۔ وشرح سوانح
جامی۔ وشرح جام جہان نما۔ وشرح فصوص الحکم۔ وشرح اسمار الاسرار۔ مصنفہ مخدوم
سید محمد حسینی گیسو دراز۔ وشرح مراتب العارفین۔ وشرح تعرف۔ وشرح عوارف المعارف
وشرح آداب المریدین۔ وشرح اسرار خلوت۔ وشرح بحر الاسرار۔ اور درۃ التاج وشرح قوت
السلوک۔ وقرۃ العین۔ ونور الاولیا۔ ورکن الطریقہ۔ وشہد الجمال۔ وآثار الصلوٰۃ۔
ومراصد الکمال۔ وکندہ وحدت۔ وشرح تقسیم وغیرہا۔ ایک سو بیالیس کتب ورسائل ہین۔
آپ صاحب خوارق عادات ومظہر فواضل وکرامات تھے۔ تذکرہ اولیا مولفہ شیخ جلال قادری
واظہار خوارق صوفیہ مین آپ کے اکثر خوارق مذکور ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِمَا

آپ موزون الطبع تھے کبھی حالت شوق و ذوق مین کلام موزون فرماتے تھے۔ اور چشتی تخلص کرتے تھے۔ کلام صوفیانہ ہوتا تہا۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ صاحب دیوان تھے۔ فارسی مین آپ کے دو دیوان ہین۔ ایک مین آپنے صوفیانہ طرز دوسرے مین شاعرانہ بندش و روش اختیار کی ہم آپ کے اشعار نمونہ کے طور پر ذیل مین گذارش کرتے ہین۔

من اشعارہ۔ اے ذرتو در نہان پیدا ؛ در ہر چہ نگہ کنم ہویدا۔ خود جلوہ دلبرے نکردی بو ونگہ ز جمال خویش شیدا۔ در تجرد ہمہ صلحت چہ جنگ است اینجا ؛ بگذر کار دو عالم چہ درنگست اینجا۔ عندلیبم نشود محو تماشای چمن ؛ بوی گل ہم نفس تیر خدنگ است اینجا۔ بزم عشاق بود گرم ز آہنگ دگر ؛ نغمہ خوش نگہان نغمہ چنگست اینجا چشتی از قطع رہ عالم الفت تو مپرس ؛ گام در راہ زدن رفتن تنگست اینجا۔ ہمچنین چشتی زما غافل نمی باید شدن۔ لالہ زاری میدہد چون کوہ از دامان ما۔ گر نہ استعداد باشد صحبت پاکان چہ سود ؛ کے کند آئینہ گویا طوطی تصویر را۔ پیش پائے تو می نہد گردن طوطی و قمری رکاب راماند۔ تا گل روئے تو بدیدہ ماست ؛ اشک موج گلاب راماند بر کشا لب از تبسم چین بر ابرو مزن ؛ کے توانی بود ظالم غنچہ پیشانی مباش۔ چشتی آن غربت کہ دیدنجر است در شاہی کجاست ؛ تا توانی مور شو مُو سلیمانی مباش۔ آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ اعزہ و اقارب معالجہ کرتے تھے۔ مگر فائدہ نہین ہوتا تہا۔ مرض بڑہتا گیا۔ حکمائے یونانی و اطبائے مصری علاج سے دست بردار ہوئے۔ آخر جب آپ قریب الوصال ہوئے۔ اُسوقت آپ نے برادر عزیز شاہ فرخ صوفی کو سجادہ نشین کیا۔ اور نصائح مدہ صا...

کین ۔اور فرمایا عزیزی آپ میرے پاس رہئے اور کلمہ شہادت اور کوئی سورہ مبارک پڑھتے رہئے ۔اور مین جسوقت کہون اوسوقت لاحول ولا قوۃ پڑہنا۔چنانچہ صوفی کے حکم کی تعمیل کی تہوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا دیکھو۔وہ مردود لعین آتا ہے ۔لاحول پڑہو۔حضرت صوفی نے پڑہے ۔وہ مردود فرار ہوا۔پہر آپنے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔یہ واقعہ ۲ ۔ ربیع الثانی سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس ہجری مین واقع ہوا شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد کی قبر کے متصل مدفون ہوئے آپکی عمر تیس سال کی تھی ۔مدت خلافت نو برس

شیخ جمال الدین چشتی گجراتی

شیخ جمال الدین نام ۔عرف شیخ جمن ۔آپ شیخ محمود عرف شیخ راجن چشتی کے صاحبزادے ہوئے ہین ۔آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے ۔آپ نے نشو ونما کے بعد نو برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ کیا ۔اور علما وفضلا ووالد کی خدمت مین کتب تحصیلی ختم کین ۔جامع علوم وفنون وحاوی فروع واصول ہوئے ۔عالم افضل وادیب اکمل تھے ۔رات دن درس وتدریس مین مشغول رہتے تھے ۔اور مریدین کو ہدایت وتلقین بھی فرماتے تھے ۔

مخبر الاولیا کے مصنف نے لکھا کہ ایک وقت آپسے مولانا شیخ حسین گیلانی بغدادی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ہاتھہ مین پانچ انگلیان مخلوق کین ۔اسمین کیا حکمت ہے بیان کیجئے ۔آپ نے اوسی وقت فی البدیہہ جواب دیا ۔اِنَّ فِیْھَا وُجُوْھًا اَحَدُھَا اَنَّھَا تدل علی خمسۃ ایّام وھی مُدَّۃُ عُمُرِ الاٰدمیّ اِذْ یَوْمٌ سقطٌ لِلْوِلَادَۃِ وَیَوْمٌ لِلْمَوْتِ

فَبَقِيَ مِنَ الْاُسْبُوْعِ خَمْسَةٌ" یعنے اسمین کئی وجہین ہین۔ از انجملہ ایک یہہ ہے کہ وہ دلالت
کرتے ہین پانچ دنون پر اور وہ آدمی کے عمر کی مدت ہے۔ کیون کہ ہفتہ کے ایام مین دو روز
ایک ولادت کا دن۔ دوسرا وفات کا دن ساقط کئے جاتے ہین۔ پس باقی پانچ دن رہے
شجرہ محمودیہ کے مولف سید منیر الدین حیدرآبادی نے اس عبارت کے نقل کرنے مین
غلطی کی۔ اور کہا کہ دوسری وجہہ کتاب منقول عنہ میں مذکور نہین ہے۔ حالاں کہ حضرت نے
ایک ہی وجہہ بیان کی عبارت مرقومۃ القدر سے واضح ہے اور مولف کو سہو اس وجہ سے
ہوا کہ نقل عبارت مین وجہان لکھدیا۔ اور یہ تثنیہ نہین ہوسکتا۔ اس کا مفرد وجہ اور وجہان
تثنیہ ہے اور وجوہ جمع ہے۔ اور خود عبارت منقولہ مین واحدہا ہے نہ احدہا۔ اور ہا ضمیر
واحد غائبہ۔ راجع ہے۔ وجوہ کے طرف۔ فَانْظُرْ وَلَا تَغْفَلْ ۔ آپ کی تصنیف سے
ایک رسالہ مذاکرہ فارسی زبان مین ہے۔ اوس مین آپ نے حقائق و معارف کے
اصول و فروع و نکات و دقائق شرح و بسط کے ساتھہ لکھے ہین اور فارسی مین ایک
دیوان بھی ہے۔ آپ کا کلام معرفت و حقیقت کے مضامین مین ڈوبا ہوا ہے سامعین کو
لطف آتا ہے۔ آپ صاحب خوارق عادات و مظہر کمالات و کرامات تھے متقی و مرتاض
و متشرع و دیندار تھے۔ فروتنی و بردباری کسر نفسی و خاکساری مین بے مثل تھے۔ اہل
گجرات آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ مہمان نواز و دوست پرور تھے۔
آپ کی خانقاہ مین مسافرین کا مجمع رہتا تہا۔ آپ ذات خاص سے تمام کے اکل و شرب کا
اہتمام فرماتے تھے۔ آخر آپنے بیسوین ماہ ذیحجہ سنہ ۹۴۰ھ نوسو چالیس ہجری مین رحلت کی۔

شیخ پورہ احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔ میرا شعر ہے۔ صورت حوا و آدم
آفرید ؛ در حقیقت آدم و حوا یکی است ۔ گرچہ فردوس اشجار ندیش ؛ شد محقق
کاندران طوبی یکی است ۔ ہمچو مجنون عاشق بیحد و عد ؛ لیک پنہان و عیان لیلی یکی است
چون بدریاے جمالش غوطہ خورد ؛ دید جمن دار دنیا و عقبی یکی است ۔ و لہ ایضاً اے
جلوۂ جمال تو در جملہ کائنات ؛ وے مظہر کمال تو اعیان ممکنات ۔ جاری است بحر
فیض وجود تو ہر طرف ؛ گر خانقاہ باشد و گر دیر سومنات ۔ فی الجملہ ہر چہ ہست ہمہ حسن
روئے تست ؛ گر بنگرم بدیدۂ دل در تعینات ۔ و لہ ایضاً ۔ اے کہ بنمودی جمالت را
باطوار دگر ؛ بہر جست ساختی ہر سو خریدار دیگر ۔ طالب حسن خودی بر خود نظر انگنی ؛
نیست مارا جز محبت باخودت کار دیگر ۔ نیستم آشفتہ تنہا بر رخ زیبائی تو ؛ زلف تو دارد بہر موئی گرفتار دیگر

سید جعفر مجید عالم بخاری گجراتی

سید جعفر نام مجید عالم لقب ہے ۔ آپ سید جلال حمید عالم کے صاحبزادے ہیں
آپ کی ولادت ۱۸ ۔ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ ایکہزار اکیاسی ہجری میں واقع ہوئی
نشو نما کے بعد نو برس کی عمر میں قرآن شریف تمام کیا ۔ اور والد ماجد سے علوم و فنون
حاصل کئے ۔ جد امجد کے مرید و خلیفہ تھے ۔ اور جد بزرگوار نے آپ کو وفات کے وقت
سجادہ نشین کیا تھا ۔ آپ بزرگان سلف کے طرح طالبین و مریدین کو ہدایت و تلقین
درس و تدریس سے سرفراز فرماتے تھے ۔ آپ کی وجہ سے خانقاہ میں رونق و زینت تھی

آپ کی خدمت مین اکثر طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ متوکل علی اللہ تھے۔ امراو اہل دنیا سے
کم ملتے تھے۔ اور امرا کے جلسون مین شریک نہین ہوتے تھے۔ فقرا و غربا سے ملتے تھے
اور بزرگان کرام کے اعراس و مجالس مین خوشی سے جاتے تھے صاحب وجد و حال تھے
آپ کا کلام پر تاثیر تہا۔ جو زبان سے فرماتے تھے وہی ہوتا تہا۔ آپ کی عادت تھی کہ جمعہ کی
نماز کے بعد بیمارون کی عیادت کو جاتے تھے غربا و مساکین کی امداد ہی و مساعدت کرتے
تھے۔ آپ نے ۱۰ تاریخ ماہ محرم ۱۱۰۹ھ گیارہ سو نو ہجری مین رحلت کی۔ والد ماجد کے
قبر کے متصل رسول آباد علاقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔

سید جلال حمید عالم بخاری گجراتی

سید جلال الدین آپکا نام۔ حمید عالم لقب ہے۔ آپ دوسری تاریخ جمادی الاول ۱۰۶۲ھ
ایکہزار باسٹہہ ہجری مین پیدا ہوئے آپ حضرت محبوب عالم کے صاحبزادے مین نشو
و نما کے بعد گیارہ برس کی عمر مین قرآن شریف تمام کیا۔ اور علما و فضلا سے کتب درسیہ
سترہ برس کی عمر مین ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین تھے۔ جامع علم و ادب ماہر محاورات عرب
ہوئے۔ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ درس و تدریس کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ اور والد
ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم سلوک و معارف کو والد ماجد سے حاصل کیا۔ عارف
کامل ہوئے۔ ہدایت و تلقین کو بھی رونق دی۔ گجرات کے دیہات و قصبات مین اسلام
و دین کی اشاعت کے لئے دورہ فرماتے تھے۔ ہر ایک مقام و موضع مین وعظ و نصیحت

و توحید و حدانیت کے مسائل بیان کرتے تھے۔ آپ کی توجہ سے اکثر ہنود اسلام سے
مشرف ہوئے اور اہل اسلام کے بچون کو ارکان دین و اسلام تعلیم کرتے تھے۔ آپکی
کوشش و توجہ کی بدولت اطراف و جوانب میں اہل اسلام دین کے مسائل سے واقف
ہوئے۔ اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ آپ کو تصنیف
و تالیف کا بھی شوق تہا۔ آپ کی تصنیف سے مرات الرویا تعبیر خواب مین۔ اور مفتاح
الحاجات اشغال و وظائف مین ہے۔ آخر آپ کو ضعف ہاضمہ و معدہ ہوگیا تہا۔ غذا
نہین کہا سکتے تھے۔ صرف میوہ جات پر اکتفا فرماتے تھے۔ کریم الطبع حلیم المزاج تھے
ہر ایک سے خوش طبعی و شگفتہ روئی سے ملتے تھے۔ فقرا و علما دوست تھے۔ آپ کی
مجلس مین اکثر علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ شہر کے مشایخ کرام و علمائے عظام آپ کی تعظیم
و توقیر کرتے تھے۔ آخر آپ نے بیسوین تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۱۰۴ھ گیارہ سو چار ہجری مین
اس جہان سے بہشت برین رحلت کی۔ بیرون روضۂ ثانیہ والد ماجد کے مرقد کے
مقابل رسول آباد علاقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت سید جعفر سقاف قدس سرہٗ

سید جعفر سقاف نام۔ آپ سادات حضرموت سے ہین۔ سلطان محمد عادل شاہ کے
زمانہ مین وطن مالوف سے بیجاپور مین رونق افزا ہوئے۔ چونکہ آپ سید صحیح النسب
جامع علم و ادب تھے۔ بادشاہ و اہل شہر نے آپ کی تعظیم و تکریم کی۔ آپ نے درس

وتدریس وہدایت وتلقین شروع کی خاص وعام آپ کے فیضان نعمت سے فیضیاب
ہونے لگے ۔ اور جہلا وگمراہ آپ کی صحبت وہدایت کی برکت سے راہ راست پر آنے
لگے ۔ اور آپ کی خدمت مین مناہی وذمائم سے توبہ کی ۔ آپ ہر ایک کو صوم وصلوٰۃ
کی تاکید شدید فرماتے تھے ۔ شریعت محمدی وسنت احمدی کا بڑا لحاظ رکھتے تھے ۔ عارف
کامل وعالم فاضل تھے پسندیدہ صفات وصاحب کمالات تھے آپ علی عادل شاہ
کے روضہ مین قیام پذیر تھے ایک روز آپ روضہ کے بالاخانہ کی عمارت مین جلوس فرماکر
اور قہوہ نوشی مین مشغول اوسوقت کسی بزرگ کا اوسطرف سے گذر ہوا آپ نے بالاخانہ سے
بزرگ کو ایک پیالی عطا کی مشہور ہے کہ عمارت کی بلندی سے قہوہ کی پیالی بزرگ کے
ہاتھ مین صحیح وسالم پہنچی شکستہ ہوئی نہ اوسمین سے قہوہ گری ۔ عوام آپکی کرامت کے
قائل ہوئے ۔ روضۃ الاولیای بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ اون دنون مین غنیم مخالف نے
عادل شاہ کے شہر پر چڑہائی کی ۔ اور بیجاپور کے قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ محصورین واہل شہر
تنگ وعاجز ہوگئے تھے بادشاہ نے حضرت سے دعا ہمت کی درخواست کی آپ نے
بادشاہ کی درخواست قبول کی اور فرمایا کہ آپ توپخانہ پر حکم جاری کرین کہ فقیر کی
اطلاع بغیر کوئی جنگ مین دلیری وسبقت نہ کرے ۔ بادشاہ نے حسب الارشاد حکم
جاری کیا پھر حضرت قلعہ کے برج پر رونق افزا ہوئے ۔ اور غنیم کے طرف متوجہ ہوئے
توپخانہ کو گولہ اندازی کا حکم کیا ۔ حکم ہوتے ہی توپین فیر ہوئین ۔ ایک ساعت کے
بعد غنیم کی فوج فرار ہوئی ۔ بادشاہ فیروزی وفتح کی خبر سے بہت خوش ہوا اور حضرت کی

خدمت شریف میں روپیوں کے چند بدرے اور چند دیہات جاگیر کے سندیں پیش
کیں آپ نے بدرے رکھ لئے۔ اور جاگیر کی سندیں مسترد کیں ہر چند بادشاہ نے
اسرار کیا مگر آپنے قبول نہیں فرمایا۔ اور تمام مبالغ فقرا و غربا پر تقسیم کئے۔ خیر آپنے
بیسویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۰۵۷ھ ایکہزار ستاون ہجری میں دار فانی سے عالم باقی کو
رحلت کی نو باغ کے اطراف میں مدفون ہوئے۔ مرقد پر چوبیں سقف تعمیر کیا گیا۔ مزار متبرک ہے

سید جعفر بدر عالم بخاری گجراتی

آپ سید جلال مقصود عالم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت بارہویں تاریخ ماہ شعبان
۱۰۲۳ھ ایکہزار تیئیس ہجری میں احمد آباد گجرات میں واقع ہوئی۔ وارث شاہی ولادت کی
تاریخ ہے۔ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف ختم کیا۔ اور کتب درسیہ جد امجد
و والد ماجد سے تمام کیں۔ اور خلافت کا خرقہ اور اجازت کا فرمان والد سے حاصل
کیا۔ جد امجد نے اپنی زندگی میں سجادہ نشین کیا تھا۔ علوم ظاہری و باطنی میں اعلم العلما
واکمل الکملا تھے۔ اور علم حدیث و تفسیر میں فرد فرید تھے۔ اکثر علما آپ سے حدیث
میں سند و اجازت لیتے تھے۔ آپ اکثر حدیث و تفسیر و تصوف کی تدریس فرماتے تھے
خوش تقریر و خوش تحریر تھے۔ محاورات عرب سے خوب واقف و ماہر تھے۔ تفسیر میں
دقائق و نکات بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک کلمہ و فقرہ کی بلاغت و فصاحت نہایت
خوبی سے تقریر کرتے تھے۔ سامعین و طالبین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپ صاحب التصانیف

تھے۔ اکثر رسائل و حواشی لکھے ہین۔ ایک کتاب روضات شاہی جو بیس مجلدات مین تصنیف کی۔ جلد اول فی احوال بزرگان سلف اور باقی مجلدات مین مضامین علوم و فنون لکھے ہین۔ کتاب عجیب و غریب ہے۔ فی الحال شاید گجرات کے کسی کتب خانہ مین موجود ہوگی آپ موزون الطبع بھی تھے۔ صفا تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے اشعار دلاویز و حکمت آمیز ہوتے ہین۔ دیوان مرتب ہوگیا تہا نادر الوجود ہے۔ آپ خوش نویس و جلد نویس تھے۔ خط نستعلیق و نسخ مین اُستاد تھے۔ ایک وقت دو دن مین قرآن شریف لکھا تہا۔ اوسکو اپنے مطالعہ مین رکھتے تھے۔ جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ ایک روز رات کو روضۂ شاہیہ سے تہجد کی نماز پڑھ کے برآمد ہوئے۔ راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے سوال کیا کہ مجھہ کو تلاوت کے لئے قرآن شریف دیجئے۔ آپ نے فرمایا کل صبح کو کتب خانہ سے دون گا۔ فقیر نے کہا یہہ مصحف جو آپکے پاس ہے کیا اُسکو نہین دیتے ہو آپ نے اُسوقت۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کا مضمون خیال کرکے اس عزیز جان کو دیدیا۔ فقیر لے کے چلتا ہوا۔ نظرون سے غائب ہوگیا۔ آپ سے شاہجہان بادشاہ اور عالمگیر حُسن عقیدت رکہتے تھے۔ کئی مرتبہ ملازمت سے مشرف ہوئے ہین۔ اور آپ بھی کئی مرتبہ ملاقات کو گئے ہین۔ عنایت شاہی سے سرفراز ہوئے۔ مرآت احمدی و مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ آپ سنہ ۱۰۵۰ھ ایک ہزار پچاس ہجری مین والد ماجد کی خدمت مین آگرہ گئے تھے۔ شاہجہان بادشاہ کی ملازمت سے سرفراز ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت و فیل و تین ہزار روپیہ مرحمت فرمایا۔ چند روز کے بعد

گجرات مین مراجعت کی۔ پہر آپ ۱۰۶۲ھ ایکہزار باسٹھ ہجری مین والد کے انتقال کے بعد دوبارہ آگرہ گئے۔ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے پانچہزار روپیہ مرحمت کئے۔ پہر تیسرے مرتبہ ۱۰۶۴ھ ایکہزار چونسٹھ ہجری مین مع عم بزرگوار سید احمد بخاری آگرہ گئے۔ ملازمت کے بعد بادشاہ نے آپ کو خلعت و ایک زنجیر فیل و پانچہزار روپئے۔ اور آپ کے عم بزرگوار کو بھی خلعت و ایک زنجیر فیل و ہزار روپئے مرحمت کرکے رخصت فرمایا۔ ۱۰۶۹ھ ایک ہزار و نہتر ہجری مین عالمگیر نے آپکو خلعت بھیجی اور ۱۰۷۰ھ ایکہزار ستر ہجری مین آپ اور آپ کے صاحبزادے سید محمد و عم بزرگوار سید حسن عالمگیر بادشاہ کے جلوس کی تہنیت کے لئے گجرات سے اکبرآباد گئے۔ بادشاہ کے ملازمت سے مشرف ہوئے اور چہہ مہینے تک حضور مین رہے عالمگیر بادشاہ آپ کی عزت و آبرو کرتا تہا۔ رخصت کے وقت آپکو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل و دوہزار روپئے انعام۔ اور سید محمد کو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل و یکہزار روپیہ۔ اور سید حسن کو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل۔ اور سید محمد صالح سجادہ نشین قطب عالم کو خلعت و یک مادہ فیل اور دو سو اشرفی مرحمت کی۔ آپ رحم دل و متوکل تھے درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ جاہ و حشمت سے کمال تنفر تہا حضرت مقصود عالم کے بعد شاہجہان بادشاہ نے آپکو صدارت کی خدمت کے لئے کہا۔ آپ نے قبول نہین کیا۔ اپنے بہائی سید علی رضوی خان کو بادشاہ سے صدارت کی خدمت دلائی۔ اور آپ درویشی و فقیری مین رہے۔ سلاطین و امرا آپ کا اعزاز

واحترام کرتے تھے۔ موروثی جاگیرات مدد معاش مقرر تھین اوسی مین گذر کرتے
تھے۔ راضی برضا و شاکر رہتے تھے۔ آخر آپنے نوین تاریخ ماہ ذیحجہ ۸۵۰ھ اکہزار
بچیاسی ہجری مین رحلت کی گنبد ثانی واقع رسول آباد علاقہ احمد آباد گجرات مین والد کی قبر کے متصل مدفون ہوے

سید شاہ جمال قادری ساکن پتھری

آپ سید نورالدین حسین قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب
سبحانی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد بندر ہرمز سے دکن مین آئے۔ اور قصبہ
پتھری مین مقیم ہوئے۔ آپ کا مولد و منشا قصبۂ مذکور ہے۔ آپ نے والد ماجد سے علوم و
فنون حاصل کئے اور والد کے مرید و خلیفہ ہوتے تھے۔ سلطان بہادر نے آپ کو گجرات مین
بلا کے خانقاہ و مسجد بنادی تھی اور وظیفہ مدد معاش بھی مقرر کیا تہا۔ آپ مدۃ العمر
خانقاہ مین طلبہ کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز کرتے رہے آخر آپنے ۲۲ شعبان ۹۵۱ھ
ہجری مین رحلت کی۔ آپ کے صاحبزادے شاہ نعیم اللہ والد کے قائم مقام ہوئے آپکی
قبر احمد آباد گجرات مین رای گنڈہ دروازہ کے متصل واقع ہے۔ **نقل ہے** کہ ایک
وقت سلطان بہادر گجرات سے دکن مین آیا اور قصبۂ پتھری مین آپ کی ملاقات کے لئے
گیا اور دل مین ارادہ کیا کہ اگر حضرت میری تعظیم نکرین گے۔ تو آپ کو ذلیل کرونگا۔ اس
فرعونی خیال سے ملازمت مین پہنچا۔ اور نہایت عاجزی سے قدمبوس ہوا۔ آپ نے
بادشاہ کی تعظیم و توقیر نہین کی چونکہ آپ متوکل علی اللہ و مستغنی المزاج تھے۔ آپ کے

نزدیک امیر وفقیر مساوی تھے۔ بادشاہ قدمبوسی کے بعد رخصت ہوا۔ جب خانقاہ سے برآمد ہوا۔ مصاحبین نے کہا آپ نے خلاف عادت شاہ صاحب کی تعظیم وتوقیر کی کیا وجہ ہے بادشاہ نے کہا مین آپ کی ذلت کے فکر مین تہا۔ جب آپ کے سامنے پہنچا مجکو آپ کے دہنے وبائین طرف دو شیر دکھلائی دئے۔ مجہپر حملہ کا ارادہ کر رہے تھے مین دہشت وخوف سے گھبرایا اور قدمبوس ہوا۔ اوس روز سے بادشاہ آپ کا معتقد ہوا اور آپکو نہایت منت والتجا سے احمدآباد گجرات مین لے گیا۔ جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا۔ یزار وتبرک بہ

سید جلال الدین ابو محمد ماہِ عالم

سید جلال الدین نام۔ ابو محمد کنیت۔ ماہ عالم لقب ہے۔ آپ شاہ عالم گجراتی بخاری الاصل کے نبایر سے ہین۔ آپ کی ولادت چہٹی تاریخ ماہ ذیقعدہ ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین احمدآباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپ نے عالم شباب مین مولانا وجیہ الدین العلوی گجراتی وغیرہ علما سے علوم عربیہ وفنون ادبیہ حاصل کئے عالم باعمل ہوئے تحصیل کے بعد حضرت سید شیر محمد بن سید عرف شاہ بن سید محمد زاہد قدس سرہم سے سلوک وتصوف کے کتب تحصیل کین اور حضرت کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ اور مولانا وجیہ الدین علوی سے حقایق ومعارف مین استفادہ کیا۔ عارف کامل وصوفی واصل ہوئے۔ اور حضرت شاہ عالم کی خانقاہ وخاندان کو از سر نو زندہ کیا۔ مسند مشیخت وسجادۂ خلافت کو رونق دی۔ اور اکبری زمانہ مین خان اعظم صوبۂ گجرات نے آپ کو

شاہیہ خانقاہ میں سجادہ نشین فرمایا۔ آپ صاحب خوارق عادات وکرامات تھے
ذی مروت ومحمودہ صفات تھے۔ سخاوت وفتوت مین بے نظیر۔ کثرت سخاوت کی
وجہہ سے گھر مین ظروف اور جامے نہین رہنے پاتے تھے۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی۔ فقرا وغربا کو
تقسیم کردیتے تھے ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔ مرآت احمدی کے مولف نے لکھا کہ ایک روز مولانا
سید ابوتراب شیرازی نے آپ کی ضیافت کی اوس روز ضیافت مین اور بھی علما ومشایخ
مدعو تھے۔ جاڑے کا موسم تھا جاڑہ شدت سے پڑ رہا تھا۔ تمام اہل دعوت زمستانی
لباس اور کشمیری اونی جبے اور عبائین پہنکے آئے۔ اور دوشالے اور شالی رومال
سر پر اور جسم پر لپیٹ کے آئے۔ آپ بھی زمستانی لباس مین رونق افزا ہوئے۔
راہ مین ایک ننگا فقیر سائل ہوا آپ نے فی الفور کشمیری جبہ اوتار کے دیدیا سائل
خوش ہوا۔ صرف ایک پیرہن سے مجلس مین داخل ہوئے میزبان اور مہمانون نے
آپ کا استقبال کیا۔ عظمت وشان سے مسند پر بٹھائے۔ اس وقت ہوا سرد تھی
اور کھانے مین توقف تھا۔ باہم علما ومشایخ مین علمی مذاکرہ ہو رہا تھا کافی وقہوہ کا
دورہ چل رہا تھا۔ اہل مجلس سے مولانا شیرازی نے آپ کے خانقاہ کے مہتمم سید محمد
امین کو کہا کہ حضرت کے لئے دوشالے منگوائیے اسوقت سردی شدت سے ہے سید محمد
امین مجلس سے اوٹھکے باہر آیا اور فکر کرنے لگا کہ دوشالا کہان سے لاؤن بالفعل ہمارے
سرکار مین موجود نہین ہے۔ اسی تردد مین تھا کہ مریدون مین سے ایک شخص محمد امین کے
پاس آیا۔ اور دوشالا پیش کیا اور کہا مین یہ حضرت کے لئے نیاز وہدیہ لایا ہون بہت دیر سے

منتظر کھڑا ہوں محمد امین نے دو شالہ کو لیا۔ اور لا کے حضرت کو اوڑھایا۔ چند روز کے بعد لحباب
یہ ماجرا بیان کیا سب حضرت کی کرامت کے معترف ہوئے جب تک آپ زندہ رہے
درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے متوکل علی اللہ تھے کسی امیر و فقیر سے کبھی التجا نہیں کی۔
آخر آپ نے چودہ تاریخ ماہ ذیقعدہ وقت شب ۱۰۰۳ھ ایکہزار تین ہجری مین اس دار
فانی سے دار النعیم کو رحلت کی۔ جد اعلیٰ کے روضہ مین پائین مرقد شریف موضع بٹوہ احمد آباد
مین مدفون ہوئے (نور از جہان رفت) وصال کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے۔ یزاروَ یتبرک بہ

شاہ جمال الدین عرف شاہ جمن چشتی

شیخ جمال الدین نام۔ شاہ جمن عرف ہے چشتی المشرب حضرت شیخ محمود عرف
شاہ راجن کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ عارف کامل تھے۔ خلائق سے مستور الاحوال
رہتے تھے۔ لیکن کشف و کرامت کی وجہ سے اظہر من الشمس تھے۔ قصبہ جانپانیر
گجرات مین سکونت پذیر تھے۔ طالبین و مریدین کو ہدایت فرماتے تھے آپ کی خانقاہ
مین علما و صلحا کا مجمع تہا۔ آپ کی توجہ نہایت ہی زبردست تھی طالبین قلیل مدت مین
واصل الی اللہ ہوتے تھے۔ اور آپ نے عم بزرگوار شیخ نصیر الدین ثانی عرف شیخ خواجہ سے
بھی استفادہ کیا ہے اور خلافت کا خرقہ بھی پایا آپ موزون الطبع تھے۔ اکثر حقائق و معارف مین
مین کلام موزون فرماتے تھے آپ کا دیوان یادگار ہے۔ آخر آپکی رحلت ۲۹ ماہ ربیع الاول
۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ جانپانیر گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

سیدشاہ جمالُ بغدادیُ ورنگلیُ مدفناً

سیدشاہ جمال نام۔ اور معشوق ربانی لقب ہے۔ اور آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت
محبوب سبحانیؓ سے پہنچتا ہے۔ سید صحیح النسب تھے۔ اور آپ بارہ برس کی عمر میں والدہ
ماجدہ کی اجازت سے نکلے۔ آپنے سفر اسوجہ سے اختیار کیا کہ آپ کے والد ماجد جو فرزند
ہونہار معلوم ہوتا تھا۔ اوسکو فرماتے تھے میاں آرام کردہ فی الفور فوت ہوجاتا تھا۔ والدہ نے
خیال کیا میرا یہ فرزند خارق عادت ہے۔ کہین ایسا نہو کہ یہ بھی اور فرزندون کے طرح فوت
ہوجائے محبت مادری نے اس بات کو پسند کیا کہ کہین رہے مگر زندہ رہے۔ آپ بغداد سے
حرمین شریفین کو روانہ ہوئے حج وزیارت سے فارغ ہو کر مع چند خدام مدینہ منورہ گئے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ معشوق ربانی خطاب پایا
سرور عالم کی اجازت سے ورنگل دکن مین آئے۔ آپ کے ہمراہ فقراء کا مجمع کثیر تھا ستر
ہاشمی فقراء تھے باربرداری کے لئے ایک ہاتھی بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ ورنگل مین
بارہ برس تک روبقبلہ ہو کر ایک پیر پر کھڑے رہے۔ جب بارہ برس ختم ہوئے چلہ کشی
واستغراق سے برآمد ہوئے پہاڑی سے اترکر موضع عرس کے مقام مین جو ورنگل کے
قلعہ کے متصل ہے رونق افزا ہوئے۔ بھون کوٹ جواب بھونگیر مشہور ہے اوسکے
قریب آئے۔ اوسوقت پیر سے نعلین نکالے دوڑتے ہوئے راہی ہوئے ہمراہی
حیران تھے کہ کیا وجہ ہے کسیکو استفسار کی جرأت نہوئی مگر شاہ کمال بانوا جو آپکا
خاص خلیفہ تھا اوسنے حضرت سے سوال کیا کہ کیا معاملہ ہے آپ پا برہنہ تیز قدم ہین۔

آپ نے جواب دیا۔ شاہ کمال ادہر آؤ۔ آپ آئے۔ اور آپ کو بغل مین لیا۔ اور فرمایا
دیکھو کیا دیکھتے ہین کہ ہزارہا اولیاء اللہ و شہدا کی روحین جمع ہین۔ عالم ارواح ورنگل کے
اطراف مین ہے۔ فرمایا کہ تغلق بادشاہ جب پرتاب رودر راجہ سے جو صاحب استدراج
تہا۔ مقابلہ کے لئے آیا۔ چند سال لڑتا رہا آخر اولیاء اللہ کی مدد و اعانت سے کامیاب
ہوا۔ اکثر اولیاء لڑائی مین شہید ہوئے ہین تمام قلعہ کے اطراف مین شہدا و اولیا
مدفون ہین۔ قدم رکہنے کو جگہ نہین ہے۔ اس لئے مین نے پاؤن سے نعلین کو نکالا
تاکہ بے ادبی نہو جب معشوق ربانی موضع عرس مین آئے۔ وہان بھی ایک پہاڑ ہے
اوسپر اور بارہ سال تک چلہ نشین ہوئے۔ صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ سید شاہ
جمال البحر معشوق ربانی ثانی قطب شاہیہ زمانہ مین بغداد سے دکن مین آئے موضع
ہنمکنڈہ مین فروکش ہوئے۔ اوس مقام مین ایک کافر صاحب استدراج تہا۔ اور
پہاڑی پر پرستش گاہ بناکر سکونت پذیر تہا۔ اکثر خوارق باطلہ اوس سے نمایان ہوتے
تھے۔ حضرت بھی اوسی پہاڑ پر ذکر و شغل مین مشغول ہوئے۔ اوسکو خبر ہوئی۔ جادو
زور سے ایک بڑا پتھر اوٹہا کر آپ کے طرف پھینکا۔ آپ نے اوس پتھر کو ایک انگلی سے
دور کیا۔ وہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا آپ نے اوسکو جہنم مین پہنچایا۔ آپ چلہ کے بعد
پہاڑی سے اُترے اور گانون مین آئے۔ وہان قاضی ضیاء الدین ملتانی کا گنبد تہا۔
قاضی صاحب سلطان تغلق کے زمانہ مین شہید ہوئے تھے۔ موضع عرس سابق مین موسوم
بہ قاضی پور تہا۔ فی الحال کثرت عرس کی وجہ سے موسوم بہ عرس ہوا۔ آپ قاضی کے

گنبذ مین آئے اور فاتحہ پڑہے ایک پوست کے مقدار جگہ کی درخواست کی قاضی صاحب نے
جواب دیا کہ آفتاب کے سامنے چراغ کی کیا حقیقت وتاب ہے آپ آفتاب این مین چراغ
ہون آپ کی روشنی کے مقابلہ مین میرا چراغ گل ہوگا۔ آپ نے فرمایا قاضی صاحب
میری اولاد آپ کے روضہ پر عود وگل چڑہائے گی قاضی صاحب نے آپ کو اجازت
دی آپ رونق افزا ہوئے۔ چند قدم کے فاصلہ پر اپنی برچہے کو رکہا اور فرمایا کہ یہان
میرا مرقد ہوگا۔ پہر وہان سکونت پذیر ہوئے آپ سے خوارق عادات بیشمار نمایان
ہوئے این از انجملہ **نقل ہے** کہ ایک روز وہان کا راجہ آپ کی ملاقات کو گیا
ایک عمدہ گہوڑا عربی قیمتی نذر گذرانا۔ فقرا نے شدت فاقہ کی شکایت کی ارشاد ہوا کہ
گہوڑہ موجود ہے ذبح کرو اور کہاؤ۔ فقرا نے حسب ارشاد ذبح کیا اور کہایا۔ یہ
بات رفتہ رفتہ راجہ کو معلوم ہوئی۔ ناخوش ہوا اور پیغام بہیجا کہ گہوڑا واپس بہیجو حضرت نے
جواب دیا کہ تو نے ہمکو نذر دیا ہم اوس کے مالک تہے۔ آپ کو اب کیا حق ہے جو طلب
کرین راجہ نے کہا بحث وتکرار سے کچہ کام نہین مجکو گہوڑا چاہیئے۔ ہر چند کہ عذر
کیا گیا لیکن مفید نہوا۔ اوس سنگدل پہ کچہ اثر نہ کیا۔ آخر آپ کا جوش جلال
جمال پر غالب ہوا فرمایا۔ استخوان جمع کرکے لاؤ مریدون نے حاضر کیا۔ آپ نے
دیکہا اور زبان مبارک سے قم باذن اللہ فرمایا۔ گہوڑا فی الفور زندہ ہوکر کہڑا ہوگیا
حضرت نے فرمایا گہوڑا راجہ کو دیدو۔ راجہ حضرت کی یہ کرامت دیکہکر خوف زدہ
ہوا اور قدم مبارک پر سر رکہدیا۔ اور معافی چاہی۔ عفو جرائم کے بعد ایک تالاب

نام زورنگا سمند جو موضع عرس مین واقع ہے۔ فقرا پر وقف کیا۔ یہ تالاب خانقاہ کی ملک مین پہلی ہی ملک ہے۔ حضرت ورنگل مین چلّون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ کو خانہ داری کا خیال ہوا۔ دو نکاح کئے دونون بیویون سے ایک لڑکی اور دو بچے پیدا ہوئے۔ تینون بچے خوردسالی مین فوت ہوگئے۔

نقل فوت فرزند اول

مشہور ہے کہ آپ خانقاہ مین رونق افزا تھے۔ بڑے صاحبزادے بھی صحن مین ٹہل رہے تھے۔ ایک چیل نے صاحبزادے پر چغال کیا۔ اوسی وقت صاحبزادے نے نظر جلال سے چیل کو دیکھا۔ وہ جل کر زمین پر گری۔ حضرت نے فرزند کا خرق عادت ملاحظہ فرمایا۔ کہا فقیر کو اپنا حال ظاہر کرنا لازم ہے۔ مگر ابھی صاحبزادہ اظہار کے لائق نہین ہین پس آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ عالم وجود سے عالم عدم کی طرف سفر کرین اوسی وقت صاحبزادہ کی روح جسم خاکی سے پرواز ہوئی۔

نقل فوت فرزند دوم

مشہور ہے کہ آپ کے دوسرا صاحبزادہ دیوار پر سوار تھا خوش طبعی سے بچون کی طرح دیوار کو کہا چل گھوڑے۔ فی الفور دیوار حرکت کرکے روانہ ہوئی یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی ناخوش ہوئے۔ صاحبزادے سے فرمایا۔ میان آرام کرو۔ اوسی وقت صاحبزادہ کی روح قالب عنصری سے نکلی۔

نقل فوت دختر نیک اختر

مشہور ہے کہ ایکروز آپ کی دختر نیک اختر بالون کو کنگی سے سنوار رہی تھی بیویون نے دیکھا کہ آپ کے بالون سے موتیا و چنبیلی کے پھول گر رہے ہین حضرت نے بھی ملاحظہ فرمایا۔ دختر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اس جہان سے سدھارو اوسی وقت اونکی روح

عالم بالا کو روانہ ہوئے آپ کے تینوں بچوں کی مزار گنبد شریف کے نیچے واقع ہیں
مشہور ہے کہ ان حوادث کے بعد آپ کو ایک صاحبزادہ مسمی شاہ معین الدین حسن
پیدا ہوا۔ نشو نما کے بعد والد ماجد کا خلیفہ و مرید ہوا۔ حاصل کلام حضرت معشوق
ربانی صاحب خوارق عادات و صاحب ولایت و کرامت تھے۔ آپ کی وفات ۲۲
رجب ۹۹۹ھ نو سو ننیانوے ہجری میں موضع عرس توابع ورنگل حیدرآباد میں فوت
ہوئے۔ آپ کی قبر شریف خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ عرس میں بڑا مجمع ہوتا ہے
دس بیس ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ خلایق کو آپ سے اعتقاد کامل ہے۔ الحمد للہ
معتقدین آپ کے فیض سے کامیاب ہوتے ہیں۔ شوق سے نذرانہ مرقد مبارک
پر چڑھاتے ہیں آپ شاہ ابدال حموی کے معاصر تھے۔ آپ اور شاہ صاحب کے
مابین ربط و ضبط تھا۔ **نسب کا شجرہ** سید شاہ جمال معشوق ربانی
بن سید شاہ حسن عبد القادر ثانی۔ بن سید احمد۔ بن سید یوسف۔ بن
سید محمد۔ بن سید حید ر جلال الدین۔ بن سید شہاب الدین۔ بن شاہ
محمد اصغر۔ احمد۔ بن سید عماد الدین ابی صالح نصر۔ بن سید تاج الدین۔
عبد الرزاق۔ بن غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہم۔

جان اللہ شاہ قدس سرہ

جان اللہ شاہ نام ہے۔ آپ کا مولد و منشا بیجاپور ہے۔ آپ کے آباء کرام بادشاہی

منصبدارون مین سے تھے۔ اور آپ بھی صیغہ منصب مین مامور تھے۔ اور جان اللہ خان
نام سے مشہور تھے۔ باپ کی وفات کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوئے
اور حضرت شاہ محی الدین بن شاہ خداوندداری کے خدمت مین۔ قصبہ چنچولی مین آئے
اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ کتنے سال تک مرشد کی خدمت مین ریاضت و عبادت
کرتے رہے اور جذب کی حالت حاصل کرکے شہر حیدرآباد مین تشریف لائے
اور چارمینار مین سکونت اختیار کی۔ آپ معرفت کے دریا مین غریق اور محبت کے
شعلہ سے حریق تھے۔ مجذوبانہ وضع مین بسر کرتے تھے کسی سے سائل و طالب
نہین ہوتے تھے۔ قناعت کے گوشہ مین عافیت سے رہتے تھے۔ دنیادار آتے
تھے اور مقاصد اور مطالب کے وصول کی درخواست کرتے تھے حسن اعتقاد کے
بدولت اور آپ کی توجہ کی برکت سے فائز المرام ہوتے تھے۔ انوار الاخبار کے
مولف نے لکھا کہ آپ توم شیخ سے تھے مجذوب کامل تھے۔ جذب مین اسقدر
ڈوبے ہوئے تھے کہ مطلقاً عالم شہود سے بیخبر تھے عالم سکوت مین رہتے تھے۔
ہمیشہ چارمینار مین چھپے رہتے تھے۔ کبھی باہر قدم نہین رکھتے تھے۔ جب آپکی رحلت کا
زمانہ قریب پہنچا تب سکونت گاہ سے حرکت کرکے شہر مین گشت کرتے تھے آخر پانچوین
تاریخ ماہ رجب ۱۱۴۱ھ گیارہ سو اکتالیس ہجری مین چارمینار سے مکہ مسجد مین تشریف
لائے اور مسجد مین جان بحق ہوئے۔ موسئی ندی کے کنارہ قریب افضل گنج مدفون
کئے گئے۔ فی الحال وہ مقبرہ آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپکے مزار پرانوار

خلایق کا زیارت گاہ ہے ۔ آپ کی قبر پر ایک چوبین چھت بطور جالی مرتب ہوا تھا اور سنگین فرش بنایا گیا تھا وہ یہ چھت و فرش ابتک موجود ہے ۔ موسی ندی کی طغیانی سے متعدد واقعات مین بڑے بڑی عمارتین منہدم ہوئین ۔ مگر آپ کی عمارت بدستور درست ہے ۔ اور زمانہ کے حوادث سے محفوظ ہے ۔ یہ بات آپکی کرامات اور بزرگی کی علامت ہے ۔ حضرت بندگان عالی سرکار نظام مدظلہ العالی کے طرف سے سالانہ سوا سو روپیہ مقرر ہے سالانہ عرس ہوتا ہے مشایخ اور فقرا جمع ہوتے ہین اور معتقدین بھی جوق جوق آتے ہین زیارت سے مشرف ہو جاتے ہین صلف کبھی یارب مشرف حال رکھے

چیونٹی شاہ

چیونٹی شاہ نام ۔ یہہ بزرگ دکنی الاصل تھے ۔ جنگل و ویرانے میں آوارہ پھرتے تھے ۔ بمصداق درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست ۔ آپکے لئے کوئی مقام و مسکن مقرر نہین تھا اکثر دنیا دار آپکے ساتھہ حصول مراد کے امید پر پھرتے تھے ۔ کوئی مریض صحت کیلئے کوئی مفلس معشیت کے لئے درخواست کرتا تھا ۔ اور کوئی فرزند کے ولادت کی دعا چاہتا تھا آپ ار... سبلے کہدیتے تھے معتقدین کے لئے یہ آپ کا فرمانا باعث تسلی و دل جمعی ہوتا آہستہ آہستہ آپ کی ولایت کی شہرت ہوئی ۔ مغفرت منزل اعلیحضرت افضل الدولہ بہادر شاہ دکن آپ کے دیدار کے مشتاق ہوئے ۔ آپ کو بادشاہ کیخدمت میں پہنچانے اور شاہ حسن ارادت سے ملے آپکی تعظیم و تکریم کی کئی سی روپیہ نقد عطا فرمایا ۔ آپ فقیری سے درجہ ناز تک پہنچے

چندے آپکی پیری مریدی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر آپ سنہ [illegible]ھ مین اس عالم فنا سے بہشت برین کی طرف روانہ ہوے

چمن علی شاہ

چمن علی شاہ نام۔ درویش نیک نام اور عالی مقام تھے۔ اہل شہر کے عوام اونکی بزرگی کے معتقد اور اون کے ولایت کے مرید تھے۔ آپکے پاس اکثر اہل شہر آمدورفت کرتے تھے کہتے تھے کہ یہ زبردست عامل ہین۔ یہان کے لوگ عمل و تعویذ پر بڑا اعتقاد۔ اور دم اور دعا پر پختہ اعتقاد رکھتے ہین۔ اس وجہ سے آپ بھی بہت مشہور ہوگئے۔ شہر مین آپکی کرامات کا تازہ چمن اور آپکے ولایت کا گلزار شگفتہ ہوا۔ اس چمن کے پھول ہر ایک مجلس و بازار مین دست بدست تھے۔ رفتہ رفتہ مغفرت منزل حضرت افضل الدولہ بہادر نظام آصفجاہ دکن کے دربار مین پہنچے۔ اعلیحضرت فردوس منزلت نے آپکو پہلی ہی ملاقات مین زر و جواہر بیشمار دیئے۔ چمن علی شاہ کے چمن آرزو کو مال و دولت کے شگوفون سے تازہ و شاداب کردیا۔ آخر اس چمن کی بہار چند ہی روز رہی۔ یکایک عین بہار مین چمن عمر پر مرگ کی خزان آگئی۔ یہ واقعہ تخمیناً سنہ ۱۲۸۰ھ مین واقع ہوا۔ آپ مرحوم کے فرزند دلبند مسمی بہار علی شاہ والد ماجد کے جانشین و سجادہ ہوئے۔ فراغت سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک ظریف الطبع بزرگ نے کہا کہ یہہ طرفہ بہار ہے کہ بدون چمن گلزار ہے

شاہ چندا حسینی

سید جلال الدین آپ کا نام۔ شاہ چندا حسینی عرف ہے۔ سید سادات صحیح النسب والحسب

سید یحیٰ بن سید حسین الدمعۃ بن سید ابو الحسین بن سید اصغر بن سید علی اصغر بن سید امام زید بن الشہید المظلوم بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین شہید دشت کربلا

آپ کے ارادت کا سلسلہ

آپ شیخ عارف بن ضیاء کے مرید و خلیفہ۔ وہ شیخ فرید الدین ضیاء کے وہ شیخ سعد بخاری وہ محمد و علاء الدین علی احمد ملک گنج نبات کے وہ شیخ اخی سراج الدین کے۔ وہ نصیر الدین چراغ دہلی کے وہ شیخ نظام الدین اولیا کے

جعفر الصادق بن علی بن زین العابدین بن عبد اللہ بن الشیخ بن شیخ عبد اللہ العیدروس رضی اللہ عنہم۔ آپ کی ولادت تریم مین سنہ ۹۹۷ ہجری مین ہوئی۔ وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین نشو و نما پایا۔ اور والدین کے سایۂ عاطفت مین تربیت و پرورش پائی آٹھ نو برس کی عمر مین قرآن شریف و مختصرات نحو و صرف حفظ کئے۔ اور والد ماجد سے مدت دراز تک علوم و فنون کی کتابین پڑھتے رہے۔ اور اپنے چچازاد بھائی شیخ عبد الرحمٰن سقاف بن محمد العیدروس و الشیخ علامہ ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن شہاب و الشیخ الشہیر زین بن حسین بافضل وغیرہم رحمہم اللہ سے علوم کثیرہ حاصل کئے۔ تفسیر و حدیث و فقہ و تصوف و حساب و فلکیات وغیرہا مین عالم متبحر ہوئے۔ دین و دنیا مین سعید کہلائے۔ سعادت و اقبال کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے حسن فہم و ذکاوت طبع و جمال صوری و کمال معنوی سے موصوف تھے اقران و امثال مین بے مثل تھے باوجود این صفات خدا تعالیٰ نے آپ کو مقبول خاص و عام کیا۔ دور دور کے شہرون سے طلبہ آپ کی خدمت مین آتے تھے علم و فضل سے بہرہ یاب ہوتے تھے

آپ کی ذات مرجع آفاق تھی۔ خلایق آپ کی خدمت مین مستفید ہوتی تھی۔ آفتاب کی طرح
اپنی شعاع فیض سے محروم نہیں فرماتے تھے۔ کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تھے۔ اور نظم
ونثر لکھنے مین ایسے ادیب کامل تھے کہ زمانے نے ادب کی کتب مین ان کا نظیر نہیں پایا۔
شرح الروی کا مولف لکھتا ہے کہ میرے والد ماجد وصاحب ترجمہ کے درمیان باہم
محبت کامل تھی۔ پھر آپنے حرمین شریفین کا ارادہ کیا حج وزیارت سے فارغ ہوکے
حرمین مین علما وعرفا کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ پھر وطن مالوفہ یعنی شہر تریم مین
مراجعت کی۔ آپ کو ایسی قبولیت عامہ حاصل تھی کہ جب آپ تریم مین پہنچے تو تریم کا
والی اور وہان کے اہالی کیا ادانی و اعوالی آپ کی پیشوائی کے لئے آئے۔ آپکو شہر مین
اعزاز واکرام وتعظیم واحترام سے لیگئے۔ اور ارباب الدفوف دف بجاتے تھے۔ اور آپکی
مدح وثنا مین اشعار گاتے تھے۔ آپ تریم مین تھوڑے دن بسر کرکے ہند کی سیر
سیاحت کے لئے نکلے۔ ہند مین آنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ علوم عقلیہ کی تکمیل کرین
ہندوستان اوس زمانہ مین دار العلوم والحکم تہا۔ مختلف مقامات کے علما کا مجمع تہا
اولا بندر سورت مین آئے اور اپنے چچا محمد العیدروس سے علم معقول کی تکمیل کی اور
وہان سے دکن کا عزم کیا کہ دکن کے مشایخ کرام سے علوم باطنی حاصل کرے اسوقت
دکن مین طوائف الملوکی کا آفتاب چمک رہا تہا۔ ہر ایک سلاطین بہمینہ کا صوبہ دار
انا ملک کا مدعی بنگیا تہا۔ اُسوقت ملک عنبر حبشی دکن مین وزیر اعظم تہا۔ آپ عنبر کی
خدمت مین آئے۔ عنبر آپ سے نہایت اکرام واحترام سے ملا۔ آپ کی تعظیم وتوقیر مین ایک دقیقہ

فروگذاشت نہین کیا۔ اور آپ کو بارگاہ کل کے ایک کمرہ مین تعظیم کے ساتھہ اتارا اور
مصاحبین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ آپ کا بخت یاور چمکا۔ آپ نے علمائے بارگاہ
عنبری سے متفرق علوم وفنون مین عنبر کے سامنے مناظرہ کیا تمام علماء وفضلاء پر غالب
ہوئے ہر ایک سے بحث وتکرار کی تمام آپکا تبحر علم دیکھہ کے حیران ہوئے بعض تو
عالم سکتہ مین تھے پھر آپ نے درس تدریس کا بازار سرد گرم کیا۔ علوم کے رسوم
مندرسہ کو از سر نو ترمیم فرمایا۔ اور فنون وفضائل کے دروازے کھولدیئے اور آپنے
ہند مین تھوڑی ہی مدت مین زبان فارسی سیکھہ لی اور لکھنے پڑہنے کی مہارت حاصل
کر لی۔ جب آپ فارسی زبان مین لائق ہو گئے تب اہل دکن نے آپ سے درخواست
کی کہ آپ رسالہ العقد النبوی جو آپکے جد امام شیخ بن عبداللہ کا تالیف کیا ہوا ہے
فارسی مین ترجمہ کر دیجئے۔ آپ نے رسالہ عربیہ کو فارسی مین ترجمہ کر دیا۔ اور دارا شکوہ
بن سلطان شاہجہان کے رسالہ موسومہ سفینۃ الاولیا کا ترجمہ عربی مین کیا اور اسکا
نام تحفۃ الاصفیا ترجمہ سفینۃ الاولیاء رکھا۔ ملک عنبر علم دوست وغریب پرور تھا۔ آپکی
بہت خاطر ومدارات کرتا تھا عنبر کے پاس سادات علویہ وعلماء یمنیہ کا ایک مجمع تھا آپ
ملک عنبر کے ساتھہ ہمیشہ خوشحال وفارغ البال رہے۔ ملک عنبر کے فوت ہونیکے بعد
اُس کا فرزند مسمی فتح خان باپ کی جگہ قائم ہوا۔ باپ سے زیادہ آپ کی عزت وتعظیم
کرنے لگا۔ پھر فتح خان کی امارت مین زوال آیا۔ آپ نے بندر سورت مین مراجعت کی
اور اپنے چچا محمد العیدروس کے پاس سے درس تدریس وہدایت صراط مستقیم مین مشغول ہوئے

اور چچا نذر کے جانشین ہوئے۔ چچا کے جاگیرات واموال سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ تمام وار دین وصادرین پر صرف کرتے تھے۔ آپکی نظم ونثر ایسی فصیح وبلیغ ہوتی تھی کہ ناظرین وسامعین محظوظ ہوتے تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ اور چند رسائل فنون متفرقہ آپ کے یادگار ہین۔ آپ کا دیوان ورسائل نادر الوجود ہین۔ شاید کہین گوشۂ گمنامی مین ہو گئے۔ آپ صاحب کرامات وخرق عادات تھے۔ مدۃ العمر عزت وآبرو سے رہے۔ آخر ۱۰۶ ہجری مین دار دنیا سے دار الاخرت روانہ ہوئے اپنے چچا محمد العیدروس کے قبر کے نزدیک سورت مین دفن ہوئے

شیخ چکن کھنڈوی قدس سرہٗ

شیخ چکن نام۔ آپ کا مولد ومنشا قصبہ کہنڈوت جلال پور ضلع کالپی ہے۔ آپ درویش باکمال وفقیر صاحب وجد وحال تھے۔ پارسائی ونفس کشی۔ زہد وریاضت کشی مین منفرد تھے۔ حالت وجد وجذب مین صحرا وجنگل مین دورہ کرتے تھے۔ اخبارات ماضیہ وآیندہ سے آگاہ فرماتے تھے صاحب کشف وکرامات تھے۔ ہمایون بادشاہ آپ سے حسن اعتقاد رکھتا تہا۔ آپ اکثر ہمایون کو فوج کشی کے وقت رقعہ لکھکے بھیجتے تھے ہمایون آپکی تحریر کی تعمیل کرتا تہا آخر آپنے سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین رحلت کی قصبہ کہنڈوت جلال پور ضلع کالپی مین مدفون ہوئے

باب سید شاہ حسن عبد القادر الحار

آپ شاہ اولیا سلطان الفقرا کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے بعد مسند نشین ہوئے ہدایت وارشاد سے خلایق کو بہرہ مند کئے۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔ عارف کامل وبزرگ عامل تھے مشہور ہے کہ آپ موضع عرس کو حیدر آباد سے چند ہی ساعت مین

جاتے تھے۔ اور چند ہی ساعت میں لوٹ آتے تھے۔ سید محمد صاحب مجذوب برہنہ آپکے ساتھ ہیں حالت جذب میں مستغرق رہتے تھے۔ سید شاہ حسن کی سواری اگر اودھر سے گذرتی تو ستر بدن فرماتے تھے جب لوگوں نے مجذوب سے پوچھا سکرائے۔ اور سائل کو بغل میں دبایا۔ کہا ملاحظہ کر سائل نے دیکھا کہ بازار و راستہ کے اطراف میں تمام جانور ہیں کوئی انسان نہیں ہے مگر صرف شاہ حسن صاحب عرف قادر شاہ۔ پھر مجذوب نے کہا انسان سے ستر عورت ضرور ہے حیوان سے ضرور نہیں۔ آپکے کمال بیشمار ہیں مجلس سماع کو جائز کہتے تھے۔ اکثر اوقات راگ سنتے تھے۔ بلکہ آپنے نزع وسکرات کی حالت میں بھی راگ سنا اور اسی وجد وحال میں فوت ہوئے۔ یہ واقعہ ۲۲۔ ماہ جمادی الثانی سنہ میں واقع ہوا۔ جد بزرگوار کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ علیحدہ چبوترہ پر زیر آسمان قبر ہے۔ مدفن حیدرآباد ہے۔ یزار و یتبرک بہ

مولانا سید حبیب اللہ صبغۃ الٰہی بیجاپوری

مولانا حبیب اللہ نام۔ آپ مولانا احمد بن مولانا خلیل اللہ کے صاحبزادے ہیں نجیب الطرفین صحیح النسب والحسب ہیں۔ آپ کا مولد ومنشا بیجاپور دکن ہے۔ آپکی ولادت شب عید الفطر ۹۷۹ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔ خود آپ نے اپنی ولادت کی تاریخ منظوم کی

سہ شدم تو ام سعادت باولادت + بتاریخ ولادت ۹۷۹ باسعادت۔

آپ نے نشو ونما کے بعد۔ اولاً مخدوم قاضی علی سے جو جامع علوم عقلی ونقلی تھے کسی قدر کتب ابتدائیہ تحصیل کیں۔ پھر میاں حبیب اللہ شہر استاد کی خدمت میں مطول تک

وکتب درسیات ختم کیں اور مولانا شیخ حسن نجفی سے جو علامہ وحکیم تھا شرح حکمت العین پڑھی
پھر آپ نے فاجیب اللہ شہر استاد کے فرمانے سے درس وتحصیل کو موقوف کرکے بیجاپور سے
سفر اختیار کیا۔ موضع بہبوندی میں حضرت قاضی محمد کلیانی کی خدمت میں گئے۔ قاضی
صاحب عالم فاضل وعارف کامل تھے۔ قاضی صاحب نے آپکی خاطرداری ومدارات کی
اور باہم عہد ومواخات قائم کیا۔ اور فرمایا کہ مجھکو قیامت کے دن اپنے ہمراہ رکھیے گا
اور آپ کو کتاب براہین کے دو تین سبق پڑہائے۔ اور فرمایا کہ باہم یہ نسبت قائم رہنا
چاہیئے۔ پھر آپ نے موضع مذکور سے وطن میں مراجعت کی اور کتب متداولکی تدریس
شروع کی۔ اور آپ ہمیشہ مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ آپکی طبیعت میں ذکاوت
وفراست موجزن۔ اور فطانت وکیاست شعلہ زن تھی۔ شہر میں آپ کے کمالات کی
بڑی شہرت تھی لوگ آپ کو نفس قدسیہ سے تعبیر کرتے تھے۔ شہر میں آپکی درس وتدریس کا
بازار گرم تھا شہر آپ کے فیضان نعمت سے معمور وآباد تھا۔ اور آپ نے حضرت
شاہ محمد میرزا المشہور میران صاحب باباگری کی خدمت میں فیض پایا ہے۔ اور
اکثر علمائے فضلا وفقرائے عرفا سے مثلاً شاہ تاج الحق وعبدالوہاب عرف
شیخ بابوجی خلیفہ شاہ حسن ددہ وغیرہ سے عالم مشاہدہ میں اور شیخ علی وشاہ
محمد غوث گوالیری۔ وشاہ وجیہ الدین علوی وغیرہ سے عالم روحانی میں ملے
ہیں اور ہر ایک سے فیض پایا ہے۔ ابراہیم عادل شاہ پادشاہ بیجاپور آپ کی
بڑی عزت وتعظیم کرتا تھا۔ ہمیشہ آپ سے اپنی نیابت ووکالت کی درخواست

کرتا تھا۔ مگر آپ نے کبھی قبول نہین کیا۔ آپ دنیا و اہل دنیا سے نفرت کرتے تھے امراء و سلاطین کی صحبت سے دور رہنا چاہتے تھے۔ اکثر امرا آپ کے دروازہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور دنیوی و دینی فوائد سے مستفید ہوتے تھے بیجاپور مین جب کوئی جدید عالم فاضل وارد ہوتا تھا تو بادشاہ آپ کو علمار کی مہمانی و پذیرائی کے لئے مقرر کرتا تھا۔ آپ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اور علمار کا اعزاز و احترام پورے طور سے ادا فرماتے تھے۔ اور بادشاہ کیخدمت مین ہر ایک عالم و فاضل کے قسم کے کلمت الخیر کہتے تھے بادشاہ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کرتا تھا۔ اکثر علمار آپ کے ذریعہ سے کامیاب ہوئے ہیں اور فائز المرام ہوکے اوطان مالوفہ کو مراجعت کئے ہین۔ تذکرہ حبیب الرحمن النبی مین مولانا عبدالقادر نے لکھا کہ آپ ابراہیم عادل شاہ کے طرف سے سفارۃً سلاطین تیموریہ کے پاس گئے تھے۔ راجہ مانسنگ وغیرہ امرا آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے آمد و رفت کے وقت تعظیماً۔ استقبال و مشایعت کرتے تہے۔ راجہ باتفاق امراء کہتا تہا کہ مولانا ہم یہ تعظیم آپ کی علم و فضل کے لحاظ سے کرتے ہین اگر عادل شاہ خود آتا تو ہم اسقدر اعزاز کرتے اور سفارت کے زمانہ مین آپ اکثر اوقات میرزا عبدالرحیم خان خانان سے بھی سلے مین۔ خوب باہم علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ اگیروز خان خانان نے آپ کو اپنی یہ بلیغ رباعی سنائی

اے دوست نہ دشمنی دل آزاری چیست ... خوبی تو نہ بد تراست ستمگاری چیست
چشم تو نہ بخت ماست در خواب چراست ... بخت تو نہ چشم ماست بیداری چیست

آپ نے فرمایا اے خان خانان بیداری بخت کے مناسب نہایت ہی خوب ہے خانخانان نے

سکوت کیا۔ کچھ جواب نہیں دیا۔ مشکوٰۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ ۹۹۹ نوسو ننیانوے ہجری میں آپ کے دل میں ایسا خیال پیدا ہوا کہ تمام روئے زمین کا سفر کرون تا کہ کوئی کامل ملے۔ آپ اس سفر کے مشورہ کے لئے میران صاحب باباگری کی خدمت میں گئے میران صاحب سے تمام اپنا ارادہ بیان کیا۔ میران صاحب نے ایکا قصہ سنا اور آپ کو ایک میل کے فاصلہ پر صحرا میں لے گئے۔ فرمایا کہ عنقریب ایک کامل بزرگ یہان آنے والے ہین آپ صبر کیجئے۔ مولانا نے سفر کا ارادہ فسخ کیا۔ آخر ۱۰۰۰ھ ایک ہزار ہجری مین حضرت شاہ صبغۃ اللہ صاحب قدس سرہ بیجاپور مین آئے۔ تمام امرار و فقرا آپ کی خدمت سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت نے اہل شہر کے علمار و فضلا کے نسبت استفسار کیا اور شہر کی حالت دریافت کی حاضرین نے عرض کیا۔ ملا حبیب اللہ بن ملا احمد فاضل و کامل ہے حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اوسکو میرا سلام کہو کہ وہ یہان آئے۔ آپ سنتے ہی سوار ہوئے اور خدمت مین حاضر ہوئے۔ ملا حبیب اللہ آپ کی تقریر سنکر حیران ہوئے پھر حضرت کی خدمت مین از سر نو پڑھنا شروع کیا۔ چند ہی روز مین درجۂ کمال کو پہنچے۔ آخر حضرت کے مرید بھی ہوئے مولانا صبغۃ اللہ نے کبھی آپکو چلہ کشی کا حکم نہیں کیا۔ ایکوقت ملا کے دل مین خیال ہوا کہ شاید مین اس لایق نہیں ہون حضرت نے اس خیال کو سمجھکر فرمایا کہ اکثر آدمی چلہ کشی کرتے ہین۔ پھر ویسے ہی رہتے ہین جیسے چلہ کشی کے قبل تھے۔ میری ایک نظر سو چلہ سے بہتر ہے۔ پھر حضرت صبغۃ اللہ شاہ نے آپکو بیعت کی اجازت عطا کی۔ آپنے حضرت سے کہا حضرت میرا مرید اللہ کے نزدیک موجد ثواب ہوگا یا نہیں آپنے فرمایا بیشک ہوگا۔

آپکا مرید میرے مرید کے برابر ہوگا۔ مابہ الامتیاز کچھ نہو گا پھر حضرت نے فرمایا مریدونکے
شجرون مین میرا نام صبغۃ اللہ ہے مین نے یہ نام مجکو عطا کیا آپ نے عرض کیا کہ مین آپکا
نام اور میرا نام لکھون فرمایا بہتر بلکہ آپ کو شجرہ مین فرزند حقیقی صبغۃ اللہ لکھا روضہ اولیائے
بیجاپور میں مذکور ہے کہ آپ حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہٗ کی خدمت مین پانچ برس تک
رہے۔ بعد ازان حضرت شاہ موصوف نے ۱۰۰۵ھ ایکہزار پانچ ہجری مین بیجاپور سے
مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ دوم منزل موضع نکوٹہ جو بیجاپور سے ۶ چھہ کوس کے فاصلہ پر ہے
وہان حضرت شاہ نے ملا حبیب اللہ کو اذکار و اشغال کی تلقین کی۔ ملا موصوف نے
تلقین کی تاریخ کہی۔ ؎ تلقین شاہ چون شدہ انجام دستگیر؛ تاریخ این خواست
کہ تلقین گزفقیر۔ ملا موصوف کا ارادہ تہا کہ حضرت کے ہمرکاب رہے۔ حضرت نے فرمایا
۱۰۰۵
فی الحال آپ یہان قیام کرین پھر مین آپکو بلاؤنگا۔ آپ حسب الارشاد رہگئے۔ بعد
ازان حضرت کی رحلت کے بعد ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیس ہجری مین سید اسعد بلخی خلیفہ
شاہ صبغۃ اللہ کا خط آپ کے نام سے آیا۔ اوسکا مضمون یہ تہا کہ مین آپکو حسب
اشارہ حضرت نائب رسول اللہ لکہتا ہون کہ آپ یہان جلد تشریف لائیے۔ آپ
بمصداق مصرع ؎ از دوست یک اشارہ و ما را بسر دویدن۔ سفر کی تیاری
کرنے لگے اوسوقت آپ کی عمر ۶۳ تریسٹہ سال کی تھی۔ اسی اثنا مین آصف خان فریم
سپہ سالار شاہجہانی بیجاپور پر حملہ آور ہوا اور شہر کا محاصرہ کیا۔ شہر مین تاخت و تاراج
خوف سے کھلبلی پڑی تھی۔ اور آپ کو شدت سے بخار عارض ہوا۔ معالجہ ہوتا تہا مگر

مرض روز بروز بڑہتا جاتا تہا۔ آپ کی زوجہ محترمہ و خلف الرشید شاہ صاحب نے آپکی بیماری کی بابت عرض کیا کہ کیا فکر کرنا چاہیے آپ نے تسلی و دلاسا دیا۔ کہ تمکو غل کی فوج سے کچہہ صدمہ و آفت نہین پہنچیگی۔ پھر آپ نے مرض الموت مین شیخ اسمٰعیل ملازم سے فرمایا کہ مجہہ کو عالم علوی لیگئے تمام علویات کو دکہلائے مگر موت نہین دکہلائے۔ شیخ اسمٰعیل نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ زندہ ہین آخر آپ نے شب دوشنبہ وقت اول مغرب نو تاریخ شعبان ۱۱۴۱ھ اکہزار اکتالیس ہجری مین رحلت کی حسب الوصیت والدہ ماجدہ کے قبر کے متصل نہرہ پور مین بروز دوشنبہ مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ قطب آخر الزمان ہے۔ آپ کی رحلت کے بعد بارہ تاریخ ماہ مذکور آصف خان نے محاصرہ کو ترک کیا اور ہندروانہ ہوا خلایق کو آفات سے نجات ملی۔ تذکرہ حبیب الٰہی کا مولف لکہتا ہے کہ محاصرہ حضرت کی دعا کی برکت سے دفع ہوا۔ پھر شاہ محمد صبغۃ اللہ عرف شاہ صاحب بن مرحوم نے ارادہ کیا کہ لاش مبارک کو مدینہ منورہ روانہ کرے آپ نے خلف الصدق سے عالم خواب مین فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین مرشد کے پاس ہون مجہو یہان تابوت کا بہیجنا ضرور نہین۔ شاہ صاحب نے واقعہ کے بعد آپ کے گنبد مبارک کی تعمیر کی اور گنبد کے اندر والد ماجد کے پہلو مین اپنی بھی قبر بنائی آپکا روضہ نہایت ہی خوشنما و پرفضا مکان بصفا و دلکشا ہے خلایق کا زیارتگاہ ہے موتی گنبد کے لقب سے مشہور ہے۔ بیرون حصر آپ کے خلفاء بیشمار تھے۔ از آنجملہ مندرجہ ذیل ہین۔ سید شاہ محمد صبغۃ اللہ عرف شاہ صاحب خلف الصدق۔ حضرت شاہ جمال الدین صفوی۔ بن حضرت نور الدین صفوی۔ د

شاہ مصطفےٰ جنیدی سجادہ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم شیخ ندیم الدین شمس الدین صبغتہ اللہی ۔ شیخ ابو الفتاح حبیب اللہی جامع ملفوظ آنحضرت قدس سرہٗ ۔ ہمکو مولانا حبیب اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ سے جو آپکی اولاد مین ہین بذریعہ ذیل نسب کا شجرہ ملا وہ یہ ہے

نسب کا شجرہ

مولانا سید حبیب اللہ القادری الشطاری البیجاپوری ۔ بن مولانا احمد بن مولانا خلیل اللہ بن شاہ محمد الحسینی القادری ۔ بن شاہ خلیل اللہ الحسینی بن سید محمد المکی ۔ بن سید علی بن سید عبد اللطیف بن سید عین الدین ۔ بن سید خطیر الدین بن شاہ اسمٰعیل ۔ بن تاج زید پارسا ۔ بن خواجہ فرید الدین عطار ۔ بن احمد صادق ۔ بن سید نجم الدین ۔ بن تقی الدین بن امام محمد تقی ۔ بن ابو بکر ۔ بن اسمٰعیل ثانی ۔ بن امام جعفر الصادق ۔ بن امام محمد باقر ۔ بن امام زین العابدین ۔ بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

شاہ حبیب اللہ قادری

آپ شاہ پیر محمد بن محمد اکبر کے صاحبزادے ہین آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے منتہی ہوتا ہے ۔ آپ شاہ مرتضی قادری ساکن جنیر کے مرید و خلیفہ تھے ۔ بارہ برس تک صحرا و جنگل مین ریاضت کرتے رہے تکمیل کے بعد بالکنڈہ مین آکے مقیم ہوئے پھر وہان سے گلبرگہ مین متوطن ہوئے اتفاقاً پادشاہ عالمگیر کے بعد مرہٹہ غنیم نے گلبرگہ پر حملہ کیا شہر مین ہل چل پڑی ۔ اوسوقت شاہ حسین صاحب کلان مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے سجادہ نے آپکو کہلا بھیجا کہ آپ کا مکان مستحکم و محفوظ نہین ہے غنیم کی آمد ہے

اگر آپ خانقاہ میں تشریف لائیں تو مناسب ہے۔ آپنے فرمایا حضرت ذکریا نے درخت کے
نیچے پناہ لی اونکے سر پر آرہ چلا میں حفظ الٰہی کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پھر آپنے
گھر مین مستورات سے کہا کہ کفار حملہ آور ہین اگر ننگ و ناموس کی حفاظت منظور ہے تو
خانقاہ میں جاؤ مگر آپ گھر میں ہی رہے غنیم کی فوج کا سردار آیا آپ اسوقت مراقبہ میں تھے
دیکھکر خاموش ہوا دیر تک آپ کی خدمت مین کھڑا رہا۔ شاہ موصوف نے مراقبہ سے سر اوٹھایا
کہا تیرا مقصود حاضر ہے یعنی گھر کا اسباب لیجا اوس نے عذر کیا آپ نے فرمایا اگر تو
نہ لیگا تو تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا اوسنے نہین لیا واپس گیا اسی وقت غنیم کے پیٹ مین
درد ہونے لگا۔ دل میں خیال کیا فقیر کا کلام سچ ہے لوٹ آیا تمام اسباب اوٹھا لیا۔
درد اسی وقت موقوف ہوا۔ آپ کو نجات حاصل ہوئی پھر اس فساد کے بعد گلبرگہ مین سخت
قحط واقع ہوا جوار فی روپیہ ایک سیر فروخت ہوتی تھی آپ کے گھر مین جوار کا انبار تھا۔
آپ نے اوسوقت مسجد کا کام شروع کیا ہر ایک مزدور کو روز ایک سیر جوار کا آٹا دیتے تھے
تھوڑے زمانہ مین مسجد تیار ہوگئی اور قحط کا زمانہ تمام ہوگیا آپ چھ مہینہ تک مسجد میں عبادت
الٰہی کرتے رہے پھر آپ مع متعلقین حیدرآباد میں آئے محلہ مستعد پورہ مین مقیم ہوئے۔
اور ... نامی چوبینہ فروش کے مکان پر بسر کئے اکثر اہل اسلام آپ کی بیعت سے مشرف
ہوئے چھ برس تک مستعد پورے میں گزارے آپ کے صاحبزادہ شاہ ولی اللہ والد
ماجد اور دوسرے اعزہ خدمت میں حاضر رہتے تھے سب حوائج ضروری مہیا کرتے تھے
آخر آپ بیسوین تاریخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۴ھ گیارہ سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے

دفن کے لئے مقام تلاش کرنے لگے آپ کی مرید گلاب خاتون نے اپنی جگہ جو متصل مکان حضرت سید عبد القادر عرف حضرت صاحب کی تھی دفن کے لئے نذر کی شاہ ولی اللہ وغیرہ مریدین نے دفن کرنا چاہا۔ قادری صاحب مانع ہوئے معماروں کو منع کیا۔ کہ کوئی قبر نہ کھودے آخر آپ کے مریدوں نے قبر ہاتھ سے کھود دی اور اوس مقام مین دفن کیا تیسرے دن سب مشایخ جمع ہوئے فاتحہ و قرآن خوانی ہوئی۔ آپ کی قبر مبارک مثل آفتاب کے روشن و تابان معلوم ہوتی تھی۔ اوسکے دیکھنے سے معتقدین کا اعتقاد زیادہ ہوا۔ قبر پر اژدحام عوام ہونے لگا۔ روشنی چھ مہینے تک رہی۔ پھر مفقود ہو گئی۔ آپ صاحب تصرف و خوارق عادات تھے۔ **اولاد** نہ صاحبزادہ تھے۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ امین۔ شاہ نور اللہ۔ سید یعقوب۔ شاہ عمر۔ سید عارف۔ شاہ مراد۔ شاہ طاہر۔ و شاہ طاہر الدین۔ وغیرہ تھے۔ والد ماجد کے قائم مقام شاہ ولی اللہ ہوئے۔ مزار و قبر کن

شاہ حمید اللہ داماد سید علی صاحب بن شاہ حسینی

آپ سید علی صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ ہمیشہ ذکر و شغل میں رہتے تھے۔ تقوی و پرہیز گاری مین مشہور و معروف تھے۔ کھانے پینے میں بڑی احتیاط کرتے تھے۔ کسی کے گھر کا کھانا نہین کھاتے تھے۔ آخر زمانہ مین خود ہی کھانا ہاتھ سے تیار کر کے تناول فرماتے تھے۔ ایک روز نانی آپکا کھانا بغیر طہارت تیار کیا اور آپ کے سامنے رکھا آپ نے نہین کھایا اور فرمایا کہ کھانا بدون طہارت تیار ہوا ہے۔ فقیر کے کھانیکے لائق نہین ہے۔ اوسی روز سے

کہانے کا اہتمام خود بدولت کرتے تھے۔ عارف کامل تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۷۵ھ
گیارہ سو پچہتر ہجری کے قریب مین ہوئی۔ قصبہ طغرب علاقہ حیدرآباد مین اماناً مدفون
کئے گئے۔ چھ مہینہ کے بعد شہر مین نعش مبارک کو لائے۔ نعش صندوق مین تھی۔
حیدرآباد کے مشائخ مثلاً شاہ درویش صاحب وغیرہ نے فرمایا کہ بجنسہ صندوق کے
دفن کرنا چاہیے۔ سید جمال الدین بن شاہ درویش و سید محمد مدنی قادری نے جنازہ کہولا
معلوم ہوا کہ نعش مبارک صحیح و سالم ہے پھر آپ کو صندوق سے باہر نکالے تازہ میت کے
طرح تھے سید میران جی شاہ کی گنبد مین دفن کئے آپکا مزار خلائق کا زیارتگاہ ہے بزار و بتبرک و بہ

شاہ حسین مجذوب اورنگ آبادی

شاہ حسین نام۔ آپ کو جذبۂ ذاتی تہا۔ مادرزاد مجذوب تھے۔ اکثر امرا آپ کے معتقد
تھے خصوصاً نواب خانعالم خان آپ پر فریفتہ تھے پس نواب آپکو اورنگ آباد سے
بسنت نگر لیگئے۔ وہان آپ سے بیشمار خوارق ظاہر ہوئے ایک روز آپ نواب کے
مکان پر آئے اور مسند پر بیٹھے۔ فرمایا مجھے تقاضائے حاجت کی ضرورت ہے۔ نوابنے
فرمایا بیت الخلا حاضر ہے آپ نے فرمایا نہین آپ کے مسند پر رفع حاجت کرتا ہون۔
آپ۔۔ دونون قدمون کو قدمچہ بنا کر کہا۔ زہے قسمت مسند پر حضرت فراغت سے
رفع حاجت کرین مجذوب نے رفع حاجت کیا۔ پھر فرمایا طہارت آپ کرین نوابنے
قبول کیا۔ ہاتھ مین آفتابہ لیکر خادم سے کہا پاک کر۔ مجذوب نے فرمایا میرے فضلہ کو
سونگ نواب نے سونگہا۔ فرمایا کہ عطر سے زیادہ خوشبودار تہا۔ نواب نے آپکے

بیعت کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا چند روز تامل کیجئے۔ عنقریب میرے نانا آتے ہیں ہفتہ
نہین گذرا کہ شاہ درویش محی الدین قادری حیدرآباد سے آئے۔ نواب مجذوب کی
ملازمت مین حاضر ہوا۔ مجذوب ہشیار ہوئے۔ فرمایا کہ میرے نانا آئے ہین مین اُن کی
پیشوائی کو جاتا ہون خان عالم نے عرض کیا۔ آپ شہر مین خود لے آتا ہون آپ نے
منع کیا۔ نواب نے نہین مانا۔ آخر نواب نے آپ کو حجرہ مین بند کر دیا۔ خود نواب
شاہ صاحب کی خدمت مین روانہ ہوا۔ دیکھا کہ حضرت پالکی مین آرہے ہین۔ اور مجذوب
بھی ہمراہ ہین۔ مجذوب نے کہا اے خانعالم تو نے مجھکو قید کیا تھا مین نانا کیخدمتمین
آیا ہون نواب حیران ہوا حضرت کے خدمت مین پہنچا اور دل مین امتحاناً خیال
کیا۔ کہ اگر حضرت عارف کامل ہین تو جو کچھ میرے دلمین ہوگا بیان کرینگے دونون
بزرگ نواب کو دیکھکر مسکرانے لگے پھر جو کچھ نواب کے دل مین تھا بیان فرمایا۔
نواب اسی وقت مرید ہوا قدمون پر سر رکھدیا پھر حضرت کو گھر پر لایا۔ پالکی کے
ایکطرف نواب تھا۔ اور دوسرے طرف حسین شاہ مجذوب تھے حجرہ کے محافظین سے
دریافت کیا کہ حسین شاہ مجذوب حجرہ سے کس طرح برآمد ہوئے۔ سب نے کہا اندر
ہین جب نواب نے دروازہ کھلوایا تو آپ کو وہین پایا۔ مجذوب نے نواب کہا کہ مین نے محافظین کے
لحاظ سے یہان ابعت کی آخر ۱۱۵۵ھ سنہ گیارہ سو پچپن ہجری مین فوت ہوئے بست نگر مین دفن ہوئے مزار زیارتگاہ

شاہ حمزہ حسینی

آپ کے نسب کا سلسلہ میر سید محمد گیسو دراز سے پہنچتا ہے۔ صاحب انوار الاخبار

لکہتا ہے کہ آپ ابتدا مین سلاطین زمانہ کی خدمت مین ملازم تہے۔ آپ کا عروج جاہ وحشمت مین ترقی پر تہا۔ یکایک آپ کے دلمین محبت الٓہی کا ولولہ پیدا ہوا اجمیر شریف گئے۔ وہان شیخ احمد مجد شیبانی سے ملاقات ہوئی۔ چند روز آپکی صحبت مین مستفید ہوئے پہر وطن مالوفہ دہرسو جو نارنول کے علاقہ مین ہے۔ واپس آئے آپ کے والد نہایت ہی ہمدرد قوم ونیک نیت تہے۔ وہان کے غربا وفقرا کے بچے جو غیر مہذب تہے ایک اوستاد عربی وفارسی کا اون کے تعلیم کے لئے مقرر کیا تہا۔ اور آپ بہی طلبہ وفقرا کے ساتھ ہمدردی فرماتے تہے۔ اونکی تربیت وتعلیم مین مصروف رہتے تہے جو کچھ آمدنی ہوتی تہی فقرا وغربا کو نذر کردیتے تہے آمدنی مین سے تہوڑا ساحصہ شیار الطفال کو بہی دیتے

آپ کے کلمات

دنیا آتش است ہمان قدر بس ست کہ از وے چیزے پختہ خورند۔ دروقت سردی گرم شوند چون زیادہ شود بسوزد وہلاک کند۔

نقل ہے

آپ کا ایک مرید مرشد کی اجازت سے جنگل مین گیا۔ اور وہان پانی نہین تہا مرید پر تشنگی غالب ہوئی۔ اوس کے دل مین خیال آیا کہ حضرت کے تمام مرید خانقاہ مین پانی کی جگہ شربت ودودہ پیتے ہین سیراب وشاداب ہوتے ہین مین اس بیابان لق ودق مین تشنگی کے مارے ہلاک ہوتا ہون۔ اسی اثنا مین ایک چرواہا نظر پڑا۔ اوس کی بغل مین ایک مشکیزہ تہا۔ مرید اوس کے پاس گیا اور اس سے کہا

کہ مین پیاسا ہون مجکو تھوڑا پانی دیجئے۔ چرواہے نے کہا کہ یہان پانی کہان شکرہ مین دودہ ہے اوسمین سے تھوڑا سا دودہ دیا۔ مرید نے پیا۔ سیراب ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد پھر تشنگی کا غلبہ ہوا۔ یکایک پانی کا چشمہ نظر آیا اوس مین نہایت شیرین و سرد پانی تہا۔ نہایت ذوق سے پیا شاداب ہوئے اور دل مین سمجہا کہ مرشد کی توجہ کا کرشمہ ہے بیشک یہ حضرت ہی کی کرامت تھی۔ لطائف قادری مین لکہا ہے کہ حضرت سید ابدال لاابالی صاحب شہر حما سے کرنول دکن مین آئے آپ کی دختر نیک اختر سے نکاح فرمایا تہا۔ آپ کی صاحبزادی کے بطن سے دو صاحبزادے ایک شاہ عبد اللہ قادری۔ دوسرے شاہ عیسیٰ قادری پیدا ہوئے تھے آپکی وفات ۲۵ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۹۵۷ھ نوسو ستاون ہجری مین ہوئی موضع دہرسو۔ تعلقہ نارنول مین مدفون ہوئے۔ اور جو شاہ حمزہ بیجاپور مین تھے اون کا سلسلہ میر اشرف جہانگیر سمنانی سے پہنچتا ہے بیجاپوری نارنولی سے متقدم گذرے ہین بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ مزار متبرک ہے۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے آپ کو شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے۔ اور طریقت مین بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز سے لکہا ہے۔

حسین شاہ ولی قدس سرہ

مورخین آپ کے نسب کی ترتیب سلسلہ مین مختلف الاقوال ہین۔ اور تمام اس بات مین متفق ہین کہ آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت مخدوم حسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی

ہوتا ہے۔ فقیر مولف کو آپ کے سجادہ نشین سے نسب نامہ صحیح ملا اوسکی صحت مین کسیطرحکا شک و شبہ نہین ہے

هُوَ هٰذا

حسین شاہ ولی بن شاہ صفیر اللہ عرف صفی اللہ ثانی بن اسد اللہ بن عسکر اللہ بن صفیر اللہ عرف صفی اللہ اولی بن شاہ محمد اکبر الحسینی بن مخدوم سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہم۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے اسطرح لکھا حسین شاہ ولی بن شاہ صفی اللہ بن اسد اللہ بن اسد اللہ بن صفی اللہ بن سید محمد اکبر الحسینی بن سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز انتہی کلامہ۔ اور انوار الاخبار کے مولف نے لکھا حسین شاہ بن صفیر اللہ بن اسد اللہ بن عسکر اللہ بن محمد اکبر الحسینی بن سید محمد الحسینی بندہ نواز۔ الخ۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ حسین نام۔ نصیر الدین لقب۔ حسین شاہ ولی عرف ہے آپ صاحب کرامات و عارف معرفت تھے۔ آپ کا مولد و منشا شہر بیدر ہے۔ آپ کے جد امجد کو حضرت بندہ نواز کے روضہ متبرکہ کی تولیت مقرر تھی اور میان ید اللہ کی اولاد کے نام سجادگی کی خدمت معین تھی عالمگیر بادشاہ کے زمانہ تک بھی سلسلہ جاری رہا جب عالمگیر بادشاہ سنہ ۱۰۹۷ ہجری مین بیجاپور کی فتح کے بعد گلبرگہ مین حضرت بندہ نواز کی زیارت کے لئے آیا اوسوقت قطبی صاحب سجادہ نشین کو جو میان رشد اللہ بدری کے اولاد سے تھے ملاقات کیلئے بلایا قطبی صاحب نے بخیال کسر نفسی و درویشی بادشاہ کی ملاقات سے انکار کیا عالمگیر سجادہ صاحب کے انکار سے ناخوش ہوا اونکو سجادگی سے معزول کرکے متولی صاحب کو سجادگی کی خدمت کی سند و خلعت از سر نو اپنی دستخط خاص سے مرحمت کی اسوقت سے

ابتک حضرت کے خاندان مین سجادگی و تولیت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ ابتدا مین یعنی
عالم شباب مین آپکا یہ خیال تہا کہ خلق سے پوشیدہ رہون اور گوشۂ تنہائی مین معتکف
ہو کے یاد الہی مین مشغول رہون اور اسرار الہی کی حفاظت کردن گلبرگہ سے گولکنڈہ مین
تشریف لائے اوسوقت قلعہ مین ابراہیم قطب شاہ تلنگانہ کا بادشاہ تخت نشین تہا
ابراہیم قطب شاہ دکن کے سلاطین طوائف الملوک سے تہا۔ یہ طوائف الملوک
جبتک بہمنیہ سلاطین کا زور و غلبہ رہا بظاہر سنی المذہب تقیۃً رہے بہمنیہ کا زور و غلبہ
کم ہونیکی صورت مین صراحتہً امامیہ مذہب ہو گئے لیکن سنی امرا و رعایا سے خوف زدہ
رہتے تھے کوئی امر ایسا نہین کرتے تھے جس سے سنی آمادۂ فساد ہون سنیونکی دلداری
و دلجوئی مین ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ سنی و شیعہ کو برابر سمجہتے تھے سنیونکو بلکہ
اہل شیعہ پر ترجیح دیتے تھے خوف کرتے تھے کہ ہنگامۂ فساد مین کہین ایسا نہو کہ ہماری
سلطنت درہم برہم ہوجائے سنی المذہب اکثر افاغنہ و حبوش تھے۔ ابراہیم قطب شاہ
سنی و شیعہ کے فتنہ فرو کرنیکے لئے اکثر علما و اولیا سنی المذہب کی بہت ہی تعظیم و تکریم
کرتا تہا اور اون کے لئے وظائف معتد بہ مقرر کر دیتا تہا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ
حسین شاہ ولی تشریف لائے ہین۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی آپکی خدمت مین
معتمدین وزرا و امرا بھیجے۔ معتمدین نے حسب الحکم آپ کی مہمانی و مدارات کا عمدہ انتظام
کیا۔ اور آپ کو اعزاز کے ساتھ بادشاہی دربار مین لائے بادشاہ حضرت سے ملا۔
اول ہی ملاقات مین آپ کو دس ہزار فوج کی سپہ سالاری و تعمیرات کی معتمدی عطا کی

اور اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی دامادی کی عزت سے ممتاز جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ حضرت کے تعلق سے سنی المذاہب بہت خوش ہوئے اور بادشاہ کی حق پسندیکا ورد جس صلح کل کی تعریف کرنے لگے۔ تمام مساجد بنا کردہ قطب شاہیہ مثل مکہ مسجد و جامع مسجد وغیرہ سنیون کے تصرف مین تہین کوئی شیعہ ان مساجد مین نہین داخل ہوتا تہا۔ صرف گولکنڈہ کے محمدی باغ کی مسجد امامیہ کے قبضہ مین تہی۔ اوس مین اہل شیعہ نماز ادا کرتے تھے۔ سلاطین طوائف الملوک کی طرز صلح کل تہی۔ فتنہ و فساد سے نفرت رہتے تھے۔ کبھی کبھی باہم فریقین مین فساد ہوا ہے اوس فساد کے باعث واقع مین بیرونی علمائے ایرانی ہوتے تھے۔ ملایان بے تدبیر نے اکثر اوقات ہنگامہ فساد و فتنہ کی آگ بھڑکائے لیکن شاہان نیک محضر و خوش تدبیر نے حسن رائے و تدبیر سے فتنہ و فساد کی بھڑکتی آگ کو بجہایا۔ اور بھڑکنے نہین دیا۔ رفتہ رفتہ دکن مین امامیہ کی قوت بڑہ گئی۔ اور سنیون کی قوت گہٹ گئی۔ باوجود کہ سنی المذاہب اہل تشیع کسی امر مین زیادتی نہین کرتے تھے بدستور دونون فریق ایک ہی حال پر رہے۔ بہمنیہ سلاطین کے باقیات الصالحات سے محمود شاہ ثانی تہا۔ برید کے دست قدرت مین کاٹ کا پتلا تہا۔ نام کا بادشاہ تہا کوئی کام بغیر برید نہین کر سکتا تہا۔ برید سفید و سیاہ کا مالک و مختار تہا حسین شاہ ولی کو بادشاہ کی دختر کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تہا۔ بادشاہ نے اوس کو امام الملک خطاب دیا تہا وہ لڑکا ہونہار مین عالم شباب مین فوت ہوگیا۔ جد امجد و والد ماجد کو سخت رنج و غم ہوا۔ حسین شاہ ولی سراپا عقل و دانش تھے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ عقل کے پتلے تھے عقل مجسم آپ کی

نمودہوئے تھے۔ آپ نے سلاطین وقت سے تعلق و تقرب اسلیے پسند کیا تھا کہ بذریعہ توسل سے
عوام الناس کی حاجت روائی ہو۔ ہرایک امیر و فقیر کو بادشاہ وقت سے نفع پہنچے۔ آپ
بباطن فقیر بظاہر امیر تھے۔ آپ کا دربار شاہانہ تھا۔ اور مزاج فقیرانہ۔ آپ کے دربار مین
کسی قسم کی روک ٹوک نہین تھی۔ نہ دربر دربان تہانہ بارگاہ مین پاسبان ہرکس وناکس
بدون مزاحمت آپ سے مل سکتا تھا اور اپنی حاجت کے نسبت عرض کرسکتا تہا۔ اکثر
آپ کے توسل سے کامیاب ہوتے تھے۔ دیکھو اسوقت کے مشایخ کرام کی کیا شان عظمت
کیا ہمدردی دہمت تھی کہ بادشاہون کا تقرب خواہش نفسانی وعیش زندگانی کے لیے
نہین چاہتے تھے بلکہ محض عوام الناس کے نفع رسانی کے لئے پسند کرتے تھے اسوقت کے
بزرگون و مشایخ کو ماسلف کے بزرگون سے سبق لینا چاہیے اور اون کے قدم بقدم چلنا
چاہیے۔ درویشی مین قدم چاہیے نہ دم۔ بزرگان سلف فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا
فی اللہ کے مراتب طے کرتے تھے۔ فی زمانہ فنا فی الدنیا ہین۔ بزرگی کا دم مارتے ہین اور
صفات اضافیہ پر ناز کرتے ہین۔ خدائے تعالے تمام کو نیک ہدایت کرے۔

بنائے حسین ساگر۔ و آبادی خیرت آباد کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے سنہ ہجری مین خیرت آباد
اپنی دختر نیک اختر خیرۃ النسا بیگم کے نام پر آباد کیا۔ اوسمین اکثر عمارات شاہی سنگین و پختہ
بنائین۔ اور ایک مسجد پختہ و بازار بھی تعمیر کرایا۔ یہہ مقام نہایت پر فضا تھا۔ آب وہوا درست
و معتدل تھی۔ خیرۃ النسا اسی مقام پر فضا مین رہتی تھی بادشاہ بھی اکثر اوقات تفرجاً آمدورفت

کرتا تھا۔ اسی آبادی پر فضا کے کنارے پر ایک پانی کا چشمہ تھا لیکن نہایت مختصر جو ہوتا کنڈ کہلاتا تھا۔ بادشاہ کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کنڈ کو تالاب بزرگ بنانا چاہیے تاکہ اس تالاب سے قرب و جوار کی زراعت سیراب و تازہ ہو جائے۔ اور خلایق کو فائدہ عام پہنچے۔ حسین شاہ ولی معتمد تعمیرات کو بلایا اور آپ سے تالاب کی بابت مشورہ کیا۔ آپ نے بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ بادشاہ نے آپ کے زیر اہتمام تالاب کی تعمیر کا کام شروع کرایا۔ آپ کے اہتمام سے تخمیناً دو سال کی مدت مین تالاب تیار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس تالاب کا نام ابراہیم ساگر تجویز کیا تھا۔ لیکن تعمیر کے زمانہ مین معمار و قلی باہم مکالمہ کرتے تھے ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ کہان کام کرتے ہو دوسرا جواب دیتا تھا کہ حسین ساگر پر۔ تیار ہونے کے قبل ہی بنام حسین ساگر مشہور ہو گیا۔ ہر چند کہ وزرا و کارکنان بادشاہی نے کوشش کی کہ ابراہیم ساگر نام سے مشہور ہو کسی کی کوشش مشکور نہین ہوئی۔ بمصداق زبان خلق نقارۂ خدا حسین ساگر ہی رہا۔ بادشاہ نے کہا خیر یہ تالاب آپ ہی کے نام پر رہے۔ ہم دوسرا آباد کرین گے۔ پھر بادشاہ نے جل پلی کا تالاب اپنے نام پر تعمیر کرایا اور اوس موضع کا نام ابراہیم پٹن اور تالاب کا نام ابراہیم ساگر رکھا۔ وہان بھی قدیم سے ایک تالاب تھا۔ اوسی تالاب کو پختہ و کلان بنادیا فی زماننا دونون تالاب۔ اوس زمانہ سے ابتک زندہ و جاری ہین۔ خلایق اون سے مستفید ہوتی ہے یہ فیض جاری ہے مفید عام ہے۔ مدت تک باقی رہے گا۔ چند مدت کے بعد بادشاہ کی دختر خیرۃ النسا بیگم کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ کو لخت جگر کا سخت غم

ورنج لاحق حال ہوا۔ اوس مرحومہ کو حسب الحکم بادشاہ خیرتاباد مین مسجد کے بازو مین امانتاً
دفن کئے۔ اور مرحومہ مدفونہ کی قبر پر ایک پختہ گنبد حسین شاہ ولی کی زیر نگرانی تعمیر کرایا گیا
چند ایام کے بعد صندوق لاشہ کو قبر سے نکال کے کربلائے معلیٰ روانہ کیا خالی گنبد ابتک موجود ہے
خیرۃ النسا کا یادگار ہے۔ حسین شاہ ولی فن سپاہگری وتیراندازی ونشانہ زنی مین استاد تھے
مزاج مین چستی وچالاکی تھی۔ اکثر نشانہ زنی مین تیز ہدف تھے۔ **نقل ہے** کہ آپ کو ایک روز
شاہزادہ محمد قلی قطب شاہ کی سواری مین ہمرکاب تھے شاہزادہ کی سواری مع جمعیت شان و
عظمت کے ساتھ راستے سے گذرہی تھی۔ ایک چیل نے بادشاہزادہ پر بیچال کیا آپنے
فی الفور چیل پران پر بندوق فیر کی چیل کباب سوختہ کی طرح نیچے گری شاہزادہ ودیگر
مصاحبین شاہزادہ آپ کی چستی وچالاکی دیکھکے بہت خوش ہوئے۔ شاہزادہ آپکا
اعزاز واکرام باپ سے زیادہ کرنے لگا۔ بعض مورخین نے اس نقل کو اسطرح لکھا کہ آپنے
چیل کے طرف غضب ناک نگاہ سے دیکھا۔ اوسی وقت چیل کباب سوختہ کی طرح نیچے
گری اوسوقت شاہزادہ وامرا آپ کی کرامت وخرق عادت کے معترف ومعتقد ہوئے۔
وَاللهُ اَعلم بالصَّواب۔ آپ مدت تک بادشاہی خدمات پر مقرر رہے۔ آخر خدمات سے
مستعفی ہو کے یاد الٰہی مین مشغول ہوئے۔ آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ آپکی وفات
چودہ تاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے
رفت از دنیا حسین پاک دین ؁۔ مرقد مبارک قلعہ گولکنڈہ کے قریب ایک کوس کے
فاصلہ پر پہاڑی کے نیچے ہے۔ مزار و متبرک ہے دکن کے لوگ آپ کو بہت مانتے ہین۔

آپ کے مزار پر ہر جمعرات وجمعہ کو مجموعہ رہتا ہے۔ معتقدین مرقد پر گل چڑھاتے ہین۔
عود ولوبان جلاتے ہین۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ آپ اوائل مین ابراہیم
قطب شاہ کے ملازم تھے۔ دس ہزار سپاہ کے سپہ سالار تھے۔ ابراہیم کی رحلت کے
بعد عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین عسکری صیغہ مین مامور تھے۔ اور آپ کی رحلت
سہ ا۔ ماہ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری لکھی۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک مولف کی
تحریر مین سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری مین
تخت نشین ہوا۔ اور بقول مولف مذکور آپ کی رحلت کا بھی وہی سنہ ہے عبداللہ کے
عسکری صیغہ مین کیونکر ہون گے۔ مولف مذکور کے قول مین گڑبڑ ہے۔ ع

شیخ حمید قادری قدس سرہ

شیخ حمید نام۔ آپ کا مسقط الراس ومولد سندھ ہے۔ آپ عالم شباب میں سندھ سے برآمد
ہوئے۔ احمد آباد بیدر میں آئے۔ شیخ محمد گنج بخش خلیفہ مخدوم جی کے مرید وخلیفہ ہوئے
اور پیر کی اجازت سے بلدہ بیجاپور میں پہنچے اوسوقت ابراہیم عادل شاہ ثانی جگت گرو تخت
نشین تہا۔ اہل شہر آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ قدردان نے
بھی آپ کی عزت وآبرو کی اور آپ کو بادشاہی نوباغ میں اوتارا۔ آپ باغ میں دل جمعی سے
یاد الہی میں مشغول ہوئے۔ آپ خلوت گزیں وعزلت نشیں تھے۔ کثرت خلایق وصحبت اغنیا
سے نفرت کرتے تھے۔ اور بادشاہ نے آپ کو نوباغ سکونت کے لئے عطا فرمایا۔ اور اوس میں
ملکہ جہاں خاطر سلطان زوجہ علی عادل شاہ نے ایک مسجد وگنبد وباولی تیار کرکے وقف کی

اور مسجد کے متصل دو گنبذ خورد بچوں کے لئے تیار کئے تھے۔ آپنے مسجد میں بستر ڈالا۔ اور فرمایا یہ مسجد و گنبذ سو تو نہ ہمارے لئے کافی ہیں بادشاہ آپ کے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور منظور کیا۔ علاوہ مکانات سو تو نہ میں جو زمین قلعہ سے فصیل تک واقع تھی وہ سب زمین حضرت کے نذر کی۔ آپ نے بادشاہ کی نذر منظور کی۔ مقام مذکورہ میں متوطن ہوئے۔ عبادت الٰہی میں تا مرگ مشغول رہے۔ آپ عالم و حافظ و قاری تھے۔ قرآن شریف عمدہ لہجہ والحان سے پڑھتے تھے۔ اوسوقت میں آپ اہل اللہ کی مجلس کے چراغ تھے۔ اکثر چراغ آپ کے چراغ سے روشن ہوئے ہیں۔ ترک و تجرید میں یگانہ۔ و توکل و قناعت میں مشہور زمانہ تھے آخر بائیسویں تاریخ ذیحجہ ۱۰۱۱ھ ایکہزار گیارہ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوئے۔ شفیع قیامت۔ تاریخ ہے اور فیض سبحان بھی تاریخ ہے۔ مرقد او بمقام ہے جہاں آپ نے سکونت کی تھی

مخدوم شیخ حسام الدین پروانہ ملتانی ؒ

شیخ عثمان نام حسام الدین لقب ہے پروانہ خطاب ہے۔ آپ شیخ داؤد فاروقی ملتانی کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے پہنچتا ہے آپ عالم فاضل تھے۔ ملتان سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں آئے اور مرید و خلیفہ ہوئے عارف کامل و صاحب کرامت تھے مخدوم کی اجازت و ہدایت سے پٹن گجرات میں رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد کے حجرہ میں فروکش ہوئے۔ صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ ریاضت و عبادت میں بسر کرتے تھے۔ درویشی کے اسرار و فقیری کے امور کو چھپاتے تھے۔ آپ کی وضع سیدھی سادھی تھی۔ ایک لنگ و چادر رکھتے تھے اور

سر پر ٹوپی اوس پر سبز ستی کا نیتہ بندھا ہوتا تہا۔ طلبہ کو ابتدائی کتب پڑہاتے تھے اور ارکان اسلام

یاد کراتے تھے۔ اسلام و دین محمدی کی اشاعت مین مستعد کمربستہ رہتے تھے اسلام کی

حمیت و دین کی ہمدردی مزاج میں موج زن تھی۔ اور آپ روزی کسب حلال سے پیدا

کر کے کہاتے تھے۔ ایک سوداگر سے بافتہ کا سفید طاقہ قیمت سے خرید کر کے شام کو

چوک میں لیجاتے تھے اور خریدار سے طاقہ کا مقدار طولاً و عرضاً اور اصلی قیمت ظاہر

کر کے فرماتے کہ مین اسمین دو گرہ نفع لونگا اگر منظور ہو تو لیجئے ورنا تشریف لیجائیے۔ اور شام کو افطار کے

وقت خود ہاتھ سے دو روٹیاں تیار کرتے ایک آپ کہاتے اور دوسری فقیر کو دیتے عمر آپکی یہی عادت جاری رہی

نقل ہے

کہ ایک روز حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے حضور مین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و شیخ

حسام الدین ملتانی و مولانا جمال الدین نصرت خانی۔ و مولانا شرف الدین و مولانا برہان

الدین غریب دولت آبادی وغیرہم حاضر تھے۔ مخدوم نے فرمایا۔ روزہ رکہنے مین روٹی بچتی ہے

اور نماز ادا کرنی زن بیوہ کی مزدوری ہے۔ اور خدا کے ذکر مین مشغول رہنا انسان کا

کام ہے۔ اور چند روز کے بعد ذکر خدا کی مشغولی کی تفصیل بیان کی خدا کی مشغولی کے

چھ رکن۔ ایک خلوت نشینی۔ دوسرے ہمیشہ باوضو رہنا۔ تیسرے روزہ رکہنا چوتھے

خاموشی۔ پانچوین دل کو شیخ سے مربوط کرنا۔ چھٹے۔ دل کو دوئی حق سے پاک کرنا۔

اور فرمایا کہ دہلی کی حمایت شیخ حسام الدین کے تفویض ہے۔ پھر مخدوم نے درویشی ہر دری

ظاہر و درویشی ہر دری باطن کی تفصیل بیان کی۔ فرمایا درویشی ہر دری ظاہر سے یہ

مراد ہے کہ فقیر مخلوق کے دروازہ پر گدائی کرے۔ اور صد درویشی ہر دری باطن سے یہ مراد ہے کہ درویش خلوت میں بیٹھے۔ اور اوس کا دل امرا کے دروازہ پر بھٹکتا پھرے یہ بہت بری ہے درویش کو چاہیے کہ ایک در گیر و محکم گیر پر کاربند رہے۔ آپ کے خلفا پیر کی نصایح پر عمل کرتے تھے حضرت شیخ حسام الدین خارق عادت تھے۔ ہنود آپ سے عداوت رکھتے تھے آپ کے مسجد کے قریب ایک بتخانہ تھا۔ وہان ایک مہنت رہا جتی نامی رہتا تہا۔ وہ ساحر یا صاحب استدراج تہا۔ آپ سے سخت مخالفت کرتا تہا۔ ایک روز آپ پر افترا کیا کہ آپ کے تلامذہ بت خانہ مین استنجا کے کلوخ ڈالتے ہیں تمام اپنے چیلون کو فساد پر آمادہ و برانگیختہ کیا۔ اور آپکو بلا کے کہا کہ تم مین کچہہ کرامت ہو تو ظاہر کرو نہین ہم آپ کو سزا دین گے آپ نے فرمایا تو اول اپنے کرامت دکہلا۔ وہ ساحر پتہر کی چوکی پر سوار ہو کے آسمان کے طرف روانہ ہوا اور سب کی نظر سے غائب ہوا۔ آپ نے پیر کے کہڑاؤن کو اشارہ کیا دونوں تیر کی طرح اوڑے۔ اور اوس ساحر کے سر پر پہنچے۔ آپ نے فرمایا بزن اور ابر زمین بنشاند۔ نعلین چوبین نے اوس کو زمین پر گرایا۔ آخر وہ مع چوکی زمین پر گرا۔ چوکی کے نیچے زمین مین دہس گیا۔ اوس کے اکثر چیلے مسلمان ہوئے۔ اور بعض ذلت سے چلے گئے بتخانہ آپ کے قبضہ مین آیا۔ آپ نے وہان سکونت اختیار کی۔ ہنود ابتک پتہر کی چوکی پر تیل وسفید ور لگاتے ہین۔ آپ کی یہ کرامت گجرات مین مشہور ہے۔ آخر آپ نے ۲ تاریخ ماہ ذی قعدہ ۷۳۶ھ سات سو چہتیس ہجری میں رحلت کی پٹن گجرات میں مدفون ہوئے مزار و مقبرہ ہے

شیخ حسن خطیب

آپ مخدوم شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید و خلیفہ ہیں۔ صاحب کشف و کرامت تھے دہلی سے
مع چند مریدین گجرات میں آئے۔ دھولقہ علاقہ احمد آباد گجرات میں سکونت پذیر ہوئے خلایق کو
ہدایت و تلقین کرنے لگے۔ چند مدت کے بعد دھولقہ سے جونپور گئے۔ شیخ عیسیٰ جونپوری سے
فیض باطنی حاصل کیا۔ اور خلافت کا خرقہ بھی حاصل کرکے دھولقہ گجرات میں مراجعت کی آپنے
ایک طالب علم مسمی شیخ بہاء الدین کو کیمیا کا نسخہ عطا کیا۔ اوس نے قبول نہیں کیا اور عرض کیا
مجھے کیمیا باطن عطا کیجیے۔ آپنے اسکو کیمیای باطن کی تلقین شروع کی چند روز میں۔ ریاضت مجاہدہ
کے بعد کامل ہوا پھر اوسکو جونپور مرشد کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ وہان اوسنے تکمیل کی
اور معرفت الٰہی کو پایا۔ آخر آپنے سترہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۷۶۴ھ سات سو چونسٹھ ہجری مین
رحلت کی۔ دھولقہ گجرات مین مدفون ہوئے۔ مزار و زیارت متبرک ہے۔

حضرت حیات قلندر قدس سرہٗ منگلوری

آپ کا نام سید احمد کبیر۔ شاہ بدر الدین لقب ہے۔ حیات قلندر عرف ہے آپ کا اصلی وطن
ملک روم مین موضع بطلیح ہے آپ کو طریقہ۔ قادریہ مین بیعت تھی اور اسی طریقہ مین خلافت بھی
پائے تھے۔ دوسرے سلاسل و طرق کی بھی اجازت حاصل کی تھی۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید
مکی زرذوز تھا۔ آپ کو بیعت و خلافت عم بزرگوار سے حاصل ہو گئی تھی آپ وطن مالوفہ سے سیاحت
و سیر کرتے ہوئے ہند مین وارد ہوئے۔ ہند سے ملک برار دکن مین آئے۔ آپ کی تشریف آوری کے
وقت برار مین کہین اسلام کا جھنڈا قائم نہین ہوا تھا فقرا و تجار اسلام کی آمد شروع تھی آپ کے
ہمراہ چند فقرا تھے آپ یاد الٰہی مین مصروف ہوئے۔ بہتو آپ کے خرق عادات سے معتقد ہوگئے

حضرت کو سادو کہتے تھے۔ بعض آپ کی خدمت مین اسلام سے بھی مشرف ہوتے تھے آپ کے ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان ایک راجہ سنگلیا نام رہتا تھا یہ شہر اوسی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اہل اسلام سے نفرت رکہتا تہا۔ بنا بر علیہ حضرت کی ایذا رسانی مین مصروف ہوا۔ اور چاہتا تہا کہ حضرت کو شہر سے خارج کرے آپ سے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ آپ بھی تیار ہوئے۔ آپ کی تائید پر عنایت الٰہی تھی۔ آپ نے مقابلہ مین اوسکو قتل کیا۔ راجہ کے قتل کے بعد ہنود فرار ہوئے۔ اور حضرت سے مصالحہ کیا۔ آپ دل جمعی سے رہنے لگے آپکی خانقاہ مین مجمع اہل اسلام تہا۔ آخر آپ نے ۲۲۔ جمادی الثانی ۹۰۵ھ نو سو پانچ ہجری مین رحلت کی مقام ذودرگاہ میں مدفون ہوئے۔ رحلت کی تاریخ لفظ (یا ترحم) سے برآمد ہوتی ہے۔ بعض کا گمان ہے کہ یہ مزار مصنوعی ہے کسی بزرگ کا چلہ گاہ ہے یہ گمان غلط ہے۔ اوسکی کچہہ اصل نہین۔ آپ کے بعد سلاطین اسلام نے روضہ کے مصارف کے لئے جاگیر وقف کر دی بحال و برقرار ہے۔ ۱۱۴۶ھ گیارہ سو چہیالیس ہجری میں محمد شاہی عہد مین حضور آصفجاہ نے مکان چوبین کی تعمیر کرائی تھی۔ آپکا سالانہ عرس ۲۲۔ جمادی الثانی کو ہوتا ہے برار کے بلاد و اطراف سے معتقدین بے شمار جمع ہوتے ہین حضرت کے خوارق سے ہے کہ قصبہ مذکور مین طوائف و شراب خانہ و بتخانہ ہنومان نہین ہے نہ وہان ہو سکتا ہے ہنود تقریب شادی مین عروس و داماد کو حضرت کی درگاہ مین تسلیم و نیاز کو لاتے ہین اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین۔ آپ کے مزار کے اطراف اکثر فقراء اہل اللہ کے مزارات ہین عجب مقام پر فضا خوشنما ہے زیارت گاہ عام ہے

سید حسام الدین قتال زنجانی

سید حسام الدین نام۔ کفار کے ساتھ جہاد و قتال کے وجہ سے قتال آپ کا لقب ہے اور کوکن میں سید السادات کے خطاب سے مشہور ہیں۔ آپ میر اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ معتقدین اولیاء دکن سے شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ طریقہ چشتیہ کے پیرو تھے بلاد و امصار کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر پونہ میں وارد ہوئے۔ ہنود آپ سے مخالفت کرتے تھے۔ آپ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ نے مع مجاہدین و طالبین ہنود سے متعدد جنگ کئے اور غالب ہوئے بت خانے توڑے۔ اور مساجد بنوائیں۔ آپ کے روضہ کے اطراف میں ندی کے کنارے بت خانوں کے آثار موجود ہیں۔ آپ صاحب کرامت و کرشمہ تھے اکثر ہنود آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے ہیں اور بیشمار توحید کے سنر ہوئے اور بت پرستی کو ترک کیا۔ آپ کی وجہ سے کوکن میں اسلام نمود ہوا۔ آخر آپ نے غرہ ماہ رجب ۷۶۳ھ سات سو ترسٹھ ہجری میں رحلت کی شہر پونہ میں مدفون ہوئے۔ زیارت گاہ و متبرک ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ماہ رجب کی پہلی تاریخ سے پانچویں تک ہوتا ہے۔ اطراف و جوانب کے ہنود و مسلمان نذر و نیازات چڑھاتے ہیں۔ آپکی اولاد میں قاضی جانصاحب احمد نگری سلمہ اللہ تعالے موجود ہیں۔ جو معاش عرس کے لئے سلاطین اسلام سے مقرر ہے اوسپر قابض و متصرف ہیں۔

سید حسین خادم عریض

سید حسین نام۔ اور عریض عرف ہے۔ آپ کے نسب کا سلسلہ سید محمود بن سید کبیر الدین بن سید محمد سے۔ اور سید محمد کا سلسلہ چند واسطے سے سید علی العریض بن امام جعفر الصادق سے منتہی ہوتا ہے آپ خواجہ نظام الدین اولیاء کے مرید و خلیفہ ہیں حضرت خواجہ نے مخدوم شیخ

حسام الدین ملتانی کو ہدایت وتلقین کے لئے ولایت گجرات روانہ کیا۔ اور سید حسین کو اطراف گجرات کے دیہات وقصبات میں مقرر فرمایا چنانچہ آپ خواجہ کے ارشاد کے موافق ۷۲۰ھ سات سو بیس ہجری میں پٹن گجرات میں رونق افزا ہوئے۔ دیہات وقصبات میں اسلام کی اشاعت کرنے لگے۔ آپ کی زجر وکوشش سے اکثر مشرکین موحد ہوئے۔ اور راہ راست پر آئے۔ آپ کریم الاخلاق وعمیم الاشفاق تھے۔ صاحب ولایت وکرامت تھے۔ ہنود کی تالیف قلوب کرتے تھے۔ آخر آپ غرہ جمادی الثانی ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری میں ایکسو بیس سال کی عمر میں رحلت کی شہر پٹن گجرات میں سلنگ تالاب کے کنارہ مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک۔

شیخ حسینؒ بغدادی

شیخ حسین نام۔ بغداد وطن۔ آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم عقلی ونقلی بغداد کے علما سے حاصل کئے۔ علامۂ عصر وفہامۂ دہر تھے۔ میر غیاث الدین منصور نے آپ کو بغداد سے شیراز بلایا۔ آپ بغداد سے شیراز گئے۔ ابراہیم خان حاکم شیراز نے آپ کی تعظیم وتوقیر کی اور غیاث الدین منصور نے انکی تشریف آوری کی خوشی میں ایک بڑا جلسہ منعقد کیا۔ اوس میں شیراز کی علما وسادات مدعو تھے۔ علما جمع ہوئے باہم نہایت محبت وحسن اخلاق سے ملے۔ اور مجلس میں علمی مباحثہ شروع ہوا۔ شیخ حسین نے علما کے تنازع کا فیصلہ کیا۔ مدلل طور سے تقریر کی۔ شیراز کے علما شیخ کی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ آپ شیراز میں میر موصوف کے مہمان رہے۔ مدرسہ منصوریہ میں طلبہ کو درس وتدریس سے سرفراز کرتے تھے۔ اکثر

شیراز کے علما آپ سے مستفید ہوئے ہیں۔ پھر آپ شیراز سے حرمین شریفین آسے حج و
زیارت سے فارغ ہو کے عازم ہند ہوئے۔ اولاً دہلی میں پہنچے وہاں علما و فضلا سے
ملے پھر دہلی سے سیر کرتے ہوئے احمد آباد گجرات میں آئے حکیم عثمان یونانی سندہی اور مولانا
عبدالقادر بغدادی آپ کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ آپ احمد آباد گجرات میں درس و
تدریس فرماتے رہے۔ متوکل و قانع تھے سلاطین اسلام حسن سلوک و آپکی اعانت فرماتے تھے
آخر آپنے ۹۰۰ نوسو ستہتر ہجری میں رحلت کی سول آباد ضلع احمد آباد میں مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک ہے

شاہ حسین مجذوب

آپ کو شاہ حسین لکڑ بھی کہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد سپاہ پیشہ مرد صالح تھے کسب
حلال سے یعنے ہیزم فروشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکا اصلی وطن نادیڑ دکن ہے
آپ شاہ عبدالقادر عرف میاں صاحب کے مرید و خلیفہ تھے اور میاں صاحب کے
نسب کا سلسلہ شیخ محمد ملتانی بیدری سے پہنچتا ہے۔ عاشورہ محرم کے دن علم کو ہاتھ میں
تھام کر او چل رہے تھے ایک بزرگ مقابل میں ہوئے اور علم پر ہاتھ مار آپ اسیوقت
بیہوش ہو کر زمین پر گرے۔ ایک ہفتہ تک مریض رہے صحت کے بعد آپ کی اور ہی حالت
ہوئی حالت موجودہ و سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ آپ سے اکثر خوارق عادات
ظاہر ہونے لگے۔ آپ بھی والد ماجد کے طرح ہیزم فروشی فرماتے تھے۔ کچھ عار و ننگ نہیں
کرتے تھے۔ کسی حاکم کا احسان نہیں اٹھاتے تھے۔ بیشک مردان خدا و جوان مرد باصفا
ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ صاحب تصرف تھے۔ سال میں دو تین دفعہ طعام عام دیتے تھے

سو بابو فقرا و امرا و اعزہ کے ساتھ ایک ہی طریقہ تہا۔ آپ کے مکان پر عوام کی دعوت کی بحث و ریز کا تمام اسباب شادی گہائے ستی ظروف وغیرہ موجود رہتے ۔ آپ طامع و ریاکار نہیں تھے۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ صاف گو تھے کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ سماع کے شایق تھے مجلس سماع مین وجد و حال فرماتے تھے۔ حالت جذب مین جنگل کی راہ لیتے ہفتہ عشرہ تک مفقود ہو جاتے تھے۔ اور مستی جذب مین برہنہ تن ہوتے تھے۔ عریانی بدن کو لباس تصور کرتے تھے۔ ؎ تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس ہے یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہین سیدہا اُلٹا۔ ہوش آنے کے بعد لباس زیب بدن فرماتے تھے۔ رقیق القلب و رحم دل تھے۔ راستہ مین اگر کوئی بوڑہیا یا بوڑہا۔ کمزور لکڑیونکا بوجہہ لئے ہوئے نظر آتا تو آپ اوس کا بوجہہ اپنے سر پر اوٹھا لیتے تھے۔ اور اوس کے مکان کو پہنچا دیتے۔ حضرت موسیٰ شاہ قادری سے بہت محبت و نیاز رکھتے تھے ایکوقت حضرت نادیڑ گئے۔ شاہ صاحب سے ملے دونون بزرگون مین خوب اتفاق رہا۔ شاہ مجذوب نے آپ سے ایک وقت التجا کی۔ کہ آپ مجھکو پان کہا کے اوگال عنایت کیجئے حضرت موسیٰ شاہ اس بات سے انکار کرتے رہے لیکن وہ مجذوب نہین مانا۔ آخر آپ نے پان کہایا اور اوسکا اوگال مجذوب کو مرحمت کیا مجذوب نے نہایت ہی رغبت سے نوش فرمایا۔ آپ یعنے موسیٰ شاہ قادری مجذوب صاحب کے مہمان چار دن تک رہے۔ خواجہ موسن خان بہادر ناظم نادیڑ نے پیغام بہیجا کہ اگر کل جاتے ہین تو مین آپکو بلاؤن گا۔ اور آپ سے ملون گا۔ آپ کو خواجہ کی یہ بات ناگوار ہوئی کچہہ پروا نہین کی

وہان سے چلتے ہوئے۔ خواجہ سوسن خدمت مین حاضر ہوا معذرت کی۔ اور کچھ بارچہ نذر
گذارا مگر غیب مین حضرت کے نسبت طعن کرتا تہا۔ چندہی روز گذرے کہ صدر سے اوسکی
معزولی کا حکم پہنچا۔ لوگون نے ناظم سے کہا کہ حضرت کی پہٹکار ہے۔ بزرگون کو برا نہین
کہنا چاہئے۔ حاصل کلام شاہ حسین مجذوب اکمل اولیاء واجل عرفا سے تھے ۱۲۵۶ھ
بارہ سو چھپن ہجری مین فوت ہوئے۔ نادیڑ مین مدفون ہین۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ حسام الدین عرف خوب میان چشتی گجراتی

شیخ حسام الدین نام۔ خوب میان عرف ہے۔ آپ شیخ رشید الدین محمود دلالہ چشتی کے
فرزند دلبند ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۳ھ بارہ سو تین ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین
واقع ہوئی۔ آپ نے سن شعور وتمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ علوم
متعارفہ ختم کین۔ اور تصوف و سلوک کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ریاضت وعبادت
مین مصروف ہوئے۔ چند مدت کے بعد صاحب کمال و صاحب الوجد و حال ہوئے۔
عالم فاضل و صوفی کامل و عارف واصل تھے۔ متقی و مرتاض و متدین و متشرع تھے
صاحب مکاشفہ و مجاہدہ و خداوند مراقبہ و مشاہدہ تھے آبائے کرام و بزرگان ذوی الاحترام کے
طریقہ پر قائم تھے۔ سیر و خصائل مین شیوخ ماسلف کے ہمقدم تھے۔ خلایق کی تعلیم وتربیت
آپ کا کام تہا۔ آپ کی ہدایت و تلقین کا فیض عام تہا۔ آپ نے تعلیم و تربیت کا دروازہ
کشادہ کیا۔ بلاد و امصار سے جوق جوق طلبہ آتے تھے۔ آپ کے حلقہ درس مین
شامل ہوتے تھے۔ آپ فقراء دوست و طلبہ پرست تھے۔ مہمان و غربا پرور تھے طالبین

وواردین کی خبرگیری خاص ذات سے فرماتے تھے۔ ہر ایک کی دستگیری خوراک و
پوشاک سے کرتے تھے۔ اکثر طلبہ آپ کے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے ہین
آپ حسن اخلاق وکسر نفسی مین بے نظیر آسمان عرفان کے بدر منیر تھے۔ صاحب خوارق
عادات ومظہر کشف وکرامات تھے۔ رسالہ معتبرہ کے مولف نے آپ کی خوارق عادات
نقلین وحکایتین اکثر لکھی ہین ازان جملہ۔ جب حضرت جہاز مین سوار ہوکے عازم
حرمین شریفین ہوئے۔ آپ کا جہاز وریلے سقوطرہ مین پہنچا۔ وہان مخالف ہوا کی
وجہ سے طوفان مین گرفتار ہوا۔ اہل جہاز مضطرب الحال ہوئے اور آپ کی خدمت مین
عرض کی کہ آپ مقبول الدعا ہین جناب باری تعالی سے دعا کیجئے کہ ہم کو طوفان سے
نجات ملے۔ جہاز مین اشخاص اس قسم کے تھے کہ وہ اولیا کے خوارق ودعا کے منکر تھے
سب نے کہا حضرت سے التجا کرنا فضول ہے۔ یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی آپ نے
فرمایا اولیاء اللہ کے کرامات حق ہین اور اون کی دعا مقبول ہے۔ خدائے تعالی رحیم وکریم
ہے۔ پھر آپ نے دعا کی دعا کرتے ہی طوفان دفع ہوا اور جہاز چلا۔ چند ہی روز مین
مع الخیر والعافیہ جدہ مین پہنچے۔ اہل جہاز معتقد ہوئے۔ آپ حرم محترم مین داخل ہوئے
زیارت وطواف سے فراغت پائی اوسوقت ایک بزرگ آپ کی خدمت مین آئے
اور ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اور ملاقات کرکے روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ قدس سرہٗ
جو حرم کے قطب تھے۔ اون سے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ بیت المقدس کے قطب تھے
پھر آپ مدینہ منورہ گئے۔ وہان سید گل محمد جو قطب الاقطاب واکمل اولیا تھے آپ کے

استقبال کے لئے آئے۔ اور نہایت حسن اخلاق سے ملے اور فرمایا کہ مجھکو حضرت سے بشارت ہوئی کہ میری طرف سے ولدی خوب میاں کو کہو۔ مرحبًا بک وخیر مقدم آپ نے تعظیمًا و تکریمًا سر تسلیم کو جھکایا۔ اور روضہ منورہ مین زیارت کے لئے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جب تک مدینہ مین رہے ہر روز زیارت وسلام سے مشرف ہوتے تھے بشمار فوائد حاصل کئے۔ پھر جد امجد حضرت قطب المدین شیخ یحیی معشوق اللہ کی زیارت سے بھی معزز ہوئے۔ اور مرقد مبارک پر مراقبہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قطب المدینہ فرماتے ہین ولدی طوبی لک آپ درگاہ ایزدی وبارگاہ صمدی مین مقبول ہوئے۔ آپ نے دوگانہ شکریہ ادا کیا پھر آپ حرمین شریفین سے وطن مالوف احمد آباد گجرات مین مراجعت کی مع الخیر والعافیہ پہنچے اعزہ و اقارب ومعتقدین ومریدین سے ملے سب آپ کی تشریف آوری سے خوش وخرم ہوئے آپ بدستور ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے۔ چندمدت کے بعد حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے میان صاحب بن مولانا قطب الدین بن مولانا فخر الدین دہلوی حرمین شریفین سے احمد آباد گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ آپ سے نہایت ادب سے ملے آپ نے حضرت موصوف کی بڑی خاطر وجہانداری کی اور اپنے مکان پر فروکش کیا اتفاقًا انہین ایام مین مخدوم کمال الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ رکن الدین ثانی کی شادی ہو رہی تھی حضرت موصوف بھی شادی مین شریک ہوئے برات کے ہمراہ پیادہ پا تھے ہر چند کہ آپ مانع ہوئے مگر حضرت موصوف نے نہین مانا۔ الغرض عقد کے بعد حضرت کالے میان صاحب نے دلہن کو گیارہ عدد اشرفی و گیارہ روپیے اور دولہے کو سات اشرفی اور سات روپیہ اور ایک دستار اور ایک دوشالہ

اور ایک تھان کمخواب دیا۔ اور شادی کے بعد آپ سے تجدید بیعت کر کے خلافت کا خرقہ لیا
اور آپ کو اکتالیس اشرفی اور ڈیڑھ سو روپیہ ایک ململ ایک کمخواب کا تھان و ایک دوشالہ
پیشکش کیا۔ اور آپ نے رخصت کے وقت ایک تھان کمخواب اور دو تھان ململ و سفید
دوشالہ مرحمت کیا۔ حضرت کالے میان پٹن ہوتے ہوئے دہلی گئے۔ رسالہ معتبرہ مین لکھا ہے کہ
چند روز کے بعد آپ بزرگان کرام کی زیارت کے لئے دہلی گئے آپکے ہمراہ شیخ محی الدین عباسی
شیخ شمس الدین چشتی و سید یوسف حسینی وغیرہم تھے۔ مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خانقاہ
مین فروکش ہوے۔ بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوئے دہلی مین چھ مہینے تک رہے اکبر شاہ
بادشاہ ثانی تین مرتبہ آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور درخواست کی کہ آپ یہان سکونت
اختیار کرین پانسو روپئے ماہوار خدام کے لئے حاضر ہے آپ نے قبول نہین کیا اور وہان سے
روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے رخصت کے وقت دو اشرفی اور ایک مروارید کی تسبیح نذر کی
اور سات کوس تک مشایعت کی۔ آپ اجمیر تشریف ہوتے ہوئے۔ احمد آباد گجرات آئے
اہل گجرات آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ آخر آپنے ۹ تاریخ ماہ ذیقعدہ
روز پنجشنبہ ۱۲۵۷ھ بارہ سو ستاون ہجری مین اس عالم فانی سے فردوس برین کو رحلت کی
شاہپور احمد آباد گجرات مین خانقاہ مین مدفون ہوئے مزار متوسل بہ۔ مدۃ عمر چون برس۔ مدۃ خلافت گیارہ برس

آپ کی اولاد

حضرت شیخ محمود میان۔ حضرت شیخ برہان الدین۔ حضرت شیخ فخر الدین خلیفہ برادر بزرگ۔

خلفا

دو فرزند۔ اور شہاب الدین چشتی۔ محمد احمد پنجابی شیخ معین الدین بن شیخ رشید الدین مودود لالا

شیخ حسن محمد چشتی گجراتی

شیخ حسن محمد نام۔ ابو صالح کنیت۔ آپ شیخ احمد عرف میان جیو کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی
ولادت ۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپکا نشو و نما شہر مذکور مین
آب دھوا مین ہوا۔ ایک روز حسن اتفاق سے شیخ محمد علی بن نور بخش قادری آپکی خانقاہ
وارد ہوئے آپ کے والد نے خاطر و مدارات کی اوسوقت آپ بھی وہان کھیل رہے تھے
آپ کی عمر ڈھائی سال تھی۔ بات چیت خوب کرتے تھے۔ شیخ نے آپکو کشف باطنی سے پہچانا کہ یہ
فرزند صالح ولی کامل ہوگا۔ اپنے پاس بلایا سورہ کوثر پڑہائی۔ اور والد ماجد کو کہا۔ یہ لڑکا
عارف باللہ ہوگا۔ مین نے ارادہ کیا تہا۔ کہ اسکو قادریہ طریقہ مین مرید کرون مگر غیب سے
الہام ہوا کہ حرمین شریفین سے مراجعت کے بعد کرو بعد ازان شیخ حرمین شریفین کو روانہ ہوگئے
جب آپ پانچ برس کے ہوئے اوس وقت آپ کو عم بزرگوار شیخ جمال الدین عرف شیخ جمن نے
خلافت عطا کی۔ اوسوقت آپ کے والد گھر مین نہین تھے۔ جب گھر مین آئے شیخ جمن نے
کہا بہائی مین نے آپ کے صاحبزادے کو خلافت عطا کی والد ماجد بہت خوش ہوئے
بازار سے شیرینی منگوا کے تقسیم کی اور شیخ محمد علی بن نور بخش بھی حرمین شریفین سے آئے
اور آپکو طریقہ قادریہ و نوربخشیہ کی خلافت عطا کی۔ آپ نے عالم شباب مین علوم صوری
و معنوی علما و عرفا سے حاصل کئے۔ عالم فاضل و عارف کامل ہوئے خلائق کو ہدایت و
ارشاد سے ممتاز فرماتے تھے۔ آپ کی بزرگی و کرامت نے ایسی شہرت پائی کہ سلطان محمود
بادشاہ و امرا آپ کے معتقد ہوئے بادشاہ نے آپ کے لئے چودہ مواضع اسادرہ وغیرہ جاگیر

مدد معاش مقرر کردئے اور شاہپور بھی۔ آپ کے قبضہ مین تہا۔ آپ ظاہر مین بڑی شان و عظمت سے رہتے تھے۔ اور آپ کی سواری تجمل و طمطراق سے نکلتی تھی۔ باوجود جاہ و حشمت باطن مین درویش تھے۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی مشائخ کے اعراس و فقراے کے وظائف مین طرف کرتے تھے۔ ایک پیسا بھی جمع نہین رکھتے تھے۔ اگر آپ کا دیوان پس انداز کرکے خزانہ مین جمع کرتا تہا تو آپ اوس رقم کو کوئی کار خیر مین صرف کردیتے تھے۔ چنانچہ آپنے اندرون شہر شاہپور دروازہ کے قریب کلان مسجد تیار کی۔ آپ کی یادگار ہے۔ آٹھہ نو سال تک مسجد کا کام برابر جاری رہا۔ ایک لاکھہ روپیہ اوس پر خرچ کیا۔ ابھی مسجد کے منار تیار نہین ہوئے تھے کہ گجرات کی سلطنت مین تغیر و تبدل واقع ہوا۔ تمام شہر تاخت و تاراج ہوا۔ مسجد کے مینار باقی رہ گئے۔ کامل تعمیر نہین ہوئی۔ مسجد کی بنا کی تاریخ محراب کے باہر طرف کندہ ہے

هُوَ هٰذَا

قطب زمانہ شیخ حسن ساخت مسجدے	کانجا کنند اہل عبادت دعا رشیخ
چون شیخ دین رفیع مکان۔ ابنا نمود	تاریخ سال روز قضا شد بناے شیخ

بناے شیخ مادہ تاریخ ہے۔ ۹۰۳ ہجری۔ گلزار ابرار کے مولف نے آپ کی تقسیم اوقات اسطرح لکھا کہ صبح کی نماز کے بعد دوپہر تک تلاوت و وظیفہ فرماتے تھے اور دوپہر کو فقراے کے ساتھ تھوڑا کہانا تناول کرتے۔ پھر قیلولہ سے فارغ ہوکے ظہر کی نماز ادا کرتے ظہر کے بعد سے عصر تک مریدین و طالبین کو وعظ و نصیحت و نماز و روزے کے احکام ارشاد فرماتے تھے اور عصر سے مغرب تک وظائف اور مغرب سے عشا تک ذکر بالجہر۔ عشا کے بعد حجرہ مین عبادت کرتے

تھجد پڑھ کے محل میں رونق افزا ہوکے ماحضر تناول کرکے آرام فرماتے تھے ہمیشہ مدالعمر اسی طرح زندگی بسر کی۔ انتہی۔ آپ صاحب التصانیف تھے منجملہ ایک تفسیر محمدی اس تفسیر میں آپنے مثنوی شریف کی ابیات کو آیات سے مطابق کیا۔ اور بیضاوی پر ایک حاشیہ لکھا آپ کی عمر اونسٹھ سال تھی۔ اکیتالیس برس سجادہ نشین رہے سات سال والد کے حضور میں اور چودہ برس والد کی وفات کے بعد۔ آخر آپ ۲۸۔ تاریخ روز شنبہ شہر ذیقعدہ ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری میں اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ شاہ پور احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔ اور خزینۃ الاصفیا کے مولف نے آپکی وفات ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری میں لکھی قول سابق معتبر و مستند ہے

اولاد چار لڑکے اور دو لڑکیاں

شیخ کمال محمد شیخ قطب محمد شیخ محمد صالح شیخ محمد چشتی محبوب الہیہ۔ بی بی خدیجہ۔ بی بی عائشہ۔

شیخ حسن محمد چشتی ثانی فاروقی

آپ شیخ محمد بن حسن محمد چشتی کے صاحبزادے ہیں۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے آپ نے کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کیں اور والد سے خلافت کا خرقہ بھی پایا۔ والد کی بجائے طالبین کو تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ متقی و پرہیزگار متشرع و دیندار تھے شبانہ روز خدا سے ایمان کامل اور عاقبت خیر کی دعا مانگتے تھے۔ خدا کا خوف۔ آپ پر غالب تہا۔ ہر وقت کثرت خوف و عذاب عقبیٰ کی دہشت سے روتے رہتے تھے۔ اور والد ماجد سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر میں والد ماجد کے سامنے اس عالم فانی سے رحلت کردن تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ میں والد کے غم و الم کی برداشت نہیں کرسکون گا چنانچہ

ویسا ہی ہوا جو آپ کا منشا تھا۔ یعنے آپ بھی والد کے سوم کے روز فوت ہوئے جس وقت
آپ کے والد ماجد نے رحلت کی آپ اوسوقت سخت بیمار تھے۔ آپکو اطلاع ہوئی سنتے ہی
بیہوش ہوئے۔ پھر ہوش مین نہین آئے۔ ہر چند کہ معالجہ کیا گیا۔ مگر مفید نہوا۔ آخر تیسرے
دن روز شنبہ غرہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۰ ایکہزار چالیس ہجری مین جان بحق تسلیم کی والد کی
فاتحہ کے بعد تجہیز و تکفین کرکے شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے۔ مزار متبرک

شیخ حسام الدین محمد فرخ صوفی چشتی گجراتی رح

محمد فرخ نام۔ حسام الدین لقب۔ شاہ فرخ عرف۔ صوفی تخلص ہے۔ آپ شیخ رکن الدین
بزرگ کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۹۵ ایکہزار پچانوے
ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپ کی والدہ بی بی مراد بخت بنت شیخ سعد اللہ
حافظ عابدہ صالحہ تھی۔ نشو و نما کے بعد فرزند دلبند کی تعلیم شروع کی آپ ذہین و فطین تھے
والدہ کی حسن تعلیم و تربیت کے بدولت سات برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اور کتب
متداولہ والد ماجد اور برادر معظم شیخ جلال الدین و مولانا سید محمد مشہدی وغیرہ علما سے
ختم کین۔ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کے علوم باطنی کے اکتساب مین مصروف
ہوئے۔ اور ریاضت و عبادت مین مشغول ہوئے۔ چند مدت کے بعد باکمال صاحب
عرفان ہوئے۔ درس و تدریس و ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا۔ طالبین و مریدین
کو ارشاد و تلقین سے درجہ کمال کو پہنچایا۔ آپ کی تعلیم و ہدایت کی برکت سے اکثر طلبہ
لائق و فائق ہوئے۔ آپ کو خلافت کا خرقہ والد ماجد سے ملا تھا۔ اور برادر بزرگ سے

بھی استفادہ کیا تھا۔ بھائی کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے تھے۔ خانقاہ کو آپ کی ذات بابرکات سے رونق ہوئی تھی۔ آپ فخر خاندان تھے۔ آپ کی شیخت و فضیلت مسلم الثبوت تھی۔ مشایخ کرام آپ کو قطب زمانہ کہتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت مظہر شیخت و ولایت تھے۔ رضا و تسلیم کے طریقہ میں ثابت قدم شریعت و طریقت میں راسخ دم متوکل علی اللہ تھے۔ مدۃ العمر کسی سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ اگر کوئی ارادت مند کچھ نذر و ہدیہ پیشکش کرتا تو آپ رد فرماتے تھے۔ اگر زیادہ اصرار کرتا تو رکھ لیتے۔ اسی وقت فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ گھر میں ذخیرہ نہیں فرماتے۔ اگر آپ گھر میں کوئی چیز نہیں پاتے تو خوش ہوتے تھے۔ اگر کہیں کوئی چیز ماکولات مشروبات و ملبوسات سے زاید پاتے تو فرماتے میرا گھر فرعونی محل ہے۔ آپ ہمیشہ شرع محمدی کا ادب و لحاظ کرتے تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند سنت نبوی کے متبع تھے۔ اہل بدعت کی صحبت سے متنفر و دور رہتے تھے۔ کبھی اون کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے تھے ہر ایک طالب و مرید کو اتباع و سنت کی ہدایت و تاکید فرماتے تھے۔ آپ مقبول الدعا تھے۔ ایک وقت احمد آباد گجرات میں باران کا امساک ہوا شہر کے تمام علما و فضلا مسجد میں جمع ہوئے اور نماز استسقا پڑھی اور دعا کی تین دن تک جناب باری تعالیٰ میں عجز کرتے رہے مگر اوس کا کچھ اثر نہیں ہوا آخر مسجد سے اوٹھکر گھروں کو چلے آئے۔ آپ کے ایک خادم مسمی موٹا بھائی نے آپ سے باران کی درخواست کی آپنے وضو کر کے کعبہ کے طرف توجہ کی اور صلوٰۃ و دعا پڑھی۔ ابھی دعا سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوئی اسقدر مینہ برسا کہ ندیاں اور نالے و تالاب و چشمے لبریز ہو گئے۔

نقل ہے

ایک روز آپ کے نبیرہ مولانا رشید الدین ودلا لا نے حضرت سے عرض کی حضرت کہانا کہلائیے اسوقت آپکے گھر مین کہانا نہین تھا آپنے فرمایا لالا صبر کر جب حکیم رزاق بھیجیگا تب مین آپکو کہلاؤن گا تھوڑی دیر کے بعد کہین سے تورہ آیا آپنے فرمایا لولالا کہاؤ۔ حکیم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔

نقل ہے

کہ ایک روز آپ خانقاہ مین تشریف رکہتے تھے ایک بہاٹ آیا۔ کہا حضرت بھالنگ دیجئے آپنے فرمایا بہانگ تو نہین اور جو کچھ مانگے تو ہم دیتے ہین عرض کی کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا وضو کر کے آ۔ وہ بہاٹ وضو کر کے آیا۔ آپ نے اوس کو روبرو بٹہایا۔ ایک ساعت توجہ کی۔ وہ اٹہا اور آپ کے قدمون پر سر رکہا۔ اور یہ دوہرہ پڑھا۔ ؎

چشتی دین و دنی کی پشتی منشی ملے نہ بہانگ ۔۔۔ رہے ٹونے جہونپڑی مین عرش پر دیوین بانگ

خلاصہ وہ بہاٹ آپکی توجہ سے کامل ہوا۔ آپ موزون الطبع تھے حقانی مضامین مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ہم چند اشعار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔

من اشعارہ

در ملک فنا سر ملوکیم ۔۔۔ در کشور فقر شہریاریم

در ساغر جان شراب مستیم ۔۔۔ در کاسۂ تن می خماریم

مسکن دل ما ورای عرش برین ۔۔۔ فسحت روی زمین میدان ماست

طائر قدسیم اندر لامکان ۔۔۔ ہر زمان بے بال و پر طیران ماست

ایکہ ابرجود تو بر پست و بالا ریختہ	دائ	لطف تو ہر زمان باران لغما ریختہ
بود ما مستور و مخفی بود اندر ذات تو		رحمت عامت وجود ما ہویدا ریختہ
لمعۂ از حسن رویت جملہ عالم را گرفت		پرتوی از سوز عشقت شد ہمہ جا ریختہ
ہر نفس جلوہ سے کند دلدار	دائ	روئے او را مدام بینایم
صوفیم صافیم نہ قلاشم		عارفم عاشقم نہ ملایم

سید حسن شاہ برہنہ

سید حسن شاہ نام۔ شاہ برہنہ لقب ہے۔ آپ کا اصلی وطن عراق عجم ہے۔ ابتدا میں وطن سے دہلی میں آئے۔ اور حضرت صوفی سرمد کے خلیفہ و مرید ہوئے۔ مرشد کی طرح ہمیشہ برہنہ رہتے تھے۔ اسی وجہ آپکا لقب برہنہ مشہور ہوا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ میں دلی سے دکن میں آئے۔ شہر حیدرآباد کے شرقی جانب ۲ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے۔ فی الحال آپکا مزار اسی مقام میں ہے۔ مجذوب کامل تھے۔ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادات تھے۔ ارباب دکن آپ سے کامل اعتقاد رکھتے تھے پر ارادت و صدق عقیدت سے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ ایک روز نواب معالی پرست خان کے باغ کا مالی حضرت کی خدمت میں گیا۔ اور حضرت سے عرض کیا۔ کہ حضرت میری بیوی حاملہ ہے۔ آج کل بچہ پیدا ہونے والا ہے اور میرے پاس خرچ کے لئے درم ہے نہ دینار آپ مدد کیجئے۔ حضرت نے جذب کیجالتمیں

فرمایا۔ کہ جاؤ اللہ مدد کرے گا۔ جب مالی گھر میں آیا معلوم ہوا کہ گھر میں فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے۔ گھر کے گوشہ میں جو بچہ زائیدہ کی آنول وغیرہ وآلائش پڑی ہوئی سب کو اٹھا کر باہر دفن کرنے کو لے گیا۔ ایک مقام میں ایک گڑھا کھودا۔ یکایک ایک تھیلی جس میں اشرفیاں بھری ہوئی تھیں برآمد ہوا۔ نہایت خوشی سے اسکو گھر لے آیا اور ضروری اخراجات میں صرف کیا۔ اور یقین کیا کہ یہ خزانہ حضرت کی عنایت سے ملا۔ حضرت کی خدمت میں زیادہ اعتقاد رکھنے لگا۔ اور ہمیشہ حسن ارادت سے آپکی خدمت میں آمد ورفت کرتا رہتا تھا۔ ایک روز مالی نے اپنے مالک نواب معالی پرست خان سے حضرت کے کشف وکرامات کی کیفیت بیان کی۔ خان صاحب سن کے بہت خوش ہوئے۔ حسن عقیدت سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سے اولاد کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا خدا دینے والا ہے۔ اور ایک پیالہ پانی یا شربت بھرا ہوا عنایت کیا۔ خان صاحب نے فی الفور نوش فرمایا۔ خانصاحب کے محل میں تین حرم محترم تھیں لیکن خواص ملاکر تھیں کسیکو اولاد نہ تھی۔ تمام لاولد تھیں آخر خان صاحب کو حضرت کی دعا کی برکت سے اولاد کثیر ہوئی۔ ایک روز خان صاحب عبداللہ قطب شاہ کے دربار میں باریاب تھے۔ سلطان نے خان صاحب سے پوچھا آپ کے کئی فرزند ہیں خان صاحب نے جواب دیا حضور اس وقت مجھے یاد نہیں کل منشی سے دریافت کرکے سب کے ناموں کی فہرست پیش کرونگا۔ سلطان بہت ہنسا اور تعجب سے پوچھا کہ آپکو کوئی لڑکا نہیں تھا۔ اب اسقدر کس طرح ہوئے۔ خانصاحب نے اپنی سرگذشت اور حضرت کی توجہ عرض کی۔ حقیقت سننے کے بعد بادشاہ کے دل میں

یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر میں بھی حضرت کی خدمت میں لڑکے کی درخواست کروں تو کچھ عجب نہیں کہ مجھے بھی خدا حضرت کی دعا کی برکت سے فرزند نرینہ عطا کرے۔ سلطان نے خان صاحب کے ذریعہ سے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ سلطان سے کہو کہ بیگم صاحبہ کو یہاں بھیجو۔ خان صاحب نے حضرت کا پیغام بادشاہ کی خدمت میں پہنچایا۔ بادشاہ فرزند نرینہ کی آرزو میں محو تھا حضرت کے حکم کی تعمیل کی یعنی ایک روز بیگم صاحب کو ہمراہ لیکر مع چند مصاحبین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دو چھوٹے چھوٹے بال قائم کئے گئے تھے۔ ایک میں بادشاہ تھا دوسرے میں بیگم صاحبہ تھیں حضرت بیگم صاحبہ کے بال میں گئے یاد الٰہی میں مصروف ہوئے اور بیگم صاحب علیحدہ ایک پلنگ پر آرام کر رہی تھیں۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خفیہ طور سے اس راز کو دریافت کرنا چاہیے۔ خود بدولت بال کے قریب آیا ایک گوشہ چاک کر کے دیکھنے لگا دیکھا کہ حضرت مراقبہ میں غرق ہیں اور بیگم صاحبہ ایک شیر خوارہ بچہ لئے ہوئے۔ پلنگ پر آرام کر رہے ہیں۔ سلطان کے دیکھتے ہی بچہ ماں کے آغوش سے غائب ہو گیا۔ اور بیگم صاحبہ چلا کر رونے لگیں گویا یہ عالم مثال کا واقعہ بادشاہ نے مشاہدہ کیا۔ راز مخفی کے افشا ہوتے ہی حضرت مراقبہ سے اٹھکر چلدئے پھر سلطان علی الصباح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عاجزی سے التجا کرنے لگا۔ اور اپنی شوخی کی معافی چاہی۔ حضرت نے فرمایا تو نے جلدی کی۔ میں تیرے خاندان کی بقا کے لئے قیامت تک کا بندوبست کر رہا تھا۔ تو راز الٰہی کے اظہار کے درپے ہوا اُس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہاتھ سے

مراد کھو بیٹھا۔ پھر بادشاہ نے بے نصیبی کے ساتھ وہاں سے دارالسلطنت گولکنڈہ
میں مراجعت کی ہمیشہ تا زندگی اپنے عمل پر افسوس و حسرت کرتا رہا۔ آخر حضرت نے
۱۶ جمادی الثانی ۱۰۰۰ ہجری میں اس ارضِ فانی سے بہشت بریں کو رحلت کی
جس مقام میں آپ فروکش تھے وہیں مدفون ہوئے۔ سالانہ آپ کا عرس و صندل بڑے
دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ اربابِ فن کا مجمع کثیر ہوتا ہے۔ معتقدین حسنِ اعتقاد سے
زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ آپ کے مقبرہ کے اطراف میں مرشدزادوں اور
صاحبزادوں کے مقبرے ہیں۔ فقط معالی ریست خان کا ایک لڑکا سہ سالہ فوت ہوا تھا
وہ حضرت کے روضہ کے قریب مدفون ہے بھائی ریست خان نے آپکی قبر پر گنبد بنادیا
تھا۔ ابتک موجود ہے۔ ہذہ ماخوذ من مشکواۃ النبوۃ۔

حاجی رومی بیجاپوری

روضۃ اولیا کے مصنف نے آپکا ذکر بیجاپور کے اولیا متقدمین میں سب سے اول کیا۔
آپ رومی الاصل تھے۔ آپ کا اصلی نام معلوم نہیں ہوا۔ حاجی رومی لقب سے مشہور ہیں
آپ بیجاپور میں مع چند مریدین اُس زمانہ میں آئے کہ اُس وقت بیجاپور میں ہندو راجا حکمران
تھا۔ اسلام و ایمان کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہر ایک محلہ و بازار میں بتکدے قائم تھے۔ ہندو
پرستش کرتے تھے۔ ہنود متعصب آپکو اور آپ کے مریدین کو ایذا و تکلیف پہنچاتے تھے آپ
صبر فرماتے تھے۔ آخر ہنود نے باہم اتفاق کیا کہ کوئی ان سے داد و ستد اور غلہ کی خرید و فروخت

نکرے تاکہ ناچار ہو کر یہان سے چلے جائین۔ آپ کے مُریدین کو تین روز تک غلّہ کہین نہین ملا سب عاجز ہوئے اور فاقون سے ہلاک ہونے لگے حضرت سے عرض کیا کہ اب ہم بھوک و پیاس کی برداشت نہین کر سکتے۔ اتفاقاً اُس وقت راجہ کی ایک گائے نظر آئی۔ نہایت فربہ و درست تھی حضرت نے حکم دیا کہ اسکو ذبح کر کے کھاؤ مگر اسکا پوست و ہڈیان حفاظت سے رکھو۔ مریدون نے حکم کی تعمیل کی راجہ کے ملازم شام کو گائے تلاش کرنے لگے۔ لیکن کہین گائے کا پتا نہین ملا۔ دوسرے دن گمان کیا کہ یہ قوم ترک نے ذبح کیا ہوگا۔ اُن سے دریافت کرنا چاہیے۔ آپکے خدام کو ماخوذ کیا اور دریافت کرنے مین بہت سختی کی۔ خدام نے بالکلیہ انکار کیا۔ سب حضرت کے سامنے پیش ہوئے گائے کی بابت عرض کیا آپ نے ہنود سے کہا۔ کہ تمنے اہل اسلام پر غلّہ کی خرید و فروخت کا دروازہ بند کیا سب لاچار تھے۔ حالت مجبوری مین تمہاری گائے کو ذبح کر کے تناول کیا ہے۔ اب مین تمکو گائے اس شرط پر زندہ کر کے دیتا ہون کہ آئندہ غربا کو ایذا و تکلیف نہ دینا۔ ہنود نے قبول کیا۔ آپ نے گائے کا پوست و ہڈیان منگوائین۔ آپ نے پوست کو زمین پر رکھا۔ سر اور پاؤن کو بھی اپنے اپنے مقام و محل پر رکھا۔ اور عصائے موسوی کا اُسپر مارا گائے کھڑی ہوگئی۔ آواز کر کے روانہ ہوگئی۔ تمام ہنود حضرت کی کرامت دیکھکے قدمبوس ہوئے۔ جبتک آپ رہے کبھی خلاف عہد نہین کیا۔ اکثر آپ کی خدمت مین آمد و رفت کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ۲۲ ذیحجہ ۳۳ہجری مین رحلت کی آفتاب اولیاء رحلت کی تاریخ ہے۔ اور مشائخ مین اس بات کی بھی شہرت ہے کہ آپ اور حاجی علی سیف الملک

اور صلاح الدین المتوفی ۹۵۰ھ ہجری میں باہم مواخات تھی اور سب شیخ نظام الدین اولیا
کے خلفا سے ہیں آپ کا مرقد شاہ پیٹھ کے حصار کے اندر قلعہ کی خندق کے قریب ہے
اور حاجی کی کا عرس اکیسویں ماہ ذیحجہ کو ہوتا ہے اُن کا مزار موضع نگونہ علاقہ بیجاپور میں ہے
اور حاجی سیف الملک کا مرقد موضع حیدرہ علاقہ بیجاپور اور شیخ صلاح الدین کا مزار یونہ
میں زیارتگاہ ہے انتہی کلامہم۔ میرے نزدیک شہرت غلط ہے اسلئے کہ شیخ نظام الدین
اولیاء کی رحلت ۷۲۵ھ ہجری میں۔ اور حاجی رومی کی رحلت ۹۳۲ھ ہجری میں واقع ہوئی
سنین میں دو سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ حاجی رومی کی رحلت کے وقت شیخ نظام الدین
عالم ارواح میں تھے بعد ۷۳۲ھ ہجری میں عالم وجود میں آئے اور شیخ صلاح الدین اور حاجی کی
میں بھی ایسا ہی فاصلہ ہے۔ فافہم۔

شاہ حبیب اللہ کرمانی بیجاپوری

تذکرۂ اولیائے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ آپ شاہ خلیل اللہ بت شکن بن شاہ نعمت اللہ
ولی کرمانی کے صاحبزادے ہیں۔ احمد شاہ بہمنی مشائخ و فقرا سے حسن ارادت رکھتا تھا۔ ہمیشہ
درویش کامل کا جویا رہتا تھا۔ اُنہیں ایام میں شاہ نعمت اللہ ولی کی کرامت و خرق عادت
کی کیفیت سُنی چند علما و صلحا کو مع تحائف شاہانہ شاہ موصوف کی خدمت میں بھیجے۔ اور
ہمت و دعا کی درخواست کی۔ شاہ نعمت اللہ نے علمائے سفرا کی خاطر و مدارات کی۔ اور
اپنے مرید ملا قطب الدین کرمانی کو مع تاج سبز دوازدہ ترک علمائے مذکور کے ہمراہ دکن
روانہ فرمایا مشہور ہے کہ احمد شاہ نے فیروز شاہ کے مقابلہ کے وقت عالم رویا میں دیکھا تھا

کہ ایک شخص نے اسکو تاج سبز دوازدہ ترک دیا اور فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے مجکو ایک
بزرگ گوشہ نشین نے مرحمت کیا ہے۔ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا۔ خواب کی تعبیر میں تشویش
تہا کہ چند روز کے بعد مُلّا قطب الدین بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بادشاہ دیکھتے ہی چلایا کہ یہ
وہی درویش ہے جس نے مجکو خواب مین تاج سبز دیا ہے۔ القصہ ملا قطب الدین بادشاہ کے
قریب آیا بادشاہ نے تعظیم و تکریم کی۔ مُلّا نے صندوق سے تاج سبز نکال کے دیا بادشاہ
نے سر پر رکہا اور ارکانِ دولت سے کہا کہ یہ وہی تاج ہے جسکو مین نے خواب مین دیکھا تہا
بعد ازان بادشاہ نے چند علما و اعیانِ دولت حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی خدمت مین
بہیجے اور درخواست کی کہ حضرت ایک بزرگ اولادِ امجاد مین سے یہان روانہ کرین تاکہ مین
ملازمت سے سعادت دارین حاصل کرون۔ شاہ صاحب کو صرف ایک ہی فرزند شاہ
خلیل اللہ تھے۔ لختِ جگر کی مفارقت کے متحمل نہین ہوئے۔ میر نور اللہ بن خلیل اللہ نبیرہ کو
روانہ فرمایا جب میر نور اللہ احمد آباد بیدر کے اطراف مین پہنچے بادشاہ نے نہایت عظمت سے
استقبال کیا اور شہر مین اعزاز و احترام سے لایا اور اپنی دامادی سے ممتاز کیا۔ بعد ازان
۸۳۴ ہجری مین شاہ نعمت اللہ ولی نے رحلت کی۔ والد کی رحلت کے بعد شاہ خلیل اللہ
مع دو صاحبزادگان شاہ حبیب اللہ و محب اللہ احمد آباد بیدر مین آئے بادشاہ نے تعظیم و تکریم
کی شاہ حبیب اللہ کو اپنی لڑکی کو منسوب کیا۔ اور شاہ محب اللہ کی شادی اپنی پوتی بنت
سلطان علاء الدین بہمنی سے کر دی۔ دونون صاحبزادے عالم فاضل تھے شاہ حبیب اللہ
صاحب تجربہ کے مزاج مین سپاہ گری متمکن تھی بہادری و امارت کے طرف زیادہ

مائل تھے اسوجہ سے آپ نے برادر خورد شاہ محب اللہ کو سجادہ نشین فرمایا اور پیری مریدی کی اجازت دی۔ شاہ محب اللہ موصوف درویش صاحبدل وتارک الدنیا تھے۔ علاء الدین بہمنی ثانی کے فوت ہونے کے بعد ہمایون شاہ برادر حسن خان تخت نشین ہوا۔ اکثر امرا اور عایا ہمایون کی تخت نشینی سے ناخوش تھے۔ اور اُسکی بدمزاجی وسفاکی وستمگاری سے گریان ونالان تھے۔ تمام امرا نے حسن خان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمایون کو تخت سے اُتارے اور خود تخت نشین ہو جائے اور حضرت حبیب اللہ صاحب ترجیح حسن خان کے مددگارون میں اول مددگار رہے پس حسن خان نے ہمایون شاہ سے سلطنت کی بابت نزاع شروع کی اور جنگ وجدال کا بازار گرم کیا۔ سوار وپیادہ کی جمعیت بھی فراہم کرلی بعض مقامات مین مقابلہ کے وقت ہمایون کی فوج کو شکست ہوئی۔ حضرت کی توجہ وبرکت سے حسن خان کو فیروزی۔ ہمایون شکست سے آگ بگولا بنگیا اور جوش قہر وغضب سے بیتاب ہوگیا۔ فوج جرار روانہ کیا۔ جدال وقتال کے بعد ہمایون کو فیروزی حاصل ہوئی۔ حسن خان مع دیگر مصاحبین قتل کیا گیا اور حضرت کو گرفتار کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا۔ چندمدت قیدخانہ مین رہے پس آپنے چند مریدین ومحافظین محبس کی عنایت وتوجہ سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ پوشیدہ پوشیدہ بیجاپور مین پہنچے۔ وہان سراج خان جنیدی تھانہ دار آپ سے ملا اور آپ سے ظاہر مین اپنے حسن ارادت وعقیدت کا اظہار کیا مگر باطن مین نجیتہ ارادہ کیا کہ آپ کو حکمت عملی سے گرفتار کرکے ہمایون شاہ کے پاس روانہ کرے۔ آپ اُسکے فریب ودغابازی سے واقف ہوئے فی الفور تیر وکمان وہتیار کو درست کرکے مقابل ہوئے آخر آپ کشت وخون کے بعد شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۸۶۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ تھانہ دار نے

آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے ہمایون کے پاس بھیجا۔ ہمایون نے تشہیر کی۔ تن بیجاپور میں اور سر
بیدر میں دفن ہوا۔ شاہ حبیب اللہ عالم فاضل و جوانمرد و دلیر و بہادر تھے۔ سید طاہر استرابادی نے
تاریخ شہادت بصنعت تخرجہ کہی یعنے اگر عدد روح مادہ تاریخ کے مجموعہ سے خارج کئے جائیں
تو تاریخ شہادت باقی رہجائیگی۔ ہو ہذہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند　　　حبیب اللہ غازی کامیاب شواہ
روان طاہرش تاریخ جنت　　　بر آمد روح پاک نعمت اللہ

سنہ ۹۴۳ ہجری

آپکو بہمنیہ سلاطین نے ضلع بیڑ میں جاگیر التمغا عنایت کی تھی۔ آپ نے بیڑ میں ایک خانقاہ بنوائی
تھی اس میں جو واردین و صادرین ممالک دور دراز سے آتے تھے فروکش ہوتے تھے۔ آپ کے
عہد میں خانقاہ میں ایک لنگر خانہ بھی تھا غربا و فقرا کو وہاں صبح و شام کھانا ملتا تھا۔ مسافرین و
طالبین آپ کے زیر سایہ آرام سے بسر کرتے تھے۔ بعد میں لنگر خانہ موقوف ہو گیا۔ آپکے عہد میں جو
خانقاہ کو رونق حاصل تھی بعد میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں رہا۔ بعض تواریخ سے معلوم ہوا کہ خانقاہ
مذکور بیڑ میں موجود ہے۔ مجاورین و سجادہ نشینوں کی اولاد سے خانقاہ کے متولی موجود ہیں۔ مجھے
اس بات کی پوری تحقیق نہیں معلوم ہوئی کہ خانقاہ کے متولی انکی اولاد سے ہیں یا دیگر۔ اور انکی جاگیریں
کسقدر ہیں۔ فقیر مؤلف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصۂ اول میں آپ کا حال مستقل بیان
شاہ طاہر کے بیان میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان کنت شائقاً فلیرجع الیہ۔

باب الخاء

شیخ خواجہ رکن الدین حبشی کان شکر

شیخ رکن الدین نام۔ بابا فرید عرف ابوالمظفر کنیت کان شکر لقب ہے۔ آپ شیخ فرید شکر گنج کے بنائرسے مین۔ آپ صاحب عشق وشوق ومحبت وذوق تھے عالم جوانی مین علوم ظاہری وباطنی سے فارغ التحصیل ہوئے شیخ زاہد چشتی سے بیعت وخلافت حاصل کی عارف باکمال وعاشق صاحب وجد وحال تھے مجلس سماع مین بیخود ومدہوش رہتے تھے مقبول خلایق وخلاق تھے آپ نے گجرات مین ہدایت وتلقین کا چراغ روشن کیا تھا صدہا طلبا آپ کے چراغ سے روشن ضمیر ہوئے۔ آخر آپ نے عالم جوانی مین ۲۲ شوال ۷۱۲؁ہجری مین فردوس برین کو رحلت کی۔ اور بیرون پٹن گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپ کے جنازے کے ہمراہ خلایق کا بیشمار ہجوم تھا۔ قصبات ودیہات قریبہ کے معتقدین جنازے مین شریک تھے حسرت وافسوس کرتے تھے سلطان احمد بانی احمد آباد آپکا مرید تھا مرآت احمدی مین لکھا ہی

آپ کے نسب کا شجرہ

رکن الدین کان شکر بن علم الدین محمد بن علاءالدین یوسف گنج روان بن بدرالدین سلیمان بن حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج فاروقی۔

شاہ خرم قتال

آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید وخلیفہ ہین۔ صاحب علم وعمل وصوفی اکمل تھے حضرت منتجب الدین زرزری بخش کے ہمراہ دہلی سے دکن مین آئے ارندول صوبہ خاندیس آپ کے تفویض ہوا۔ آپ قصبۂ مذکور مین معہ چند فقرا سکونت پذیر ہوئے۔ اور ہدایت وتلقین شروع

کی۔ ہنود کو اسلام کی دعوت کی جو سعید تھے خوشی سے اسلام قبول کئے جو شقی تھے منکر
ہوئے اور حضرت سے مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوئے حضرت مع مریدین مدافعۃً
و مجاہدۃً مقابل ہوئے۔ ہنود مغلوب اور آپ غالب۔ ہنود اور آپ میں متعدد جنگ ہوئے
چونکہ تائید الٰہی اسلام و اہل اسلام کی مؤید تھی۔ ہر جنگ میں آپ کامیاب ہوتے رہے
ہنود آپ کی قوت و کرامت سے خوف زدہ ہوئے اور آپ سے مصالحہ کیا اور آپ کے
طرف رجوع ہوئے اور ایذا رسانی سے باز آئے۔ بعد ازاں آپ نے ارنڈول میں ایک
مسجد عالیشان تعمیر کی۔ مسجد میں اکثر بتخانوں کے پتھر لگائے گئے۔ اکثر بتخانے اہل اسلام نے
جنگ کے وقت توڑے تھے صلح کے بعد اہل اسلام نے کوئی بتخانہ نہیں توڑا۔ نہ کسی ہندو
کو قتل کیا۔ بلکہ آپ ہنود کی تالیف قلوب فرماتے تھے۔ اور توحید و اسلام کے مسائل اور
بت پرستی اور شرک کے عیوب مدلل بیان فرماتے تھے۔ اور طریقہ عقل سے اُن کو عاجز
کرتے تھے۔ آپ کی تقریر سنکے اکثر ہنود اسلام کے دائرے میں شریک ہوتے تھے اور شرک
سے توبہ کرتے تھے۔ آخر آپ نے تقریباً ۱۱۲۱ھ ہجری میں رحلت کی۔ ارنڈول میں مدفون
ہوئے۔ آپ کی مسجد اب تک موجود ہے۔ ارنڈول میں اسلام آپ کے وقت سے رائج و شائع
ہوا۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔

شیخ الاسلام خواجہ احمد بن ڈوس قدس سرہٗ

خواجہ احمد نام۔ آپ شاہ عالم کے اعظم خلفا سے ہیں۔ اور آپ کو مرشد نے اجازت نامہ
میں مسکین اللہ لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ اور آپ کی نسبت فرمایا کہ وہ حاجت کے وقت

کسی مخلوق کو ندہ نہیں سمجھتا۔ کہ اُس سے التجا کرے۔ یعنے خواجہ خدا کے سوائے کسی سے
التجا نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ حی قیوم ہے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے خلائق
کو ہدایت و تعلیم سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کی وفات مرشد کی رحلت کے بعد تقریباً
۱۳ ار شوال [illegible] ہجری میں واقع ہوئی۔ شاہ پور دروازے کے قریب احمد آباد گجرات
میں مدفون ہوئے۔ مزار زیارت و متبرک ہے۔ فقیر مؤلف کو بلفظ و بحث آپکے والد کا نام تحقیقاً معلوم نہیں ہوا

حافظ خواجہ محمد علی صاحب خیرآبادی

خواجہ محمد علی نام۔ آپ مولانا شمس الدین کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۰ھ
میں واقع ہوئی۔ آپ کا مسقط الراس موضع کھیری ضلع خیرآباد ہے۔ اور مسکن خیرآباد۔
آپ عالم شباب میں کتبِ درسیہ علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرکے حضرت شاہ
سلیمان تونسوی المتوفی ۱۲۶۳ ہجری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت کی بیعت سے
مشرف ہوئے اور ریاضت و عبادت کے بعد درجہ کمال کو پہنچے۔ حضرت نے آپ کو خلافت
کا خرقہ عنایت کیا۔ آپ حضرت کی خدمت سے رخصت ہوکے خیرآباد آئے۔ خلائق کو
ہدایت و تلقین فرمانے لگے۔ قادریہ و چشتیہ وغیرہ طرق میں مرید کرتے تھے۔ ہزارہا
ذکور و اناث آپ کے فیضانِ نعمت سے کامیاب ہوئے۔ آپ مقتدائے زمانہ و منتخب
یگانہ تھے۔ حقائق و معارف سے آگاہ فنا فی الرسول و فنا فی اللہ تھے۔ حافظ قرآن تھے
مثنوی شریف کا درس فرماتے تھے۔ امورِ خفی و جلی نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان
کرتے تھے۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ عابد شب زندہ دار و زاہد بیدار رہتے تھے۔

گوشہ نشین رہتے تھے۔ خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔ مگر بزرگون کے
اعراس مین جاتے تھے۔ حضور بندگان عالی ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین خیرآباد
سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ محلہ اردو مین گاڑی خانے کی مسجد مین فروکش ہوئے۔
ذکر و شغل مین مشغول رہتے تھے۔ کسی امیر و فقیر کے مکان پر نہین جاتے تھے۔ لیکن اعراس
کے مجالس مین حسب استدعائے مشائخ شریک ہوتے تھے۔ حیدرآباد کے امرا و علما و مشائخ
آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپکے مزاج مین عام ہمدردی تھی ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ ایک شخص مہاراجہ چندو لعل کے مواخذے مین گرفتار رہتا۔ بیچارہ عاجز و تنگ
تھا بعقیدت کے وہ شخص آپ سے اسکی رہائی کی بابت التجا کی۔ آپ کے دل مین ترحم کا
دریا موجزن ہوا۔ خود وہ شخص کو ہمراہ لیکر مہاراجہ کی ڈیوڑھی پر پہنچے۔ مہاراجا آپکی ملازمت کے
آرزومند تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت میرے مکان پر قدم رنجہ فرمائین۔ آپ منظور نہین کرتے
تھے۔ یکایک مہاراجہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ڈیوڑھی پر رونق افروز ہین سنتے ہی خوش ہوا۔
اور کہا یہ تو فتوحات غیبی ہے۔ راجہ دہراج بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود بنگلے کے
دروازے تک آیا حضرت کو اعزاز و احترام سے دیوان خانے مین لیگیا۔ اور مسند پر بٹھایا
اور خود مع فرزندان خدام کی طرح بیٹھا۔ ایک سو پانچ اشرفی سکہ حالی نذر دی۔ آپ نے
فرمایا مین مسافر غریب متوکل علی اللہ ہون قوت لایموت جس گھر سے پہنچتا ہے کہا لیتا
ہون۔ اور کوئی غرض و احتیاج نہین رکھتا ہون۔ قبول نہین فرمایا۔ اور کہا کہ اگر آپ
یہ زر محتاجین و غربا پر تقسیم کرین تو خدا کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ آپ جو اسقدر خیرات

یہ سب سپاہ کا حق ہو دے ملک و مال کے محافظ ہیں۔ آپ اس بات پر زیادہ خیال رکھئے
آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔ آئندہ آپ مختار ہیں۔ ہمارا کام کہدینا ہے آپ مانیں یا نہ مانیں۔
مہاراجہ بہادر آپکی تقریر سے بہت معتقد و خوش ہوئے اور حضرت کو اعزاز و اکرام سے رخصت
کیا۔ آپ پھر کبھی نہیں ملے یومیہ و روزینہ بھی قبول نہیں کیا۔ آپ جس مقید کی رہائی کیلئے
مہاراجہ کے پاس گئے تھے اُسکی رہائی کی بابت کہا مہاراجہ نے اُسی وقت مقید کو آپ کی
سفارش سے رہا کیا جو کچھ بھی حساب اُسکے ذمہ تھا معاف کیا مقید کے ورثا اور مقید
آپ کے شکر گذار ہوئے۔ نواب قطب یار جنگ بہادر و نواب محی الدولہ احمد یار خان بہادر۔
و دیگر امرا اسلام و شیخ حیدر خان و محمد اکبر خان وغیرہ آپ کے مُرید و حاضر باش تھے آپ
ماہ شوال ۱۲۵۹ھ ہجری میں حیدرآباد سے وطن مالوف خیرآباد روانہ ہوئے معتقدین کو آپ کی
مفارقت کا سخت رنج ہوا مولوی حسن زمان خان صاحب مرحوم آپ کے مُرید و خلیفہ تھے۔
آخر آپ نے وطن مالوف میں اُنیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۰ھ ہجری میں اس دار فانی سے
فردوس برین کو رحلت کی۔ خیرآباد میں مدفون ہوئے مزار متبرک ہے۔ آپ مہمان نواز و
غربا پرور تھے۔ ہر روز آپ کے دسترخوان پر پچاس ساٹھ غربا شریک طعام ماحضر ہوتے تھے

حضرت خواجہ وفا قدس سرہ

خواجہ وفا۔ آپ کا عرف ہے۔ حافظ محمد صالح نام ہے آپ کشمیری المولد و المنشا ہیں۔ حافظ قرآن
و قاری تھے۔ علم تجوید میں مہارت کامل رکھتے تھے کشمیر سے اکبرآباد میں آئے۔ آپ درویش کامل

و مرشد ہادی کی جستجو میں تھے حضرت امیر عبداللہ قدس سرہٗ جو عارف باللہ تھے انکی خدمت میں
حاضر ہوئے حضرت نے آپ کو امام مسجد بنایا اور تعلیم و تلقین بھی شروع کی۔ آپ سایہ کی طرح پیر
کی خدمت میں ملازم و مستعد رہتے تھے حضرت امیر جب دکن میں بطریق سیر و سیاحت آئے
تو آپ ہمرکاب رہے حضرت نے انتقال کے قرب میں حضرت امیر ابو العلا قدس سرہٗ سے فرمایا
کہ خواجہ وفا کی تعلیم سلوک ناتمام ہے آپ تمام کرادیں پس حضرت مرشد کے انتقال کے بعد خلیفہ صاحب
حضرت امیر ابو العلا قدس سرہٗ کی خدمت میں مستفید ہونے لگے۔ بہت تھوڑی ہی مدت میں درجۂ
کمال کو پہونچے حضرت نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ اور اورنگ آباد دکن خلائق
کی ہدایت و تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ آپ حسب الحکم پیر و مرشد اورنگ آباد دکن میں آئے ہدایت
و رہنمائی کا سلسلہ جاری فرمایا اہل دکن آپ کی خدمت سے مستفید ہونے لگے مدۃ العمر آپ
اورنگ آباد ہی میں رہے۔ آپکی عمر تقریباً سو برس کے قریب تھی آخر آپنے بتاریخ ۱۴ ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۱۰۵ ہجری میں دار دنیا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اورنگ آباد
میں مدفون ہوئے کسی تاریخ میں آپ کے مدفن کا خاص مقام و مقبرہ معلوم نہیں ہوا۔ آپ
صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے شرع شریف کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ علما و مشائخ سے حسن سلوک
فرماتے تھے۔ علما و مشائخ بھی آپ کی بزرگی کو مانتے تھے۔ ورد و وظائف سے فارغ ہوکے طلبہ کو
قرآن شریف و رسائل تجوید پڑھاتے تھے۔ اور کتب تصوف بھی شائقین آپکی خدمت میں پڑھتے
تھے۔ آپ معرفت و وحدت کے نکات نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔
طلبہ و شائقین آپکے حسن تقریر سے محظوظ ہوتے تھے جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

شاہ خاموش قدس سرہٗ

شاہ خاموش آپ کا لقب ہے۔ آپ دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ آپ کا اصلی وطن شہر بیدر دکن ہے۔ نسب کا سلسلہ بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ علاء الدین شاہ علی صاحب چشتی کے سجادہ کے مرید و خلیفہ تھے مدت تک ہند میں پیر و مرشد کی خدمت میں رہے عبادت و ریاضت میں نہایت مشقت و جفاکشی کی بارہ برس تک عالم سکوت میں رہے کسی سے ہم کلام نہیں ہوئے اسی وجہ سے ملقب بشاہ خاموش ہوئے۔ دائم الصوم قائم اللیل رہتے تھے۔ آپ نے ہند و پنجاب وغیرہ ممالک میں بہت سیاحت کی اکثر بزرگان اہل اللہ سے ملے ہر ایک مقام سے استفادہ کیا۔ آخر حضور ناصر الدولہ بہادر نظام الملک آصفجاہ چہارم کے زمانے میں ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے مکہ مسجد کے عقب میں جو خانقاہ ہے۔ اس میں سکونت پذیر ہوئے اہل دکن آپ کے فیضان نعمت سے مستفید ہونے لگے۔ روز بروز مریدوں کی تعداد بڑھنے لگی آپ کے کشف و کرامت نے دکن کو مسخر کیا۔ آپ کے خرق عادت نے دکن کے بلاد و امصار میں عمل و دخل کیا۔ آپ اہل دکن کے قلوب پر حکمرانی کرتے تھے آپکی اخلاقی حالت نہایت ہی درست تھی سراپا مجسم اخلاق تھے کسر نفسی و ہمدردی میں عدیم المثال تھے۔ ہر ایک صغیر و کبیر کی تالیف قلوب و دلداری فرماتے تھے آپکی ذات مجمع الحسنات تھی ہمیشہ آپ کے یہی امر مدنظر رہتا تھا۔ کہ خلائق کو نفع پہونچے۔ غربا و فقرا کی حاجت روائی ہوجائے جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا حسب اتفاق کامیاب ہوکر آتا تھا شہر کے امرا آپ کی بزرگی کو مانتے تھے! اور آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ بیشک آپ پاک طینت

و فرشتہ خصلت تھے حضور ناصر الدولہ بہادر مرحوم کے بعد حضور افضل الدولہ بہادر تخت نشین ہوئے حضور ممدوح فقرا دوست و پیر پرست تھے فقرا و مشائخ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے ہمیشہ فقیر کامل و عارف واصل کے جویا رہتے تھے کسی نے شاہ صاحب کا بھی ذکر خیر بادشاہ کے حضور میں کیا۔ اسی وقت آپ کو بلایا آپ ملازمت میں باریاب ہوئے بادشاہ نے آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ بے شمار زر و جواہر نذر کیا۔ آپ فقیر تھے مگر دل سیر تھا جو کچھ حضور سے آپ کو ملا۔ آپ نے تمام مریدین اور معتقدین پر تقسیم کر دیا ہمیشہ آپ کی یہی عادت تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ سب فقرا و غربا کو عطا کرتے تھے۔ ایک پیسا بھی نہیں رکھتے تھے آپنے ایک روز بندگان عالی حاتم ثانی سے عرض کیا کہ مسجد کا فرش شکستہ و ریختہ ہو گیا ہے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے آپ فرش سنگین بنوا دیجئے حاتم زمان نے تیس ہزار روپیے اس کام کے لئے عنایت کئے شاہ صاحب نے مسجد کا تمام صحن سنگین بنوا دیا۔ عند اللہ ماجور۔ و عند الناس مشکور ہوئے۔ آپ نے اس ریاست میں اور بھی بہت سے کام کئے جو یادگار ہیں شہر میں بلکہ کل ممالک دکن میں ہزارہا آپ کے مرید و معتقد ہیں۔ آپ کی ذات من ینفع الناس کا مصداق تھی۔ آپ نے مدت العمر کسیکو نہیں ستایا ہمیشہ راضی برضا ہیں ہستی میں فنا فی الفنا تھے۔ آپ کے ذریعہ و توسل سے ہزارہا حاجتمند کامیاب اور اکثر فقرا امرا ہو گئے۔ آپ کی خانقاہ غربا و فقرا کا مرجع تھی۔ جو کوئی شہر میں غریب الوطن آتا تھا۔ آپکی خانقاہ میں فروکش ہوتا تھا۔ آرام سے رہتا تھا کھانا پینا اطمینان سے پاتا تھا۔ غریب کو خانقاہ میں وطن کا لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا آپ موزون الطبع تھے۔ کبھی کبھی سخن موزون کرتے تھے آپکے

کلام سے عرفان و توحید عیان ہے اور وجد و حال کا مضمون نمایان ہے ہم ذیل مین آپ کے
دیوان مطبوعہ سے چند اشعار گزارش کرتے ہین تاکہ ناظرین اس سے مستفید ہو وین آخر آپ نے
تاریخ ۲۴ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ہجری مین اس جہانِ فانی سے انتقال کیا۔ یوسف شاہ صاحب
کے تکیہ کے قریب اپنے باغ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ آپ کا عرس بڑے شان و عظمت سے
ہوتا ہے دور دور تک مجلس سماع ہوتی ہے قوّال و گویّے وجدانی غزلین گاتے ہین سامعین وجد و
حال مین مست ہوتے ہین آپ کی مسند پر آپ کے برادرزادے حضرت جامع الکمالات والحسنات
محمد شاہ صاحب مدظلہٗ جانشین ہین پیری مریدی کا سلسلہ بدستور برابر جاری ہے صاحب سجادہ نشین
لائق و صاحبِ دل ہین اس شہر مین ان کا دم غنیمت ہے اکثر امرا کے پاس آمد و رفت رکھتے ہین
کبھی کبھی حاجتمندون کو سفارش سے کامیاب فرماتے ہین۔ مکہ مسجد کی خانقاہ مین مقیم ہین
ہر جمعہ کو نماز کے بعد سماع کی مجلس ہوتی ہے اکثر مریدین و طالبین سماع مین شریک رہتے ہین

من اشعارہ قدس سرہ

شکل انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا ۔ حق مین ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ولہ

گمنامی ہماری ہے یہی نام ہمارا ۔ آغاز ہمارا ہے نہ انجام ہمارا

ولہ

کوئی جانے کیا عزّ و شانِ محمدؐ ۔ خدا آپ ہے رتبہ دانِ محمد

ولہ

آشیان اپنا گلستان سے اٹھالے بلبل ۔ باغ کو چھوڑ کے جنگل کی ہوا لے بلبل

ولہ

حمدِ خدائے پاک زبان پر جو لائین ہم ۔ یا نعتِ مصطفےٰ مین اگر لب ہلائین ہم

ستم کر ترے کب ستم جانتا ہون ۔ عنایات و لطف و کرم جانتا ہون

دو عالم کی ہستی ہے موہوم ساری
جسے دیکھتا ہون عدم جانتا ہون

اگر شکلِ گل ہون اگر خار ہون مین
ورد
گلستانِ قدرت کا اظہار ہون مین

حور و غلمان چاہئے یار و نہ رضوان چاہئے
،،
عاشقون کو رار اپنا جانِ جانان چاہئے

منصور کو جب سولی چڑہانیکے دن آئے
،،
خوش ہوا کہ مرا رتبہ بڑہانیکے دن آئے

تحیر سب مجھے ہے تری جستجو سے
،،
تو آئینہ سا خود میرے روبرو ہے

عاشقون کے درد کی دارو ہے درمان اُو ہی
،،
درد ظاہر کے لئے فکر طبیبان اور ہے

کہو اُس یار سے کیون ایسا ستاتا ہے مجھے
،،
آپ آتا بھی نہین اور نہ بلاتا ہے مجھے

بوالہوس کو محفلِ جانان مین جانا منع ہے
،،
شکلِ پروانہ مگس کو یہ جلانا چاہئے

ہم گرچہ نہین لائق دربار تمہارے
،،
مشہور تو ہین بندۂ سرکار تمہارے

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب نام۔ آپ دیوانہ وضع تھے لیکن کار خود ہشیار۔ آپ کی عمر ستر سے متجاوز تھی۔ بظاہر ہوش و حواس سے بری۔ اور دستار و لباس سے عاری تھے۔ ہمیشہ شہر حیدرآباد کے کوچہ و بازار مین سرگردان و حیران پہرتے تھے۔ خدام دربار ایسے اولیاء کے جویان رہتے تھے۔ بادشاہ صاف دل اعلیحضرت قدر قدرت افضل الدولہ بہادر کی خدمت مین عرض کئے کہ یہ بزرگ مجذوب ہین۔ گویا یہ دکن کے قطب ہین۔ شاہِ عالم دل مجذوب کے دیدار کے شایق ہوئے اور حکم دیا کہ حاضر کرو۔ حاضر کئے۔ اعلیحضرت خلد منزل کو مجذوب کے دیوانے حرکات و سکنات سے

بجذوبیت محض ہوئی بیشمار زر عطا کیا مگر دیوانے کے ہاتھ میں زر و جواہر سے کچھ نہیں آتا لیکن پہنچانے والے مالدار ہو گئے۔ آخر دیوانہ مال و زر کی حسرت میں شہر سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چلا گیا۔ چند روز وہیں رہا۔ ادھر ادھر بھٹکتا رہا پھر کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ آخر وہیں فوت ہو گیا۔ ترددکرتا رہا کوئی اسکا پرسان حال نہیں ہوا۔ کسی نے حضور میں اسکا ذکر کیا۔ بیچارہ غریب دیوانہ مقام فردوگاہ میں تہ تہا۔ بیانہ خلد منزل کی رحلت سے دو تین سال قبل گذرا

سید خواند میر

آپ سید مبّہ بن سید یعقوب عریضی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ سادات عریضی صحیح النسب سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ ولایت عجم سے گجرات میں آئے۔ اور پٹن میں متوطن ہوئے۔ سید حسین خنک سوار خلیفہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء اور آپ کے جد اعلیٰ سید محمود کبیر باہم حقیقی بھائی ہیں۔ چند مدت کے بعد فوت ہوئے پٹن میں مدفون ہیں۔ آپ کی ولادت پٹن میں واقع ہوئی۔ آپ کی والدہ بی بی جیو عابدہ زاہدہ تہیں۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کرتی تہیں اور درگاہ الٰہی میں مناجات کرتی تہیں۔ خداوندا اگر یہ لڑکا تیرے مقبول بندوں سے ہو تو اس کو محفوظ رکھ نہیں تو اسکو نیست و نابود کر۔ بعد ازاں دودہ پلاتی تہیں جب ڈیڑھ ہائی سال کے ہوئے۔ والد نے رحلت کی۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی اور آپ کے چچا سید شادی بن یعقوب نگرانی فرماتے تھے۔ اور تعلیم بھی کرتے تھے جب آپ نے گیارہویں سال میں قدم رکھا عم بزرگوار نے اپنا مرید و خلیفہ و جانشین کیا۔ چند روز کے بعد

عم بزرگوار نے بھی رحلت کی۔ دوسرے عم اور بنی اعمام نے سجادگی کے بابت آپ سے تنازع
ومخالفت شروع کیا۔ آپ حسب بشارت مخدوم سید حسین قدس سرہٗ مع والدہ پٹن سے احمدآباد
گجرات میں آئے اور یہاں علما وفضلا سے کتب درسیہ ختم کیں اور مشائخ کرام سے فیض باطنی
حاصل کیا۔ حضرت قطب عالم اور حضرت سید علاءالدین سے بھی استفادہ کیا۔ آپ فرماتے
تھے میں نے جو کچھ نعمت حاصل کی اُس کے تین حصے تقسیم کئے ایک اپنے لئے۔ دوسرا
فرزندوں کے لئے۔ تیسرا مریدین وطالبین کے لئے۔ آپ حقیقت ومعرفت میں ڈوبے ہوئے
تھے۔ سراپا عرفان تھے صاحب خوارق عادات وکرامات تھے فقرا وغربا دوست مہمان نواز
تھے۔ واردین وصادرین کی خاطر ومہمان داری فرماتے تھے۔ جہانتک ہوسکے اعانت ومساعدت
کرتے تھے اور احمدآباد میں آپ نے والدہ کے اصرار سے ایک صالحہ بی بی سے عقد کیا۔ سلطان
والی گجرات کا وزیر ملک شعبان آپ کا معتقد تھا حضرت کا مرید رشید تھا۔ قلت فرصت
کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔ اپنے فرزند ملک خوش باش کو ہمیشہ آپ کی خدمت میں
بھیجتا تھا۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ سے کہا کہ مقبرے کے لئے ملک شعبان
سے زمین طلب کیجئے۔ آپ نے ملک خوش باش سے کہا۔ خوش باش نے عرض کیا میں نے
آپ کے لئے مقبرہ تیار کیا ہے۔ اگر پسند ہو تو لیجئے۔ آپ کی والدہ بہلی میں سوار ہوکے
مقبرے میں گئیں اور مقبرہ دیکھا فرمایا یہ جائے میرے ہی لئے ہے۔ ملک خوش باش نے
عرض کیا میرا گنبد جو تیار ہے اُس میں اپنے لئے قبر تیار کریں۔ آپ کی والدہ نے فرمایا
جو اول فوت ہووے گنبد میں دفن کیا جائے۔ تقدیر ازلی سے ملک خوش باش اول

فوت ہوا۔ اُسکو گنبد میں دفن کئے۔ آپ کی والدہ نے آپ سے بیعت کی عابدہ زاہدہ صالحہ
رابعہ ثانیہ تھین۔ چہاردہم جمادی الثانی کو فوت ہوئین۔ بی بی پورہ مین مدفون ہوئین
اور آپ نے بھی دسوین تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۷ھ ہجری مین رحلت کی والدہ کے مقبرہ
واقع بی بی پورہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

نسب کا شجرہ

سید خوند بن سید محمد ابن سید یعقوب بن محمود کبیر برادر سید حسین خنگ سوار۔ مزار وہ متبرک ہے۔

مولوی خیر الدین سورتی شاگرد مولوی فخر الدین اورنگ آبادیؒ

آپ محدّث وفقیہ و واعظ تھے آپ کی قوت بیانیہ نہایت درست تھی اور آپ کی تقریر دلپذیر
پُرتاثیر تھی۔ وعظ مین جب چاہتے سب کو رُلاتے جب چاہتے سب کو ہنساتے۔ گویا قلوب
خلایق کی باگ آپ کے دستِ قدرت مین تھی نقشبندیہ طریق مین مُرید تھے۔ مجالس بدعت
مین کبھی شریک نہین ہوتے تھے۔ اکثر لوگ آپ کے مُرید تھے بعد عصر و مغرب کے مابین مُریدون
کو توجہ سے سرفراز فرماتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت مین سالک منزل مقصود کو پہنچتا تھا۔ اکثر
علما آپ سے حدیث مین سند حاصل کرتے تھے۔ طلبہ کو نہایت محبت وتلطف سے
پڑھاتے تھے۔ خوش خلق وخوش وضع تھے حلیم وبردبار تھے۔ متقی و پرہیزگار امانداری
مین مشہور روزگار تھے۔ آپ کی خانقاہ سورت مین تھی۔ اکثر حجاج آپ کے مکان پر فروکش
ہوتے تھے آپ مہمان نواز تھے غربا وفقرا کے ساتھ نوازش فرماتے تھے۔ حیدرآباد

وا ورنگ آباد میں آنے جاتے تھے سب امرائے دکن آپ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ اہل مکہ ومدینہ بھی آپ کو خیر الدنیا والدین لکھتے تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں واقع ہوئی۔ بندر سورت میں مدفون ہوئے چونکہ آپ کو اولیاء دکن سے تعلق رہا ہے اس وجہ سے میں نے اولیاء دکن میں شریک کیا۔ اور سنہ سابق میں گجرات دکن میں شمار کیا جاتا تھا۔

مولوی خیر الدین خان کی امانت داری کی نقل

آپ کے شاگرد نے آپ کے پاس ایک ہزار روپیہ امانت رکھا اور اس میں تصرف کرنے کی اجازت دی آپ نے زر معلوم کو خرچ کر دیا شاگرد رشید چند روز کے بعد آیا اور زر امانت کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا صبر کرو چند روز میں بندوبست کر دیتا ہوں اس نالائق نے کہا۔ یہ بات آپ کی شان کے لائق نہیں۔ بہر حال جلد دیجئے نہیں تو آپ کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ آپ نے عذر کیا۔ اور مہلت چاہی اور نار شید نے قبول نہیں کیا۔ آپ کے مکان پر چند جوان مقرر کر دئے اور آپ کو منہ سے برا بھلا کہنے لگا۔ آخر اس عرصہ میں کہیں سے رقم آپ کے پاس آگئی۔ فی الفور دیدے۔ اور شاگرد سے ناخوش نہیں ہوئے۔ واہ کیا صاف دل وصاف باطن تھے۔ پھر اس شاگرد کو سفر درپیش آیا استاد کے پاس آیا اور عرض کیا رقم حاضر ہے امانت رکھئے اور میرا قصور معاف کیجئے۔ آپ نے فرمایا عزیزی میں تیرا ممنون ہوں تم کس بات کی معافی چاہتے ہو۔ اگر امانت رکھتے تو میں امین ہوتا ہوں۔ مگر مجکو تصرف کی اجازت مت دو۔ اب میں آئندہ تیری امانت میں تصرف نہیں کروں گا۔ سبحان اللہ اس وقت

مین کیا پاک طینت و نیک سیرت بزرگ تھے کہ اُنمین غرور و نفسانیت کا نام و نشان نہین ہوتا تھا

آپ کی ہمدردی مسافر کے ساتھ

نقل ہے کہ سورت مین ایک مسافر غریب الوطن حج کے ارادے سے آیا تھا۔ زاد راحلہ کافی نہین رکھتا تھا۔ حجاج جہاز پر سوار ہو گئے۔ غریب بھی آخر پہنچا۔ ناخدا نے کہا کہ جہاز مین پانی کم ہے اب ایک آدمی کی گنجایش نہین بیچارہ مایوس ہُوا۔ اور مولوی صاحب کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ آپ مالک جہاز سے جو قوم نصاری ہے چل کر میری سفارش کر دیجئے۔ وہ آپکی سفارش سے مجکو ضرور سوار کرے گا۔ آپ اُس کے ساتھ ہو لئے اور کپتان کے گہر آئے کپتان مدت سے آپ کی ملازمت کا مشتاق تہا۔ کئی مرتبہ درخواست کی تھی کہ مین حاضر ہوتا ہون۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس مت آؤ مین نہین ملون گا۔ کپتان مکان مین کرسی پر بیٹھا ہوا تہا۔ آپ بھی فرش پر بیٹھ گئے۔ وہ انگریز آپ کی سیرت و نام سے واقف تہا مگر کبھی آپ کی صورت نہین دیکھا تہا۔ آپ نے غریب کے لئے سفارش کی نہین مانا۔ آپ نے نہایت انکساری و زاری سے مکرر سہ کرر کہا مگر اُس نے نہین سُنا بلکہ کہا یہ بزرگ عجب عقلمند ہے کہ میرا کہنا نہین سُنتا۔ آخر آپ رنجیدہ ہو کر وہان سے چلے دروازے تک نہین پہنچے تھے کہ کپتان کو معلوم ہوا کہ آپ مولوی خیرالدین ہے تھے اُسی وقت دوڑا اور آپسے ملا۔ سر سے ٹوپی نکالی اور عرض کیا۔ اگرچہ جہاز مین پانی کم ہے مگر مجکو آپکے حکم کی تعمیل مقصود ہے اُسی وقت غریب مسافر کو جہاز پر سوار کیا۔ غرض آپ ہمدردی و اعانت مین بے نظیر فرد تھے۔ بزار و تبرک ہے

حضرت خاکی شاہ قدس سرہٗ

خاکی شاہ نام شاہ عبدالقادر لنگ بستہ کے مُرید نواب عماد الملک بہادر خان صوبہٗ
حیدرآباد کے زمانہ مین زندہ تھے حالت جذب وسلوک مین مستغرق رہتے تھے ابتدا
حال مین بنگ خانہ مین پہر رات تک گذارتے تھے پہر اپنے سکونت گاہ پر جو حسین ساگر کے
کنارے واقع تھی تشریف لاتے تھے معتقدین مین سے ہمیشہ دو شخص بنگخانہ سے آپکے
ہمرکاب ہوتے تھے۔ آپ تالاب کے چوتہائی حصہ تک دونون کو ہمراہ آنے دیتے
تھے اور وہان سے اُن کو رخصت کرکے آپ تنہا مکان پر آتے تھے۔ ایک روز دونون نے
خیال کیا کہ حضرت ہمکو یہان سے رخصت کرتے ہین اور آپ تنہا جاتے ہین۔ کیا بات
ہے آج چھپکر دیکھنا چاہئے اُس روز معمول کے موافق چوتہائی تالاب تک ہمراہ رہے اور
ظاہر حضرت سے رخصت ہوکر تالاب کے کنے مین پوشیدہ ہوگئے اور پانچ لمحہ کے بعد
کیا دیکھتے ہین کہ خاکی شاہ تالاب کے پانی پر خراماں خراماں اِس طرح چل رہے ہین جیسا
کوئی آدمی خشکی پر چلتا ہے ایک آن مین مکان پر پہونچگئے۔ دونون یہ خرق عادت
دیکھکر آپ کے معتقد ہوئے۔ دوسرے دن معمول کے موافق حضرت اور دونون شخص بھی
بنگ خانہ مین آئے دونون شخص حضرت کے قدم پر گرے اور پابوس ہوئے اور رات کا
پورا قصہ بنگ خانہ مین حریفان مشرب سے بیان کیا۔ یہ بات سُنتے ہی حضرت نے کمر کا کا
رستہ لیا اور اُسی دن سے بنگ خانے کا جانا ترک فرمایا۔ انوار الاخیار مین لکھا ہی کہ حضرت
خاکی شاہ اسم بامسمی تھے عالم التسلیم و رضا مین مقیم تھے اور آپ کی ذات اِس مضمون کے

رخاکساری میں ہماری خاکساری مگئی ۔ مصداق تھی ۔ ایک روز ایک بے ادب نے شوخی
وگستاخی سے آپ کے چہرۂ مبارک پر تف کرکے بلغم پھینکا آپ اس کے اس بیہودہ حرکت سے
ذرا بھی متغیر نہ ہوئے اور بلغم کو بھی چہرۂ مبارک سے دور نہیں فرمایا ۔ اس شخص کے طرف دیکھا تک
نہیں جب ایک دوسرے شخص نے بلغم کو چہرۂ مبارک سے دور کیا تب بھی کچھ التفات کی
تسلیم و رضا میں اس قدر محو تھے کہ خودی سے بیخود خوشی و غمی سے بیخبر تھے ۔ آپکی وضع
فقیرانہ تھی کبھی رنگین کبھی سفید کبھی خاکی لباس پہنتے تھے ۔ آخر دوسری تاریخ ماہ رجب
سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں اس عالم خاک سے عالم پاک کو روانہ ہوئے حسین ساگر کے کنارے
سکونت گاہ میں مدفون ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ خلایق ہے ۔ آپ کے عرس کے لئے
سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کے طرف سے وظیفہ سالانہ مقرر ہے ۔ عرس بڑے عظمت سے
ہوتا ہے مشایخ اور فقرا کی مجلس منعقد ہوتی ہے سب فیضیاب ہوتے ہیں ۔

باب الدال

حضرت داؤد بادشاہ صاحب قدس سرہٗ

آپ کا اصل وطن دکن ہے زمانہ خورد سالی سے آپ کو علم سلوک کے طرف رغبت تھی آہستہ
آہستہ آپکی نوبت مرتبہ جذب کو پہونچی ۔ مجذوب کامل ہوئے کبھی مجذوبانہ کبھی سالکانہ کلام
کرتے تھے ۔ خلایق کے مرجع تھے ارباب دکن آپ کے خوارق عادات کے معتقد تھے منوّالاخبار
میں لکھا ہے کہ اورنگ آباد سے کوئی سپاہی زادہ معاش کی تلاش میں ملازمت کے بعد
حیدرآباد میں پہونچا اور دیر تک امرا کے در بدر پھرتا رہا لیکن کوئی اسکے دادکو نہ پہنچا آخر مایوس ہوکر

حضرت کی خدمت بابرکت میں آیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت نے اُسکو اسماء الٰہی میں سے
ایک اسم کی اجازت دی کہ تو اُسکی مواظبت کر اور اپنے وطن مالوفہ اورنگ آباد کو لوٹ جا
تجھے اس اسم کی برکت سے بہت دولت و حشمت حاصل ہوگی یہ شخص حضرت کے حکم سے اورنگ آباد
میں آیا اور جس مریض پر اُس اسم کو دم کرتا تھا وہ فوراً صحت پاتا تھا۔ اورنگ آباد میں اُس کی
بہت شہرت ہوئی۔ اور اُس کو اسقدر دولت و حشمت حاصل ہوئی کہ وہ شہر میں معززین
سے شمار کیا جاتا تھا۔ اور صاحب انوار الاخیار نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ پانی کو برنگ شراب
اور شراب کو برنگ آب کر دیتے تھے آپ مغفرت مآب حضور آصفجاہ اول کے آخر زمانہ
تک زندہ تھے آپ کی وفات قریب سنہ ۱۱۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ بالائے شاہ علی بنڈہ
برسر راہ مدفون ہوئے آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے عرس کے لئے سرکار عالی
نظام ظلہ العالی سے سالانہ رقم مقررہ ملتی ہے۔ عرس کا عمدہ جلسہ ہوتا ہے فقراء و مشائخ جمع
ہوتے ہیں اور معتقدین بھی حاضر ہوتے ہیں اور حاجات کو پاتے ہیں۔

شاہ درویش بن شاہ ولی اللہ عرف شاہ راہی

آپ اولاد میں سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کے ہیں۔ والد کے مرید و خلیفہ تھے کیمیا و
علم تصوف والد ہی سے حاصل کیا تھا تقویٰ و زہد میں مشہور تھے ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہتے تھے
تھا
مابین عصر و مغرب خانقاہ میں تشریف لاتے تھے۔ کوئی حاجتمند طالب آتا تھا تو بہرہ یاب ہو جاتا
مزاج میں تیزی زیادہ تھی کئی رسائل تصوف میں دکنی زبان میں لکھے ہیں رسائل صوفیہ کو خوب

واضح طور سے بیان کئے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے ایک شاہ عبدالغنی عرف صاحب بادشاہ دوسرے شاہ ولی عرف پیران صاحب تھے۔ آپ کی وفات ۴ جمادی الاول ۹۸۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ اندرون شہر جوہری گلی کے متصل والد کے روضہ میں مدفون ہوئے زیارت گاہ خلق ہے۔

شاہ داول قدس سرہٗ

آپ کا نام شیخ عبداللطیف اور داور الملک خطاب اور شاہ داول عرف ہے۔ آپ شیخ محمود قریشی کے صاحبزادے ہیں۔ مرآت سکندری کے مؤلف نے لکھا کہ آپ سلطان محمود بیگرہ کے امرا میں تھے اور داور الملک کے خطاب سے مخاطب تھے۔ پسندیدہ صفات و حمیدہ آیات تھے۔ فقرا دوست و علما پرست دنیا کی جاہ و حشمت سے متنفر تھے۔ فقرا کی صحبت کی بدولت آپ کے دل میں محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ تمام جاہ و حشمت و مال و دولت سے علیحدہ ہوئے درویشی اختیار کی اور شاہ عالم کی خدمت میں بیعت کی اور ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے شاہ عالم نے آپ کو وضو کے پانی کی خدمت تفویض کی تمت ملک اس خدمت پر سرفراز رہے

نقل ہے

کہ ایک روز شاہ عالم وضو کر رہے تھے۔ اور داور الملک مخدوم کے ہاتھ پر پانی ڈال رہے تھے اس وقت کوئی امیرزادہ جو مرض میں مبتلا تھا۔ آپ کے پاس آیا شفا کی درخواست کی شاہ عالم نے وضو کے بعد چند قطرے اپنے ہاتھ سے امیرزادے پر ڈالے اسکو شفا ہوئی۔ پھر شاہ عالم نے داور الملک کو فرمایا کہ اکثر اوقات افراد خلایق مطالب کے لئے حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں آتے تھے اور درخواست کرتے تھے۔ خواجہ موصوف خلایق کے مطالب کو سالار مسعود غازی

کی روح پرفتوح کے حوالہ کرتے تھے۔ اور خود فارغ رہتے تھے۔ مجکو بھی ویسا ہی کرنا چاہیے اُسوقت
داورالملک کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ امر کس کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ شاہ عالم کشف باطنی
سے داورالملک کے خیال و خطرے پر واقف ہوئے۔ فرمایا خدا تعالیٰ تجکو یہ مرتبہ عطا کریگا
اور تو درجۂ شہادت کو پہنچے گا۔ اور تجسے خلایق کی حاجت روائی ہو گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد
سلطان محمود نے آپ کو قصبہ کامرون کا تھانہ دار کیا۔ آپ اُس قصبہ مین گئے۔ اور اہل قصبہ
کو مطیع کیا۔ قوم گراسیہ جو اشد کافر و سیاہ دل تھے آپ کی خدمت مین آمد و رفت
کرتے تھے اُن مین سے ایک شخص نے آپ کو فریب دیکر کہا کہ فلان شخص کے پاس تلوار
بیمثل ہے جب وہ آپ کے پاس آئے آپ اُسکو ملاحظہ کرنا بس داورالملک کو تلوار دیکھنے
کا شوق ہوا اور اُسی شخص نے مالک تلوار سے کہا کہ حاکم تجکو فریب سے قتل کرنا چاہتا ہے
جب حاکم تجسے تلوار مانگے اُسوقت ہوشیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ مالک تلوار نے تمام
اپنے قرابت داروں کو اس امر سے مطلع کیا کہ مین داورالملک کے پاس جاتا ہون جب وہ
میری تلوار مانگے گا تم سب اُس پر حملہ کرکے اُس کا کام تمام کرنا۔ غرض وہ گراسیہ آپ کی
خدمت مین آیا اور آپ نے اُسکی تلوار ملاحظہ کے لئے مانگی۔ اُسی وقت اُسکے اقارب نے
آپ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کیا۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۸۸۳ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اور
قصبہ کامرون مین مدفون ہوئے۔ آپ اکمل اولیا سے ہین برار و خاندیس اکثر مقامات
مین آپ کے چلّے قائم ہین۔ اور ہر ایک مقام مین سالانہ آپ کا عرس ہوتا ہے۔ خاص و عام
آپ کے ساتھ عقیدہ واثق رکھتے ہین۔ دکن مین آپ کی شہرت سالار مسعود غازی کی طرح

شاہ درویش محی الدین قادری

شاہ درویش نام۔ محی الدین لقب ہے اور دستگیر صاحب عرف ہے آپ شاہ عبد محی الدین کے فرزند ہیں۔ والد ماجد آپ کی خوردسالی میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت چار برس کی تھی جد بزرگوار شاہ محی الدین ثانی نے آپ کی تربیت و تعلیم کی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہوئے ایک روز جذبۂ محبت الٰہی کے شوق میں جد بزرگوار سے بیعت وخلافت کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا بابا ابھی نوکری کیجیے۔ پھر درویشی میں قدم رکھیے۔ آپ نے جد بزرگوار کے حکم سے نوکری اختیار کی۔ مقرب خان کی رفاقت میں رہے کئی معرکوں میں لڑے۔ کئی زخم اٹھائے۔ پھر نوکری ترک کی۔ اور جد بزرگوار کی خدمت میں آئے مرید ہوئے مدت تک آپکی خدمت میں رہے اور خلافت کا خرقہ عم بزرگوار شاہ عبداللطیف ثانی سے لیا اور مرشد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے چوبیس سال تک مریدین طالبین کی ہدایت کرتے رہے۔ آپ کے اکثر خلفا مثلاً شاہ عارف خدانما و شاہ توکل وغیرہ صاحب کمال تھے۔ حقایق و معارف میں کامل تھے۔ خانعالم کلان و امین خان احتشام جنگ وغیرہ امرا آپ کے مرید تھے۔ علی الخصوص امین خان محقق وقت تھا۔ انوار الاخبار میں مرقوم ہے کہ درویش محی الدین درویش کامل و عارف فاضل تھے متقی و پرہیزگار یگانۂ روزگار تھے اکثر دکن کے امرا آپ کے مرید تھے۔ نظام الملک آصفجاہ بھی آپ سے نہایت ادب سے ملتے تھے۔ شہر کے تمام مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے حضرت صاحب قادری آپ کے معاصر تھے حیدرآباد میں آپ شاہیر مشائخ سے شمار کیے جاتے تھے مستعد پورہ میں

سکونت پذیر تھے۔ آپ متوکل و قانع راضی برضا و تسلیم تھے۔ کسی سے جاگیر و معاش کا سوال
نہیں کرتے تھے۔ ایک روز قاضی میر خلیل اللہ خان بن قاضی بابا مرحوم نے جو آپ کی
خدمت میں ارادت رکھتے تھے۔ اتار پور کی جاگیر کا پروانہ بھیجا۔ محاصل جاگیر کا دو ہزار
روپیہ تھا۔ پروانہ مہری و دستخط خاص اصفجاہ سے تھا۔ آپ اسوقت بہمنت نگر میں تھے
اُسی وقت فرزند غلام محی الدین کو بلایا۔ اور فرمایا کہ قاضی صاحب کو لکھو کہ میں آجتک
آپ کو مخلص دوستوں سے جانتا تھا۔ فی الحال مضمون سے تصور کرتا ہوں۔ اگر فقیر شفقت
قبول کرے گا تا بزندگی فارغ البال رہے گا۔ مگر میرے بعد اولاد میں ترکہ کی وجہ سے
عداوت ہوگی۔ اور سرکار جاگیر ضبط کرلے گی۔ میری اولاد صید پھرے گی اس سے بڑھ کر
کیا فساد ہوگا۔ فقیر کو امراء کا روزینہ نہ چاہئے۔ اگر آپ میرے دوست ہیں تو آئندہ ایسی حرکت
نہ کرینگے۔ پھر پروانہ کو چاک کیا ملفوف کرکے واپس کیا۔ پھر آپ ارکاٹ میں شاہ صبغۃ اللہ
ثانی کی ملاقات کے لئے گئے راہ میں کڑپہ آیا۔ مدان کا حاکم عبد العزیز خان عرف موجہ میاں
استقبال کے لئے آیا۔ اُس روز خان صاحب کے والد کی فاتحہ تھی۔ دیوان سے کہا جو
فقیر آوے اُسکو فی فقیر ایک روپیہ اور ایک چادر دی جائے۔ نواب صاحب آپکی
خدمت میں تھے اتنے میں ایک فقیر آیا اور کہا نواب تیرے وزیر نے مجکو نہیں دیا۔
نواب نے کہلا بھیجا اور فقراء کی طرح اِس فقیر کو بھی دو۔ وزیر نے کہا یہ فقیر دوبارہ مانگتا ہے
نواب نے کہا یہ فقیر حریص ہے۔ آپ نواب کا کلمہ سنتے ہی غضبناک ہوئے۔ نواب قدموں
پر گرا نادم ہوا۔ آپ نواب کی سرحد سے نکلے۔ سبحان اللہ آپ کو فقراء کا کسقدر لحاظ

تھا۔ نواب کی عظمت وشان کو بالائے طاق رکھا۔

نقل ہے

کہ آپ ایک روز مسقد پورے مین بالاخانے پر بیٹھے تھے۔ دیکھا کہ کوتوالی کے سپاہی ایک شخص کو سپاہیون کے ہار پہنائے لیجائے جاتے ہین۔ آپ نے دریافت کیا کون ہے اہل ہنگامہ نے عرض کیا حضرت یہ مجرم ہے کہ مسجد مین علی علیہ السلام کا نام لیا اور اصحاب ثلاثہ کا ذکر نہین کیا۔ شاید یہ امامیہ ہے واجب القتل ہے قتل کے لیے لیجاتے ہین۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ فرمایا اے مسلمانون اگر کوئی حضرت علی کا نام لیوے تو واجب القتل ہوتا ہے اور اسکو قتل کرتے ہو۔ مین تو حضرت کی اولاد مین ہون مجکو قتل کرو پہر مجرم کو۔ تمام نادم وپشیمان ہوئے۔ بیچارے سید نے موت کے پنجے سے رہائی پائی۔

نقل ہے

ایک دن آپ کی خدمت مین ایک بزرگ امامیہ آئے اور کلمہ امامیہ طریق سے پڑہا آپ سنکے خاموش ہوئے حاضرین مجلس نے عرض کیا حضرت یہ کلمہ کیسا؟ آپنے فرمایا اے صاحبو ہمارے مذہب سنت جماعت مین علی ولی اللہ کہنا بدون انضمام کلمہ طیبہ درست ہے۔ امامیہ اسکے انضمام کے قائل ہین۔ صوفیون کا قول ہے کہ رسالت وولایت وحدانیت کے دو گواہ ہین۔ توحید لا الہ الا اللہ رسالت محمد رسول اللہ وولایت علی ولی اللہ۔ آپ صاحب تصنیف وتالیف تھے آپکے مکتوبات عجیب غریب ہین تصوف کے مضامین کو نہایت خوبی کے ساتھ لکھے ہین مشکوٰۃ النبوۃ مین چند مکتوب مذکور ہین۔ ہمنے طوالت کی وجہ سے نہین لکھا اگر کسی طالب شایق کو مطالعہ

کرنا منظور ہو وہ کتاب مذکور میں ملاحظہ کرے۔ آپ کی وفات ۲۴ ماہ ذیقعدہ ۱۰۵۲ھ ہجری
میں ہوئی مرقد بیرون شہر متصل کاروان مغربی جانب میں ہے۔ خان عالم خان نے
آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کیا خلایق کی زیارت گاہ ہے عجیب مقام پر فضا و خوشنما ہے
قاضی میر خلیل اللہ نے تجہیز و تکفین کا خرچ جیب خاص سے فرمایا رحلت کے بعد آپ کے
گھر میں تجہیز و تکفین کے لئے ایک پیسا بھی برآمد نہیں ہوا آپ ہی کے شعر کے مصداق تھے

قرار در کف آزادگان نگیرد مال ۔ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

آپکی اولاد میں سید محی الدین احمد سید محی الدین محمد۔ و سید عبداللطیف ثانی تینوں عالم کامل تھے

نسب کا شجرہ

شاہ درویش محی الدین بن شاہ عبدالحی الدین بن محی الدین ثانی الملقب پیر شاہ صاحب
بن عبداللطیف لاابالی بن سید شاہ طاہر الحموی بن سید علاء الدین علی الحموی۔ بن سید
عارف الحموی بن شاہ ہاشم الحموی بن سید شاہ قطب الدین محمد الحموی بن سید شاہ
شہاب الدین احمد الحموی بن سید شاہ بدرالدین حسن الحموی بن سید علاء الدین علی الحموی
بن سید شاہ شمس الدین محمد الحموی۔ بن سید شاہ سیف الدین یحی الحموی۔ بن سید
شمس الدین احمد بغدادی۔ بن سید ظہیر الدین ابوالمسعود احمد بغدادی بن سید شاہ
عماد الدین ابی صالح نصر البغدادی۔ بن سید قطب الافاق تاج الدین عبدالرزاق
بغدادی۔ بن حضرت غوث الثقلین قدس سرہم۔

باب الراء

مخدوم شیخ رحمت اللہ چشتی صدیقی

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے احمد آباد گجرات میں علماء و فضلا کی خدمت میں کتب تحصیل سے فراغت پائی۔ اولاً والد سے خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان حاصل کیا۔ ثانیاً شیخ مجدالدین چشتی احمد آبادی گجراتی سے بھی استفادہ کیا۔ اور مرید و خلیفہ ہوئے۔ فردوس فرشتاہی کے مولف نے لکھا۔ کہ آپ فرماتے تھے کہ مجکو نعمت شیخ المشائخ مجدالدین سے ملی۔ آپ متقی و پرہیزگار متشرع و دونیدا سے ریاضت و عبادت میں بے مثل شرافت و نجابت میں بے بدل تھے سلطان محمود بیگڑہ آپ کا مرید تھا آپ نے شیخ پورہ آباد کیا بادشاہ نے اُس میں آپ کے لئے خانقاہ و مسجد بنا کر دی تھی۔ آپ ہمیشہ طالبین و مریدین کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے تھے آخر آپ نے ۲۶ تاریخ جمادی الثانی ۹۶۵ھ ہجری میں رحلت کی شیخ پورہ میں مدفون ہوئے۔ بادشاہ نے گنبد بنا دیا۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ رکن الدین احمد ثانی چشتی گجراتی

شیخ رکن الدین احمد ثانی نام۔ آپ شیخ حسام الدین شاہ فتح چشتی کے فرزند دلبند ہیں آپکی ولادت باسعادت سیزدہ تاریخ ماہ صفر ۱۱۲۱ہجری میں شہر احمد آباد گجرات میں ہوئی۔ آپکے والد ماجد نے خوشی میں مجلس سماع منعقد کی۔ شہر کے علماء و کملا مجلس میں شریک ہوئے۔

اور حسام نے آپ کو مبارکباد دی۔ مجلس میں کسی بزرگ کامل نے فرمایا یہ قطب زمان ہوگا۔
نشو و نما کے بعد آپ نے والدہ ماجدہ سے سات برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔
مخدوم رحمت اللہ بن سید احمد قادری نے آپ کے حفظ کی بابت مبالغہ کیا ہے۔ پھر آپ نے
علوم و فنون والد ماجد و علما کی خدمت میں حاصل کئے! اور علم تصوف کو خاص والد ماجد سے
حاصل کیا اور خلافت کا خرقہ بھی پایا۔ والد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ علوم ظاہری
و باطنی میں علامہ متبحر تھے۔ وحدت الوجود کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سرود سماع
کے فریفتہ وجد و حال کے شیفتہ تھے۔ کریم النفس و نیک محضر حلیم الطبع و حمیدہ سیر تھے۔ علما
دوست و فقرا پرست تھے۔ آپ کی مجلس میں علما و فقرا کا مجمع رہتا تھا باہم علمی مذاکرہ ہوتا تھا۔
کوئی ہمہ اوست کو ترجیح دیتا تھا۔ کوئی ہمہ از وست کو۔ آپ عاشق رسول اللہ و عارف باللہ
تھے۔ فانی فی اللہ باقی باللہ تھے۔ آپ نے ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا طالبین و
مریدین فیضیاب و فائز المرام ہوتے تھے آپ کے فضائل و کمالات کی شہرت سن کے
بلاد و امصار کے طلبا خدمت فیض درجت میں حاضر ہوتے تھے اور نعمت حاصل کرتے تھے

نقل ہے

کہ ایک ... مع چند غربا آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے ملاقات کی آپ نے پوچھا
کہاں سے آئے تو جواب دیا بغداد سے۔ ہم بغداد گئے حضرت محبوب سبحانی کے روضہ پر
معتکف ہوئے ہم کو حضرت محبوب کا ارشاد ہوا کہ گجرات میں شیخ رکن الدین کے پاس جاؤ
تمہارا حصہ انکے تفویض ہے۔ بنا بر علیہ ہم حاضر ہوئے آپ نے سب کو بیعت سے مشرف کیا

وہ سب چند مدت آپ کی خدمت میں رہے۔ استفادہ کر کے بغداد مراجعت کی۔

نقل ہے

کہ آپ نے ماہ شعبان میں اعتکاف کیا۔ یکایک مرض وبا میں مبتلا ہو کے جان بحق تسلیم کی۔ آپ وظائف عقد انامل پر پڑھتے تھے انتقال کے وقت وظیفہ جاری تھا۔ انتقال کے بعد بھی بدستور عقد انامل جاری و متحرک تھا۔ یہ امر آپ کے خوارق سے تھا۔ شہر میں شہرت ہوئی۔ کاکا جی حاکم بڑودہ یہ خبر سنکے مع چند اطبا حاضر ہوا اطبا نے ملاحظہ کر کے کاکاجی حضرت جان بحق ہوئے۔ عقد انامل کا متحرک ہونا آپ کی کرامت ہے۔ آپ کو اسی حالت میں دفن کئے۔ آخر آپ نے ۲۵ شعبان ۱۰۹۰ ہجری میں رحلت کی۔ محلہ شاہ پور احمد آباد گجرات میں والد ماجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کی عمر ستاون سال تھی اور مدت خلافت تیئیس سال آپ کے چار فرزند تھے شیخ رشید الدین مودود ملا چشتی شیخ جمال الدین ثالث گجراتی چشتی شیخ فرید میاں حسینی۔ حضرت بڑے میاں چشتی۔ یزار و متبرک ہے۔

شیخ رشید الدین چشتی گجراتی

شیخ رشید الدین نام۔ آپ شیخ رکن الدین بزرگ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا تولد احمد آباد گجرات میں ہوا۔ آپ نے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ اور خلافت واجازت بھی والد ماجد سے پائی۔ عالم و فاضل وعارف کامل ہوئے آبا کرام کی طرح درس و تدریس و ہدایت و تلقین میں مصروف رہتے تھے۔ جوان صالح و صوم و صلوٰۃ و پابند تھے۔

سخی وکریم تھے۔ فقرا و غربا کے حال پر مہربانی فرماتے تھے حسن سیرت وخوبصورت
تھے۔ لباس کے شائق فاخرہ لباس پہنتے تھے۔ خاص و عام آپ کو امیر تصور کرتے
تھے۔ واقع میں آپ فقیر روشن ضمیر اور ظاہر میں امیر بے نظیر تھے۔ سرود وسماع پر فریفتہ
تھے۔ سماع کی مجلس منعقد کرتے تھے۔ فقرا و مشائخ سرود وسماع کی مجلس میں شریک
ہوتے تھے۔ سماع سے حالت وجد و حال میں سب بیہوش و بیخبر ہوتے تھے۔ جو کچھ
نذر و زیارات کی آمدنی تھی تمام مستحقین کو عطا کرتے تھے۔ عالی ہمت و عفا حفاظت
تھے۔ آپ کی گذر اوقات کا مدار توکل پر تھا۔ برخلاف عادت آپ نے کبھی کسی سے
سوال نہیں کیا۔ موزون الطبع و شعر فہم تھے۔ آپ کا کلام حقانی مضامین میں ڈھلا ہوا
ہوتا تھا۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تھے۔ تلامذہ آپ کے اشعار کو لوٹ کی طرح حفاظت
سے رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ متفرقہ اشعار بے شمار ہو گئے آپ کے کسی تلمیذ معتقد نے
متفرقہ اشعار کو ترتیب سے جمع کر کے اُس کا نام نور البصر رکھا۔

من اشعار

اے نظرگاہِ جلالت دلِ بے برگ و نوا / فکر در راہِ تو و لنگ سخن سے سر و پا
تا بہ دل آتش شوق گرفت است مرا / طبع چون غنچہ تصور نہ شگر دد
خندۂ گل صد نشتر زہر دانہ اشکم / خاصیت جام است نگہ چشم ترم را
آشفتہ وران تو نہ محرم راز اند / از نکہتِ گل بوس کرہا بی خبرم را
شب ز شوق زلفت سخنے کردم / کا رہا دلِ دیوانہ چہ ابتر کردم

خستہ سنبل از پریشان زلف کیست | غنچہ چون از گوشہ دستار کیست
لالہ از حال من خبر دارد | کہ شہید خدنگ مژگانم
ناتوانی چہ کردہ تدبیرم | پیر ناگشتہ و عصا گیرم

آخر آپ نے بیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ روز پنجشنبہ سنہ [illegible] ہجری مین اس دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی محلہ شاہ پور احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے یزار و تبرک ہے

شیخ راجی محمد شطاری

شیخ راجی محمد نام آپ کا اصلی وطن احمد آباد گجرات ہے۔ آپ نے سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ ختم کین تحصیل کے بعد درویشی کا شوق ہوا شیخ صدر الدین ذاکر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ریاضت و عبادت مین مصروف ہوئے ہمیشہ حجرہ مین عزلت گزین رہتے تھے۔ اہل دنیا و اغنیا سے کم ملتے تھے۔ متوکل علی اللہ و صابر رہتے تھے چند روز کے بعد شیخ صدر الدین کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خلائق کو مرید کرنے لگے گجرات مین آپ کے بیشمار مرید تھے آخر آپ نے سنہ ۹۹۴ ہجری مین رحلت کی بڑودہ گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپ کے ایک صاحبزادے ولی محمد تھے والد کے قائم مقام ہوئے عصا کرامت تھے

مولوی رفیع الدین قندھاری

آپ محمد شمس الدین کے فرزند ہین۔ آپ کا مولد و منشا قندھار ضلع ناندیڑ ہے۔ آپکی ولادت

سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد خوش خلق و نیک مرد تھے۔ مخدوم حاجی سیاح
کی مسجد میں معتکف تھے۔ کہ مخدوم نے عالم رویا میں ایک رکابی کھانے کی دی اور
بشارت دی۔ کہ تجکو فرزند ہوگا۔ میرا نام رکھنا چنانچہ آپ پیدا ہوئے بسیاح کے
حکم کے موافق نام غلام رفاعی رکھا عرف محمد رفیع الدین۔ آپکا نشو و نما قندہار میں ہوا
سن شعور کے بعد چودہ برس کی عمر میں وطن مالوف میں شرح ملا جامی تک تحصیل کی مخدوم
موصوف نے آپ کو عالم رویا میں ایک کتاب عنایت کی۔ آپ کا اصل طریقہ اویسیہ ہے
روحانیت سے مستفید ہوئے تھے۔ مگر تکمیل حاجی رحمت اللہ صاحب سے ہوئی۔
مگر آپ کو طالب علمی کا شوق تھا۔ آپ ورنگ آباد گئے۔ مولوی قمرالدین صاحب مرحوم
و مولوی نور الہدی صاحب و مولوی سید غلام نو صاحب وغیرہ علماء و فضلاء اورنگ آباد
سے کتب تحصیل تا حاشیہ بیضاوی و قدیمہ تمام کیں حسب الطلب الماجد قندہار آئے
استخارے کے موافق مرشد کے طلب میں رحمت آباد گئے اور حاجی رحمت اللہ نقشبندی کی
صحبت میں ایک سال تک رہے۔ طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی۔ اور
خلافت کا خرقہ لیا۔ مراجعت کے وقت پانچ سال تک حیدرآباد دکن میں رہے پھر
حیدرآباد سے حرمین شریفین کو گئے حج و زیارت کے بعد مدینہ منورہ گئے محمد بن عبد اللہ
مغربی سے صحاح ستہ کی سند لی۔ پھر قندہار میں واپس آئے اور وہاں ایک خانقاہ بنام
امام حسین و حضرت غوث الثقلین و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی بنائی اور قندہار میں
مقیم ہوئے گلزار آصفی کے مولف نے لکھا کہ حضرت شیخ رفیع الدین صاحب قدس سرہ مغفرت منزل کے

عہد مین قندہار سے حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے۔ اہل شہر آپ کی خدمت مین جوق جوق آنے لگے۔ اور بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ اور اہل شہر چاہتے تھے کہ حضرت ہمیشہ شہر مین سکونت اختیار کرین تاکہ شہر و اہل شہر آفات و بلیات سے محفوظ رہین لیکن اعظم الامرا نے حضور مین عرض کیا کہ ایسے بزرگ جنکے مُرید بیشمار ہین شہر مین رہنا مناسب نہین اندیشہ ہے کہ مبادا حضور کے حکم کی تعمیل مین خلل واقع ہو جائے۔ اور بھی دوسرے امور کا احتمال ہے جنکی اصلاح ہرگز نہوگی حضور نے حکم دیا کہ مولوی صاحب اپنے وطن مالوفہ قندہار تشریف لیجائین پس حضرت حسب الحکم بندگان عالی حضور وطن مالوفہ روانہ ہوئے پس چندروز کے بعد اعظم الامرا ارسطو جاہ بعالم فنا روانہ ہوا۔ اور حضرت مولوی صاحب باستدعا شمس الامرا امیر کبیر بہادر دوبارہ بلدۂ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے۔ جان علیخان مرحوم کے باغ مین فروکش ہوئے۔ بینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ گوشہ نشین رہتے تھے۔ بطور سابق خلائق کی بھی کثرت نہین تھی کم کم خاص لوگ خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور حضرت کثرت خلایق کو پسند نہین فرماتے تھے۔ آپ موزون الطبع تھے شعر بھی کہتے تھے اور شعر مین قدرت اللہ بلیغ سے اصلاح لیتے تھے

من اشعار

بار در بردارم دشتاق دیدارم ہنوز
خواندہ ام بر لوح دل حرف تجلی کسے
سیدہی اے دل چرا در وصل آسایم ہنوز
محو از خود گشتہ ام محتاج تکرارم ہنوز

بیا بیا کہ شہید تو بے دفن باقیست
ز روئے لطف کفن لب سہ وادہ شاید
برنگ شمع بفانوس در کفن باقیست
کہ ہمچو شبنم گل نقش بر وبن باقیست

سینہ دار ز سوز نالہا کردم	سخن تمام شد و آخر سخن باقیست

آپ کی وفات سنہ ۱۲۴۱ ہجری میں واقع ہوئی۔ قندہار میں مدفون ہیں۔ امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے مرقد مبارک پر گنبد عالیشان بنا دیا۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد دائم صاحب و محمد قائم صاحب تھے۔ نواب شمس الامرا بہادر وغیرہ امرا آپ کے مرید تھے۔ آپکا سالانہ عرس تکلف سے ہوتا ہے فقرا و مشائخ و معتقدین جمع ہوتے ہیں۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ راجو حسینی

آپ شاہ صفی اللہ بن شاہ راجو حسینی کے فرزند ہیں۔ آپ مولداً بیجاپوری و مدفناً و مسکناً حیدرآبادی ہیں۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے پہنچتا ہے۔ آپ لی کا بل صاحب ل تھے سلطان عبداللہ شاہ کے زمانے میں بیجاپور سے حیدرآباد دکن میں تشریف لائے سلطان نے آپ کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور مدد معاش کے لئے یومیہ مقرر کر دیا۔ آپ فراغت سے یاد الٰہی میں مشغول ہوئے سلطان آپ کا بڑا معتقد تھا اور لوگ بھی جوق جوق آپ کے مرید ہوتے جاتے تھے آپ کی ذات سے کیا امیر کیا فقیر مستفید ہوتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک ارادت کے موافق دنیوی و دینی فائدہ پاتا تھا۔ آپ کا وجود فائض الجود خلایق کے لئے باعث برکت تھا اور حاجتمند کے لئے چشمۂ فیض تھا۔ آپ کی خانقاہ میں درویشوں و مریدوں کا مصداق سے

ہر کجا چشمۂ بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند

مجمع کثیر رہتا تھا حضرت سب کی خبر گیری و خدمت کرتے رہتے تھے اور درویشون
اور مُریدون کے ساتھ بہت کچھ ہمدردی فرماتے تھے۔ اور آپ سے بہت خوارق
عادات ظہور مین آئے ہین مشہور ہے کہ حسنِ اتفاق سے ایک روز شاہ راجو حسینی
برآمد ہوئے اور اُس چمن مین کہ جو خانقاہ کے صحن مین تھا خرامان خرامان آئے
طرح طرح کے پھولون اور شگوفون کا ملاحظہ کر رہے تھے اور بعض بعض شگوفے جو مرغوب
ہوتے تھے دستِ مبارک سے چن لیتے تھے۔ اسی اثنا مین تاناشاہ حجرے سے نکل کر
حضرت کی خدمت مین آیا۔ نہایت حُسنِ عقیدت و عجز سے تسلیم کے لئے سر خم کیا اور
قدم مبارک کا بوسہ لیا حضرت نے فرمایا اے ابوالحسن آج بادشاہ کی لڑکی کی حنابندی
ہے۔ آؤ ہم تمہاری بھی حنابندی کرین۔ گل مہندی و گل عباس کے پھول و شگوفے جو
آپ کے دستِ مبارک مین چنے ہوئے تھے۔ ابوالحسن تاناشاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر
پھولون کو اُس پر دیر تک ملتے رہے۔ اسی عرصہ مین یکایک خانقاہ مین بادشاہی چوبدار
وہالدار پالکی لئے ہوئے پہنچے اور استفسار کیا کہ ابوالحسن تاناشاہ کہان ہے حضرت نے
فرمایا تاناشاہ جاؤ ہمنے تمہاری شادی باشاہ کی لڑکی سے کردی۔ چوبدار تاناشاہ کو پالکی مین
سوار کرکے بادشاہی حمام مین لے گئے۔ نہلا دُہلا کر خلعت فاخرہ پہنا کر شاہی دربار مین لے آئے
وہان سب سامان شادی کا تیار تھا۔ سلطان نے قاضی صاحب کو اجازت دی خوشی و
خرمی کے ساتھ بادشاہ کی لڑکی سے تاناشاہ کا نکاح ہوگیا۔ سلامی کی توپین فیر ہونے لگین
اور مبارکبادی کی نوبت و نقارے بجنے لگے۔ اور سید سلطان کربلائی عہد کے لئے

ساز و سامان و تجمل کے ساتھ آنے کے لئے تیار تہا۔ اور اس واقعہ غریبہ سے بیخبر تہا۔ یہاں تانا شاہ کا نکاح ہوگیا۔ سید سلطان نے شادی کی سلامی کی آواز سنی تعجباً مصاحبین سے کہنے لگا کہ ہم ابھی یہاں موجود ہیں اور سلامی کی توپیں فیر ہو رہی ہیں۔ کسی نے کہا کہ آپکے منسوبہ کا نکاح ابو الحسن سے ہوگیا۔ اور آپ محروم ہوئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ سید جوش غضب سے افروختہ اور کثرت حسرت سے حواس باختہ ہوا۔ اور نہایت حسرت و درد سے ہاتہ مل کے کہتا تہا۔ افسوس صد افسوس جی کی آرزو جی ہی میں رہی۔ جان سے ہاتہ دہو کے دنگہ و فساد کرنے پر مستعد ہوا۔ مصاحبین نے روکا۔ اور کہا بجز پشیمانی کچہ حاصل ہوگا۔ دنگہ و فساد کرنا مناسب نہیں۔ آخر لاچار ہو کر عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ عالمگیر نے سید کربلائی کی دلداری و خاطر کی اور امرا کے زمرے میں شریک فرمایا۔ رفتہ رفتہ سید کربلائی نے ہفت ہزاری منصب تک ترقی کی اور چند مدت کے بعد میر جملہ کی لڑکی سے شادی کی۔

تاناشاہ کی شادی کی مختصر کیفیت

سلطان عبد اللہ قطب الملک کی اولاد میں صرف تین لڑکیاں تہیں۔ ایک محمد سلطان بن اورنگ زیب عالمگیر سے منسوب تہی۔ دوسری مولانا سید نظام الدین احمد شیرازی مدنی سے جو مشاہیر علما سے تہا منسوب تہی اور تیسری چہوٹی لڑکی کی نسبت سید محمد سلطان کربلائی سے جو سید نظام الدین احمد کا شاگرد و رفیق تہا۔ قرار پائی۔ شادی کی تیاری بڑی شان و شوکت سے شروع ہوئی۔ شادی شروع ہونے کے بعد جشن حنابندی کے روز سید نظام الدین احمد

نے اور اُسکی بیگم جو بادشاہ کی بڑی بیٹی تھی۔ مخالفت کی اور دونوں نے باہم اتفاق کرکے
کہا۔ کہ کربلائی سے منسوب نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آپ کربلائی سے کرینگے تو ہم یہاں سے
نکل کر عالمگیر بادشاہ کی پناہ میں جائیں گے۔ اور یہاں ایک لمحہ نہیں ٹھہرینگے۔ بادشاہ
نے میر جملہ وغیرہ وزرا کو جمع کرکے اس معاملہ میں ہر ایک سے رائے لی ہر ایک نے اپنی
اپنی رائے ظاہر کی مگر آخر میں میر جملہ نے عرض کیا۔ کہ کربلائی کا قطع تعلق کرنا مناسب
ہے۔ کیونکہ اگر آپ قطع نظر فرمائینگے تو ضرور سید نظام الدین احمد اور اُن کی زوجہ
جو آپ کی بڑی صاحب زادی ہے برداشتہ خاطر ہو کے عالمگیر بادشاہ کی خدمت
میں چلے جائیں گے اور عالمگیر بادشاہ جو ایسے موقع کا جویا ہے ضرور اُنکے ساتھ ہمدردی
کرے گا اور عہدۂ جلیلہ پر مامور فرمائے گا بہ نتیجہ آیندہ صاحبزادی اور سید احمد کی وجہ
سے سلطنت میں کیا کیا پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ ہم اُن کا تدارک مشکل سے کرینگے۔ بادشاہ
اور امرا نے میر جملہ کی رائے پسند کی۔ پھر بادشاہ نے کہا شادی کا سامان مہیا کیا گیا ہے
کیا کرنا چاہیے۔ میر جملہ نے کہا کہ امرا و شرفا میں کسی کو تجویز کرکے عقد کردینا چاہیے۔ بادشاہ
محل میں گیا اور حرم محترمہ سے ذکر کیا اُس وقت بیگم نے موقع پا کے عرض کیا کہ
ابوالحسن تاناشاہ شریف و نجیب زادہ ہے اور ہمسے قرابت بعیدہ رکھتا ہے۔ لایق
فایق سیرت و صورت میں بہتر ہے اُس سے عقد کردینا چاہیے۔ بادشاہ فی الفور محل سے
برآمد ہوا اور میر جملہ سے ابوالحسن کا ذکر کیا۔ میر جملہ نے عرض کیا کہ مناسب ہے اور سید احمد
نے بھی اتفاق کیا۔ اُسوقت بادشاہ نے حکم کیا کہ ابوالحسن کو تلاش کرکے لے آو۔

ابوالحسن تاناشاہ درویشانہ اپنے پیرومرشد شاہ راجو حسینی کی خانقاہ میں جو قلعہ کے متصل تھی رہتا تھا۔ باقی وہی مضمون ہے جو صدر میں مذکور ہوا۔ اور نیز حضرت شاہ راجو قدس سرہٗ کے خوارق سے بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک روز ابوالحسن تاناشاہ کو ایک انار کی قاش دی اور فرمایا اس میں کتنے دانے ہیں شمار کرو تاناشاہ نے شمار کرکے عرض کیا کہ چودہ دانے ہیں۔ فرمایا نوش کر تمہاری سلطنت چودہ برس رہیگی۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ یعنے چودہ برس کے بعد سلطنت منقرض ہوئی ۱۰۹۹ھ ہجری میں عالمگیر بادشاہ نے ابوالحسن تاناشاہ کو قید کرکے دولت آباد کے قلعہ میں روانہ کیا قلعہ میں ماہ ربیع الثانی ۱۱۱۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔ غرض کہ حضرت راجو حسینی اپنے وقت کے اکمل اولیا میں سے تھے۔ شاہ محمود نعمت الٰہی۔ آپ کے معاصرین میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال تاناشاہ کی زندگی میں بقول بعض مورخین ۱۰۹۲ھ ہجری میں واقع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۰۹۶ھ ہجری میں حضرت حیدرآباد میں فتح دروازے کے باہر شرقی جانب میں مدفون ہوئے تاناشاہ نے مرقد مبارک پر ایک بڑا عالی شان گنبد سنگین تعمیر کرا دیا۔ ابھی تعمیر نہیں ہوئی تھی کہ عالمگیری ہنگامہ شروع ہوا۔ اس وجہ سے حضرت کا گنبد ناتمام رہا تھا حضرت نظام الدولہ آصف جاہ ثانی۔ او حضور ناصر الدولہ بہادر نظام الملک نے اس گنبد کی مرمت وسفیدی کرائی۔ سرکار نظام کے طرف سے حضرت کا عرس ماہ صفر تاریخ کو ہوتا ہے۔ خانقاہ وگنبد کے خادموں وسجادوں کے لئے ایک گانون جاگیر ہے تاناشاہی زمانے میں سولہ گانون جاگیر تھے۔ زمانے کے انقلابات اور ورثہ کے باہم خصومات سے

جاگیرات برباد ہوگئیں۔ فی الحال آپ کے خاندان میں سید گیسودراز حسینی سجادہ نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو خوش و خرّم رکھے۔ تاریخ خورشید جاہی میں مرقوم ہے کہ آپ حسین شاہ ولی کے بھائی ہیں۔ اور ابراہیم قطب شاہ کے زمانے میں موجود تھے۔ اور اُسی تاریخ میں یہ بھی ہے کہ آپ تاناشاہ کے پیر تھے یہ سراسر غلط ہے شاید کاتب کو سہو واقع ہوا ہے۔ کیونکہ ابراہیم اور تاناشاہ کے زمانے میں پانچ سلطنتیں قائم ہوئی ہیں۔ ابراہیم قطب شاہ المتوفی سنہ ٩٥٠ ہجری۔ دوسرا سلطان قلی بن ابراہیم المتوفی سنہ ١٠٢٠ ہجری تیسرا محمد قطب شاہ المتوفی سنہ ١٠٢٥ ہجری۔ چوتھا عبداللہ المتوفی سنہ ١٠٨٣ ہجری میں پانچواں تاناشاہ ابوالحسن المتوفی سنہ ١١١٢ ہجری اور شاہ راجو کی وفات کا سن الکہزار بیانوے ہے۔ اور حسین شاہ ولی کے بھائی المسمی راجو شاہ جو گذرے ہیں اور وہ بیجاپور میں اقامت گزین تھے۔ اور گولکنڈے سے خدابندہ خان برادر سلطان کے تنازع کے وقت میں دشمنوں کی عداوت و شکایت کی وجہ سے متہم ہوگئے تھے ناخوش ہو کر بیجاپور چلے گئے ابراہیم عادل شاہ آپ کا معتقد تھا عمدہ طرح سے خدمت کرتا تھا وجہ کفاف خانقاہ کا مقرر کر دیا تھا۔ شاہ صفی اللہ ابن شاہ راجو بیجاپوری۔ و شاہ راجو ثانی بن صفی اللہ دونوں باپ بیٹوں کا مولد بیجاپور ہے اور نشو و نما بھی اسی شہر میں ہوا ہے۔ مُدّت کے بعد حضرت راجو حسینی عبداللہ شاہ کے زمانے میں بیجاپور سے گولکنڈے میں آئے جیسا کہ صدر میں مرقوم ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

سید رفیع الدّین احمد غریب نواز

ابن سید مجدالدین احمد بن سید محمد احمد بن ابوالقاسم سلیم اللہ بن سید حسین ابوالفتح بن سید احمد الجلیلی المغربی بن سید سیف الدین حسن بن سید محمد موسیٰ۔ بن سید علی ابوالعزت بن ابوسعید محمد بن ابی محمد حسن۔ بن ابو محمد احمد بن عمادالدین ابی صالح نصر بن سیدنا قطب الآفاق تاج الدین عبدالرزاق الخ آپ منجملہ مشائخ قادریہ تھے آپ بغداد سے دکن میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں آئے مسجد میں جو گولکنڈے کے قلعہ کے متصل ہے فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ بیوی صاحبہ و صاحب زادہ سید عبدالرزاق ثانی اور ساٹھ مرید تھے اُس وقت میں صاحب زادہ کی عمر بارہ برس کی تھی جب آپ کی تشریف آوری کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی۔ اسد خان وزیر کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ وزیر مذکور محبوب سبحانی کے معتقدین میں سے تھا۔ چونکہ آپ محبوب کی اولاد میں تھے نہایت عاجزی سے قدمبوس ہوا زیارت کے بعد دل میں خیال کیا کہ حضرت کچھ مجکو تبرک عنایت کریں خیال کرتے ہی آپ نے بستر کے نیچے سے شکر پارہ یا نبات عطا فرمایا۔ وزیر بہت خوش ہوا مراجعت کرکے بادشاہ کی خدمت میں آپ کی حقیقت بیان کی۔ اور مصری کی عطیہ کا ذکر بھی کیا۔ خود بادشاہ نے مصری میں سے ایک ٹکڑا لیا اور دوسرا ٹکڑا محل میں بھیجا۔ چونکہ امامیہ مذہب تھا قادریہ طریقہ کا نام سنکے آپ سے نہیں ملا چند مدت کے بعد آپ کے خوارق عادات کی شہرت سُن کے ملازمت کے لئے حاضر ہوا۔ راستہ میں اسد خان سے کہا اگر حضرت صاحب کرامات ہیں تو میری مریضہ لڑکی کو صحت ہو جائے تو تیں حضرت کی تصدیق کروں گا

کہتے ہیں کہ بادشاہ کی لڑکی نابینا و لنگڑی تھی۔ جب بادشاہ امتحاناً آپ کی مجلس میں آیا
آپ حالت استغراق میں غرق تھے جب ہوش میں آئے خدام نے بادشاہ کا سلام
عرض کیا آپ نے جواب دیا۔ آپ فرش زمین پر تھے۔ بادشاہ بھی زمین پر تھا۔ اسد خان
نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ کی لڑکی اندھی و لنگڑی ہے آپ دعا کیجئے۔ بینا و تندرست
ہو جائے حضرت غریب نواز نے دعا کی۔ اور بادشاہ کی خاص صراحی منگوائی اس پر
کچھ دم کیا۔ فرمایا لڑکی کو بلاؤ۔ خدا شفا دے گا۔ بادشاہ نے لڑکی کو بلایا صحیح و سالم
ہو گئی۔ بادشاہ آپ کا معتقد ہوا۔ اور لڑکی کو آپ کی نذر گذرانا۔ آپ نے فرمایا یہ لڑکی
میری لڑکی ہے۔ صاحبزادہ عبدالرزاق کے عقد میں دیجائیگی۔ بادشاہ نے عرض کیا
کہ آپ قلعہ میں یا شہر میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا یہی مقام کافی ہے۔ پھر آپ
مسجد سے اٹھکر پہاڑی پر جہاں آپ کا مزار ہے رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ بھی اسی روز
ہمرکاب تھا۔ جب ٹیلے پر پہنچے بادشاہ نے دل میں خیال کیا اگر آج حضرت کچھ طعام
مرحمت کریں تو حضرت کا تصرف معلوم ہوگا۔ اسی وقت آپ نے ایک خادم سے
فرمایا کوئی کہانے کی چیز موجود ہو تو لاؤ۔ خدام نے عرض کی تین روز سے فاقہ ہے
مگر ایک فقیر نے کھچڑی تیار کی ہے حاضر ہے۔ فرمائے لاؤ۔ دیگچی کو لایا آپ نے تمام
حاضرین کو کہانا تقسیم کیا۔ سب نے کہایا خوب سیر ہوئے۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا
کہ محبوب سبحانی نے معاویہ کو کسی مقام میں خلیفہ لکھے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے۔
غریب نواز نے فرمایا۔ اگر میں بیان کروں گا۔ تو تجکو یقین ہوگا میں آپ کو مدلل طور سے

سمجہا تاہون آپ نے اُنکی دونون آنکہون پر ہاتہ رکہدیا۔ اُسی وقت بادشاہ حضرت محبوب کی مجلس مین موجود ہوا۔ بالشاہ نے حضرت سے پوچہا حضرت محبوب نے فرمایا کہ نعمت باطنی حضرت خسرو سے یہ بخش کا حصہ تہا۔ دینوی نعمت دنیا دارون کو دیگئی۔ معاویہ کی خلافت سے امارت مراد ہے۔ بادشاہ نے حضرت سے جواب سُنا۔ جو گمان تہا وہ دور ہوا۔ آپ کی ولایت وکرامت کا معتقد ہوا **نقل ہے** ایک وقت عزیب نواز کی خالہ زاد بہائی سید محمد آئے اور حضرت سے فاقہ کشی کی شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ یہ سنگریزے جو پہاڑی پر ہین ریزہ زر ہین اُٹہا اور خرچ مین لا۔ واقعی سنگریزے آپ کے فرمانے سے ریزہ زر ہوگئے فقرا نے بقدر ضرورت اوٹہا لئے سید محمد نے عرض کیا حضرت آپ تمام خیروشر مین قادر ہین۔ ایسی چیزون کے ظہور سے شریعت مین فساد واقع ہوگا اور عالم مین بہی ویرہی پیدا ہوگی۔ آپ کو انکار کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا مین نے کیا کہا صرف یہ لفظ کہا۔ یہ تمام سنگ گار ہین۔ سفید صاف وشفاف ہین۔ جب آپکی زبان سے لفظ گار نکلا اُسی وقت سے پہاڑی پر سنگریزے تمام گار ہوگئے ابتک موجود ہین۔

نقل ہے

کہ ایک روز ایک ہندو کا جنازہ جلانے کے لئے لیجاتے تہے اور اُسکی زوجہ ستی ہونیکے لئے ہمراہ تہی۔ آپ کے سامنے سے گذرا عورت نے آپکو سلام کیا۔ آپنے دعا دی تم میان بیوی مین موافقت رہے۔ عورت نے عرض کیا کہ میرا خاوند مُردہ ہے اور مین بہی اُسکے ساتہ جلکے ستی ہوتی ہون۔ موافقت ومحبت کس طرح ہوگی۔ آپ کو اس کیفیت کے سُننے سے رحم آیا۔

جنازے کو منگوایا۔ لاٹھی مار کے فرمایا۔ قم باذن اللہ۔ مُردہ اسیوقت زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی عورت پر غصہ و غضب کرنے لگا۔ کہ تو مجمع میں کیسی آئی۔ اُس نے کہا کہ تو فوت ہو گیا تھا تجکو جلانے کے لئے لائی تھی۔ اور میں بھی ستی ہونے کے لئے ہمراہ آئی تھی۔ مگر حضرت نے تجکو زندہ فرمایا۔ زندہ نے اُسی وقت آپ کے قدم چومے۔ عورت و مرد دونوں مسلمان ہوئے آپکی کرامتیں بے شمار ہیں۔ آپکی وفات ۷ ماہ شعبان روز شنبہ ۱۰۱۹ ہجری میں ہوئی اور موضع شیخ پیٹھ علاقہ حیدر آباد میں قلعہ کے متصل مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار کے اطراف میں حصار ہے۔ یزار و متبرک ہے۔

شیخ راجی محمد عینی

شیخ راجے محمد نام عینی نسبت سے طرف عین۔ آپ شیخ خان مالوی کے صاحبزادے ہیں نسب کا جدی سلسلہ شیخ محمد ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپ گیارہ برس کی عمر میں طالب العلمی کے لئے مالوہ سے برہانپور دکن میں آئے دو چار سال میں کتب درسیہ برہانپور کے علماء سے ختم کیں تحصیل کے بعد آپکو درویشی و علوم باطنی کا شوق ہوا پیر و مرشد کی تلاش میں برہانپور سے سفر کیا۔ دکن میں آئے اُس وقت دکن میں شیخ محمد ملتانی کی بڑی شہرت تھی۔ آپ شہر بیدر میں شیخ کی خدمت میں پہنچے مُرید و خلیفہ ہوئے بارہ برس تک خانقاہ کے حجرے میں گوشہ نشین رہے۔ ریاضت و عبادت ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے بارہ برس کے بعد درجۂ کمال و مرتبۂ جلال کو پہنچے۔ اور حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ پیر کے حکم سے خلائق کی ہدایت کے لئے اپنے وطن مالوہ میں آئے شہر اوجین میں سکونت

اختیار کی طالبین و مریدین کی رہنمائی میں ہمہ تن مصروف رہے اور تدریس علوم بھی
جاری رکھے۔ پچاس برس تک تلقین و تعلیم میں گذار دیے جامع علوم و فنون و حاوی
فروع و اصول تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے آخر آپ نے ۲۷ رمضان ۹۰۳ ہجری
میں رحلت کی اوجین میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ رکن الدین

آپ شیخ محمود بیالوی کے صاحبزادے ہیں آپ نے کتب درسیہ قصبہ بیانہ میں الہداد مار
وغیرہ علماء سے ختم کی تھیں۔ علامہ عصر تھے امثال و اقران میں عدیم المثال شمار کیے جاتے
تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ تھے متوکل و قانع تھے ہمیشہ درس و تدریس میں مصروف
رہتے تھے وطن مالوہ سے شہر مانڈو میں آئے۔ طالبین و مریدین کو ہدایت و تعلیم سے
ممتاز کیے۔ مانڈو میں بائیس برس تک مسند درس پر جلوس فرمارہے اہل مالوہ و خاندیس
آپ کے فیض سے مستفید ہوئے آخر آپ نے ۴ جمادی الاول ۹۹۲ ہجری میں رحلت
کی۔ مانڈو ملک مالوہ میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ راہی صاحب قدس سرہ

شاہ ولی اللہ صاحب نام شاہ راہی صاحب عرف ہے نسب کا سلسلہ نویں پشت میں حضرت
خواجہ بندہ گیسو دراز سے ملتا ہے۔ انوار الاخیار میں آپ کے نسب کا سلسلہ اس طرح لکھا ہے

شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ بندگی حسینی بن شاہ ید اللہ بن شاہ گیسو دراز
ثانی بن شاہ حسن بن سید مقبول اللہ حسینی بن سید اصغر حسینی بن حضرت سید خواجہ
بندہ نواز حسینی قدس سرہم۔ آپ مرید و خلیفہ والد ماجد کے تھے۔ اور آپ کو خرقہ خلافت
قادریہ بھی بواسطہ سید علی صاحب قدس سرہٗ شاہ جمال معشوق ثانی سے ملا تھا شاہ
ولی اللہ صاحب نام شاہ راہی صاحب عرف تھے نسب کا سلسلہ نوین پشت مین حضرت
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی سے ملتا ہے مشکوٰۃ النبوۃ مین آپ کے نسب کا سلسلہ
اس طرح سے لکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ درویش بن شاہ محمد بندگی
حسینی بن شاہ ید اللہ بن شاہ گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن شاہ مقبول اللہ حسینی بن شاہ
محمد اصغر الحسینی ابن حضرت مخدوم المشائخ سید محمد گیسو دراز الحسینی قدس اسرارہم بعض مورخین
لکھتے ہین کہ آپ کے جد اعلیٰ کو سلطان محمد قلی قطب الملک نے گلبرگہ شریف سے شہر
حیدرآباد مین بخواہش تمام بلایا تبرکاً آپ کے لئے حیدرآباد مین سکونت گاہ و خانقاہ
بنادی۔ آپ کے جد اعلیٰ حسب خواہش قطب شاہ مع عیال و اطفال شہر مین آئے۔ بادشاہ
نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور چند مواضع بطور انعام کے نذر کئے آپ نے قبول نہین فرمایا
مگر ان مواضع کو بطریق مقاطع لیا۔ اور مقاطع کی سندین سلطانی حاصل کین ابتک آنکے
خاندان مین اسانید قطب شاہیہ موجود ہین۔ اور عالمگیر بادشاہ غازی نے بھی مقاطع کو بدستور
قطب شاہیہ اسی خاندان مین قائم رکھا۔ اور سندین تازہ بادشاہی مہر سے عنایت کین۔ شاہ راہی
صاحب مرید اور خلیفہ سید احمد عرف صاحبجی بن سید شاہ علی خلیفہ حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہٗ

کے ہیں سید احمد صاحب قدس سرہٗ آپ کے نانا ہیں۔ انوار الاخیار میں لکھا ہے کہ سید احمد صاحب آپ کے ماموں ہیں۔ اور آپکو خرقۂ خلافت قادریہ بھی شاہ جمال البحر مشوق ثانی سے سید علی صاحب کے واسطے سے ملا ہے۔ آپ دونوں طریقوں میں مرید فرماتے تھے آپ علوم ظاہری میں اچھی استعداد رکھتے تھے اور فن طب و حکمت میں فاضل جید تھے اس وقت تمام صاحبان کمال آپ کو طبیب حاذق اور حکیم فلسفی کہتے تھے بعض رسائل طب و حکمت و تصوف میں زبان دکنی آپ کی تالیفات سے ہیں۔ ایک روز آپ سے شاہ امین الدین ثانی بڑے نیل پہلے۔ شاہ صاحب نے آپ سے سوال کیا کہ مشاہدے سے معاینہ تک کیا فرق ہے۔ آپ سالک تھے کسیقدر بیان کیا۔ لیکن بیان کامل نہ تھا شاہ امین الدین نے فرمایا کہ آپ کا عرفان ابھی وسعت اتی ہے اُس وقت سے آپ شاہ امین الدین کی خدمت میں آنے لگے۔ اور فیض سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ خلائق کو دعا اور دوا سے فیض یاب فرماتے تھے۔ آخر آپ کا انتقال ۱۶ تاریخ محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو بمقام بسر جدلرکاٹ ہوا۔ وہاں آپ کو ایک خاص مقام میں رکھا۔ ایک سال کے بعد آپکی نعش مبارک شہر حیدرآباد لائے استقبال جنازے کے لئے تمام مشائخ بلدہ جمع ہوئے تھے۔ سب نے دیکھا آپ کا جسم مبارک تازہ میت کی طرح تھا کسی قسم کا کمیں فرق نہیں ہوا تھا اندرون شہر متصل چوبھری گلی دفن کئے گئے۔ مزار متبرک ہے۔ آپ کے یادگار تین صاحبزادے تھے ایک شاہ درویش صاحب دوسرے شاہ محی الدین صاحب تیسرے شاہ فخر صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا و معتقدین جوش ارادت سے جمع ہوتے ہیں۔

شیخ رکن الدین بزرگ چشتی

شیخ رکن الدین بزرگ نام۔ آپ شیخ یحیےٰ چشتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت
شب یکشنبہ ۱۰۵۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ شیخ رشید الدین نے شیخ یحیےٰ سے سوال کیا
بھائی یہ لڑکا مجکو دیجئے مین اسکو اپنا فرزند بناؤنگا۔ شیخ نے قبول فرمایا۔ رشید الدین لاولد
تھے۔ مولود مسعود کو فرزندی مین لے لئے اور اسکی تربیت و پرورش مین مصروف ہوئے۔
جب آپ کی عمر سات برس کی ہوئی شیخ رشید الدین نے رحلت کی۔ تب شیخ یحیےٰ تعلیم و
تربیت کے کفیل ہوئے۔ آپ نے ایک برس مین والد ماجد سے قرآن شریف ختم کیا۔ بعد ازان
والد ماجد و مولانا فرید الدین مدرس وغیرہ علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم و فنون تمام
کین۔ فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم بےبدل و فاضل اکمل ہوئے۔ اور مثنوی شریف مولانا سید عبد الفتاح
عسکری گجراتی سے پڑھی۔ اور تصوف و سلوک کو والد ماجد سے حاصل کیا اور خلافت کا
خرقہ بھی والد ماجد سے پایا۔ ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوئے اور شیخ فتح محمد کی لڑکی مسماۃ
راجی مراد سے شادی کی۔ شیخ کے نسب کا سلسلہ شیخ حمید الدین ناگوری سے پہونچتا ہے۔
بعد ازان حضرت شیخ یحیےٰ حرمین شریفین روانہ ہوئے اور آپ کو اپنا قائم مقام فرمایا۔ آپ
حضرت کی رخصت کے لئے سورت تک ہمراہ آئے۔ حضرت کو جہاز پر سوار ہوتے وقت
فرمایا مجکو بھی ہمراہ لیتے چلئے۔ حضرت نے فرمایا کہ مین نے تمکو یہان خلائق کی ہدایت
کیلئے رکھا ہے کہ آپ سے دین و اسلام کی اشاعت ہوگی اور حضرت شیخ محمد چشتی محبوب اللہ
کی مسند کو رونق ہوگی۔ اور مجکو حضرت سے اشارہ ہوا کہ آپ جاتے ہین اور رکن الدین کو بھی

لیجاتے ہین۔ ہماری مسند خالی رہیگی۔ بنا بر علیہ مین نے آپ کو یہان رکہا۔ آپ مجکو اپنے سے
دور نہ سمجھین۔ آپ جہان ہونگے مین وہان ہونگا۔ بعد ازان آپ کو اپنا خاص ایک پیرہن
بقچے سے نکال کر مرحمت کیا۔ آپنے حضرت کو جہاز پر سوار کرکے احمد آباد مراجعت کی۔
فخر الاولیا کے مولف نے آپ کی تقسیم اوقات کو اس طرح لکہا۔ کہ صبح کی نماز کے بعد اشراق
تک تلاوت قرآن و وظائف مین مشغول رہتے تہے۔ چاشت کی نماز ادا کرکے محل مین
جاتے تہے اور قہوہ نوش کرکے خانقاہ مین برآمد ہوتے اور طلبہ کو کتب حدیث و تفسیر
و تصوف و مثنوی وغیرہ کے سعد و سبق پڑہاتے تہے۔ درس سے فارغ ہوکے گہر مین
آتے تہے اور ما حضر تناول کرکے قیلولہ فرماتے قیلولے کے بعد مسجد مین آتے اور ظہر
کی نماز جماعت سے ادا کرکے حجرے مین اذکار و اشغال و کتب بینی مین مشغول ہوتے
پہر عصر کے وقت برامد ہوتے عصر کی نماز ادا کرکے مسجد مین مغرب تک تدریس و مطالعہ
مین بسر کرتے تہے۔ مغرب کی نماز کے بعد محل مبارک مین رونق افزا ہوکے خاصہ تناول
فرماتے کبہی عشا کی نماز مسجد مین کبہی گہر مین ادا کرتے تہے۔ اور نصف شب تک
کتب کے مطالعہ مین مصروف رہتے تہے۔ بعد ازان تہجد پڑہ کے استراحت فرماتے تہے کلام الٰہی

نقل ہے

شجرہ طیبہ کے مولف نے لکہا کہ مدینہ منورہ مین قطب المدینہ سے شیخ احمد قشاشی نے
دریافت کیا۔ کہ ہند مین آپ کی اولاد مین سجادہ نشین کون بزرگ ہین تاکہ اُنکے لئے
دعا کی جاسے۔ قطب المدینہ نے آپ کا نام ظاہر کیا۔ رکن الدین ہمارے خاندان کا

چراغ ہے۔ ہمارا خاندان اسکی وجہ سے روشن ہے آپ اسکے لئے دعا کیجیے شیخ نے آپ کو جواب میں لکھا۔ انت یحیی محی المولی من ہذا رک فہو عمی۔ اور آپ کے نام کے خط میں یہ الفاظ لکھے تھے۔ انت کبیر انت کبیر آپکا چشتیہ خاندان ان کے وجود مبارک سے روشن ہوگا اور طلبہ کامیاب ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ آپکو قطب العارفین کیا۔

نقل ہے

مرآت یحیاویہ کے مولف نے نقل کیا۔ کہ ایک تاجر مع خدام واسباب جہاز میں سوار ہو کے عرب کو روانہ ہوا۔ راستہ میں جہاز میں طوفان واقع ہوا۔ تاجر آپ کا معتقد و مرید تھا۔ اضطرابی و بیقراری کی حالت میں آپ کا نام لے کے استعانت کی۔ آپنے تاجر کی درخواست کو کشف باطنی سے معلوم کیا اور جہاز کو طوفان سے بچایا۔ تاجر مع الخیر والعافیہ عرب میں پہنچا جب عرب سے احمد آباد گجرات میں مراجعت کی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جہاز کی کیفیت عرض کی اور آپ کا شکریہ ادا کیا اس وقت آپ کی مجلس میں علما و فقرا کا مجمع تھا۔ آپ نے کسر نفسی سے فرمایا۔ فقیر یہاں سے کہیں گیا نہ آیا یہ سب تمہارا حسن اعتقاد و حسن ظن ہے خدائے تعالیٰ نے اپنا فضل کیا تاجر کے خدام و احباب حضرت کے مرید ہوئے۔ آپ صاحب خوارق عادات و مظہر کرامات و برکات تھے۔ آپ کی کرامتیں گجرات میں مشہور و معروف ہیں حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ کریم النفس و نیک محضر تھے و علما دوست و فقرا پرست مہمان نواز و فقرا پرور تھے۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ سب فقرا و غربا کو دیتے تھے۔ سرمایہ و ذخیرہ

نہین فرماتے تھے ۔ امرا وسلاطین آپ سے حسن ارادت وعقیدت رکھتے تھے آپ غربا ومحتاجین کی سفارش مین دریغ نہین فرماتے تھے ۔ وزرا امرا آپ کی سفارش کی فی الفور تعمیل کرتے تھے ۔ اکثر غربا آپ کے توسل سے فائز المرام ہوتے تھے آخر آپ نے چودھوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۸۱۵ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی شاہپور احمد آباد گجرات خانقاہ خورد مین مدفون ہوئے آپکی عمر پچپن ۵۵ برس کی تھی ۔ مدت خلافت چھبیس ۲۶ سال کسی شاعر نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ؎

شیخ رکن الدین چو رخت خویش بست	بستہ شد بر خادمان دریائے فیض
چونکہ از ذاتش جہان شد فیض مند	سال وصلش نیز دان دریائے فیض

ایضاً

شہ دین رکن الدین چشتی	جہان بے وفا را کردہ بدرود
چو جستم سال تاریخش خرد گفت	بدہ ثانی نصیر الدین محمود

ایضاً

والی ملک ہدایت گوہر درج ہدی	آفتاب برج ہمت نیر عز و علا
شیخ افضل پیر اکرم مرد دانا رکن دین	درۃ التاج مشائخ خاص شاہ کبریا
روح پاکش گشت چون عنقا قاف قرب حق	بود از شیران شدہ تاریخ زان شیر خدا

آپ کی اولاد امجاد چھ فرزند تھے

شیخ جمال الدین عرف جمن ثانی چشتی شیخ عبدالرشید چشتی شیخ حسام الدین فرخ صوفی چشتی شیخ صلاح الدین چشتی شیخ سعد الدین چشتی شیخ عبدالرحمٰن چشتی خوردسالی میں فوت ہوگئے۔ باقی تمام صاحبزادے علما و فضلا و کملا تھے۔

آپ کے خلفا

پانچوں صاحب زادے شاہ فاضل بن فیروز مولف مفتاح الکرامات و اذکار یحیاویہ شیخ عبداللہ چشتی شیخ محمد کاظم سید علاء الدین چشتی مجاور قبر قطب المدینہ۔

شیخ رشید الدین مودود لالا چشتی گجراتی

شیخ رشید الدین نام رشید میاں عرف و مودود لقب و لالا خطاب ہے۔ آپ رکن الدین احمد ثانی کے فرزند دلبند ہیں آپ کی ولادت ۶ ماہ رجب ۱۰۶۳ ہجری میں احمد آباد گجرات میں ہوئی۔ والد ماجد نے مظہر پاک سے ولادت کی تاریخ نکالی ؎ رشید الدین احمد مظہر پاک ۶۳۱ نشوونما کے بعد آپ نے والد ماجد اور گجرات کے علما و فضلا کی خدمت میں کتب درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر و علامۂ عصر ہوئے خلایق کی تعلیم و تلقین میں مصروف ہوئے تصوف و توحید کی کتب والد ماجد و جد امجد سے تحصیل کیں۔ آپ سولہ برس کی عمر میں جامع علوم ظاہری و باطنی ہوئے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے و جد امجد سے استفادہ کیا تھا۔ ریاضت شاقہ و مجاہدت شدیدہ کے بعد

درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب خوارق وکرامت تھے! آپکے خوارق عادات بیشمار ہین۔ ازان جملہ

نقل ہے

کہ سید فیض اللہ عطاس ترمی آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت
میرا برادر زادہ حجاز سے ہند روانہ ہوا تھا سننے مین آیا کہ جہاز تلاطم امواج وطوفان
مین گرفتار ہے آپ دعا کیجئے کہ خدائے تعالیٰ جہاز کو طوفان سے نجات دیوے اور
میرا برادر زادہ صحیح وسالم آوے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا برادر زادہ بمبئی مین صحیح وسالم
پہنچا ہے عنقریب ہے کہ تمہارے پاس آجائیگا۔ خلاصہ کلام اُن کا برادر زادہ چند روز
دن کے بعد احمد آباد گجرات مین مع الخیر والعافیہ پہنچا اور عم بزرگوار سے ملا۔ اور عم
بزرگوار سے جہاز کا واقعہ بیان کیا۔ کہ ہمارا جہاز قریب الغرق تھا ہم سب زندگی سے
مایوس تھے۔ یکایک ایسا معلوم ہوا کہ چند بزرگون نے ہمارے جہاز کو غرق ہونے سے
بچالیا۔ اور ہمکو مقام ہلاکت سے نجات دی حضرت شیخ محمد صالح جو صاحب کشف و
کرامت تھے وہ بھی جہاز مین تھے۔ بزرگون کو کشف باطنی سے پایا۔ اور استفسار
کیا کہ آپ بزرگ کس کے ماتحت ہین۔ بزرگون نے جواب دیا کہ ہم شیخ رشید الدین چشتی
احمد آبادی کے مطیع ہین۔ اُن کے حکم سے آئے اور تمہارے جہاز کو اس مہلکہ سے
بچایا۔ شیخ عطاس نے تاریخ ودن کو ملایا۔ آپ کے ارشاد کا دن اور جہاز کی نجات کا
دن مطابق وبرابر ہوا۔ شیخ عطاس کا برادر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ تمام
واقعہ بیان کیا۔ اسکے بعد شیخ محمد صالح بھی حاضر ہوئے اور حضرت کی اعانت کا شکریہ ادا کیا

آپ نے فرمایا الفضل اللہ ماشاء، وہ بار مرید شیخ محمد صالح آپ کا مرید ہوا۔ آپنے خلافت کا خرقہ بھی عنایت کیا

نقل ہے

کہ آپ اجمیر شریف میں حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے گئے۔ مرقد مبارک پر حاضر ہوئے تسلیم کی اور فاتحہ پڑھی۔ مرقد مبارک سے آپ کے گوش مبارک میں یہ آواز پہونچی یا ولدی مرحبا کہ آپ نے ہمارے چشتیہ خاندان کو رونق دی۔ آپ سید احمد کے دختر زادے ہیں واقع میں سید ہیں چنانچہ آنحضرت نے حسنین کو اپنے فرزند فرمایا۔ میں بھی تمکو اپنا فرزند قرار دیتا ہوں۔ مخدوم کی یہ آواز بزرگان حاضرین مثلاً سید غیاث الدین درویش و سید عثمان و سید قائم و شیخ محمد درویش وغیرہم نے سنے سب آپ کے قدمبوس ہوئے۔ اور عرض کی کہ آپ ہمارے لئے اپنے جد امجد سے عرض کیجئے کہ ہم مقاصد کو پہنچیں۔ آپ نے سب کو حضرت کے سامنے پیش کیا اور روضہ سے برآمد ہوئے۔ اسی اثنا میں میر علی اصغر صاحب سجادہ آئے آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور مولوی فخر الدین دہلوی کو لکھا کہ صاحبزادہ بلند اقبال یہاں رونق افزا ہیں۔ مولوی صاحب نے اکتالیس اشرفی اور ڈیڑھ سو روپیہ اور ایک دوشالہ اور کمخواب کا ایک تھان ہمراہ سید بدیع الدین آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور شجرہ جدیہ و خلافت نامہ طلب کیا۔ اور عرض کیا کہ آپ بھی یہاں قدم رنجہ فرمائیے۔ آپ نے سید بدیع الدین کو شجرہ جدیہ و خلافت نامہ عطا کیا۔ اور لکھا کہ وطن میں والد ماجد سخت بیمار ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں آئے

اسلئے مین وہان نہین آسکتا معذور ہون سید بدیع الدین دہلی روانہ ہوئے اور آپ
دوسرے دن وطن مالوہ روانہ ہوئے۔ آپ وطن مین پہنچے اور والد ماجد سے ملے۔
اور تمام واقعات بیان کئے۔ والد نے فرمایا اے فرزند آپ میرے پاس رہو۔ آپ
ہر وقت حضوری مین رہے۔ آپ کو والد نے سجّادہ نشین کیا اور عالم بقا کو روانہ ہوئے۔
آپ صاحب التصانیف والتصنیف تھے۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ایک سو پچپن ۱۵۵
سے زیادہ ہے ازان جملہ ربیع المعارج و عروۃ الوثقیٰ و مجمع الاولیا و برہان الشیخۃ
و منشور الشریف و شرح مثنوی و شرح فصوص الحکم و شرح فتوحات مکی و شرح لوایح وغیرہ
ہین۔ آخر آپ مرض موت مین مبتلا ہوئے اطراف کے باشندے جوق جوق آتے
تھے اور بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ صاحبزادے بلند اقبال کے انتظار مین
تھے۔ خادم نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین صاحبزادے کو قصبہ دہولقہ سے لے آؤن
آپ نے فرمایا اسکو خواجہ حسن خطیب و حضرت بابا روانہ کرینگے۔ دونون بزرگون نے صاحبزادے سے
شیخ حسام الدین عرف خوب میان کو لکھا جلد جاؤ احمد آباد مین تمہارے والد منتظر ہین صاحبزادے فی الفور روانہ ہوکر پہنچے
والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے صاحبزادے کو خاص حجرے کی
کلید عنایت کی گویا وہ کلید خزانہ کرامت تھی۔ اور وصیت کی اور فرمایا میرا کفن تیار
ہے اسکو پہنا کے دفن کرنا۔ بعد ازان بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ۲ رجب
سنہ ۱۰۴۲ ہجری وقت مغرب سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ عمر چوہتر سال مدۃ مشیخت چوالیس
سال تجہیز و تکفین کرکے محلہ شاہپور احمد آباد گجرات مین دفن کئے قبر پختہ سنگین تعمیر کیگئی۔

آپ کی اولاد

حضرت خوب میان شیخ معین الدین مجذوب۔

خلفا

حضرت خوب میان شیخ معین الدین حسام الدین کرمی۔ سید یوسف بندہ نوازی چشتی
شیخ محی الدین عباسی۔ سید قادری چشتی بجاپوری۔ حافظ قاسم قدس سرہم و نوّر مرقدہم

شاہ رضا صاحب قدس سرّہ

شاہ رضا علی خان نام شاہ رضا صاحب عرف ہے سادات رضویہ سے ہیں۔ والد کا نام میر بندہ علی خان منصبدار ہے۔ نواب ثابت خان مرحوم کے قرابت دار تھے۔ نواب نے میر صاحب کو فوج کی بخشی گری پر مقرر کیا تھا میر صاحب قلعہ کرنپے کے معرکہ مین نواب مذکور کے ہمراہ شہید ہوئے اور روبروے قلعہ مدفون ہوئے عوام مین بندہ شہید کے لقب سے مشہور ہین۔ سالانہ عرس ہوتا ہے معتقدین و فقرا جمع ہوتے ہین۔ آپ نے چار فرزند یادگار چھوڑے تھے۔ میر رضا علی سب سے چھوٹے تھے۔ شہید کے بعد ترکہ باہم بھائیون مین تقسیم ہوا۔ آپ کو والد ماجد کا سخت رنج والم ہوا۔ حصہ کی کچھ پروا نہ کی صحرا نوردی و درویشی پسند کی ہر چند کہ نواب صاحب اور بھائیون نے منایا سمجھایا مگر کسی کی نہین سنی درویشون اور صوفیون کی صحبت اختیار کی۔ اتفاقاً چند جوگیون سے ملاقات ہوئی۔ مدت تک اُنکے ساتھ سیر و سیاحت میں گذارے تبت و تاتار کے پہاڑون مین کابل و قندہار

کے غاروں میں بسر کئے۔ آخر شہر دہلی میں آئے حضرت شیخ المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین
اولیاء کے روضہ میں معتکف ہوئے اور حضرت سے ہدایت و ارشاد کی درخواست کی۔
تیسرے دن عالم رویا میں ارشاد ہوا کہ شاہ اسرار اللہ گجراتی کی خدمت میں جائیے آپ کا
حصہ انکے پاس ہے۔ وہاں سے اُٹھے اور ارادہ کیا کہ حضرت اسرار اللہ کی خدمت میں پہنچا چاہئے
اس فکر میں روضہ کے قریب جو چشمہ ہے اُس پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اسرار اللہ صاحب رونق افروز
ہیں آپ اُن سے ملے اور عالم رویا کا ماجرا بیان کیا۔ اسرار اللہ صاحب آپکو سلطان المشائخ
کے مزار مقدس میں لیگئے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ زیارت اور بیعت کے بعد گجرات
روانہ ہوئے شاہ رضا بھی آپ کے ہمراہ آئے چند مدت تک مرشد کی خدمت میں
رہے۔ فیض نعمت سے کامیاب ہوئے۔ ایک روز مرشد نے آپ سے کہا میاں رضا دل ویسی
کیا ہے۔ انوار الٰہی کی سیر ہے۔ یہ کہکے جنگل کی راہ لی اور میاں رضا بھی پیچھے ہوئے۔
ایک میدان میں پہنچے وہاں ایک املی کا پرانا درخت مجوف بہت بڑا تھا۔ اور اُسکے قریب
ایک پانی کا چشمہ بھی جاری تھا۔ فرمایا یہاں ایک چلہ بیٹھو اور دعائے حیدری کو پڑھو
آپنے قبول کیا۔ پھر مرشد نے دعائے حیدری کی تعلیم کی اور تھوڑے بھونے چنے غذا
کے لئے دئے آپ نے دعائے حیدری کا عمل ختم کیا۔ چالیسویں روز جب آپ وضو کرکے
درخت کے جوف میں آنے لگے۔ درخت اپنے مقام سے علیحدہ ہونے لگا۔ اسی اثنا میں
مرشد اسرار اللہ و شاہ نجم الدین نظر آئے۔ اور فرمایا میاں رضا دعائے حیدری کا نتیجہ حاصل
ہوا۔ پس آپ وہاں سے اُٹھے اور حضرت کے ہمراہ ہوئے چند روز بدستور خدمت میں رہے۔

پہر دکن کی طرف چلے۔ اولاً اورنگ آباد مین آئے اعزہ واقارب سے ملے پہر حیدرآباد پہنچے۔ پہر دلی کا ارادہ مصمم کیا۔ اسی اثنا مین مرشد کا حکم آیا کہ اے رضا اس ملک کی حفاظت آپ کے سپرد ہے یہین رہو۔ آپ مرشد کے حکم کی تعمیل کے لئے شہر مین سکونت پذیر ہوئے اہل شہر کو آپ سے حسن اعتقاد تہا۔ اکثر ارادت صادق سے مرید ہونے لگے آپکی کرامتین مشہور ہوئین۔ سب آپکی ذات بابرکات سے فیض پاتے تہے۔ انوار الاخیار مین لکہا ہے کہ آپکی ذات فقیرانہ تہی۔ آزادی پسند دنیوی تعلق سے متنفر تہے۔ سماع سے بہت رغبت رکہتے تہے مجلس سماع مین جو کچہ آمدنی ہوتی تہی وہ سب قوالون کو تقسیم کردیتے تہے۔ حضور نظام الملک آصفجاہ بہادر ثانی و رکن الدولہ مدار المہام وحید رجنگ وغیرہ روسا و امرا آپ کے معتقد تہے اکثر اوقات خدمت فیض درجت مین حاضر ہوتے تہے۔ نہایت ادب وخاکساری سے قدمبوسی حاصل کرتے تہے پنج گنج مین لکہا ہے کہ آپ محبت الٰہی مین دیوانہ اور شمع نور محمدی کے پروانہ تہے۔ فرشتہ سیرت و پاکیزہ صورت۔ صاحب خرق عادت تہے۔ و ہدایت وارشاد کے آفتاب تہے۔ آپکی ہدایت کی روشنی نے ظلمت کفر کو زمانے کے صفحے سے مٹا دیا۔ ہزارون گمراہون نے ہدایت کا راستہ پایا۔ خوش خلقی نے ایک عالم کو بندۂ بے دام و درم بنایا۔ خلق کیا تہا جادو تہا۔ خلایق کے دلون کا مسخر تہا کوئی دل ایسا نہ تہا جو آپکی محبت مین پہنسا نہو۔ ہر ایک کے دل پر آپ کی محبت کا سکہ تہا۔ جو دل اس سکے سے خالی تہا وہی کہوٹا تہا۔ غربا پرور و فقرا دوست تہے۔ ہر وقت آنہین کی خدمت کرتے تہے **نقل ہے** کہ ایک وزیر رکن الدولہ مدار المہام آپکی خدمتمین آیا

بہت سے چوبدار وخدمتگار ہمراہ تھے۔ خدمتگارون نے فقرا کو آنے سے ممانعت
کی۔ آپ کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی غضبناک ہو کر فرمایا اے رکن الدولہ تیرے
آنے سے میرے ہان فقرا کو تکلیف ہوتی ہے اگر تجکو میرے پاس آنا منظور ہو تو عوام الناس
کے طرح آ۔ دیکھو اُس وقت کے بزرگون کی کیا شان تھی کہ امرا سے متنفر اور فقرا سے
مانوس رہتے تھے۔ امرا کے در پر کبھی نہین جاتے تھے جو امرا آتے تھے اُن سے بھی بیزار
رہتے اب نہ وہ مشائخ ہین نہ امرا نقل ہے کہ آپ بعض وقت حالت سماع مین وجد
رقص فرماتے تھے۔ وجد مین اکثر اہل مجلس کے عمامے قوالون کو دیتے تھے۔ دوسرے
دن ہر ایک کو نیا عمامہ منگوا کے عنایت فرماتے تھے۔ آپ ہر شب سماع کی مجلس منعقد
فرماتے تھے صبح تک وجد وحال مین مستغرق رہتے تھے مجلس مین معتقدین مریدین
کثرت سے جمع ہوتے تھے مجلس مین اہل مجلس کے دلون مین آپ کا رعب اسقدر ہوتا تھا
کہ کوئی آہستہ بات نہین کرسکتا تھا تمام عالم سکوت مین رہتے رہتے ایک روز نواب
حیدر جنگ نے بارہ سو روپیہ نذر گذرانے۔ آپ نے قبول کیا وہ سب روپیہ خانقاہ کی
محراب مین رکھدیا گیا جو کوئی آتا تھا اسکو سو دو سو روپیہ دیتے تھے۔ ایک دو روز مین تمام تقسیم
کر دیا اور ایسا ہی ایک روز سماع کے وقت نواب وقار الدولہ نے ایکہزار روپیہ نذر پیش
کیا آپ نے وہ سب قوالون کو دیدیا ایسا ہی ایک شخص نے ایک اشرفی نذر دی۔ آپنے
لیکر خادم کو دی اُسی وقت ایک شخص آیا اور عرض کیا۔ کہ حضرت میری لڑکی کی شادی
ہے۔ کچھ دلائیے آپ نے خادم سے اشرفی لیکر اُسکو دیدی خادم رنجیدہ خاطر ہوا۔ آپنے

فرمایا صبر وشکر اختیار کر۔ اللہ دینے والا ہے۔ تھوڑی دیر نہین گذری کہ کسی امیر کے پاس سے
سات خوان کا توڑہ آیا۔ آپ نے خادم سے کہا۔ لے کھانا آیا ہے۔ کچھ فکر مت کر فراغت سے کھا
اور خدا کا شکر کر۔ آخر آپ درد گردے سے بیمار ہوئے۔ بہت کچھ معالجہ کیا گیا لیکن صحت
نہ ہوئی۔ بتبدیل آب وہوا کے لئے پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے۔ ستائیسوین ماہ جمادی الثانی
سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ خادمون نے جنازہ حیدرآباد
مین لا کر متصل تالاب میر جملہ اندرون شہر دفن کیا۔ آپ کا مرقد زیارت گاہ خلق ہے۔ آپکے
تین فرزند تھے امر اللہ شاہ۔ بادشاہ صاحب۔ شاہ صاحب۔ امر اللہ شاہ والد ماجد کی
جگہ مسند نشین ہوئے۔ صاحب وجد وحال تھے۔ گوشہ نشین رہتے تھے کسی امیر و فقیر کے گھر
نہین جاتے تھے۔ امرا آپ کی قدمبوسی کے لئے آتے تھے۔ ایک روز غفران مآب آصفجاہ
دوم کے اصرار سے مشائخین کے جلسہ مین جو خلوتخانہ مبارک مین منعقد ہوا تھا تشریف
لائے تھے۔ حضور آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے۔ اعزاز واکرام کے ساتھ
رخصت فرمائے۔ جب حضرت آصفجاہ دوم کمرے سے واپس آئے۔ آپ یعنی امر اللہ شاہ
فوت ہوئے۔ والد مرحوم کے گنبد کے صحن مین مدفون ہوئے۔ تینون فرزندون کے
باقیات صالحات موجود ہین مگر فقیر مولف انکے حالات سے واقف نہین ہے بنا علیہ
اسی قدر مرقوم الصدر پر اکتفا کیا۔ فی زمانا مشائخ زادے اپنے حالات دینے مین عذر
کرتے ہین۔ مولفین کو جس قدر تواریخ سے بزرگان سلف کے حالات دستیاب ہوتے ہین
گذارش کر دیتے ہین۔ رضا علی شاہ کا عرس بڑے شان وشوکت سے ہوتا ہے۔

مشائخ اور فقراکا ہجوم رہتا ہے۔ سرکار نظام ظلہ العالی کے طرف سے عرس کے لئے مبلغ مقرر ہین۔ ہر سال روضہ کے سجادہ صاحب کو ملتا ہے۔ یہ زارو بیتر کرے۔

شاہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

آپ ساداتِ حسینی سے ہین۔ آپ کے والد ماجد توران سے ہند مین وارد ہوئے۔ چند مدت نواب آصفجاہ کے ہمراہ رہے۔ موضع لگانون ضلع بیجاپور مین سکونت پذیر ہوگئے۔ وہان نکاح بھی ہوا۔ آپ یعنے شاہ رحمت اللہ صاحب اُس بیوی سے پیدا ہوئے والدہٗ آپکی خوردسالی مین فوت ہوگئین۔ پھر آپ کے والد نے دوسرا عقد کیا۔ والدۂ ثانی آپ سے موافق نہین تھی۔ آپ نے ہجرت اختیار کی قصبہ کرنول مین آگئے۔ خالہ کے مکان پر فروکش ہوئے۔ خالہ نے آپ کی تربیت و تعلیم مین بہت کوشش کی آپ تھوڑے عرصہ مین کامل و لائق ہوئے۔ آپ کے افعال و اقوال سُنّت نبوی کے موافق تھے چند مدت کرنول کے حاکم کے پاس ملازم رہے۔ یکایک محبت الٰہی کے جذبہ نے آپ کو سید علوی بیجاپوری کی خدمت مین پہنچایا۔ آپ علوی صاحب کے مرید ہوئے۔ مُدّت تک اوراد و وظائف مین مصروف رہے لیکن وظائف سے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ ایک رات ہشیاری و خواب مین آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین رحمت اللہ بیت اللہ آ۔ اور سید اشرف مکی کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا حصّہ اُن کے پاس ہے اور سید اشرف کو بھی بشارت دی کہ رحمت اللہ ہندی آتا ہے

جو اُسکا حصہ تیرے پاس ہے عطا کر آنخواب سے ہوشیار ہوئے اور سفر کا سامان
مہیا کر کے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے راہ مین میلاپور مین سید احمد قاعی سے
ملاقات کی اور استفادے کی درخواست کی سید نے فرمایا آپ کا حصہ اشرف
کے پاس ہے مراجعت کے بعد حصہ عطا کیا جائے گا۔ آپ ملیوار سے کشتی مین سوار
ہوئے چند روز کے بعد جدّے کو پہونچے اور وہان سے دو روز مین مکہ کو گئے۔
حج وغیرہ سے فارغ ہو کر سید اشرف کو تلاش کیا سید موصوف کو جبل ابی قبیس پر
پایا مراقبہ مین تھے آپ مودب بیٹھے رہے جب سید کو افاقہ ہوا اُس وقت نہایت
ادب سے السلام علیکم کہا سید نے جواب دیکر فرمایا رحمت اللہ آئے مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کا منتظر تہا۔ پہر سید نے دوگانہ ادا کر کے آپ کو
معارف وحقایق سے آگاہ کیا اور خلافت کا خرقہ عنایت کر کے کہا رحمت اللہ
یہ اصول اجمالی ہین اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو سید عبد القادر بیجاپوری کی خدمت
مین جائیے اور استفادہ کیجیے۔ سید عبد القادر میرا خلیفہ ہے صاحب دل کامل ہے
آپ سید صاحب سے رخصت ہوئے اور مدینہ منورہ مین آئے۔ زیارت کے بعد
وطن مالوفہ کو مراجعت کی بندر سورت مین پہنچے۔ وہان شاہ علی رضا گجراتی سے ملے
اور اُن سے طریقہ نقشبندیہ مین اجازت لی اور شاہ علی رضا صاحب نے آپ سے
قادریہ طریقے مین اجازت لی۔ پہر سورت سے کرنول مین پہنچے۔ چند مدت وہان مقیم
رہے چند آدمی آپ کی صحبت مین باکمال ہوئے۔ کرنول کے باہر ایک متبرک یادگار

بھی ایک فقیر بدعتی وہان جاکے بدعت برپا کرتا تہا اور آپ اسکو منع کرتے تھے۔ مگر نہین مانتا تہا آخر آپ نے فقیر کو سزا دی۔ آپ کڑپہ مین آگے۔ اور ایک مسجد مین مقیم ہوگے ایک روز شادی کا شب گشت مسجد کے طرف سے مع باجہ و ڈہل و تاشہ نمود ہوا۔ اور وہ سب مسجد مین آئے آپ نے سب کو مسجد کے پتھرون سے سنگسار کیا پھر وہان سے آنا سمندر کی ایک پہاڑی پر سکونت پذیر ہوئے چند مدت تک وہین رہے خلایق آپ کے فیض سے مستفید ہوئے سید عبدالقادر خان اودہ گیر کا قلعہ دار آپکی خدمت مین آیا اور بیعت سے مشرف ہوا اور چاہا کہ دو تین گانون جاگیر پیش کرے آپ نے قبول نہین فرمایا۔ پہاڑی کے اطراف کی زمین خرید کے آباد فرمایا۔ اور اُس کا نام رحمت آباد رکہا اور اُس مین ایک مسجد مسمی مدینہ مسجد بناکے اور مسجد کے قریب مدرسہ و خانقاہ بھی تعمیر کرایا۔ آپ پانچ وقت نماز جماعت سے ادا کرتے تھے کوئی نیاز بدعتی قبول نہین فرماتے تھے۔ آپ سنت نبوی کے پابند تھے آپ کی مجلس مین حدیث و تفسیر و فقہ کا مذکور رہتا تہا۔ خلوت مین مریدون کو تصوف کے امور تلقین فرماتے تھے۔ نصیر الدولہ ایک عالم متبحر مثنوی خوان ہمراہ لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مثنوی مین چند ابیات مشکل ہین جو ہماری فہم و عقل سے خارج ہین آپ اُن کے مطالب حل کر دیجیے۔ مولوی صاحب نے کہا مولانا رومی فرماتے ہین ؎

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

آپ نے فرمایا نصیرالدولہ عاشق سے مراد اعیان ثابتہ ہین اور معشوق سے مراد مرتبۂ احدیت ہے۔ اعیان ثابتہ بحکم الاعیان ثابتہ ما شمت رائحۃ الوجود۔ بوی از وجود نشنیدہ اند ہمون ذات بحت است کہ بچندین لباس متلبس شدہ نصیرالدولہ خاموش ہوا اور عالم نے ظاہری معنی بیان کیا ناقص فہم سمجھے کہ مولوی ضیا کا معنی حضرت کے پہلے معنی سے بہتر ہے آپ غصہ ہوگئے اور فرمایا مولوی ضیا حسب معنی اول درست ہے۔ اور ثانی معنی درست نہین اور فرمایا قال سے حال کے طرف رجوع ہونا چاہیے پھر اسی وقت مراقبہ فرمایا اور تمام اہل مجلس وجد کی حالت مین مستغرق ہوئے کیسی کا ہوش باقی نہین رہا۔ آپ خلوت مین چلے گئے نصیرالدولہ نے سوار ہو کر گہر کے طرف مراجعت کی۔ کہتے ہین کہ مجلس مین تین روز تک اہل مجلس پر یہی حالت رہی کہ چشم گریان و دل بریان رہے **کرامت** مولوی رفیع الدین قندہاری جو آپ کے خلیفہ تھے بیان کرتے ہین کہ مین نے سنا بارش کے موسم مین اناسمندر کا تالاب ٹوٹ گیا۔ اہل موضع گہبرائے اور بہاگنے لگے آپ تالاب کے کنارے پر آئے اور اہل قصبہ کو بلایا تمام آپ کے اطراف مین جمع ہوئے آپ نے پانی کی آمد کی جگہہ ایک کلوخ رکھدیا وہ فی الفور بند ہوگیا۔ دریا کا پانی تہم گیا پہر سب نے پتھر و مٹی سے مضبوط باندہ دیا۔ آپ باوجود کمال کبھی ذکر و شغل سے خالی نہین رہتے تھے۔ بلکہ سراپا ذکر تھے آپ کی عمر اسی سال سے زیادہ ہو گئی تھی آپ عبدالقادر خان کی درخواست سے اودگیر مین رونق افزا ہوئے وہان تپ ولرزے مین مبتلا ہوگئے اور عارض مبارک پر ایک قرحہ عارض ہوا۔ بیماری مین آپ ہر وقت ذکر مین مستغرق

رہتے تھے۔ مگر نماز جماعت سے گذارتے تھے۔ جب وقتِ رحلت قریب پہنچا تب
پند و نصائح کرنا شروع کیا۔ اور کسیکو اپنا جانشین نہین فرمایا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے
کہا کہ کوئی خلیفہ سجادہ نشین کیجئے۔ فرمایا میرے خلیفہ بے شمار ہین۔ جہان میرا خلیفہ
ہوگا وہان نعمت ظاہر ہوگی ہم رضا و تسلیم کے تابع ہین۔ پھر آپ نے ایک مہینے
کے بعد اُسی مرض سے اودگیر کے قلعہ مین پنجشنبہ کے دن ۲۹ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۵ھ
مین بہشت برین کو رحلت کی جمعہ کی شب کو تجہیز و تکفین کرکے دوسرے دن جمعہ
کے روز جنازہ رحمت آباد مین لائے۔ مسجد کے صحن مین شب شنبہ کو دفن کیا مرقد
اشرف نزول رحمت ہے اور سید اشرف کی مکہ مین سلخ ذیحجہ سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین خلد برین
داخل ہوئے آپ خلیفہ شاہ محمد طاہر کے تھے اور وہ شاہ محمد کے خلیفہ اور وہ منتخب الدین
مقبلی کے اور وہ شیخ آدم بنوری کے اور وہ مجدد الف ثانی احمد سرہندی کے تھے۔
اور یہ آپکی خلافت کا شجرہ ہے۔ بیاراً و متبرکاً

باب الزا

سید شاہ زین الدین بیجاپوری

سید شاہ زین الدین نام عرف شاہ صاحب آپ سید میران۔ سید محمد قدس بیجاپوری
کے بڑے فرزند اور سید شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری کے طلباء مین ہین صاحب نے دوم مرتبہ یا سوم
مرتبہ حرمین شریفین کے سفر کا ارادہ کیا اُس وقت فرزند یعنی شاہ محمد

کہا کہ سجادہ نشینی اختیار کرو آپ نے عذر کیا کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ اور دیگر
صاحبزادوں مثلاً شاہ عبدالرحمٰن اور شاہ کریم محمد نے بھی یہی عذر کیا۔ پھر آپ نے
ارادہ کیا کہ محمد زبیر ثانی جو آپ کے داماد ہیں انکو جانشین کرنا چاہیے۔ میاں عبدالعلی
نے جو آپ کا خلیفہ تھا عرض کیا کہ باوجود حق صاحبزادوں کے داماد کو جانشین
کرنا مناسب نہیں۔ بالفعل عبدالرحمٰن صاحب کو سجادہ نشین کیجئے۔ تمام مریدین نے
عبدالرحمٰن کو راضی کیا۔ وہ سجادہ نشین ہوئے۔ مدرس صاحب نے اُن کے تمام بدن
کو زبان سے چاٹا اور مقام اعلیٰ کو پہنچایا۔ شاہ زین الدین نے والد ماجد سے بھائی عبدالرحمٰن
کو خلافت کا خرقہ پہنایا۔ پھر مدرس صاحب مذکور مع ہر دو صاحبزادگان شاہ
زین الدین و شاہ کریم محمد بیت اللہ کو روانہ ہوئے جب دریا کے قریب پہنچے شاہ کریم محمد
کو خرقہ دیکر بیجاپور روانہ فرمایا جب وہ بیجاپور میں پہنچے شاہ عبدالرحمٰن نے کہا
کہ ایک شہر میں دو صاحب خرقہ کس طرح رہیں گے۔ آپ نے کہا میں نے خرقہ تبرکاً
لیا ہے کہ اس کی برکت سے میری عاقبت بخیر ہو۔ مجھکو پیری مریدی کرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہوں۔ چند روز کے بعد شاہ زین الدین صاحب
کو بھی والد ماجد نے خرقہ دیکر بیجاپور روانہ فرمایا وہ بھی بیجاپور میں رونق افزا ہوئے
اُن سے بھی عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ آپ بجائے والد ماجد ہیں۔ آپ کی رائے سے
مجھکو خرقہ ملا ہے اب آپ نے بھی خرقہ لیا ہے اگر والد ماجد کی جگہہ منظور ہے تو حاضر
ہے۔ ورنہ دو سجادہ نشین ایک مکان میں نہیں رہ سکتے۔ آپ نے بھی کہا بھائی صاحب

مین نے خرقہ تبرکاً لیا ہے کہ اس کی برکت سے میری عقبی بخیر ہو۔ مجھکو پیری مریدی سے کام
نہین۔ پیر عبدالرحمٰن نے آپ کے لئے دو کشتیان ایک مین لباس طریقت اور دوسری
مین لباس دنیوی بھیجا۔ دونون مین جو آپ کے پسند ہو لیجئے۔ آپ نے لباس دنیوی کی
کشتی لی اور دوسری واپس کی۔ اور دنیوی عسکری لباس زیب بدن فرماکے بادشاہ سے
ملے۔ اور تا بزندگی وہی لباس رکھا۔ اور آپ شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری کے داماد تھے۔ آپکے
دو فرزند تھے ایک شاہ صبغۃ اللہ ثانی۔ دوسرا شاہ موسیٰ ثانی۔ والد ماجد کی وفات کی خبر
جس روز مکہ سے آئی۔ آپ نے عرس کے دن شاہ عبدالرحمٰن کے ہاتھ کو صندل ملا اور ہمیشہ
سالانہ عرس مین ایسا ہی کرتے رہے۔ جب عبدالرحمٰن صاحب فوت ہوئے۔ آپ برادرزادہ
سید محمد علی اور اپنے دونون صاحبزادون کو ہمراہ لیکر مکہ روانہ ہوئے اثنا راہ مین
بندر سورت یا جدے مین بائیسوین ماہ صفر سنہ ۱۱۲۳ ہجری مین فوت ہوئے فقیر مولف کو
تذکرون سے یقینا نہین معلوم ہوا کہ واقع مین دونون مقامون مین سے کہان فوت ہوئے
بنا بر علیہ جسطرح تذکرون مین دیکھا گیا قلم بند کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شاہ زین الدین کریم النفس
و نیک محضر تھے۔ غربا دوست و مسافر پرور۔ آپ کی خانقاہ مین اکثر غربا رہتے تھے۔ تا بزندگی
غربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے رہے۔

سید زین الدین فضل قدس سرہٗ

آپ کا وطن حضرموت مین شہر تریم ہے آپ مشائخ کرام سے ہین۔ سلطان محمد عادل شاہ
بیجاپوری کے زمانے مین وطن سے بیجاپور دکن مین آئے۔ زبردست عامل اہل دعوات سے تھے

بیجاپور میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ و امرا آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ بادشاہ نے اکثر دیہات کثیر المحاصل جاگیر مدد معاش مین عطا کئے تھے۔ خوشحال و فارغ البال تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ کتب کے شایق تھے۔ آپکے کتب خانہ مین نوسو جلد منتخب۔ خوشخط و مطلا تھین۔ علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ مین مرہٹے نے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ بادشاہ نے آپ سے دعا ہمت کی درخواست کی آپنے ایک تعویز لکھکے دیا کہ توپ کے منھ پر چسپان کرکے مخالف کے طرف گولا اندازی کرین۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخالف شکست کہاکے فرار ہوگا۔ حضرت کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اکثر مخالف کی سپاہ ہلاک ہوئے۔ اور بقیۃ السیف فرار ہوئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ غرض کہ آپ جبتک زندہ رہے معزز و مکرم رہے۔ آخر آپنے پچیس تاریخ ربیع الاول ۱۰۳۰ ہجری مین رحلت کی شاہ پیٹھ مین مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک صاحبزادہ مسمی سید عبد اللہ افضل تہا وہ بھی چند مدت کے بعد فوت ہوا۔ بیجاپور مین والد کی قبر کے متصل دفن کیا گیا۔ یزار و یتبرک

مولانا شاہ زاہد بخاری

آپ بخاری الوطن ہین۔ وطن سے ہند مین وارد ہوئے۔ بلاد و امصار کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے احمد آباد گجرات میں رونق افزا ہوئے۔ آپ محدث و فقیہ حنفی المذہب تھے اور مخدوم شاہ عالم گجراتی کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ چونکہ آپ عالم فاضل و محدث

وفقیہ وقاری تھے۔ مخدوم نے مسجد کی امامت پر آپ کو مامور کیا۔ آپ قرآن شریف
خوش لہجہ والحان سے پڑھتے تھے۔ حروف کو عرب کی طرح برابر ادا کرتے تھے
سامعین سننے سے محظوظ ہوتے تھے۔ آپ کی تلاوت وقرات کے وقت قلوب میں وجد کی
حالت جاری ہوتی تھی۔ اور دنیوی خیالات سے پاک وخالص ہوجاتے تھے صبح
وشام آپ طلبا کو درس وتدریس سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپکی وجہ سے مسجد میں بڑی
رونق تھی۔ آپ نے مخدوم شاہ عالم سے خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ حضرت مخدوم کی
اجازت سے پیری مریدی کا بازار بھی گرم کیا۔ متقی ومرتاض وصاحب زہد وتقویٰ کے تھے
صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ آخر آپ نے ۶۔ شعبان ۸۹۳ھ آٹھ سو ترانوے ہجریہ میں
رحلت کی احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔ یزار ومتبرک ہے۔

شیخ زین الدین داؤد بن خواجہ حسین شیرازی قدس سرہٗ

شیخ داؤد آپکا نام ہے۔ اور زین الدین لقب ہے۔ بہ نسبت نام آپ خاص و
عام میں لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی کے
صاحبزادے ہیں۔ روضۃ اولیا کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت ۷۰۱ھ
ہجری میں بمقام شیراز واقع ہوئی۔ آپکی خورد سالی میں والدہ نے دار فانی سے
عالم جاویدانی کی طرف رحلت کی۔ والد ماجد کی آغوش میں تربیت پائی۔ نشو ونما کے
بعد زمانہ عقل وشعور میں والد ماجد سے کتب نحو وصرف وغیرہ ختم کرکے شروع جوانی میں

حرمین شریفین کی زیارت کے لئے وطن مالوفہ سے برآمد ہوئے ۔ مقامات متبرکہ مین پہنچ کے زیارت و حج سے مشرف ہو کے ہندوستان مین آئے ۔ دار الخلافہ دہلی مین وارد ہوئے تھوڑی ہی مدت مین قرآن شریف کو حفظ کر لیا اور تحصیل علم کیلئے مستعد ہوئے ۔ دار الخلافہ کے علمار سے مستفید ہونے لگے ۔ تحصیل کی تکمیل مولانا کمال الدین سامانہ کی خدمت مین کی ۔ درجۂ فضیلت کو پہنچے ۔ سلطان محمد تغلق کے ہنگامہ مین کہ بادشاہ نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد روانہ کیا تہا ۔ آپ و مولانا کمال الدین سامانہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آئے ۔ آپ علمار کے پیرایہ مین تھے ۔ اکثر اوقات تدریس علوم و عبادت حی و قیوم مین بسر فرماتے تھے ۔ پارسائی و پرہیزگاری مین کوشش بلیغ بجالاتے تھے ۔ شرع محمدی و سنت نبوی کے تابع رہتے تھے ۔ مشایخ صوفیہ کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے ۔ اس زمانہ مین شیخ برہان الدین غریب کی شیخت و بزرگی کا بازار گرم تہا اور انکی پیری مریدی کا دور چل رہا تہا اور شیخ کی مجلسِ سماع و سرود کا آوازہ آسمان تک پہنچا تہا ۔ آپ شیخ کے احوال سنکے متنفر ہوتے تھے ۔ اور طعن و تشنیع فرماتے تھے ۔ آخر آپ نے چند سوالات مشکل علوم و فنون سے مرتب کر کے بطور امتحان شیخ کی خدمت مین بھیجدئے ۔ شیخ نے جواب شافیہ لکھ کے روانہ کئے ۔ آپ جوابات دیکھ کے منکر سے معتقد ہو گئے ۔ ہوئے ۷۳۶ ہجری مین برفاقت مولانا رکن الدین عماد کاشانی مولف نفائس الانفاس حضرت شیخ برہان الدین غریب کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ حسن ارادت سے بیعت کے

خواہان ہوے شیخ نے بیعت کے وقت فرمائے اے فرزند مرید شائستہ کو اختیار کرنا چاہئے۔ کہ حضرت مولانا نظام الحق والدین نے مولانا حسام الدین کو ارادت سے مشرف فرمائے وقت فرمایا کہ در تکمیل مرید کوشی نہ در تکثیر۔ یعنی مرید کی تکمیل مین کوشش کر۔ نہ مریدین کی زیادتی مین۔ پس آپ شیخ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور پیر کی خدمت مین مرصاد العباد پڑہی۔ عبادت و ریاضت مین مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی زمانہ مین منازل سلوک کو طے کر کے عروج کو پہنچے۔ بتاریخ اٹھارہ دین ماہ ربیع الآخر بروز عرس سلطان المشائخ قدس سرہٗ ۲۳ھ ہجری مین خرقۂ خلافت سے سرفراز بھی ہوئے اور شیخ کی رحلت کے تین روز بعد مطابق وصیت سجادہ نشین خلافت ہو کے مرجع خاص و عام ہوئے اور پیر کے طریقہ پر زندگی بسر کرتے رہے۔

روضۃ الاولیاء خلد آباد کے مولف نے لکھا کہ جب دولت آباد مین امراے صدہ مثلاً حسن کنگوئی بہمنی و اسمٰعیل مخ وغیرہم نے بغاوت شروع کی اور اسمٰعیل کو ناصر الدین شاہ ملقب کر کے بادشاہ بنائے۔ اوسوقت سلطان محمد تغلق باغیون کی تنبیہ کیلئے دہلی سے دولت آباد مین آیا۔ چنانچہ فقیر مولف نے امراے صدہ کی بغاوت کا ذکر مفصل شرح محبوب الوطن تذکرۃ السلاطین دکن کے حصۂ اول مین لکھا ہے اگر کوئی شایق ہے تو وہان مطالعہ کرے۔ پھر تغلق نے دولت آباد سے اکثر باشندگان دولت آباد کو ایک امیر معتمد کے ہمراہ دہلی روانہ کیا۔ اور حضرت زین الدین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا یعنی اونکو بھی دہلی روانہ کیا۔

ہدایت القلوب کے مولف امیر حسین نے لکھا کہ ماہ ذیحجہ ۷۳۷ھ ہجری میں بروز جمعہ
مخدوم حضرت زین الدین قدس سرہٗ سلطان محمدؒ تغلق کے لشکر کے ہمراہ دہلی روانہ
ہوئے ۔ ہم چند مریدین ایلورہ تک ہمراہ تھے ۔ انتہی کلامہ ۔
آپ دہلی میں مع الخیر والعافیہ پہنچے ۔ مزارات متبرکات کی زیارت سے مشرف ہوئے
اور دہلی کے مشائخ کرام مثلاً شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و دیگر خلفائے سلطان المشائخ
وغیرہم کی ملاقات سے بھی مستفید ہوئے ۔ اور باشندگان دہلی سے بیشمار آپکے
حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے ۔ ازانجملہ شیخ صدر الدین شیخ الاسلام مفتی دار الخلافہ
جو شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے ہیں اور مولانا نور الدین امام ہیں۔
آپ نے مولانا نور الدین امام کے نسبت فرمایا کہ (نورک اللہ فی الدارین) مولانا نے
آپ سے قرآن شریف کے چھ پارے قرات کے ساتھ پڑھے ہے ۔ اور امامت نماز پر کام
ہوئے ۔ ارشاد المریدین امام کی تصنیف سے ہے ۔ روضۃ الاولیا کے مولف نے لکھا کہ
کتاب مذکور نہایت ہی لطیف ہے ۔ شایقین طلبہ کو چاہیے کہ کتاب کے مضامین پر
عمل کریں ۔ منقول ہے کہ آپ نے بروز دوشنبہ سلخ شہر ربیع الاول ۷۳۹ھ ہجری میں
فرمایا کہ میں ہر روز ایک ختم قرآن کر کے سلطان المشائخ کی روح پر فتوح پر ہدیہ بھیجتا تھا
اور ہر روز فجر کی نماز کے بعد سلطان المشائخ کے روضۂ مقدسہ کے نیچے وظائف میں
مشغول رہتا تھا ۔ آج عنایت رب العالمین و اعانت شیخ برہان الدین سے مجکو
سلطان المشائخ کے مرقد مبارک سے یہ ہیت گوشش زد ہوئی ۔

بیا ساقی ز حسن خود که جانم از تو آسودست ٭ تو حسن من برافزودی خدا حسنت بیفزاید

چند مدت آپ دہلی مین اقامت پذیر رہے۔ آخر سلطان محمد تغلق نے مقام تتہ سے
آپکے بابت لکھا کہ ہم نے آپکو اختیار عطا کیا کہ آپ دہلی مین یا حرمین شریفین تشریف
لیجائین زاد و راحلہ مہیا کیا جاتا ہے۔ یا خود دولت آباد مراجعت کرین۔ پھر یکایک
بادشاہ تتہ مین فوت ہوا۔ سلطان فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ اور بتاریخ ۱۸۔ ماہ صفر
روز دوشنبہ ۷۵۲ھ ہجری آپکی خدمت مین پہنچا۔ اور عرض کیا کہ آپ دہلی مین سکونت
فرمائے۔ آپنے کہا اے خداوند عالم مجکو رہا کیجئے کہ مین اپنے پیر و مرشد شیخ برہان الدین
غریب کے آستانہ پر جاؤن اور وہان جان بحق ہون۔ آپکی عنایت و رعایت میرے لئے
یہی کافی ہے۔ پس فیروز شاہ نے دوسرے روز سفر کا سامان مہیا کر دیا۔ نقد و جنس
بھجدیا۔ آپ اولاً وہان سے اجودھن شیخ فرید الدین گنج شکر کی زیارت کے لئے روانہ
ہوئے۔ آپکی رخصت کے وقت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و دیگر خلفائے شیخ نظام الدین
و اُمرا حوض شمسی تک مشایعت مین آئے۔ شیخ نصیر الدین محمود نے حوض شمسی کے
کنارہ پر بیٹھکے دعا پڑھی۔ اور شیخ زین الدین صاحب ترجمہ کے۔ سر سے دستار
اُٹھاکے اپنا عمامہ انکے سر پر رکھا اور تبرکات بھی دئے۔ آپ اجودھن مین پہنچے۔
صاحب سجادہ شیخ محمد بن علاؤالدین بن شیخ فرید الدین گنج شکر نے نہایت اعزاز سے
آپکا استقبال کیا اور آپکو احترام کے ساتھ منزل مین اوتارا۔ آپ تین رات دن
شیخ فرید الدین کی گنبذ مین دروازہ بندکرکے مراقبہ مین مشغول رہے صرف نماز کے

اوقات میں گنبذ سے برآمد ہوتے تھے۔ شب و روز میں ایک قرآن ختم فرماتے تھے تین
رات دن میں بارہ قرآن ختم کئے۔ ایک مہینہ تک اجودھن میں رہے۔ پھر وہان سے
رخصت ہوئے۔ سجادہ صاحب نے تبرکات دئے اور ایک منزل تک مشایعت میں
ہمراہ آئے۔ آپ دہلی میں پہنچکے عازم دکن ہوئے۔ راستہ میں اجمیر شریف پہنچے
وہان ایک ہفتہ تک رہے۔ روضہ شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے
روضہ مقدسہ سے فیضیاب ہوئے۔ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے دولت آباد میں
مع الخیر والعافیہ داخل ہوئے۔ اہل دکن کے امرا و غربا تمام آپکی خدمت میں مشرف
ہونے لگے۔ بہرام خان ماژندرانی ہمشیرہ زادہ علاء الدین حسن گنگوئی بہمنی حاکم
دولت آباد آپ سے حسن عقیدت رکہتا تہا۔ محمد شاہ بہمنی کے عہد میں بغاوت پر آمادہ
ہوکے مستعد جنگ تہا۔ محمد شاہ اُسپر حملہ آور ہوا۔ دولت آباد سے دو کوس کے فاصلہ
فروکش ہوا۔ قلعہ کے محاصرہ کی فکر میں تہا کہ بہرام خان گھبرایا۔ فی الفور تغیر لباس کرکے
حضرت کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا اب کیا تدبیر کرنی چاہیے آپنے فرمایا (اَلْمُسْتَشَارُ
مُؤتَمن) اسوقت آپکے لئے مع عیال و اطفال گجرات جانا مناسب ہے۔ پس بہرام خان
آپکے حکم سے مع عیال و اطفال گجرات چلا گیا۔ اگرچہ بادشاہ نے تعقب میں چار سو
سوار دوڑائے لیکن وہ ہاتہ نہین آیا بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بہرام خان شیخ زین الدین کے
فرمانیسے فرار ہوگیا ہے۔ شیخ سے کشیدہ خاطر ہوا۔ چند روز باہم رنجیدگی کا سعر کرہا۔
آخر باہم صلح ہوگئی۔ بادشاہ معتقدین کے زمرہ میں شریک ہوگیا۔ فقیر مولف نے

شیخ و بادشاہ کے باہم کشیدگی کا ذکر محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین
مفصل لکھہ چکا ہون. لہذا یہان اختصار پر اکتفا کیا۔ اعادہ کرنے سے باز رہا۔ ملک
راجہ بانی سلاطین فاروقیہ برہانپور آپ کا مرید تہا اور آپ سے ارادت و اجازت کا خرقہ بھی
پایا تہا۔ روضۃ الاولیا و دیگر تواریخ سے معلوم ہوا کہ ملک راجہ ابتدا مین فیروز شاہ فرمانروائے
دہلی کے حکم سے تہانیر خاندیس کی حکومت پر آیا ۷۷۲ھ ہجری مین خاندیس کو حسن تدبیر
و ضرب شمشیر سے سخر کیا۔ وہان کے تمام راجاؤنکو فرمان بردار خراج گزار بنایا۔ رفتہ رفتہ
درجۂ سلطنت کو پہنچ گیا۔ آخر سنہ ۸۰۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ فوت ہونے سے قبل فرزند
بزرگ نصیر خاں کو ولی عہد کیا۔ اور حضرت شیخ زین الدینصاحب ترجمہ کا خرقہ عطا کیا
ہوا بھی اُس کے سپرد فرمایا۔ دو سو سال تک فاروقیہ خاندان مین سلطنت رہی جو
ولی عہد ہوتا تہا شیخ کا خرقہ اوسکو دیا جاتا تہا۔ یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ جاری رہا۔ آپ
نصیر خان فاروقی کے عہد مین تہالنیر خاندیس مین رونق افزا ہوئے تھے چند
مدت وہاں اقامت گزین رہے۔ فاروقی آپکی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ خدمت
و مہمانداری کو باعث برکت سمجہتا تہا۔ ایک روز تذکرۃً آپسے عرض کیا کہ مین آپکے
نام نامی پر ایک شہر تپتی ندی کے کنارے آباد کرنا چاہتا ہون۔ آپنے فرمایا
میرے پیر صافی الضمیر برہان الدین غریب کے نام پر آباد کیجئے۔ مجھ گمنام کو چھوڑ دیجئے
نصیر خان نے اُسی وقت تپتی ندی کے کنارہ پر ایک جانب مین شہر برہان پور اور
ندی کے دوسرے جانب آپکے نام سے زین آباد کی بنا رکہی۔ دونون بزرگون کے

ناسون کی برکت سے دونون شہر تھوڑے ہی زمانہ مین معمور و مشہور ہوگئے۔ فی زماننا بھی موجود و آباد ہین۔ آپکے ایک مرید خاص امیر حسین نے آپکے ملفوظات کو جمع کرکے اوسکا نام ہدایۃ القلوب رکھا تھا۔ ہدایۃ القلوب نادر الوجود ہے۔ روضہ اولیا کے مولف نے ملفوظ مذکور سے چند ملفوظات نقل کئے ہین فقیر مولف یہان اوسی سے گزارش کرتا ہے کہ شایقین مستفید ہوویں۔ ہوالذہ۔ میر حسین کہتا ہے کہ مین نے حضرت سے ایک رات پوچھا کہ اس بیت کا معنی و مطلب کیا ہے۔ ؎

کفی حزنًا بالوالد الصبان یری ؏ منازل من یھوی معطلۃ قفرا

ترجمہ بس ست غم عاشق دیوانہ ایکہ بیند ؏ منازل محبوب را از محبوب بیکار و خالی

مشایخ اسلئے بیٹھے ہیں کہ مریدون کے باطن کو ذکر حق سے آباد کرین۔ یعنی جب کسیکا دل حق یا ذکر حق سے معمور ہو جائے وہ کامیاب ہے۔ اگر نعوذ باللہ بیکار و خالی رہے۔ کوئی مصیبت و غم اس سے زاید نہوگا۔ پھر ایک شخص نے پوچھا ان دو بیتونکی معنی کیا ہیں فرمائیے

یَا عَاذِلَ العَاشِقِینَ دَعْ فِئَۃً ؏ اَضلھا اللہ کیف ترشدھا

وَفِی فؤادِ المحب نارُ ھَوًی ؏ احرّ نارِ الجحیم اَبْرَدُھا

ترجمہ۔ اے ملامتگر عاشقان بگذار گروہے را کہ گمراہ کرد ایشانرا خداے تعالی چگونہ راہ مینمائی آن گروہ را و در دل عاشق آتش عشق است کہ کمترین آتش دوزخ سرد ترین آتش عشق است۔ آپنے فرمایا کہ دوزخ کی آگ عشق کی آگ کے برابر نہین ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ نمرود کی آگ تیز بھڑکی ہوئی ہے۔ آپکو اسمین ڈالینگا

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے دل کی آگ نمرود کی آگ سے تیز و تند زیادہ ہے
جب بروز قیامت بحکم وعدہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ ۔ دوزخ کو پکاریں گے کہ ھَلِ امْتَلَأْتِ
دوزخ کہے گی ھل من مزید پس تمام مومن و کافر کو اوسمیں ڈالیں گے
دوزخ مومنین کے نور کو دیکھتے ہی بہاگیگی اور چلائیگی اے مومن گذر تیرا نور میری
سخت آتش کو بجھاتا ہے ۔ پس مومنین گذر جائینگے اور کافرونکو آگ لپٹ جائیگی
فرمایا کہ جو لوگ حرص و خواہش کے میدانمیں جولانی کرتے ہین وہ چکی کے بیل کے
مانند ہین غفلت کے پردے اُنکی آنکھوںپر بندھے ہوئے ہین ۔ نہیں جانتے کہ
کسقدر راہ قطع کئے ہین جب یکایک پردہ آنکھونسے نکالتے ہیں تو وہین پاتے ہین
جہان تھے ۔ فرمایا کہ نصیحت کنایہ و اشارہ کے پیرایہ میں کہنی چاہئے ۔ اگر صراحتہً
کہین گے تو خصومت ہوگی نہ نصیحت ۔ اسلئے نصیحت ہے یا فضیحت یا خصومت
جو کچھ تنہائیمین کہا جائیگا وہ نصیحت ہے ۔ جو برملا کہین وہ فضیحت ہے جو صریح
اہلم کہلا کہین خصومت ہے ۔ حضرت شیخ الشائخ فرماتے ستھے کہ کلامنا
اشارۃٌ فاذا صار عبارۃ صار جفا ۔ ترجمہ ہمارا کلام اشارہ ہے اگر وہ عبارت
ہوئے تو جفا ہوگا ۔ ایک مرید نے آپسے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیر کا مرید ہوجائے
اور اس پیر کو باطل پائے تو دوسرے کا مرید ہوسکتا ہے یا نہین ۔ آپنے فرمایا کہ اُس پر
فرض ہے کہ دوسریکا مرید ہوجائے اسلئے کہ اگر کوئی شخص ایک سمت قبلہ سمجھکر نماز
ادا کرے اور جب اوسکو معلوم ہوجائے کہ قبلہ دوسرے جانب ہے تو اسطرف پھیرنا

د توجہ کرنا جایز نہوگا۔ قبلہ سے مقصود توجہ الی الحق ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ (انی وجہت وجہی للذی فطرت السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔) حق تعالی جہت سے منزہ ہے۔ چنانچہ کعبہ قبلہ ظاہرست محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلۂ باطن جسنے حضرت کیطرف توجہ کی گویا خدا کے طرف کی۔ آپنے فرمایا جن لوگون نے شیخی کو اختیار کیا ہے لیکن کسی شیخ کامل سے بیعت نہین کی نہ شیخی پائی۔ وہ بزرگ واقع میں قبلہ نہیں ہیں انکی متابعت گمراہی ہے۔ سے

این ہمہ شیخان خزاین پرست ؎ برہمنانند بت آذر پرست

دین کے امر میں اپنے سے بہتر کی متابعت کرنی چاہئے اور دنیوی امر مین اپنے سے کمتر کی۔ مثلاً ایک شخص دوسو روپیہ کی آمدنی رکھتا ہے اگر وہ ایسے شخص کی طرح زندگی بسر کریگا جیسا کہ چارسو آمدنی والا کرتا ہے تو وہ آخر سوا ذلیل و محتاج ہوگا۔ پس اوسکو چاہئے کہ ایسے شخص کی روش اختیار کرے جسکی آمدنی سو روپیہ ہو اور باقی سو روپیہ خیرات میں صرف کرے۔ یہ طریقہ اسکے لئے دارین مین مفید ہوگا۔ دنیا بھی خوشی سے بسر ہوگی۔ اور دین بھی۔ فرمایا بزرگان صاحبدل نے مرید کو تربیت کرنا۔ زن مرضعہ سے سیکھا ہے۔ اگر مرضعہ ناخوردنی چیزون سے پرہیز کرے تو بچے کا مزاج درست ہوگا۔ ورنہ بچے کا مزاج درست نہوگا۔ فرمایا کہ مردان خدا و بزرگان حق تعلیم الٰہی مین ایسے اقوال بیان کرتے ہین کہ علم و عقل مین نہین آتے۔ آخر تکفیر کرتے ہین۔ دیکھو مصر سے قافلہ برآمد ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان مین خبر دی انی لاجد ریح یوسف

لولا ان تفندون ترجمہ بیشک مین پاتاہون یوسف کی خوشبو اگر تم مجکو نادانی
منسوب نہ کرو۔ اسکو تمام فرزندوں نے کہا۔ تااللہ انک لفی ضلالک القدیم
قسم کھائے اور ان ولام تاکیداً لائے۔ اور اضلال کو قدم کے ساتھ موصوف کیا۔
ایسا ہی موسیٰ علیہ السّلام و خضر علیہ السّلام کا قصہ ہے۔ موسیٰؑ نے باوجود کمالات خضر
علیہ السّلام سے صحبت و مصاحبت کی درخواست کی اور خضرؑ سے جواب پایا۔ انک لن
تستطیع معی صبرا۔ ان تحقیق کیلئے ہے۔ اور لن نفی تابید کیلئے۔ پس موسیٰ علیہ السّلام
کہتے ہین۔ ستجدنی انشاءاللہ صابراً ولا اعصی لک امرًا۔ موسیٰ علیہ السّلام
نے باوجود علم انشاءاللہ کے ساتھ قول کو مقید کیا اور خضر علیہ السّلام بغیر تامل حکم کرتے ہین
اور تین مقام مین اس امر کو مکرر وارد کرتے ہین آخر وہی ہوا جو خضرؑ نے کہا تھا پس
علم موسیٰ و علم خضر کو کس قسم کے علم سے تعبیر و حکم کر سکتے ہین فرمایا جو شخص قناعت کو ترک
کرتا ہے۔ حرص مین مبتلا ہوتا ہے اور شیطان اوسکو فلاخن کا غلہ بناتا ہے جسطرف
چاہتا ہے پھینکتا ہے۔ یعنی دوڑاتا ہے۔ فرمایا کہ مین ایک وقت عالم فاضل کے
پاس سبق پڑھتا تھا۔ اسی اثنا مین ابنائے جنس کی شکایت کا تذکرہ آیا۔ عالم دانشمند نے
فرمایا زین الدین یہ عالم کون رفساد ہے۔ کیا یہان آرام چاہتا ہے۔؟ کلھ کا ایک قصہ
ہم سے سنو۔ وہ یہ کہ ہمارے مکان مین ایک درخت ہے۔ بہت پھول لایا ہے پھولون مین
جو شیرینی ولذت ہے چھوٹے چھوٹے کیڑے اُسپر جمع ہوتے تھے یکایک چند چڑیان آئین
اُن ضعیف کیڑونکو کھانے لگین۔ پس ناگاہ ایک بلی آئی چڑیونپر حملہ کیا وہ ڈر کے اڑ گئین

یکایک ایک کتا آیا بلی پر حملہ کیا۔ بلی بھاگی۔ ایک لڑکا اٹھا کتے پر حملہ کیا۔ مین چاہتا تھا
کہ کتے کے لئے لڑکے کو سزا دون اسکی مان نے اسکو بچایا۔ اب مولانا ملاحظہ کیجیے میرا
مقصود دیگر ہے اور لڑکے مطلوب دیگر اور مانکا مطلوب دیگر۔ اسیطرح ہر ایک کی نیت
مختلف ہے۔ ایک کو دوسرے سے ضرر پہنچتا ہے۔ تیسرا دوسرے کو عاجز کرنا چاہتا ہے کہ چوتھا
تیسرے کو دوسرے سے بچاتا ہے۔ علی ہذا القیاس۔ ھلم جرا ذلک تقدیر العزیز العلیم
فرمایا کہ کلمات المشایخ جنود اللہ فی الارض یعنی ترجمہ مشایخ کے کلمات لشکرہائے خداوند
در تمام روئے زمین یعنی سالکان طریقت اس لشکر کے ذریعہ سے نفس و شیطان و
دشمن پر فایز المرام ہوتے ہین فرمایا کہ حقتعالی نے ہمارے بزرگون کی ہر وقت مدد کی ہے
اسی طرح ہمپر تمام مومنین کی اعانت واجب و لازم ہے۔ فرمایا۔ لَا تَزِنِ الخَلقَ بِمِیزَانِ
نَفسِکَ وَزِن نَفسَکَ بِمِیزَانِ المُوقِنِینَ لِتَرَیٰ فَضلَهُم وَافلَاسَکَ مت تول
خلق کو اپنے نفس کی ترازو مین۔ اور اپنے نفس کو صاحبان یقین کی ترازو مین تول تاکہ
دیکھیگا انکی زیادتی سرمایہ کو اور اپنی مفلسی کو۔ روضۂ اولیا کے مولف نے لکھا ہے
آپکے ایک مرید نے اولاً ایک کتاب مسمی دلیل السالکین آپکے ملفوظات مین لکھی پھر
ثانیاً بھی دوسری کتاب مسمی بہ جذبۃ القلوب من مقال المحبوب نیز ثالثاً مسمی بہ جذبۃ المحبۃ
تیسرا حصہ راقم الحروف کے مطالعہ مین گذرا۔ اسمین مجلس فوائد قلمبند کیا ہے نسخۂ مذکور کا
آغاز ۹ تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۵ھ سے تا آخر حیات شیخ رحمۃ اللہ تعالے ہے چنانچہ
محبت و عشق کے بیان مین لکھتا ہے کہ شیخ نے فرمایا۔ ~

زعقل اندیشہ باز آید کہ مردم را بفرساید ؎ گرت آسودگی باید برو عاشق شو اے غافل

پس کیا کرنا چاہیے عشق کے حاصل کرنیمیں کوشش کرنی چاہیے عشق کی پناہ مین آنا

تاکہ تمام آفات و شدائد سے نجات ملے کوئی راستہ حق کیطرف قریب تر راہ عشق سے نہین ہے

ایک معترض بوالفضول نے سوال کیا کہ عشق عطائی ہے یا کسبی تحصیلی ہے فرمایا کہ

انبیا کا آنا اور کتب سماویکا نازل ہونا اور اولیا اللہ جلشانہ کا اظہار تمام تعلیم و تحصیل نور

اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے و بے نور ولایت شیخ نور اتباع کو نہیں پاسکتے

اسلئے شیاطین الجن والانس کو بے نور ولایت ایک قدم بڑھنے کی اجازت نہین دیتے ہین

قل ان کنتم تحبوا اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ پھر آپ معترض کے طرف متوجہ ہوئے

فرمایا آپنے جو کچھ کہا وہ بھی ہے لیکن وہ باقی نہین رہتا ہے چند روز ہوتا ہے اسلئے کہ

وہ نور ولایت و نبوت کی حمایت مین نہین ہے ولایت و نبوت کے تابعین گمراہی سے

فارغ ہوتے ہین۔ بمصداق انک تھدی الی صراط المستقیم۔ آپکی مجلس مین

اس باتکا ذکر ہوا کہ مجرد کو دنیا سے چندان تعلق نہین ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ تھے

اور اونکے پاس ایک بلی تھی۔ جب بزرگ کے سامنے کہانا لاتے تھے۔ بلی کہڑی ہو جاتی

اور نہین چلاتی تہی۔ ایک روز اونکے سامنے کہانا لائے اور بھی دوسرے بزرگ کہانے

بیٹھے تھے بلی آئی اور فوراً جست کی گوشت کا ٹکڑہ دسترخوانسے لیگئی بزرگ بلی کی حالت

دیکھکر متعجب ہوئے کیا وجہ ہے کہ بلی نے خلاف عادت یہ حرکت کی۔ کہا تلاش کرو ایک شخص

بلی کے پیچھے گیا۔ دیکھا کہ بچے لائی ہے۔ واپس آیا۔ بلی کا حال بیان کیا بزرگ نے

فرمایا کہ بلی جبتک تنہا تھی کسی طرف توجہ نہین کرتی تہی۔ بے پروا رہتی تھی۔اب بچے لائی ہے رسوا ہوئی ایسا ہی جبتک مجرد رہیگا دنیا وما فیہا سے بے پروا ہوگا پھر آپکی مجلس مین حیلہ کی بابتہ تذکرہ ہوا آپنے فرمایا کہ ایسا حیلہ کرنا جسمین شر مطلوب نہو شرعاً درست ہے جیسا کہ کوئی بزرگ صاحب خانہ کی طلب مین آیا ہوا اور صاحب خانہ کو بسبب مخالفت طبع یا خوف غیبت وغمازی یا ترک اوراد ملاقات کرنا منظور نہو تو وہ اپنے غلام کو بہیجتا ہے کہ بہانہ کرے کہ خواجہ گہر مین نہین ہے۔غلام آتا ہے دروازہ یا دیوار پر ہاتھ رکہکے کہتا ہے کہ خواجہ یہان نہین ہے اور دلمین اشارہ دروازہ یا دیوار کیطرف کرتا ہے۔یا خواجہ گھوڑے پر سوار ہووے۔کہے کہ خواجہ سوار ہوگیا۔اس قسم کا حیلہ درست ہے لیکن وہ حیلہ جسمین شر مطلوب ہو حرام ہے ان دونو حیلونکی نظیر قرآن شریف مین مذکور ہے۔ایوب علیہ السلام کے قصہ مین اگر حد قایم کرے تو ظلم ہوتا ہے والا سوگند واقع ہوگی۔یہ حیلہ مشروع ہے۔داؤد علیہ السلام کے قصہ مین مذکور ہے کہ انکی قوم کو حکم ہوا کہ بروز شنبہ مچہلی کا شکار نکرین اوس زمانہ مین شنبہ عباد کیلئے مقرر تہا جیسا کہ فی زماننا جمعہ ہے قوم نے حیلہ کیا کہ شنبہ کے دن پانی مین گہرے غار کھود دیئے۔بروز شنبہ تمام مچہلیان غار مین جمع ہو جاتی تہین۔بروز یکشنبہ تمام کو پکڑ کے شکار کر لیتے تہے یہ حیلہ ممنوع ہے۔آپنے عمل بے ریا کے بابتہ فرمایا کہ ایک فقیر رات کو تلاوت قرآن مین مشغول تہا اوسوقت ایک چور کو دیکہا کہ گہر مین آتا ہے ایک آیت یہ چور کے سنانیکے لئے بلند آواز سے پڑہی۔سنتے ہی چور نے سمجہا کہ صاحب خانہ ہوشیار ہے

واپس ہوا۔ صاحب خانہ غلبہ خواب سے سو گیا خواب میں دیکھا کہ قیامت قایم ہوئی ہے
حکم الٰہی ہوا کہ بندونکے اعمال تولیں صاحب خانہ درویش کی تلاوت تولنے کی نوبت
آئی۔ وہ آیت جو چور کیلئے بلند آواز سے پڑھی تھی انہیں تولے درویش نے کہا یہ بھی کری
تلاوت ہے جواب دیئے کہ یہ آیت تو نے خدا کیلئے نہیں پڑھی تھی۔ آپنے فرمایا جہانتک عمل
مخفی ہوگا اسمیں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ایکوقت ایک فقیر خانقاہ میں جنگل سے لکڑیاں لایا
ہر چند کہ جلاتے تھے لیکن نہیں جلتی تہیں جب دریافت کئے کہ کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ درویش نے
لکڑیونکے لانیمیں راہ کی سختی سے تنگ آ کے مولانا زین الدین کی دیوار کو تکیہ گاہ و پناہ بنایا تھا
ملفوظاتکا خلاصہ تمام ہوا۔ آپکے مرید قاضی صدر الدین مفتی دار الخلافہ دہلی آپکی ریاضت کے بابت
فرماتے ہیں کہ اگر تمام مشایخ کرام کی ریاضت استقامتکی ترازو میں تولیں تو آپکے مجاہدہ کا پلڑہ تمام سے
غالب ہوگا باوجود اسکے آپکے حوصلہ وسیعہ کے نزدیک کچھ وزن ہی نہیں رکھتی تھی۔

آپ کی رحلت کا ذکر

روضۂ اولیا کے مولف نے لکہا کہ آپ مرض الموت میں مطلقاً کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے
صرف پانی پیتے تھے۔ باوجود سخت علالت و ضعف بدن نماز قیام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔
کوئی سنت و نفل و مستحب فروگذاشت نہیں کرتے تھے سنت نبویکے نہایت ہی پابند تھے ایک مرید نے
عرض کیا کہ حضرت ایسی حالت میں آپ سے قیام ساقط ہے۔ جواب میں فرمایا اگر قیام ادا نہ ہوگا
تو اس حدیث کے مضمونکا مصداق ہوگا۔ معاذ اللہ۔ من نعمہ قاعدا ذکرتہ دل قائما ابتلاہ اللہ
ببلاءٍ لا دواء لہ۔ اور انہیں ایام میں کسی مرید نے عرض کیا حضرت روضے پہاڑ کی ہوا بہت سرد ہے

دولت آباد مین دولتخانہ پر تشریف لیجانا مناسب ہے۔ آپنے فرمایا مجھے یہین چھوڑو کہ مین اپنے پیر مرشد
شیخ برہان الدین غریب کے آستانہ مبارک پر رہون آخر آپ مجھکو یہین لاؤگے۔ اور یہ بیت پڑھی
اگر جنازہ سعدی بکوئے دوست برند ؎ زہے حیات نکونام مردنی بسعادت
روز نقل خواجہ شہاب الدین خادم و بعض احباب مثلاً شیخ برہان الدین و مولانا شمس الدین
فضل اللہ و مولانا تاج الدین احمد وغیرہم خدمت مین حاضر تھے۔ شہاب الدین نے عرض کیا کہ
تمام احباب حاضر ہین اگر ارشاد ہو تو گزارش کرین فرمایا مین جانتا ہون۔ پھر احباب نے
ظاہراً عرض کیا اسوقت وصیت کرنی چاہئے۔ اور کسیکو خلیفہ بنانا چاہیے وصیت مبارک ہے
حضرت شیخ برہان الدین نے وصیت کی تھی۔ خاموش ہوئے کسی کو خلیفہ نہین کیا نہ مرید
کرنیکی اجازت دی پس جب نماز کا وقت آیا تھوڑی دیر بیہوش رہے۔ شہاب الدین خادم نے
پائے مبارک پکڑ کر عرض کیا مخدوم عصر کی نماز کا وقت پہنچا ہے۔ یہ آواز سنتے ہی مستعد ہوکے
مصلی پر آئے اور نماز کامل ادا کی فرایض سے فارغ ہوکے سر سجدہ مین رکھا۔ حالت سجدہ مین
جان شیرین جان آفرین کے سپرد کی ؎ اگر میرد کسے بارے باین مرگ۔ یہ واقعہ بروز یکشنبہ
بتاریخ پچیسوین ماہ ربیع الاول ۷۷۱ ہجریہ مین واقع ہوا۔ لفظ طاب اللہ مادہ تاریخ رحلت ہے آپکو
اندرون حصار روضہ خلد آباد مین دفن کئے۔ آپکا مقبرہ شیخ برہان الدین غریب کے مقبرہ سے
علیحدہ ہے۔ سالانہ آپکا عرس ہوتا ہے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے طرفسے عرس کیلئے
خرچ ملتا ہے۔ معتقدین حسن اعتقاد سے جمع ہوتے ہین مقاصد و حاجات مین کامیاب
روضۃ الاولیا کے مولف نے لکھا کہ حضرت شیخ زین الدین داؤد قدس سرہ کے والد ماجد

خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی و عم بزرگ خواجہ عمر قدس سرہم شرفائے شیراز سے تھے
ہمیشہ تجارت مین زندگی بسر کرتے تھے جب آپکے والد و عم کو معلوم ہوا کہ فرزند ارجمند
شیخ زین الدین حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہو کے ہندوستان روانہ ہوا۔ والد
و عم بزرگوار بہ تقاضائے محبت لخت جگر مع اہل و عیال ہندوستان روانہ ہوئے مع الخیر
دہلی مین پہنچے۔ فرزند کی ملاقات سے خوش خرم ہوئے اور شہر مین سکونت اختیار کی۔ اور
حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی بیعت سے مشرف ہوئے تغلقی حادثہ مین دہلی سے دولت آباد
دکن مین آئے چند مدت کے بعد دار البقا روانہ ہوئے۔ ہر دو برادر بالا کے کوہ روضۂ
مقدسہ خارج حصار ایک گنبذ مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

بَابُ السِّیْنْ

سُلطانُ محمد عرفُ بابا حاجی رجبُ قدس سرہٗ

آپ کا اصلی وطن ملک روم ہے۔ آپ امیرزادے شریف النسب والحسب تھے
صاحب علم و فضل و متقی پرہیزگار تھے۔ امیر تھے مگر ہمیشہ فقیر کے جویا رہتے
تھے۔ حسن اتفاق سے شہر بطایح ملک شام مین حضرت احمد کبیر رفاعی کی خدمت مین
آئے۔ اور فیض باطنی حاصل کیا۔ حضرت مرشد کی توجہ سے دنیا و
مافیہا سے علٰحدہ ہوئے۔ اور چالیس سال تک ریاضت و عبادت کرتے
رہے۔ پھر مرشد نے آپ کو خلافت کا خرقہ عطا کیا۔ اور ہند کے سفر کی

اجازت دی۔ آپ رخصت کے وقت آپکو ایک آفتابہ اور کھجور کے دو تخم عنایت کئے۔ اور
فرمایا ہند کے بلاد و امصار میں ہر صبح کو ان دونوں تخموں کو زمین میں ڈال کے اس پر وضو
کرتے ہو جس مقام میں یہ جڑ نمود کریں وہاں اقامت اختیار کیجئے اور خلایق کو ہدایت و تلقین
سے ممتاز فرمائیے۔ اور بت پرستی کی رسم جہان سے محو کر کے خدا کا رستہ بتلائیے۔ آپ
رخصت ہو کے ہند میں آئے۔ خوب سیر و سیاحت کی۔ پٹن گجرات میں دونوں تخم کو زمین
میں بو دیا۔ ایک ہی رات میں جم گئے۔ اور سبز ہو گئے۔ آپ نے رفقا سے کہا یہی مقام میرا
سکونت گاہ ہے وہاں سکونت پذیر ہوئے اُس وقت پٹن میں ایک راجہ مسمی جے سنگھ
حکمران تھا سخت متعصب و ظالم تھا ہر روز مسلمان کے خون سے ٹیکا لگاتا تھا۔ بت خانے
کی طرف آیا۔ آپ بھی بت خانے کے قریب تھے۔ کہا آپ ہمارے بت خانے کے پاس
کیوں ٹھہرے ہیں۔ آپ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ آپ نے سوال کیا اس بت کی تم عبادت کرتے ہو
اُسکا کیا نام ہے۔ حاکم نے کہا سہودا۔ کیا تم سے بات کرتا ہے حاکم نے کہا نہیں لیکن ہم بھی بات کرتے ہیں آپ نے فرمایا
ہم اُس سے بات کرتے ہیں۔ اگر وہ بات کرے اور ہماری خدمت بجا لائے تو تم ہمارا ساتھ
کیا کروگے۔ حاکم نے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہو جائینگے۔ اُس وقت باباجی نے بت
کی طرف توجہ کی فرمایا اے سہودا ادہر آ۔ بت خانے سے برآمد ہوا اور آپ کو سلام
کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سہلینگ تالاب سے آفتابہ بھر کے لا۔ بت آفتابہ لے کے تالاب پر
گیا اور آفتابہ بھرا تمام تالاب خشک ہو گیا۔ مچھلیاں وغیرہ حیوانات تڑپنے لگے۔ اور آفتابہ
آپ کی خدمت میں لے آیا۔ راجہ اور اُسکی قوم یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور حیران ہو گئے

اور آپکی عظمت و ہیبت سے ڈرنے لگے۔ عرض کیا کہ مچھلیاں بے وجہ ہلاک ہوتی ہیں۔ آپ نے
حکم کیا کہ آفتابے میں سے تھوڑا پانی تالاب میں ڈالو۔ پانی ڈالتے ہی تالاب لبریز ہوا۔ راجہ
اور اسکی تمام سپاہ و قوم اسلام سے مشرف ہوئے اور گجرات کے بلاد و امصار میں آپکی
شہرت ہوئی۔ ہنود بت پرستی سے الگ ہوئے اور اسلام کے دائرے میں آنے لگے۔
یہ واقعہ سنہ ۶۰۲ ہجری میں واقع ہوا۔ پھر آپ گجرات میں بہتر برس ہدایت و تلقین فرماتے
رہے۔ لفظ آفتاب اسلام سے تاریخ معلوم ہوتی ہے۔ آخر سنہ ۶۷۴ ہجری میں اس دار فانی سے
بہشت بریں کو روانہ ہوئے۔ شہر پٹن گجرات میں مدفون ہیں۔ لفظ کفر شکن سے تاریخ رحلت
برآمد ہوتی ہے۔ مزار متبرک ہے۔

سعد الدین محمد ملکاپوری

آپ سید محی الدین احمد عرف بڑے حضرت کے صاحبزادے ہیں والد ماجد کے
خلیفہ و مرید تھے۔ والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ صاحبِ تصرف و کامل تھے خلائق آپکے
فیض سے مستفید ہوتی تھی۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے سید عبد القادر عرف
حضرت صاحب و سید محی الدین عرف بڑے صاحب۔ آپ کی وفات ۱۷ رجب سنہ ۱۰۹۰
ہجری میں ہوئی۔ مادۂ تاریخ برگزیدہ جائے خلوت بزرگوں کے روضہ میں علحدہ حجرہ میں
قلعۂ گولکنڈہ کے متصل مدفون ہوئے ۱۰۹۰۔ مزار متبرک ہے۔
آپ ابو الحسن تاناشاہ کے عہد میں تھے۔ گوشۂ قناعت کو پسند فرماتے تھے امراء و
وزراء کے قرب سے دور رہتے تھے۔ امراء و رؤسا آپ کی خدمت میں آتے تھے حصول مراد کے

خواہاں ہوتے تھے۔ آپ دعا و ہمت سے اعانت فرماتے تھے معتقدین آپ کی دعا کی برکت
سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپ بزرگان سلف کے طریقے پر چلتے تھے۔ خلایق کے ساتھ ہمدردی
سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ہر روز پنجشنبہ گورستان میں جاتے اور متوفین کے لئے فاتحہ
پڑھتے تھے۔ اور جمعہ کے دن نماز کے بعد بیماروں کی عیادت فرماتے تھے۔ تا بزندگی ایسی عادت
پر رہے۔ اللہم اغفرلہم ولجمیع المسلمین

مولوی سعد اللہ صاحب سندھی نزیل امراوتی برار

آپ کا اصلی وطن ملک سندھ ہے۔ آپ حسب بشارت مولوی عبد اللہ صاحب چند روز کے
بعد امراوتی میں رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد میں فروکش ہوئے۔ مولوی صاحب مرحوم کے
جانشین کئے گئے۔ آپ بھی عالم فاضل و عارف کامل تھے مولانا مرحوم کے ہمقدم وہمرنگ تھے
آپ نے خلایق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز کیا مسجد و اہل مسجد کو رونق دی۔ آپ متقی متوکل
علی اللہ تھے کسی سے سائل نہیں ہوتے تھے۔ مسجد میں قناعت کرکے ایسے جمے کہ تا مرگ
مسجد کے احاطہ سے قدم باہر نہیں رکھا چنانچہ انگریزی عملداری میں انعام کمشنر نے چاہا کہ
کر مسجد کے روغن و چراغ کا ماہانہ جو مقرر ہے اگر خود مولوی صاحب کچہری میں تشریف لائیں
اور لیجائیں تو دینے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ اور میں بھی مولوی صاحب کی ملازمت سے خوش ہونگا
اور تعظیم و تکریم میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ مولوی صاحب نے اس امر کو قبول نہیں فرمایا آخرالامر
کمشنر قدر دان نے رزبومیہ تحصیلدار کی معرفت سے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اس ثابت قدمی
و استقلال سے آپ کی قناعت و توکل کی پوری تصدیق ہوئی آپ بھی مولوی عبد اللہ مرحوم

سکے طرح مہمان نواز ومسافر پرور تھے۔ جو مسافر مسجد مین فروکش ہوتا تہا اُسکی خدمت کرتے تھے صبح وشام سیر کہلاتے تھے۔ مسافر مسجد مین اسطرح ارام پاتا تہا کہ سفر مین اُسکو حضر و وطن کا مزہ ولطف آتا تہا جناب مولوی امجد حسین صاحب خطیب نے تاریخ امجدی مین آپ کی شان مین چند اشعار لکھے وہ یہ ہین ؎

زہے عالم پیشوائے زمان +	نکوکار شیرین زبان نکتہ دان
بملک قناعت شہ بے زوال	کمربستہ بر طاعت ذوالجلال
بعلم و ورع ظاہر آراستہ	بحلم و رضا سینہ پیراستہ
بوجنات نور عبادت عیان	دل ہم رنگ اخلاق پیغمبران
ہمین ست مراہل دین را مراد +	کہ ظل ظلیلش مؤبد شواد

آپ مدت تک ہدایت وارشاد مین مصروف رہے آخر آپ نے تقریباً ۱۲۹۲ ہجری مین اس عالم فانی سے خلد برین کو رحلت کی مسجد مین مولوی عبداللہ مرحوم کی قبر کے قریب مدفون ہوئے مزار دیتبرکہ ہے۔ فقیر مولف آپسے ایک قت ملا تہا حسن اخلاق سے طے

شیخ سراج الدین جنیدی

آپ کا نام محمد ہے اور رکن الدین لقب ہے اور عرف سراج الدین ہے۔ آپ اولاد مین شیخ جنید بغدادی کے ہین۔ آپ دکن کے اولیا متقدمین اور مشاہیر متصوفین سے ہین۔ آپ سلطان علاء الدین حسن گنگوہی بہمنی کے زمانہ مین گلبرگہ مین تشریف لائے۔ آپ کے

فیض نعمت نے تمام دکن کو تسخیر کیا۔ سلاطین دکن آپ کے مرید و معتقد تھے جب کوئی مہم
سخت پیش آتی تب آپ کی خدمت میں استمداد و استعانت کے لئے حاضر ہوتے
آپ کشف سے معلوم کر لیتے تھے۔ ہر ایک کے لئے دعا فرماتے تھے سب حضرت کی دعا
سے کامیاب ہوتے تھے جب علاء الدین علی جیپوری دہلی سے دولت آباد میں آئے
حضرت کے مرید ہوئے اور ایک زمانے تک خدمت میں رہے۔ فیوضات ظاہری اور
باطنی سے مستفید ہو کر مرشد کے حکم سے موضع کرچیان میں تشریف لائے۔ چنانچہ
سلطان علاء الدین کو جب مہم ملم پٹن کی پیش آئی تب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا
دعا چاہی۔ آپ نے دعا دی۔ بادشاہ مہم پر روانہ ہوا تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ کو
کامیابی ہوئی۔ بہت خوش ہوا۔ پھر آپ کی خدمت میں غنیمت میں سے مال و زر شاہزادے
کے ذریعہ سے بھیجا۔ آپ نے تمام مال و دولت مساکین اور مریدین پر تقسیم کیا۔ اور جمعہ کے روز
تمام علما و فضلا کے ساتھ جامع مسجد میں حضور قلب سے نماز ادا کی۔ اور لشکر اسلام
فتح و غلبہ کے لئے دعا کی۔ پھر بادشاہ بیجا نگر پر غالب آیا اور لوٹتے وقت آپکی خدمت میں
حاضر ہوا۔ ملازمت سے شرف حاصل کیا اور عرض کیا کہ آپکی دعا میرے حق میں مبارک
اور مقبول ہوئی۔ میں کافروں پر غالب آیا۔ پیشتر آپ موضع کرچیان میں مدت تک رہے
پھر سلطان علاء الدین نے موضع مذکور کو آپ کے لئے جاگیر و مدد معاش میں عطا فرمایا۔
ابتک وہ آپ کی اولاد میں جاری ہے۔ پھر آپ گلبرگہ شریف میں تشریف لے گئے گیارہ
برس تک زندہ رہے ہدایت اور ارشاد فرماتے رہے اور سلاطین ہمیشہ آپ سے حسن ارادت

اور عقیدت رکھتے تھے۔ تخت نشینی کے وقت تبرکاً آپ دست مبارک سے بادشاہ کی کمر پر تلوار باندھتے اور سر پر تاج رکھتے تھے۔ یہ رسم مدت تک جاری رہی۔ ایک وقت مجاہد شاہ بہمنی بنیرۂ حسن گنگوی بہمنی نے اس معاملہ مین بے ادبی کی تھی آخر اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ داؤد شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ آخر آپ نے سنہ ۸۰۱ ہجری مین رحلت فرمائی اور قبر آپ کی گلبرگہ مین مشہور ہے۔ اور ایک مورخ نے لکھا ہے کہ موضع کرچیان مین ہے۔ اول قول صحیح ہے۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

سید حسام الدین تیغ برہنہ

آپ سید خوند میر حسینی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت موسیٰ مبرقع بن امام تقی سے پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد دہلی میں رہتے تھے۔ آپ بھی والد کے ہمراہ تھے۔ آپنے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور والد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خلایق کو ہدایت و تعلیم فرمانے لگے۔ والد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور چند روز تک دہلی میں طالبین کو مستفید فرماتے رہے۔ پھر بطریق سیر و سیاحت دکن میں آئے گلبرگہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ خاص و عام کو فیض باطنی سے سرفراز کیا۔ آپ دکن مین اولیاء متقدمین سے ہیں۔ شیخ سراج جنیدی و سید محمد حسینی گیسو دراز آپکے بعد مین آئے ہیں۔ آپ دین محمدی و شرع احمدی کی اشاعت مین نہایت کوشش فرماتے تھے۔ مشرکین کو لطف و مدارا سے اسلام کی دعوت کرتے تھے۔ ہنود اکثر آپکے خرق عادات و کرامات

دیکھ کے اسلام قبول کرتے تھے۔ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دکن کے بلاد وقصبات میں اسلام شایع ہوا۔ اہل دکن آپ سے حُسن اعتقاد رکھتے تھے آپ کے ہاتھ مین ہمیشہ برہنہ تیغ رہتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ تیغ برہنہ مشہور ہوئے آپ گلبرگہ کے قدیم

نقل ہے

کہ مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز دہلی سے گلبرگہ میں آئے اور آپکی ولایت مین شک کرنے لگے۔ چند روز کے بعد آپکی زیارت کے لئے گئے۔ مرقد مبارک سے ایک برہنہ تیغ برآمد ہوئی اور مخدوم گیسو دراز کے طرف متوجہ ہوئی۔ مخدوم وہاں سے فرار ہوئے۔ اور مخدوم پورہ گلبرگہ مین ٹھہرے۔ تیغ آپکی تعاقب میں تھی مخدوم کی آستین پر ایک وار کر کے مرقد پر مراجعت کی۔ اوس روز سے بندہ نواز آپ کی ولایت کے معترف ہوئے۔ آخر آپنے ستائیسویں ربیع الاول ۸۰۰ھ آٹھ سو اسی ہجری میں دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی۔ گلبرگہ مین مدفون ہوئے۔ آپکا مرقد زیارت گاہ ہے عوام وخواص زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ یزار ویتبرک بہ

سید سلطان مظہر ولی

آپ سادات صحیح النسب سے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپکے جد امجد ممالک روم کے امرا وحکام سے تھے جب آپکے والد سلطان سید احمد کبیر کا انتقال ہوا آپ اور آپکے بھائی سید جلال الدین باقی رہے۔ والد ماجد کے قائم مقام ہوئے۔ جاگیر ومعاش منقولہ وغیر منقولہ پر

قابض و متصرف۔ آپ اور آپکے بھائی خورسال تھے۔ آپ علوم و فنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے علما و فضلا کی صحبت مین بسر کرتے تھے۔ ہر ایک عالم کی صحبت مین مستفید ہوتے تھے۔ آخر آپکے دلمین محبت الٰہی کا شوق موج زن اور عشق حقیقی کی آگ شعلہ زن ہوئی دل دنیا کی جاہ و حشمت سے بیزار ہوا۔ ایکروز آپ وعظ کی مجلس مین شریک تھے۔ واعظ نے دنیا کی مذمت بیان کی اور دنیوی جاہ و حشمت کی حقارت و ناپائیداری ظاہر کی آپ متوجہ ہوکے سنتے رہے۔ وعظ تمام ہونیکے بعد گھر آئے۔ دل دنیا سے برخاستہ ہو رہا تھا۔ پس آپ اسی خیالمین سو گئے۔ خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہوئی۔ حساب و کتاب کے بعد سلاطین عذاب مین گرفتار ہوئے اور فقرا بہشت مین داخل کئے گئے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے بھائیکو اپنا قائم مقام کیا۔ مال و دولت تمام اوسکے تفویض کیا اور خود دنیا سے دست بردار ہوئے اور والدہ سے رخصت لیکر فقرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ آپکے ہمراہ اکثر امرازادے امیری چھوڑکر رفیق ہوئے۔ اور لشکر سے بھی تقریبا نو سو سپاہ ساتھ ہوئے۔ آپ سیر کرتے ہوئے شہر سرمزمین پہنچے۔ اور بابا ابراہیم گرم سیل کے باغ مین فروکش ہوئے۔ اور سید علی بادشاہ جولق خلیفۂ بابا ابراہیم کے مرید ہوئے۔ آپ مدت تک مرشد کی خدمتمین رہے۔ ریاضت و مجاہدے کے بعد بابا ابراہیم سے رخصت لیکر مع مریدین نو سو قلندر حرمین شریفین آئے حج و زیارت سے فارغ ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سکونت کی درخواست کی

ارشاد ہوا تلگھاٹ دکن مین جاؤ۔ اور اسلام کو شایع کرو۔ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مع مریدین تلگھاٹ دکن مین آئے اوسوقت دکن مین کفر کی اندہیری پہیلی ہوئی تھی۔ وہان ایک راجہ ترخلا نامی حکمران تہا۔ ظالم تہا۔ رعایا کو ستاتا تہا۔ تلگھاٹ مین راجہ ترخلا کا ہمشیرہ زادہ وسا سرادیو ملک کا انتظام کرتا تہا۔ آپ مع مریدین شہر مین مقیم ہوئے۔ زیارت وعبادت مین مصروف ہوئے۔ شہر مین آپکی بزرگی وکرامت کی شہرت ہوئی آپ ہنود کو اسلام کی دعوت کرتے تھے جو سعید تھے وہ اسلام دین محمدی سے مشرف ہوتے تھے۔ راجہ نے ایک بوڑہیا کے چھ لڑکے ظلمًا قتل کئے صرف ایک لڑکا باقی تہا۔ بوڑہیا گہبراکے آپکے پاس آئی اور ظالم کی شکایت کی۔ اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا صرف یہ ایک لڑکا اندہے کا عصا باقی ہے۔ ایسا نہو کہ ظالم اسکو بہی قتل کرے۔ آپنے بوڑہیا سے فرمایا کہ تو مع فرزند میرے عقب مین بیٹہہ جا۔ بوڑہیا مع فرزند بیٹہہ گئی۔ راجہ کو معلوم ہوا ایک شخص کو حضرت کے پاس بہیجا کہ بوڑہیا مع فرزند آپکے پاس ہے آپنے فرمایا تلاش کر کے لیجا شخص مذکور نے ڈہونڈہا مگر آپکی برکت سے بوڑہیا نظر نہ آئی۔ اور کسی نے راجہ کو خبر دی کہ ترک مع جمیعت یہان ٹہیرا ہے۔ اور ہمارے مجرمین کو پناہ دیتا ہے راجہ یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور حضرت پر چڑہائی کی۔ آپنے اپنے مریدین کے اطراف مین عصا مبارک سے ایک دائرہ کہینچ دیا۔ اور سب مریدین دائرہ مین اطمینان سے بیٹھے۔ اور آپ نے عمل پڑہنا شروع کیا۔ جب مخالفین حملہ کرکے آتے تھے آپ

ادعیا ورد پڑہ کے دم کرتے تہے۔ تمام صفحہ ہستی سے عدم کو روانہ ہوتے تہے
اسطرح دو تین حملہ ہوئے۔ آخر راجہ تمام فوج لیکر آیا۔ اور حملہ کیا وہ بہی بدستور سابق
جہنم مین پہنچے۔ آپ کامیاب ہوئے۔ ملک ظالمون سے پاک وصاف ہوا
اسلام کو رونق ہوئی۔ پہر آپ وہان سے ترچناپلی گئے۔ اور وہان ایک پہاڑی
سکونت پذیر ہوئے۔ وہانکا حاکم راجہ مقتول کا تابع تہا آپکی رسد اور پانی کو بند
کرتا تہا۔ آپ کو روزانہ غیب سے پانی اور غلّہ اسقدر پہنچتا تہا۔ کہ سب کو کافی ہوتا
تہا۔ آپ مدت تک رہے ہدایت وتلقین فرماتے تہے۔ اکثر ہنود آپکے معتقد ہوگئے
بابا فخر الدین آپکے خلفا میں سے ہین۔ اور آپکو طبل عالم عالم روحانی مین حضرت
آدم علیہ السّلام سے خطاب ملا۔ آپکے خوارق عادات وطوارق حادثات گنج الاسرار
مین شرح وبسط کے ساتہ مرقوم ہین۔ عجیب وغریب ہین (اِنْ کُنْتَ شَائِقًا
فَلْيَرْجِعْ اِلَيْه)۔ آخر آپنے روز دوشنبہ چودہوین تاریخ ماہ رمضان سنہ ۶۲۲ چہ سو
بائیس ہجری مین اس عالم فانی سے خلد برین کو شہر ترچناپلی ضلع ٹلگہاٹ مین
رحلت کی اور وہان مدفون ہوئے۔ آپکا مزار خاص وعام کا زیارت گاہ ہے
ہنود وسلمان دونون فریق آپکے معتقد ہین۔ سالانہ عرس بڑی دہوم سے
ہوتا ہے۔ آپکے روضہ کے لئے جاگیر معاش مقرر ہے۔ یزار و متبرک ہے۔

آپ کی نسب کا شجرہ

سید سلطان مظہر ولی۔ بن سلطان احمد کبیر۔ بن سلطان اختیار بن التقی

بن السید حسین۔ بن السید حسن صفا۔ بن القاسم۔ بن امام علی زین العابدین۔
بن امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہم۔ بن حدیقۃ الاولیا۔ آپکی صاحبزادی
مساۃ ماما جیونی المشہور ماماجگنی عالمہ فاضلہ عابدہ زاہدہ تھی۔ عارفہ کاملہ عفت و پارسائیمین
رابعۂ ثانیہ تھی۔ تلنگانہ مین مشہور و معروف ہے۔ والد ماجد کے بعد فوت ہوئی۔ والد کی قبر کے متصل مدفون ہیں

سید شاہ سہراب الدین بن سید علی

آپ سید علی بن سید ہاشم رضوی کے صاحبزادے ہین۔ سادات رضویہ سے تھے
سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے
اندر بالا حصار کے نیچے کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ سید میران جی خدانما کے مرید
و خلیفہ تھے۔ پیرپرستی و خوش اعتقادی مین بیمثل تھے۔ اکثر خوارق عادات آپسے
ظاہر ہوئے ہین۔ کمال صوری و معنوی سے موصوف۔ اور خاکساری و انکساری
مین معروف تھے۔ عوام مین مشہور ہے۔ کہ آپکی عمر تین سوسال کی تھی۔ آپکی وفات
۱۰۸۷ھ ایکہزار ستیاسی ہجری مین ہوئی۔ قلعہ گولکنڈہ کے عقب مین موسی ندی کے
سنگم کے قریب مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔ آپنے ناناشاہ تناشاہ کا زمانہ دیکھا

نقل ۵

ایکروز کسی مریدنے ایک عمدہ ساڑی قیمتی آپکی بیوی صاحبہ کو نذر دی۔ بیوی صاحبہ نے
ساڑی زیب بدن کی جب آپ گھر مین آئے بیوی کو عمدہ ساڑی پہنے ہوئے
دیکھا۔ فرمایا بیوی صاحبہ یہ ساڑی تمکو خوشنما نہین معلوم ہوتی اُتار کر دیدو میری جھنگا کی

خدمت مین پہنچانا چاہئے۔ اوسکے لائق ہے۔ سو بیصاحبہ نے اوسیوقت اُتار کردی آپنے ساڑی کوطے کرکے سر پر اُٹھاکے پیرانی بی صاحبہ کیخدمتمین نذر دئے جو چیز عمدہ و بہتر ہوتی مرشد کیخدمتمین پہنچاتے تھے۔ صادق الارادات سے تھے۔

نقل ہے

ملک عنبر نامی بادشاہی خواجہ سرا آپکا مرید ہوا۔ مشائخ معاصر آپ پر طعن کرنے لگے آپنے مرشد کیخدمتمین پورا پورا واقعہ عرض کیا۔ حضرت میران جی خدانما نے فرمایا۔ بابا سہراب الدین مطمئن رہو۔ آپکا مرید مرد ہے۔ خدایتعالی نے اوسکو مرد بنایا ہے۔ کسی مقام مین اوسکی شادی کرو اوس سے اولاد ہوگی آپنے پیر کے حکم کی تعمیل کی بیشک وہ مرد ہوگیا۔ اوسکی قوت گم شدہ آگئی۔ نامرد سے مرد ہوگیا۔ شادی کے بعد اوسکو ایک لڑکی پیدا ہوئی یہ وہی عنبر ہے جسکے نام پر عنبر پیٹھ مشہور ہے۔ اور چار محل کے قریب عنبر کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔ عنبر نہایت ہی ہوشیار و لایق تہا۔ یہ عنبر قطب شاہیہ تہا۔ اور ملک عنبر جو کہکی کا بانی تہا وہ نظام شاہیہ تہا

نقل ہے

ایکروز آپ کا نمین تہے۔ کہ سید راجو حسینی کے مرید نے ایک تربز تراشا ہوا زہر آمیز آپکیخدمت مین پیش کیا آپنے اوسمین سے چند قاش تناول کئے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپکا چہرہ سرخ ہوگیا۔ دو تین گھنٹہ تک بیچین رہے۔ پہر اوسکی سمیت کم ہوئی۔ آپنے درویش سے کہا سید موصوف سے کہو کہ آپکے خدام ایسے حرکات کیوں کرتے ہین

نقل ۵

آپ گنبد مبارک مین اعتکاف بیٹھے تھے۔ آپ مراقبہ مین مستغرق رہتے تھے
ایکروز گنبد پر بجلی گری گنبد توڑکے پاؤنپر پہنچی دونون پاؤن زانوتک جل گئے
پوست تن سے جدا ہوگیا بجلی کی گرمی تمام بدن مین موثر ہوگئی تھی چند مدت کے بعد
آپکو صحت کاملہ حاصل ہوئی۔ مگر پاؤنین سردی کی وجہ سے اذیت و تکلیف ہوتی تھی
اسلیے آپ ہمیشہ تازندگی پاؤنین موزہ پہنتے رہے۔ تیسرے دن موزہ نکالکر پاؤنکو
دھوتے تھے۔ ہر وقت کے دھونے سے تکلیف ہوتی تھی۔ موزہ کی حالتمین مسح
کرنے سے آسانی ہوتی تھی اور تکلیف مین تخفیف۔ باوجود تکلیف آپنے کبھی نماز
نہین چھوڑی۔ واہ کیا استقلال و جوانمردی تھی کبھی عبادت الٰہی مین کوتاہی نہین فرماتے تھے

شیخ الاسلام شیخ سراج الدین چشتی فاروقی

شیخ سراج الدین نام شیخ الاسلام خطاب ہے۔ آپ مخدوم کمال الدین علامہ
ہمشیرہ زادے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا
سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کا مولد
و منشا شہر دہلی ہے۔ مخبر الاولیا کے مولف نے لکھا کہ جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی
اوسوقت چراغ دہلی نے آپکو بیعت و خلافت سے ممتاز فرمایا۔ آپنے ختم قران شریف
و ارکان اسلام کی تعلیم کے بعد والد ماجد کیخدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے
فراغت پائی۔ پہر علوم باطنی کے طرف متوجہ ہوئے۔ چند مدت میں اوسکی تحصیل کی

فارغ ہوئے اور والد ماجد سے ہی بیعت کرکے خلافت کا خرقہ لیا۔ جب آپ علوم ظاہری و باطنی میں عالم فاضل و عارف کامل ہو چکے تب درس و تدریس و ہدایت و تلقین میں مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں ۲۷ تاریخ ذیقعدہ ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری میں آپکے والد ماجد علامہ نے اس دار فانی سے بہشت بریں کے طرف رحلت کی آپکو سخت رنج و الم ہوا۔ مخدوم چراغ دہلی نے آپکو حضور میں بلا کے تسلی و تشفی دی اور تجدیداً خاص اپنا خرقہ شریف پہنایا۔ اور تسبیح گلوئے مبارک میں ڈالی اور تاکید فرما کے نصیحت کی کہ آئندہ اس شہر سے کہیں باہر نہ جانا چاہئے۔ یعنے کسی امیر و فقیر کے دروازہ پر التجا نہیں کرنا استقلال و ثابت قدمی سے خانقاہ میں متمکن رہنا۔ آپنے مدت العمر مرشد کے حکم کی تعمیل کی کہیں نہیں گئے۔ مگر مشایخ کرام و بزرگان عالی مقام کی زیارت کو جاتے تھے۔ چونکہ دہلی میں آپکے درس و تدریس کا بازار گرم تھا۔ بلاد و قصبات کے طالبین و مریدین آپکے فیضان نعمت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور آپکی فضیلت و لیاقت کی شہرت ہند و دکن میں منتشر ہوئی۔ ہر ایک مجلس و مجمع میں آپکی لیاقت و شیخیت کے چرچے ہوتے تھے۔ پس کسی امیر و وزیر نے بادشاہ کے حضور میں آپکے فضائل بیان کئے بادشاہ سنکے بہت ہی خوش ہوا۔ فرمایا کہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمارے عہد میں ایسے بزرگ و علامہ ہیں۔ تعظیماً و احتراماً آپ کو شیخ الاسلام کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اور انہیں ایام میں مخدوم جہانیان دہلی میں رونق افروز تھے۔ آپ مخدوم کیخدمت میں گئے۔ مخدوم آپسے نہایت محبت و

اخلاص سے ملے اور فرمایا آپ میرے اوستاد زادے ہین ۔ مین آپکو بجائے عزیز
سمجہتا ہون ۔ آپ نے تسلیم کر کے شکریہ ادا فرمایا ۔ اور ۱۸ ۔ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۷۵۷ کی
سات سوستاون ہجری مین آپکے نانا مرشد حقیقی خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی نے رحلت کی
آپ نہایت ہی غمگین و حزین ہوئے ۔ مخدوم خواجہ کے بعد آپکا دل دہلی سے
برداشتہ و برخاستہ ہوا ۔ آپ نے دہلی سے کوچ فرمایا ۔ نہروالہ عرف پٹن گجرات مین
رونق افزا ہوئے ۔ اوسوقت سلطان مظفر گجراتی بادشاہ تہا ۔ بادشاہ کو آپ کی
تشریف آوری کی خبر ہوئی ۔ آپکی تشریف آوری سے بہت ہی خوش ہوا ۔ اور آپکے
قدوم میمنت لزوم کو مغتنمات سے سمجہا ۔ اور ارادہ کیا ۔ کہ اگر حضرت اس ملک مین
سکونت کرین تو ہمارے لئے باعث برکت ہوگا ۔ چنانچہ بذات خاص مع امرا و
وزرا آپکی خدمت مین حاضر ہوا ۔ نہایت ادب و انکساری سے ملاقات کی اور آپکا
اعزاز و احترام کیا ۔ اور آپکے لئے معقول وظیفہ مقرر کر دیا ۔ آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا
فرادیس کے مولف نے لکہا کہ اوسی زمانہ مین فیروز شاہ بہمنی بادشاہ دکن جو عالم
فاضل تہا ۔ آپکے فضائل و کمالات سنکے ملازمت کا مشتاق ہوا ۔ اپنا خاص ایک
مصاحب مع ستر ہزار روپون پیشکش بہیجکے بلایا ۔ آپنے انکار کیا ۔ اور نہین گئے ۔ اور
فرمایا ۔ کہ خدا تعالی نے مجہکو گجرات مین بدون سوال و طلب مایحتاج مقرر کر دیا ہے ۔
اگر مین یہانسے دکن جاؤن تو میرا یہ سفر دنیا کے لئے ہوگا ۔ اور یہ امر مشایخ کرام کی
عادت کے خلاف ہے ختم کلام ۔ آپ موزون الطبع بہی تہے ۔ کبہی کبہی حالت

وجد وشوق مین حقانی مضمون مین کلام موزون فرماتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپکے
اشعار وغزلیات کا ایک مجموعہ ہوگیا۔ آپکے ایک مرید صادق الاعتقاد نے اُن
گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنایا۔ اور اُن جواہر پراگندہ کو باہم پیراستہ کیا۔ دیوان
مرتب ہوگیا تہا۔ فی الحال نادرالوجود ہے۔ افسوس کہ ہمکو کہین آپکا کلام نہین ملا
نہیں تو ہم ضرور ہدیہ ناظرین کرتے صرف ایک شعر ملا جو آپنے مخدوم چراغ دہلی کی تعریف مین لکہا تھا

بار دیگر اسم مین گوید سراج ؎ قبلہ ما نیست الا روئے دوست

آپکی ذات بابرکات مستغنی الصفات تھی۔ ہمیشہ درس وتدریس وہدایت وتعلیم مین
مستغرق رہتے تھے۔ جو لوگ آپکے پاس آتے۔ اُن سے۔ قال اللہ وقال
الرسول کے سوا کوئی کلام نہین فرماتے تھے۔ اور کسی کے حال سے بھی واقف
نہین ہوتے تھے۔ کون ہے کہان رہتا ہے کیا پیشہ وہنر کرتا ہے۔ چنانچہ
مخزن الاولیا کے مولف نے لکہا ہے کہ پٹن مین ایک طالب علم ہمیشہ آپکی خدمت مین
آتا تہا۔ اور حلقہ درس مین شریک ہوکے سبق سے مستفید ہوتا تہا۔ اسیطرح ایکسال
گذر گیا۔ ایکروز طالبعلم نے آپسے عرض کیا حضرت آپ میرے لئے سلطان مظفر
گجراتی کو ایک سفارش نامہ لکہدیجئے تاکہ مجہکو آپکے توسل سے کامیابی حاصل ہوجائے
حضرت سلاطین وامرا سے اپنے لئے کبھی کسی امر مین سوال والتجا نہین فرماتے تھے
مگر غربا وفقرا کی سفارش کرتے تھے۔ اکثر حاجتمند آپکے توسل سے فائز المرام
ہوتے تھے۔ اور امرا وسلاطین آپکی سفارش کو سمعاً وطاعۃً قبول کرتے تھے بنابرین

آپ طالب علم کیلئے سفارش نامہ لکھنے لگے طالب علم سے پوچھا کہ آپکا کیا نام ہے۔ طالب علم آپکے سوال سے متحیر ہوا۔ اور عرض کیا۔ مین حضرت کیخدمت مین ایکسال سے حاضر ہوتا ہون اور آپ ہر وقت میرے حال پر لطف وکرم کرکے درس سے ممتاز فرماتے ہین کیا ابتک آپ میرے نام سے واقف نہین ہین۔ آپنے فرمایا ابتک مجھکو آپکے نام سے کچھہ کام نہین تہا۔ اب نام کی ضرورت ہوئی دریافت کیا۔ اس نقل سے آپکی استغناء واستغراق کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ متوکل علی اللہ وقانع برزق اللہ تھے۔ و وارث انبیاءاللہ۔ فنافی الرسول وفنافی اللہ تھے۔ صاحب خوارق عادات و بوارق کرامات تھے۔ عارف پاکباز ومقبول درگاہ بے نیاز تھے۔ حلیم الطبع وسلیم المزاج کاشانہ ہدایت کے سراج تھے۔ کریم الاخلاق وعمیم الاشفاق تھے۔ علما دوست وفقرا پرور وغربا پرست وفیض گستر تھے۔ بندہ نواز ودستگیر وپیر روشن ضمیر تھے۔ آپکی مجلس مین غربا وفقرا کا جلسہ اور خانقاہ مین طلبا وغربا کا مجمع رہتا تہا۔ آپکو جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی حاضرین پر تقسیم فرماتے تھے۔ مسافرین ومساکین کی دستگیری واعانت۔ طالبین و محتاجین کے ساتھہ ہمدردی ومساعدت کرتے تھے۔ مخزن الاولیاء کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ سکرات کی حالت مین صاحبزادے بزرگ شیخ علیم الدین کو بلایا اور کہا ولدی میرے پاس ملائکہ آئے ہین اور میرے اعمال نامہ کو ملاحظہ کررہے ہین مین نے ملائکہ سے عرض کیا کہ مین مسلمان ہون عارضی گناہون سے توبہ کرتا ہون۔ بمصداق۔ اَلْعَوَارِضُ لَا تُعْتَبَرُ یعنے عوارض کا اعتبار نہین کیا جاتا

مین بخشایش الٰہی کا مستحق ہون علم الدین نے پوچھا ملائکہ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ آپنے فرمایا۔ ملائکہ نے مجھکو بخشایش الٰہی کی بشارت دی۔ خدا تعالیٰ نے مجھپر لطف وکرم کیا اور آیہ کریمہ پڑھی۔ یَالَیْتَ قَوْمِی یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِی رَبِّی وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ۔ جان بحق ہوئے۔ یہ واقعہ اکیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین واقع ہوا۔ شہر پٹن مین محلہ برکا پیٹھ مین آسودہ ہین مدفون ہوئے سالانہ عرس ہوتا ہے۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے یکم جمادی الاول ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین لکھا۔ تحفۃ الاولیا سے معلوم ہوا کہ آپکے چار صاحبزادے ہین۔ اور مولانا ناگور آپکے مرید وخلیفہ وتلمیذ تھے شیخ علم الدین چشتی شیخ معین الدین چشتی شیخ محمد الدین چشتی شیخ سعد اللہ چشتی۔ مزار وتبرک ہے۔

شیخ سراج الدین ثانی

شیخ سراج الدین ثانی نام۔ آپ شیخ محمد چشتی کے تیسرے صاحبزادے ہین آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپنے کتب درسیہ علوم معقول ومنقول والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ عالم فاضل وادیب کامل ہوئے۔ اور بیعت وخلافت بھی والد سے حاصل کی۔ درس وتدریس وہدایت وتلقین مین معروف ہوئے خوش تقریر وخوش بیان تھے۔ طلبا آپکے تقریر وتعلیم سے فائز المرام ہوتے تھے۔ چنانچہ شیخ حامد منجم وشیخ عارف وشیخ شاہ محمد صدیقی وشیخ خضر صدیقی آپکے تلامذہ فضلا تھے۔ آپ راستباز ومتقی تھے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد شاہ حیدر نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ

آپ عالم فاضل ہین۔ اور واقع مین سجادگی کے لائق ہین۔ آپکو سجادہ نشین ہونا
چاہئے۔ آپنے فرمایا مجکو والد ماجد نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ میرا قائم مقام
شیخ یحییٰ کو کرنا۔ مین والد کی وصیت کے خلاف عمل نہین کرونگا۔ شیخ حیدر وغیرہ مشایخ نے
کہا اگرچہ شیخ یحییٰ لائق ہین مگر اونکا عالم شباب ہے۔ اور آپ بزرگ ہین مناسب ہے کہ
آپ جلوس فرمائین۔ آپنے انکار کیا اور فرمایا وہی ہوگا جو والد ماجد کی وصیت ہے
آخر آپنے شیخ یحییٰ کو اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنا کے سجادہ نشین فرمایا۔ اور مصافحہ کیا۔
پھر تمام حاضرین مشایخ نے دونو بزرگون سے مصافحہ کیا۔ اور آپکی تحسین کی۔ اور
فرمایا کہ آپ بیشک ولی کامل و عارف واصل ہین۔ اسوقت جو آپنے کیا ولی کے
سوا کوئی نہین کرسکتا۔ پھر قوالون نے سماع و راگ شروع کیا۔ آخر مجلس برخاست
ہوئی۔ تمام اہل شہر آپکی تعریف وتحسین کرتے تھے۔ اور شیخ اکمی معشوق اللہ بھی والد سے
زیادہ سمجھتے تھے۔ اور فرزندانہ سلوک فرماتے تھے۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوئے
آپکے فرزند مسمی عبد الرشید تھے۔ اوسکو اور شیخ یحییٰ کو بلائے۔ اون دونو کو نصایح و
وصایا کین بعد ازان فرزند کا ہاتھ شیخ یحییٰ کے ہاتھ مین دیا کہ آپ اسکی دستگیری
کرین۔ اور تربیت وتعلیم فرمائین۔ اور فرزند سے کہا بابا عبد الرشید شیخ کی صحبت کو
مغتنم سمجھو اور خدمت مین رہو۔ تمہارے لئے دارین کی سعادت حاصل ہوگی۔
وصایا کے بعد عبد الرشید کو شیخ کا مرید کرایا اور خود نے بھی خلافت واجازت دی
پھر ۱۷ تاریخ ماہ ذیحجہ ۹۵۰ھ ہجری مین اس دار آفات سے فردوس کو رحلت کی

شاہ پورا احمد آباد گجرات میں والد ماجد کے روضہ کے مقابل مدفون ہوئے۔

حضرت سردار بیگ صاحب قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک میرزا سردار بیگ ہے۔ آپ خاندان معززین سے ہیں۔ میرزا
شہسوار بیگ مرحوم کے برادر اور سردار جنگ کے عم بزرگوار ہیں۔ عالم شباب میں آپکو
دنیا و مافیہا سے نفرت کلّی واقع ہوئی۔ درویشی و فقیری کا شوق دلمیں موج زن ہوا۔
اور عشق الٰہی کی آگ حاشیۂ قلب میں شعلہ افگن ہوئی۔ مدت تک پیر کامل و مرشد واصل کی
جستجو میں مصروف اور بزرگان سلف کے رسائل تصوف کے مطالعہ میں رات دن مشغول
رہتے تھے اور قوت لایموت کسب حلال یعنی صحافی و جلد بندی کتب سے حاصل کر کے
زندگی بسر کرتے تھے ہر چند کہ آپکے برادر آپکو ملازمت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی ترغیب
دیتے تھے مگر آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ جو کچھ اجرت جلد بندی سے
بدست ہوتی تھی۔ بقدر ضرورت اسمیں سے خرچ فرماتے تھے۔ اور باقی فقراء و مساکین
و یتامی کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ریاضت و مجاہدت و عبادت میں ہمہ تن مصروف رہتے
ایک مسجد میں جو ایرانی گلی کے قریب ہے سکونت پذیر تھے۔ ریاضت و عبادت
و تلاوت قرآن اور بزرگان کرام کے رسائل کے مطالعہ کی برکت سے اکثر منازل
طریقت و مسائل تصوف سے واقف و ماہر ہوئے۔ مگر ابھی درجہ کمال کو نہیں پہنچے تھے و
پیر مرشد کی تلاش میں تھے۔ کہ یکایک حضرت حافظ محمد علی صاحب عرف حاجی محرم علی صاحب
خیر آباد سے حیدر آباد دکن میں آئے۔ اردو کی مسجد میں فروکش ہوئے۔ اہل دکن امرا

وغیر امرا اکثر آپکے حلقۂ بیعت مین داخل ہوئے۔ حضرت صاحب دل عارف کامل حضرت میرزا صاحب بھی آپکی خدمتمین ملازمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ نے آپکو دیکھتے ہی معلوم کیا کہ یہ بزرگ ہونہار معلوم ہوتے ہین۔ حسن پس حضرت میرزا صاحب نے حُسن ارادت سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے منظور کی۔ آپ حضرت کے مرید ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد حضرت نے آپکو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور اوراد و وظائف بزرگان سلف سے جو حاصل کئے تھے آپکو عطا کئے۔ آپ مرشد کی خدمتمین صبح وشام حاضر رہتے تھے۔ سایہ کی طرح ہمیشہ ملازم۔ جب تک مرشد حیدرآباد مین سکونت پذیر رہے آپ مستفید ہوتے رہے۔ آپ مرشد کی توجہ وریاضت وعبادت کی برکت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ صاحب کشف وکرامات ہوئے۔ مرشد کے جانیکے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ باشندگان دکن شہر حیدرآباد و بیرون شہر سے جوق جوق آپکی خدمتمین آتے تھے۔ آپ ہر ایک کو بیعت سے سرفراز کرکے پند ونصایح سے سربلند فرماتے تھے ہر ایک سے کہتے کہ فسق وفجور سے احتراز کرو۔ شرع محمدی واتباع سنت نبوی کی پیروی مین مستعد ہو۔ جہانتک ممکن ہو خلاف شرع نہین کرنا چاہئے بزرگان طریقت کو نیکی وخیر کے ساتھہ یاد کرنا چاہئے۔ تکبر وغرور سے ہمیشہ کوسون دور رہنا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اکثر ایام مین روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت بقدر ضرورت ماحضر تناول فرماتے تھے۔ تارک اللذات تھے حالت ہستی مین خود کو عین نیست جانتے تھے۔ موتوا قبل ان تموتوا۔ کے مصداق تھے۔ کسر نفسی مین آپکی وہ شان تھی کہ

آپ ہر ایک کے سامنے جھکے جاتے تھے۔ کس و ناکس کے ساتھ ہمدردی فرماتے
تھے۔ حیدرآباد دکن مین آپکے مرید بیشمار ہین۔ اکثر امرا و امرازادے آپکے سلسلۂ بیعت مین
داخل ہین۔ آپ کم سخن و کم گو تھے۔ اکثر اوقات عالم سکوت یا عالم وجد مین محو
رہتے تھے مجلس سماع مین شریک ہوتے تھے۔ سماع سے آپکو لطف و مزہ حاصل
ہوتا تہا۔ آپ کسی امیر و فقیر کے دروازے پر نہین جاتے تھے۔ کبھی کبھی مریدونکے
تقاضا سے کسی ایک ارادتمند کے گہر پر چلے جاتے تھے۔ مثنوی شریف کو شوق سے
دیکھتے تھے۔ اور مریدونکو مثنوی کے مضامین خوب سمجھاتے تھے۔ آپ کی تقریر
مریدونکے دلونپر موثر ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر مرشد جو کچھ فرمائے اوس کے
حکم کی تعمیل واجب و لازم جاننا چاہئے۔ پیر مرشد کا حکم بظاہر خواہ عقل و نقل کے
خلاف معلوم ہو۔ پیر کی محبت مین اسطرح محو ہونا چاہئے کہ اپنی خودی سے بیخود ہوجائے
باہم دوئی کا مضمون باقی نرہے۔ آپ صاحب کشف تھے۔ جو کوئی طالب آپکی
خدمت مین جاتا تہا۔ اور دلمین سوال یا اعتراض مسائل تصوف پر قرار دیتا تہا
کہ حضرت سے جواب طلب کرونگا جب طالب آپکی خدمت مین پہنچتا تو آپ مسائل کے
ذکر سے اول ہی جواب بیان کردیتے تھے۔ طالب سائل وہین پشیمان ہوکے
قدمونپر گرجاتا۔ اور گستاخی کی معافی چاہتا۔ آپ مسکرا کے فرماتے ایسی شوخی نہین
کرنی چاہئے۔ آپکے خلفا مین زیادہ مشہور و نامور منشی میر امداد علی صاحب المتوفی
سنہ ۱۳۱۹ ہجری تھے۔ منشی صاحب پیر مرشد کے ہمقدم و ہمدم تھے فقیر مولف نے

اس تذکرہ مین منشی صاحب کا حال مفصل لکھا ہے۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین
آخر میرزا صاحب نے بتاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین اس عالم
فانی سے عالم باقی کے طرف رحلت کی۔ حیدر آباد دکن مین بمقام بہوئی گوڑہ مدفون
ہوئے۔ آپکا مدفن مقام پر فضا مین واقع ہے۔ مقبرہ خوشنما و عالیشان بنایا گیا ہے
آپکا سالانہ عرس نہایت تجمل و تکلف سے ہوتا ہے۔ بیشمار معتقدین جمع ہوتے ہین
دو روز تک سماع کی مجلس گرم رہتی ہے۔ عرس کے دوسرے دن مینا بازار ہوتا ہے تمام
شہر کی اکثر عورتین جمع ہوتی ہین پردے کا عمدہ انتظام ہوتا ہے۔ مردون سے نو دس
سال کے لڑکے کا اندر نہین جا سکتا۔ معتقدین زن و مرد آپکی روح پر فتوح سے وصول مطالب کے
خواستگار ہوتے ہین کامیابی کے بعد حسن اعتقاد سے نذر و نیاز بجا لاتے ہین اور مرقد پر چادر و گل چڑھاتے ہین

باب الشین

شیخ شہید

آپ صوفی سرمست کے مرید و خلیفہ ہین۔ اور چار بزرگ شہدا بھی آپکے رفقا تھے آپ
پانچون بزرگ مرشد کے حکم سے تالی کوٹہ علاقہ بیجاپور مین اسلام کی اشاعت اہل اصنام کی
ہدایت کیلئے گئے۔ اہل اصنام آپسے جنگ کیلئے مستعد ہوئے۔ آپ بھی مقابل
ہوئے۔ بیشمار ہنود مقتول و مجروح ہوئے۔ اور چند مسلمان ہوئے۔ اوس ملک مین
اسلام کا وجود آپکے وجود سے ہوا۔ آپ پانچون بزرگ کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے

اور تالی کوٹھ مین مدفون ہوئے۔ آپکا مقبرہ گنج شہدا کے نام سے مشہور ہے
چونکہ ایک بزرگ کا نام شیخ شہید تہا مقبرہ اونہین کے نام سے معروف ہے
پیشانی پر شیوخ شہدا بجائے شیخ شہید لکہنا چاہیئے۔ آپکی شہادتکا واقعہ ۱۰۷۶ھ
چھ سو اکہتر ہجری میں واقع ہوا۔ مدفن تالیکوٹھ بیجاپور ہے۔ یزار و یتبرک بہ

خواجہ شمس الدین المعروف بخواجہ سمنا میران

آپ سید محمد میران کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب حسینی سے
تھے آپ والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین سے دہلی مین آئے۔ آپکے ہمراہ
مریدین فقرا کا مجمع کثیر تہا اور دہلی سے دکن مین وارد ہوئے آپکے جد بزرگوار
سید عبد الملک بھی ہمراہ تھے۔ اور شہر بیدر میں پہنچے۔ محمود شاہ بہمنی نے
آپکی تعظیم و توقیر کی اور اپنی دختر مسماۃ کمال السلطان سے شادی کردی اور آپکو
جاگیر مدد معاش عطا کی۔ آپکے جد امجد سولکہ تعلقہ ہوگری میں فوت ہوئے
وہان مدفون کئے گئے۔ اور آپکے والد ماجد بھی فوت ہوئے جد کی قبر کے
متصل مدفون ہین آپ محمود شاہ بہمنی کے دختر زادے ہیں۔ صاحب علم و
فضا، جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ تارک الدنیا و مافیہا تھے دنیا کی
جاہ وحشمت سے نفرت کرتے تھے ہمیشہ ہدایت و تلقین واسلام و دین کی اشاعت
مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب خرق عادت تھے آپ خواجہ زین الدین ازی
المتوفی ۱۰۷۱ھ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آخر آپ شہر بیدر میں کفار کے ہاتھ سے

شہید ہوئے۔ آپکی وصیت کے موافق اعادوالاش قفس عنصر کو نکالکے خشک لاش کو بیدر سے
لاکے جدامجد کے قریب موضع سولکہہ میں دفن کئے گئے۔ وہاں ایک گنبد بنایا گیا
یہ واقعہ روز پنجشنبہ اکیسوین تاریخ رجب تخمیناً ۹۹۰ ہجری مین واقع ہوا بعض مورخین
نے لکہا کہ مرج مرتضیٰ آباد دکن میں دفن کئے گئے۔ قبر پر گنبد عالی بنایا گیا الخ
قول اول صحیح ہے۔ سالانہ آپکا عرس بڑے دہوم سے ہوتا ہے فقرا و مشائخ جمع ہوتے
ہین۔ مولانا عبدالفتاح نے تذکرہ اولیا مین آپکی شہادت کا ۹۹۰ھ لکہا ہے شاید
سہو کاتب ہے کیونکہ محمود شاہ بہمنی المتوفی ۹۲۴ھ ہجری ہے اور محمود شاہ خواجہ شمس الدین کا نانا تہا۔ واللہ اعلم

شاہ شریف رنگریزان قدس سرہ

آپ بیجاپور کے اولیائے کرام سے ہین۔ منازل طریقت کے پیشوا و مراحل
شریعت کے رہنما تھے صاحب کشف و کرامات۔ اکثر مریدین و معتقدین آپکی
توجہ و صحبت کی برکت سے فائز المرام ہوئے ہین قناعت و توکل کی مسند پر
قائم تھے ذکر و شغل مین مشغول رہتے تھے۔ تارک الدنیا و مافیہا تھے۔ اشاعت
دین و اسلام مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے چونکہ آپ رنگریزونکے تالاب پر سکونت
پذیر تھے۔ اسی وجہ سے رنگ ریزان مشہور ہوئے۔ پس آپ غرہ رمضان ۱۰۸۱ھ
ہجری میں واصل حق ہوئے۔ بیرون حصار بیجاپور ملک ریحان کے باغ کے
متصل مدفون ہوئے۔ مرقد پر سنگین گنبد پختہ بنایا گیا ہے۔ زیارتگاہ و متبرک ہے۔

مولوی شمس الدین مولانا منیب اللہ بالاپوری

آپ مولانا منیب اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپکا تولد ۱۱۲۸ھ گیارہ سو اٹھائیس ہجری میں بمقام بالاپور ضلع برار ہوا۔ نشو نما کے بعد قرآن شریف جدہ مادری سے تمام کیا۔ اور قرأت ملا محمد قادری سے پڑھی۔ اور والد ماجد سے کتب درسیہ ختم کین۔ عالم متشرع و فاضل متدین تھے۔ ابا کرام و اجداد عظام کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ اعزہ و اقارب کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے چنانچہ آپنے سید معصوم کے نام سے رسول پورہ و موضع پلسی کی جاگیر کے بارہ بہت کوشش کی۔ اور آپکی کوشش مفید ہوئی سید موصوف کے نام سے جاگیر کی اسناد سرکار سے عطا ہوئیں۔ اور آپ دینی معاملات مین اہل اسلام کے ساتھ جان و مال سے شریک ہوتے تھے۔ مزاج مین اسلام کی حمیت و دین کی حرارت تھی۔ اور دینی معاملہ میں کسی کی رعایت نہین کرتے تھے۔ ایک وقت حافظ محمد پناہ عالم فاضل اورنگ آباد سے بالاپور مین آئے حضرت سید ظہیر الدین مرحوم کی خانقاہ مین فروکش ہوئے۔ محمد مراد خاں عہدہ دار سرکاری وغیرہ حافظ صاحب کے معتقد تھے چند روز کے بعد حافظ صاحب خانقاہ سے آزردہ ہوکے مومنوں کی مسجد واقع پیٹھ مین چلے گئے۔ وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اہل شہر و ملازمین سرکاری حافظ صاحب کے طرف رجوع ہوئے اور حافظ صاحب کے حلقہ ارادت مین داخل ہوتے تھے۔ سید عبد الواحد قادری آپکے پاس آئے اور شکایت کی کہ حافظ نے ہمارا بازار سرد کیا۔ آپ نے فرمایا وہ عالم فاضل ہے۔ آپکا کیا حرج ہے

پیری مریدیکا پیشہ کوئی ملک موروثی نہین ہے پیر کی پیری مرید کی ارادت پر ہے
مین حافظ صاحب سے اس معاملہ مین کچھہ نہین کہونگا۔ ہان اگر حافظ صاحب
کوئی امر خلاف شرع کرینگے تو مین اونکو ماخوذ کرونگا۔ اسی اثنا مین ایک بافندہ آپکے
پاس آیا کہ حضرت میرا گھر برباد کرکے مسجد مین داخل کرتے ہین۔ آپنے اوسیوقت
حافظ صاحب کو کہلا بھیجا کہ کسی کا گھر بغیر اجازت غصب کرکے مسجد مین داخل کرنا
درست نہین ہے۔ حافظ صاحب نے آپکے پیغام کا کچھہ خیال نہین کیا۔ آخر بلوا ہوا
حافظ صاحب مسجد سے نکالے گئے اور تکیہ مین جو قلعہ کے مقابل تہا فروکش ہوئے
اور حافظ صاحب نے عصر کی اذان بلند آواز سے دی محمد مراد خان نے سنی حافظ سے
دریافت کیا کہ آپ یہان کسطرح آئے حافظ صاحب نے کہا مجکو مولوی شمس الدین نے
مسجد سے نکالا مراد خان حافظ صاحب کا مرید تہا ناخوش ہوا۔ مولویصاحب سے
مقابلہ کے لیے مستعد ہوا۔ مولویصاحب بھی مستعد و تیار ہوئے۔ شاہ محمود خانکو
یہ خبر معلوم ہوئی مراد خان کو فی الفور رقعہ لکہا۔ کیا تو مولانا عنایت اللہ مرحوم کی
خانقاہ اور اونکی اولاد سے گستاخی کرتا ہے اگر ایسا کریگا تو تیرے لیے آیندہ بہتر نہوگا
مراد خان شاہ محمود کی زیر دستی مین ملازم تہا شاہ محمود افسر اور وہ تابعدار تہا رقعہ کے
پہنچتے ہی گہبرایا اور حافظ صاحب کو رقعہ لکہا کہ مین مجبور ہون آپ یہان سے جہانکہین
چاہین چلے جائیے اور وہان سکوت اختیار کیجیے۔ آخر مراد خان نے آپسے معافی چاہی
آخر مولوی صاحب ۱۱۷۰ سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین فوت ہوئے آپکی عمر چوالیس سال کی تہی

اولاد مین ایک صاحبزادہ

شاہ میران تہا۔ المتوفی سنہ ۱۲۲۲ بارہ سوچوبیس ہجری مدفن اورنگ آباد۔

حضرت شمس الدین بن شاہ محمود اولیا

آپکا نام شمس الدین عرف شمس مولا ہے شاہ محمود اولیا کے فرزند و خلیفہ ہین۔ اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ کے مصداق ہین آپکی ولادت سنہ ۱۱۸۰ الکہزار اسّی ہجری مین شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین نشو و نما پایا جب سن تمیز کو پہنچے تب والد ماجد اور علماسے علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے ایک مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے پہر علم باطنی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ والد ماجد سے شروع کیا۔ والد نے آپکو شائق و لائق سمجہکر تمام اسرار الٰہی سے آگاہ فرمایا۔ اور خلافت کی سند دیکر سجادہ نشین و خلیفہ کیا۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ اہل دکن کیا شیعہ و سنّی دونو فریق آپکے معتقد تھے۔ اور حضرت کی توجہ دونو فریق کے ساتہہ بدون افراط و تفریط برابر مساوی ہے۔ بلکہ آپکے نزدیک مابہ الامتیاز کوئی نہین تہا۔ آپ صوفیا ر کرام کے مذہب پر تھے مشائخ عصر سے بزرگانہ طرز سے ملتے تھے جو کوئی آپکو سلام کرتا تہا۔ آپ جواب دیتے تھے اور ہاتہہ سینہ پر رکھتے تھے۔ معاصرین کے سوا کسیکی تعظیم نہین کرتے تھے پہاڑ کے گوشہ مین معتکف رہتے تھے۔ مدت العمر خانقاہ ہی مین رہے کبھی شہر مین کسی امیر یا فقیر کے گہر نہین آئے۔ اور حجرہ سے ضرورت کے وقت برآمد ہوتے تھے ہفتہ مین پنجشنبہ کے دن حجرہ سے باہر تشریف لاتے تھے معتقدین حاضرین کو زیارت سے مشرف

ذکر اللہ فرماتے تھے۔ انوار الاخیار مین لکھاہے کہ جب حجرہ سے برآمد ہوتے تھے اُس وقت کمر سے سفید پٹکا بندھا ہوا۔ کٹار وعلی بند مع شمشیر کمر مین آویزان۔ سفید پگڑی بطور عمامہ سر پر اور سفید لباس زیب بدن ہوتا تھا۔ حجرہ کے سامنے مریدونکا مجمع ہوتا تھا۔ حضرت کے برآمد ہوتے ہی سب تعظیما کھڑے ہوتے تھے۔ اور بلند آواز سے تسبیح و درود پڑہتے تھے آپکی مجلس مین ذکر اللہ و ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو دم مارنیکی تاب نہین تھی۔ عالم سکوت تہا یا درود و تسبیح کا ذکر تہا۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ آپ صاحب تصرف وکرامات تھے محب اہل بیت تھے۔ سادات کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ گنج کے مولف نے لکھا کہ آپ صاحب تصرف ونسبت تھے مشہور ہیکہ آپکے والد ماجد کے عرس کے دن ناگاہ شور و غوغا برپا ہوا کہ پہاڑی کے نیچے ایک دامن مین ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ آنے جانے والونکا راستہ بند ہے آپ اوٹھے اور شیر کے قریب پہنچے اور اُس سے کہا کہ آج شاہ محمود کا عرس ہے خلایق فاتحہ کیلئے مجتمع ہے۔ یہان سے ہٹ جا۔ شیر حضرت کا کلام سنتے ہی وہان سے اوٹھا اور جنگل کا راستہ لیا نظرون سے غائب ہوا۔ پھر کسی نے اوسکا نشان نہین پایا۔ آپ سے اکثر ایسے خوارق عادات ظاہر ہوئے ہین۔ آخر اسی برس کی عمر مین چودہوین تاریخ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ گیارہ سو اکسٹھہ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کو روانہ ہوئے پہاڑی پر والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے۔ آپ حضرت نواب مغفرت مآب حضور آصفجاہ کے معاصر تھے۔ حضور چودہ تاریخ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ

مین سن ارتحال بمدارس سے بہشت برین کو روانہ ہوئے پہاڑی پر والد ماجد کے قریب دفن کیے گئے
آپ حضرت نواب مغفرت مآب حضور آصفجاہ کے ساتھ تشریف حضور چودہ تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ رحلت
اور آپ چودہ جمادی الاول سنہ صدر روضہ جنت کو روانہ ہوئے آپکے چار لڑکے تھے ایک شاہ علی
دوسرے سید محمد علی تیسرے شاہ عظیم الدین چوتھے سید نصر اللہ آپکے بعد سید شاہ علی خلیفہ و سجادہ نشین ہوے فی الحال انکے خاندان سے
سجادہ نشین ہین کار عالی نظام کیطرف سے منصب وظائف و سالانہ عرس وغیرہ گل کیلئے مستقل مقرر ہے اور انکے بالفعل آباؤ اجداد تبرک

حضرت شاہ سخن صاحب اورنگ آبادی

محبوب القلوب کے مولف نے لکھا کہ آپ سید احمد گجراتی کے مرید و خلیفہ ہین اور وہ شاہ برہان راز الٰہی کے مرید و خلیفہ تھے صاحب ذکر و شغل تھے۔ اور مشایخ کرام مین وحید الدہر۔ فقرائے متاخرین مین فرید العصر تھے۔ تلقین و تربیت مین بےمثل اور پیر پرستی مین اکمل تھے۔ ہمیشہ مرشد کے آستانہ پر حاضر رہتے تھے۔ جو کچھہ مرشد فرماتے اوسکو بسر و چشم بجالاتے۔ آپ مثنوی شریف کا درس علما و فضلا کو دیتے تھے۔ مثنوی کے مطالب نہایت خوبی سے ادا کرتے تھے۔ پڑھنے اور سننے والونکو حظ و لطف حاصل ہوتا تہا۔ مرشد کے گھر کا تمام کام آپکے ذمہ تہا آپ بھی حسن اعتقاد سے امور مفوضہ کو عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔ آپ باوجود بزرگی و شیخیت کبھی پیر و مرشد کیخدمت سے عار و ننگ نہین فرماتے تھے۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ آپ درس مین مشغول ہین یکایک مرشد کی ماما نے آواز دی کہ اے شیخن باورچیخانہ مین نمک نہین ہے۔ بازار سے لادے۔ آپ طلبا سے کہتے کہ آپ ذرا

تامل کرین مین حضرت کے کام سے فارغ ہوکر آتا ہون اگر کوئی طالب کہتا کہ حضرت
مین لاتا ہون۔ آپ تشریف رکھئے۔ قبول نہین کرتے تھے۔ ماشاء اللہ خوش
اعتقادی ایسی چاہئے۔ سعادت بدون ارادت محال ہے۔ آپ واقع مین بزرگی
کے مصداق تھے۔ آپکی شان تواضع و انکساری و نفس کشی و خاکساری مین شہرہ
ہوئی تھی۔ ہمارے دوست حالی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خاکساری را مکانی دیگر است ٭ این زمین را آسمانی دیگر است

کہتے ہین کہ ایکوقت ایک فقیر زہد مشرب آپکی خانقاہ مین آیا۔ اور آپکو نہایت
کریہہ اور بُرے لفظ سے یاد کیا کہ تمام اہل مجلس خاموش ہوگئے۔ آپ کمال عجز و
انکساری سے حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا شاہ صاحب نالایق حاضر ہے۔ کیا ارشاد
ہوتا ہے۔ کہتے ہین فقیر نہایت تیز و شوخ تہا۔ بیساختہ آپ پر پیشاب کرنے لگا آپ
سر جھکائے ہوئے عالم سکوت مین کھڑے رہے۔ کچھ نہین فرمایا۔ اور غصہ و غضب کو
پاس آنے نہین دیا۔ اور کہتے تھے گنہگار کی سعادت ہے حاضرین و علماء مارے غصہ کے
پیچ و تاب کہا رہے تھے فقیر نے پیشاب سے فارغ ہوکر کہا دکن مین صرف تجھی ایک رگ نظر آیا غنیمت ہے

نقل ہے

کہ ایکروز اولیا شاہ بزرگ آپکی مجلس مین آئے اسوقت حضرت مثنوی کے درس
مین مشغول تھے اور فرمایا اے شیخ آپکی تقریر دلپذیر ہے۔ آپکی شیخت کیا ہے۔
تسخیر ہے۔ مین اسوقت آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہون۔ اگر جانتے

ہین تو ٹھیک ٹھیک بیان کیجئے بغیر تو مین علمی تاویلات لاطائل کو نہین چاہتا
ہون۔ آپ نے فرمایا۔ شاہ صاحب کہئے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے
کلام مجید مین معیت کا اشارہ چند آیات مین بیان فرمایا ہے مثلاً (وَهُوَ مَعَكُمْ
أَيْنَمَا كُنْتُمْ ۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) پس اس معیت کی معانی بدون تاویل بیان کیجئے۔ تاکہ
تسلی حاصل ہو جائے۔ تماثیل سے تسکین نہین ہوتی ہے۔ جیسا کہ قشیری نے
لکھا ہے کہ پانی کو حباب سے اور بو کو گل سے۔ اور تخم کو درخت سے جیسی معیت ہے
ویسی ہی معیت خدا کو انسان سے ہے۔ یہ معنی دلنشین نہین ہوتا ہے اور نہ دل کو
پورا اطمینان ہوتا ہے۔ آپ اپنی ذات مین معیت دکھلائے۔ شیخ صاحب متفکر ہوئے
تامل کے بعد فرمایا شاہ صاحب آپکا سوال نہایت ہی مشکل ہے۔ تین روز کی مہلت
دیجئے کتب صوفیہ سے تلاش کر کے عرض کرونگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا بہت خوب
چوتھے دن آؤنگا۔ شیخ صاحب نے تمام کتب صوفیہ کو چھان ڈالا۔ کہین مسئلہ کا جواب
نہین پایا۔ تیسری راتکو آپ ایک خوان خرما و بادام سے بھرا ہوا سر پر اٹھائے
ہوئے مسجد مین شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب بستر پر لیٹے
ہوئے تھے۔ جب شیخ صاحب وہان پہنچے شاہ صاحب تجاہلاً سو گئے۔ آپ نے
شاہ صاحب کی چپی کرنا شروع کی شاہ صاحب ہوشیار ہوئے۔ فرمایا کون ہے
کہ فقیر کی خدمت کرتا ہے۔ آپنے عرض کیا مین وہی شخص ہون استفادہ کی امید سے

حاضر ہوا ہون۔ شاہ صاحب نے پوچھا مسئلہ مین کیا تحقیق کی۔ آپنے عرض کیا
کچھہ نہین۔ اگر ارشاد ہو حسن ارادت سے حاضر ہون مرید کیجئے۔ شاہ صاحب نے
معلوم کیا کہ یہ طالب صادق ہے اُسی وقت فاتحہ خیر پڑھکر وحدت الوجود کا مسئلہ
سمجھا دیا۔ شیخ صاحب فرماتے تھے۔ اگر مین اولیا شاہ کی ملازمت نہ حاصل کرتا تو
کچھہ حاصل نہین ہوتا۔ جو کچھہ مجکو حاصل ہوا اولیا رشاہ کے بدولت ہوا۔ آپکے
اکثر خلفا کامل تھے مثلاً شاہ افضل رفاعی۔ شاہ مجدالدین وغیرہ۔ اور آپکے
دونون صاحبزادے غلام حسین عرف شاہ اتن صاحب۔ وغلام سجاد۔ دونون
صاحب حال ومرتاض تھے۔ آخر آپکی وفات دوم ربیع الاول ۱۱۱۵ھ گیارہ سو پندرہ
ہجری مین واقع ہوئی۔ قبر اورنگ آباد مین خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ یزار ویتبرک

شمس الدین ابو الفتح شیخ محمد ملتانی قدس سرہٗ

شیخ محمد ملتانی نام۔ ابو الفتح کنیت شمس الدین لقب ہے۔ آپ شیخ ابراہیم ملتانی
غوری الاصل کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۸۶۲ھ آٹھہ سو
باسٹھہ ہجری مین شہر بیدر دکن مین واقع ہوئی۔ معدن الجواہر کے مولف نے لکھا
ہے ولادت سے اول آپکے والد ماجد نے جو صاحبدل تھے۔ فرمایا کہ مجھکو ایام غیب سے
معلوم ہوا کہ مجھکو ایک فرزند پیدا ہوگا۔ ابو الفتح اوسکی کنیت و شمس الدین لقب
محمد نام رکھہ۔ اور وہ ولی اللہ ہوگا۔ والد ماجد نے حسب الالہام آپکا نام ولقب
وکنیت معین فرمایا۔ آپنے نشوونما کے بعد سن تمیز مین والد ماجد وغیرہ علماء سے

کتب تحصیلی سے فراغت حاصل کی۔ جامع الکمالات والفضائل ہوئے اور شیخ بہاء الدین انصاری کی خدمتمین علوم باطنی سے فیضیاب ہوئے۔ اور بعدمین شیخ موصوف کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ طالبین و مریدین کو ہدایت و ارشادت سے سرفراز فرماتے تھے۔ صاحب خارق عادات و کرامات تھے۔ معدن الجواہر مین آپکے والد سے منقول ہے کہ ہمایون ظالم بہمنی جو فاسق و فاجر تہا۔ خلائق کو ظلم و ستم سے ناحق قتل کرتا تہا۔ ایکروز میرے فرزند محمد۔ کی زبان سے یہ کلام برآمد ہوا۔ کہ ہمایون مات ہمایون مات۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ہمایون مقتول ہوا جسکو الہام غیبی کی تصدیق ہوئی اسوقت محمد کی عمر مین برس کی تھی

نقل ہے

شیخ اسحاق بن شیخ محمد ملتانی سے روایت کرتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ میرے والد نقل کرتے تھے کہ جب میری دادی فوت ہوئی اوسوقت مین صغیر السن تہا۔ اور کچھ نہین جانتا تہا۔ اور مشایخ مین سے کوئی میرے طرف توجہ نہین کرتا تہا۔ اسی اثنا مین مخدوم شیخ حسن خان بنگالی بیدر مین آئے۔ اور مجھکو بلایا جب مین حضرت کی خدمتمین پہنچا۔ تب میرا استقبال کیا۔ اور آپنے مصافحہ فرمایا۔ بعدازان مجھکو اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور فرمایا کہ یہان آنیکا سبب یہ ہے کہ ایکرات مین نے محبوب سبحانی کو خوابمین دیکھا آپنے مجھکو فرمایا کہ دکن مین شیخ محمد ولی ملتانی بن شیخ ابراہیم کو سلسلہ قادریہ مین مرید کر اور بیعت کی اجازت دے مین حضرت کے حکم سے یہان آیا ہون پھر حضرت نے مجھکو مرید فرمایا اور بیعت کی اجازت دی اوسی روز سے مین نے بہت سے لوگونکو مرید کرنا شروع کیا

پھر حضرت مخدوم نے بنگالہ مراجعت کی۔ مگر مجھکو با ضابطہ طور سے خلافت کا خرقہ نہین عطا فرمایا تھا۔ مین قریب ضعیفی کے پہنچا کہ ایکروز محبوب سبحانی کو خواب مین دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ مین نے تجھکو مطلقاً اجازت دی۔ لوگونکو ہدایت وارشاد کر۔ صبح مین نے ارادہ کیا کہ بغداد جاکر کسی سجادہ سے خلافت حاصل کرنا چاہیے۔ اس فکر مین تھا دوسرے روز آپ بدستور خواب مین آئے فرمایا مین نے تجھکو اجازت مطلق دی۔ مین صبح اوٹھا اور شیخ ابراہیم اپنے فرزند کو مرید و خلیفہ کیا پھر مخدوم شیخ بہاؤالدین دولت آباد آئے اور مجھکو خرقہ عطا فرمایا

نقل ہے

شیخ بدرالدین بن محمد ملتانی فرماتے ہین کہ شیخ ایوب گولکنڈوی فرماتے تھے کہ ایکروز مین نے محبوب سبحانی کو خواب مین دیکھا آپنے فرمایا اے ایوب شہر بیدر کو جا اور شیخ محمد سے خلافت کا خرقہ لے۔ مین صبح ہوشیار ہوا۔ دلمین خیال کیا کہ مین چشتی ہون شیخ محمد قادری سے خلافت کیونکر حاصل ہوگی۔ پھر دوسری شب مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کو خواب مین دیکھا۔ آپنے بھی فرمایا اے ایوب محمد آباد بیدر جا شیخ محمد سے خلافت کا خرقہ لے صبح ہوشیار ہوا وہی خیال دلمین گذرا۔ تیسرے رات حضرت محبوب سبحانی کو خواب مین دیکھا۔ کہ تمام اولیا حضرت محبوب کے اطراف وجوانب مین تھے۔ اوس مجمع مین مخدوم بندہ نواز بھی تھے۔ حضرت مخدوم محبوب نے فرمایا۔ اے ایوب خلافت کا خرقہ شیخ محمد سے لے۔ چوتھے روز مین بیدر کو روانہ ہوا۔ حضرت کی خدمت مین پہنچا۔ مودب ہوکر آپکے سامنے بیٹھا۔ آپنے فرمایا اے ایوب اول شب حضرت محبوب نے تجھکو خرقہ کی اجازت دی

مگر تونے توقف کیا۔ آخر تیسری رات محبوب نے کرر بشارت دی۔ تب تو آیا میں نے عرض کیا۔ صدق یا ولی اللہ۔ پھر میں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت کا خرقہ پہنا

نقل ہے

شیخ ابراہیم قادری۔ مخدومی بن شیخ محمد ملتانی۔ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد گلبرگہ شریف میں میرے پیام کیلئے آئے۔ اور ایکدن مخدوم بندہ نواز کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ ہم چند خادم بھی ہمراہ تھے آپ گنبد کے دروازہ پر پہنچے تھا واپس ہوئے۔ ہم سب نے حضرت سے مراجعت کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا اسوقت بندہ نواز قبر میں موجود نہیں ہیں۔ عالم بالا کی سیر میں ہیں۔ پھر مخدوم ید اللہ کی گنبد میں آئے۔ اونکو قبر میں پایا آپنے عالم روحانی میں ملاقات فرمائی۔ اسی اثنار میں حضرت مخدوم محبوب سبحانی کا نور انور بھی نمود ہوا۔ والد ماجد حضرت محبوب سے بھی مشرف ہوئے۔

نقل ہے

ملک قاسم برید جو نہایت سخت مزاج تھا۔ کسی شایخ کو نہیں مانتا تھا۔ جب حضرت والد ماجد کی خدمتمیں آیا معتقد ہوا۔ ہمیشہ کہتا تھا کہ دکن میں دو محمد ہیں۔ جو دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ ایک شیخ محمد ملتانی۔ دوسرے مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہما محمود دبھمنی کا خانسامان نعمت خان جو آپکا مرید تھا۔ نقل کرتا ہے کہ میں حضرتکی خدمتمیں حلویات لیجاتا تہا۔ آپنے اوسمیں سے کبھی کچھ تناول نہیں فرمایا۔ نہ کبھی بال بچوں کو اجازت دی۔ ایکروز بیوی صاحبہ کے دلمیں خیال آیا کہ اگر بال بچے کہائیں تو کیا نقصا

ہوگا۔ ابھی یہ خیال دلمین تھا کہ آپنے بیوی صاحبہ کو بلایا اور حلوہ کو منگایا۔ ہاتھ مین
لیکر دبایا تو اوسمین سے خون ٹپکنا شروع ہوا۔ اور فرمایا دیکھو بادشاہون کے
گھر کا کہانا مشکوک ہوتا ہے۔ عوام و خواص کا خون کہاتے ہین اور کچھ نہین جانتے
مین نہین چاہتا ہون کہ میرے بال بچے قیامت کے دن اس خون کہانیکے مواخذہ
مین ماخوذ ہون۔ فقرا ربلانوش ہین اسکو کہا سکتے ہین۔ اسلئے مین سب پر
تقسیم کردیتا ہون۔ سب بال بچون کو تسلی و تشفی ہوئی بدستور قانع و صابر ہوئے

نقل ہے

منقول ہے کہ ملا خاتون نے جو بڑا فاضل ایرانی تھا۔ سید ابو الحسن حسینی سے کہا کہ
آپکے جد سید محمد حسینی نے سمرۃ الاسرار مین چند کلمے خلاف شرع لکھے ہین۔ آپ اونکا
مطلب موافق شرع لکھئے۔ نہین تو مین اونکی تکفیر کردونگا۔ سید ابو الحسن علم و فضل سے
بے بہرہ تھے عاجز ہوئے۔ راتکو مخدوم سید محمد کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
یا ولدی تو میری کتاب برادر شیخ محمد ملتانیکے سپرد کر۔ وہ جواب دیگا۔ ابو الحسن نے
شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین کتاب بھیجی۔ اور خوابکا واقعہ لکھا۔ آپنے تھوڑی
مدت مین۔ شرح موافق شرع لکھدی۔ معترض کو اعتراض کا موقع نہ ملا۔

نقل ہے

لکھتے ہین سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین سلطان بہادر شاہ گجراتی دکن کے طرف
متوجہ ہوا۔ آپ اوسوقت مرض الموت مین تھے۔ سب اعزا و اقارب نے عرض کیا

حضرت اسوقت رحلت فرماتے ہین۔ ہمپر دو مصیبتین واقع ہین۔ ایک آپکی مفارقت دوسرے گجراتی کا آنا۔ آپنے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ مین نے اسوقت صدیقی ہمی کا عمل کیا۔ یعنے چندروز زندہ رہوگا۔ ایساہی ہوا۔ آپ تندرست ہوگئے۔ اور محمود گجراتی نے مراجعت کی۔ پھر آپ تاریخ وصال کے بعد ۲۔ تاریخ شوال سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین جان بحق ہوئے۔ کسی شاعر نے آپکی تاریخ لکھی ہے بمولی گشت واصل آپ بیدر مین مدفون ہوئے۔ مریدون نے ایک عالی گنبد بنایا۔ مدت دراز کے بعد کسی بادشاہ نے توڑ دیا شیخ شہر اللہ لکھتے ہین کہ جب مجکو گنبد شکست ہونیکی خبر ملی۔ تب مین نے حضرت کے جناب مین التجا کی ناگاہ ایک شخص سے آواز آئی محبوب و محب مین راز و نیاز ہین۔ تیسرے کو مداخلت نہین کرنا چاہئے۔ آپکے اوصاف حمیدہ بیحد و بیشمار ہین۔ مجمع فیض اتم و معدنِ لطف و کرم تھے۔ صاحب کشف و کرامات خارق عادات و کرشمات تھے۔ اب بھی آپ کی مرقد مبارک سے معتقدین فیض پاتے ہین۔ اور آیندہ یہ فیض قیامت تک جاری رہیگا۔

فائدہ

مشکوٰۃ النبوۃ کے مولف نے آپکی رحلت کی تاریخ سنہ ۹۲۵ ہجری لکھی اور مدت عمر تہتر سال سالخ مولف مذکور کا قول سہو کاتب سے خالی نہین ہے اسلئے کہ ہمکو آپکی رحلت کی تاریخ موہندہ [بمولی گشت واصل] مادہ تاریخ سے بحساب جمل سنہ ۹۴۰ برآمد ہوتے ہین اور

آپکی عمر اٹھتر سال کی تھی۔ اور مولف مذکور نے بہتر لکھا۔ والعلم عند اللہ۔ آپکے پانچ فرزند
تھے شیخ ابراہیم شیخ اسمٰعیل شیخ اسحاق شیخ بدرالدین شیخ فخرالدین۔ فرزند پنجم
خوردسالی مین فوت ہوا۔ باقی چار فرزند۔ باقیات الصالحات تھے۔ چارون نے
والدماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیا فارغ التحصیل تھے۔ ہر ایک عالم
فاضل وولی کامل تہا۔ ہم نے اس تذکرہ مین ہر اک کا حال لکھا ہے۔

سید شرف الدین مشہدی

آپ رکن الدین مشہدی کے صاحبزادے ہین آپکا مولد و منشا مشہد مقدس ہے
آپ عالم شباب مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوکے وطن سے ہند مین آئے
اور کامل مرشد کے جویا تھے۔ اوسوقت ہند مین مخدوم جہانیان مشاہیر اولیا سے تھے
آپ بڑی پخ مین حضرت مخدوم کی خدمت مین آئے۔ مرید و خلیفہ ہوئے۔ مخدوم کی
ہدایت کے موافق۔ ذکر و شغل مین مشغول اور ریاضت و عبادت مین مصروف ہوئے
درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب کرامت وولایت تھے۔ مخدوم نے اپنی دختر نیک اختر
ملکہ جہان آپکو منسوب کی۔ اور شرعی طور سے نکاح کر دیا۔ آپنے چند روز کے بعد
مخدوم سے سفر کی درخواست کی مخدوم نے رخصت فرمایا۔ اور چلتے وقت ایک
مسواک اور کہرنیکا تخم مرحمت کیا۔ اور فرمایا جس قصبہ و شہر مین پہنچو۔ وہان زمین مین
مسواک و تخم جما دو۔ اگر مسواک سبز ہو جائے اور تخم اوگے تو آپ وہان سکونت اختیار
کرین۔ آپ مع چند رفقا روانہ ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے زبدا کے کنارے

متصل بھڑونچ گجرات پہنچے۔ وہ مقام نہایت خوش نما وپر فضا تہا۔ مسواک وتخم کو زمین مین جمایا۔ مسواک سبز ہوئی۔ اور تخم اوگا۔ آپ اوسی مقام دل کشا مین سکونت پذیر ہوئے۔ رات دن طلبہ کی تعلیم وتلقین مین ہمہ تن مصروف رہتے تہے۔ اکثر اہل گجرات آپکے فیضان نعمت سے فائز المرام وکامیاب ہوئے ہین۔ آپ کے تلامذہ فضلائے عصر تھے۔ صاحب خوارق عادات وطوارق حادثات تھے جن کے اکثر ہنود دوراجے آپکی ہدایت سے مسلمان ہوئے۔ آخر آپنے ۸ از تاریخ ماہ رجب ۸۰۰ھ ہجریمین اس دارعدم سے باغ ارم مین رحلت کی بھڑونچ مین نربدا ندی کے کنارے مدفون ہوئے

مولانا شیخ شکر

آپ قوم نوایت سے تھے۔ جامع علوم وفنون تھے۔ تفسیر وحدیث وفقہ وتصوف مین عدیم المثل۔ تحریر وتقریر مین ادیب بے بدل تھے۔ ملک کوکن مین آپکے علم وفضل کی شہرت تھی۔ قصبات ودیہات سے طلبہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپکے درس وتدریس کا دروازہ کشادہ تہا۔ آپکی ہدایت وتلقین کا دستر خوان گستردہ تہا۔ طلبہ کو کسی قسم کی روک ٹوک نہین تھی ہر ایک آپکے خوان نعمت سے حصہ پاتا تہا۔ فائز المرام ہوکے جاتا تہا۔ آپکی خانقاہ ودرس گاہ مقام بھمڑی یعنی اسلام آباد کوکن تہا۔ مدت تک درس فرماتے رہے۔ آخر آپنے اس بحث وتکرار وقیل وقال کو ترک کیا۔ ریاضت ودعیات مین مشغول ہوئے۔ اذکار واشغال مین مصروف ہوئے۔ صرف تصوف کی تدریس باقی رکھے۔ فصوص الحکم وغیرہ کتب

تصوف کو پڑھاتے تھے۔ ریاضت کے بعد اکمل اولیا ہوئے۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ متشرع و دیندار۔ آخر آپ نے ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین اس دار ناپائیدار سے دار القرار کو رحلت کی بھٹی مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

حضرت شاہ شبلی قدس سرہٗ

شاہ زین الدین نام ہے۔ اور شاہ شبلی عرف ہے۔ آپ حضرت ابو بکر شبلی بغدادی کے اولاد مین سے ہین۔ آپ ۱۰۶۰ھ ہزار ہجری مین سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد مین بغداد سے حیدرآباد دکن آئے۔ اور گولکنڈہ قلعہ کے قریب ایک پہاڑی پر فروکش ہوئے۔ اور آپکے ساتھ چند مرید بھی تھے۔ مدت تک پہاڑی پر رہے۔ ایک پہاڑی کے گوشہ مین راتدن یاد حق مین مشغول رہتے تھے اکثر حاجتمند آپکی خدمتمین آتے تھے۔ اور آپکی دعا کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپکے بھائی بابا فخر الدین اوسی زمانہ مین آپکے ہمراہ آئے تھے۔ اور تل گھاٹ متصل قلعہ سیدریل کنڈہ مین معتکف ہوئے تھے۔ اونکے خوارق عادات تلگھاٹ مین اور آپکے حیدرآباد مین مشہور ہین۔ آپکی رحلت تیسری صفر ۱۰۷۵ھ ایکہزار پچہتر ہجری مین واقع ہوئی۔ پہاڑی پر دفن کئے گئے۔ مرقد خلایق کا زیارت گاہ ہے۔ مزار مبارک سے فیض جاری ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کے طرف سے خرچ ملتا ہے۔ معتقدین جمع ہوتے ہین۔ پہاڑی آپکے نام سے مشہور ہے عجب مقام پر فضا ہے۔ ہر طرف خدا کی تجلی پیدا ہے۔ معدن الجواہر کے مولف نے

لکہا کہ آپکو ایک صاحبزادہ مسمی مصطفے اشبلی تہا۔ اور اوسکے نسبت شاہ بدرالدین بن شاہ محمد ملتانی قادری بیدری کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ مشکواۃ النبوۃ کے مصنف نے لکہا ہے کہ حضرت رمز الٰہی ایک روز نہایت پریشانی مین مزار مبارک پر پہنچے۔ اور مزار کا طواف کیا اور مراقبہ مین بیٹھے۔ دیکہا کہ حضرت ہاتھہ مین شمشیر برہنہ لئے ہوئے مزار سے برآمد ہوئے۔ اور شہر کے طرف متوجہ تھے۔ تائید کیلئے مستعد تھے۔ جب حضرت رمز الٰہی نے مراقبہ سے اوٹھکر مکان پر مراجعت کی جو پریشانی آپکو لاحق تھی وہ سب دور ہو گئی فقط

مولوی سید شرف الدین ابو وفا بن مولانا سید معصوم اول عنایت اللّٰہی بالاپوری

آپ مولانا سید معصوم اول نقشبندی کے دوسرے صاحبزادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۱۵۲ گیارہ سو باون ہجری مین واقع ہوئی۔ آپنے ایام شعور مین قرآن شریف حفظ کیا۔ حافظ قرآن و قاری تھے۔ قرآن نہایت خوش الحان و حسن صوت و قراءت کے ساتھہ پڑہتے تھے سامعین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا کتب درسیہ ابتدائیہ والد ماجد وغیرہ علما سے بالاپور مین پڑہیں۔ بعد ازان بالاپور سے اورنگ آباد مین باقی کتب بہ اہتمام مولانا نور الہدی صاحب و نور العلا صاحب سے ختم کین تحصیل کے بعد عم بزرگوار مولانا سید قمر الدین سے ارادت و خلافت کی درخواست کی مولانا نے فرمایا کہ بدون اجازت معصوم بہائی ممکن نہین۔ آپنے عرض کیا کہ میرے والد ماجد کو عم بزرگوار سے ارادت و خلافت حاصل ہوئی۔ مین بہی باپ کی پیروی کرتا ہون

اور ادنکے طریقہ پر قایم ہون۔ مولانا برادرزادہ کی تقریر مدلّل سے خوش ہوئے
آپکو مرید وخلیفہ کیا۔ اور نعمت باطنی سے مشرف فرمایا تحصیل وارادت کے بعد
وطن مالوف آئے۔ اعزہ واقارب نے خوشی کا جلسہ کیا۔ مشایخ وعلما جلسہ مین تشریف رکھتے
تھے۔ آپنے جلسہ مین علم کے فضائل حاضرین کے روبرو بیان کئے۔ اہل مجلس آپکی
حُسن تقریر وخوش بیانی سے خوش ہوئے۔ ہر ایک نے احسنت کہا۔ اوسوقت
آپکے والد ماجد زندہ تھے۔ سب نے اونکو مبارکبادی دی۔ اونکا دل باغ باغ ہوا
بعد ازان آپکے والد ماجد نے آپکی نسبت شاہ محمد سعید خسر مولوی شمس الدین کی پوتی
سادیکی شادی شرعی طور سے ہوئی۔ آپکو شادی کے بعد ایک دختر نیک اختر پیدا ہوئی
جب لڑکی جوان ہوئی آپنے خواجہ شہاب الدین نقشبندی مرید شاہ جمال نقشبندی سے
منسوب کرکے شادی کردی۔ آٹھ مہینے کے بعد لڑکی فوت ہوئی۔ والدین کو سخت
رنج والم ہوا۔ چونکہ اولاد مین صرف ایک ہی لڑکی تھی۔ صبر وشکر اختیار کیا۔ راضی برضا
برضائے الٰہی رہے۔ آپ متقی ومتشرع تھے حلیم الطبع وسلیم الوضع تھے۔ اعزہ واقارب
سے مل جل کے رہتے تھے۔ ہدایت وارشاد سے خلایق کو مستفید فرماتے تھے آخر
آپنے گیارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین رحلت کی آپکی
چالیس برس کی تھی۔ حافظ عالم خان کے قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ مدفن لالاپور۔
آپکے والد رحلت کے وقت زندہ تھے۔ دفن کے وقت فرماتے تھے کہ مین نے یہ مقام
اپنے لئے تجویز کر رکھا تھا مگر شرف الدین کا حصہ تھا۔ بعد ازان آپکی بیوی صاحبہ سنہ ۱۲۴۱

بارہ سو اکتالیس ہجری مین فوت ہوئی ۔ شوہر کی قبر کے پہلو مین دفن کیگئی ۔ شوہر و زوجہ کی قبر کے درمیان مولوی سید امام الدین کی زوجہ مدفون ہے ۔ یزار و یتبرک ۔

سید شاہ محمد بن سید میران حسن ثانی

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے صاحب تقویٰ و طہارت تھے ۔ ریاضت مین یکتا ۔ ہر ایک مرید کے ساتھ نہایت خوش خلقی و محبت سے ملتے تھے متوکل و قانع تھے آپکی وفات ۲۴ محرم سنہ ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری میں ہوئی ۔ اجداد کے روضہ مین قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد کے متصل لنگر حوض کے تالاب پر مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک

شیخ شرف الدین زندہ دل شیرازی

شیخ شرف الدین نام ۔ زندہ دل لقب ہے ۔ شیراز آپکا وطن ہے ۔ آپ شرفائے شیراز سے تھے ۔ عالم شباب مین علوم عقلی و نقلی سے فارغ التحصیل ہوئے ۔ علامۂ عصر و نہاد دہر تھے ۔ اقران و امثال مین عدیم المثال تھے ۔ آپنے تفسیر بیضاوی پر ایک حاشیہ لکھا ۔ اُس مین مسائل مشکلہ کو حل کیا بلاغت و فصاحت کلام کو شرح و بسط کے ساتھہ بیان فرمایا ہے ۔ چونکہ آپکے کمال علم و ہنر کی وجہ سے اعزہ وغیرہ عزہ میز تھے ۔ آپکے بنی اعمام رشک و حسد سے مخالفت کرتے تھے ۔ اور آپکو ذلیل کرنا چاہتے تھے ۔ آخر آپ انکی مخالفت کی وجہ سے وطن سے برآمد ہوئے مہاجرت کے وقت والدہ نے آپکو دو وصیتین کی تہین ۔ ایک یہ کہ کسی قطب کا مرید ہونا ۔ اور دوسرے کبھی وطن کی مراجعت کا ارادہ نکرنا ۔ آپ جہاز پر سوار ہو کر عراق عرب سے

ہرمز مین پہنچے اور ہرمز سے جزیرہ دیو امین اور وہانسے ہند مین آئے اسوقت
شیخ محمد غوث گوالیری احمد آباد گجرات مین تھے آپ بھی احمد آباد مین پہنچے شیخ کے
مرید و خلیفہ ہوئے مدت تک شیخ کی صحبت مین ریاضت و عبادت کرتے رہے
کامل ہوئے۔ پھر مرشد کی اجازت سے بیجاپور دکن مین آئے۔ رہنمائی خدا مین
مشغول ہوئے اکثر امراء و فقراء آپکی ہدایت سے فائز المرام ہوئے۔ والی بیجاپور آپکی
نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا سد و معاش کیلئے وظیفہ معقول مقرر کر دیا تھا۔ آپ
قانع تھے۔ دنیا و مافیہا کی زیادہ رغبت نہین کرتے تھے جو کچھ وظیفہ ملتا تھا اوسین
گذر فرماتے تھے۔ اکثر غرباء و مساکین کیلئے بادشاہ کی خدمتین سفارش کرتے
آپکے سفارش کامیاب ہوتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۹۰ھ نوسو نوے ہجری مین
رحلت کی اور بیجاپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ جہاڑو

شاہ زندہ حسین نام عرف شاہ جہاڑو ہے۔ سید صحیح النسب سادات عراق
عجم سے تھے۔ مشکوۃ النبوۃ مین لکھا ہے کہ آپکا نام شاہ زندہ حسین عرف
شاہ جہاڑو ہے۔ خانہ کعبہ کے جاروب کشو نسے ہین اتفاقات زمانہ سے آپ
اور آپکے چھوٹے بھائی دکن مین آئے۔ سید انوار اللہ انوار الاخیار مین لکھتے ہین
آپ سفر دریا مین تھے کہ ناگاہ کشتی شکستہ ہوئی آپکے بھائی اور دوسرے مسافر
دریا مین غرق ہوگئے۔ چونکہ آپکی زندگی باقی تھی آپ ایک کشتی کے تختہ پر بیٹھ رہے

آہستہ آہستہ دو روز یا تین روز کے بعد دریا کے کنارے پہنچے۔ پھر وہان سے براہ خشکی ہزارہا مصیبت و سختی کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ حضرت شاہ اکبر حسینی فرزند کلان شاہ راجو حسینی کیخدمتمین مرید ہوئے چند روز کے بعد آپکو جذب کی حالت اور وجد کی کیفیت حاصل ہوئی سلطان ابوالحسن قطب شاہ عرف تاناشاہ آپکے زمانہ مین موجود تہا۔ کہتے ہین کہ یکروز آپنے سلطانکو جذب کی حالتمین گالی دی۔ سلطان ناخوش ہوا اور حکم دیا اس مجذوب بدزبانکو قید کردو اسیوقت ہاتہہ پاؤن مین طوق و زنجیر ڈالکر قلعہ گولکنڈہ مین قید کئے دوسرے روز آپکو خلایق نے اوس مقام پر پایا جہان آپ رہتے تھے اوس روز سے خاص و عام آپکے معتقد ہوئے اور آپکی کرامت و خرق عادت کو ماننے لگے اور آپکو بادشاہ کے قید سے نجات ملی انوارالاخیار مین یہ بھی مذکور ہے کہ آپکی عادت تہی کہ ایک جہاڑو ہمیشہ بغل مین لئے رہتے تھے۔ جہان کوئی مسجد دیکھتے تھے۔ اوسمین جہاڑو دیتے تھے اور مسجد کو خس و خاشاک سے پاک صاف فرماتے تھے۔ اور بعض ناقل ہین کہ بازار کے راستہ و گذر عام مین بھی جہاڑو دیتے تھے۔ اور راستونکو صاف ہموار کر دیتے تھے تاکہ آنے جانے والونکو تکلیف نہو۔ اسی وجہ سے آپکا عرف شاہ جہاڑو ہوگیا آپ خاندان چشتیہ سے ہین اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے خلایق مین آپکی بزرگی مشہور و معروف تھی۔ آپکو پالکی کی سواری پسند تہی جب کہین دعوت مین جاتے تھے تو صاحب دعوت آپ کیلئے سواری پالکی بھیجتا تہا۔ بہت خوشی سے

سوار ہوتے تھے اور صاحب دعوت کے منزل کو جاتے تھے۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۰۸۰ھ ایکہزار اسی ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی قبر شہر مین شاہ علی بندہ کے قریب حضوری بیج محل کے نیچے واقع ہے۔ یزار و متبرک۔ آپکا عرس جمادی الثانی مین ہوتا ہے۔ اور بندگانعالی متعالی سرکار نظام کے طرفسے ایکسوپچیس روپیہ عرس کیلئے مقرر ہے۔ خدا اس ریاست کو بحق بزرگانا قیام قیامت سلامت رکھے۔ آمین

شاہ پیر جیو شطاری

آپ گجراتکے مشایخ کے خاندانسے ہین آپ عالم جوانی مین علم و فضل حاصل کرکے حرمین شریفین کو خشکی کی راہ سے گئے حج و زیارت سے فارغ ہوئے مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی علماء و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوتے رہے۔ آپنے ایک شب مراقبہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معرفت الٰہی کی درخواست کی حضرت کے طرفسے اشارہ ہوا کہ سید محمد غوث کے پاس جائیے آپکا حصہ اونکے تفویض ہے آپ روضہ منورہ سے رخصت ہوے احمدآباد گجرات مین پہنچے اوسوقت سید محمد غوث قلعہ جانپانیر مین تھے آپ شیخ کیخدمت مین پہنچے بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے عارف کامل ہوئے شیخ موصوف نے اوراد غوثیہ قلعہ مذکور مین تالیف کی اور وہان سے احمدآباد گجرات آئے۔ مولانا وجہ الدین علوی گجراتی کو خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ آپ جانپانیر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ اسقدر عمر عالم تجرید مین بسر کی آخر ایک بزرگ کی لڑکی سے نکاح کیا اور منکوحہ کے شکم سے ایک صاحبزادہ مسمی شیخ عبد اللطیف پیدا ہوا۔ آپ متوکل و قانع

علی اللہ تھے۔ طالبین و شائقین کو تعلیم و ہدایت سے سرفراز فرماتے۔ مریدین و طلبہ کے
ساتھ نہایت ہمدردی بجالاتے تھے طلبہ کو فرزندوں کی طرح سمجھتے تھے یتامی و بیواؤں کی
دستگیری کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکے بیماروں کی عیادت فرماتے تھے ہر پنجشنبہ
شام کے وقت گورستانمین جاتے تھے متوفیین کے لئے فاتحہ پڑھتے تھے و استغفار کرتے
تھے۔ مونس الطالبین کے مولف نے لکھا کہ حرمین کے سفر مین آپکا گذر سندھ امین واقع
ہوا۔ وہان آپسے چند جوگی ملے۔ اور آپسے تصوف و توحید مین سوالات کئے۔ آپنے
شافی و کافی جوابات دیئے ایک جوگی نے آپسے سوال کیا آپ بطریق طیر آسمان کی
سیر کرتے ہین۔ آپنے فرمایا مین عاجز فقیر ہون اگر آپ یہ قدرت رکھتے ہین تو سیر کیجیے
جوگی اوسی وقت آسمانکی طرف اوڑا۔ آپنے بھی اپنے نعلین کو حکم کیا کہ تم بھی آسمانکی
سیر کرو۔ نعلین مبارک آسمانکیطرف اوڑین جوگی آپکی یہ کرامت دیکھکر آپکا معتقد ہوا
اور اسلام قبول کیا۔ آپکی صحبت مین اشتغال و اذکار سیکھے آپنے اوسکا نام بدرالدین
رکھا اور اوسکو ایک رومال اور خاص تسبیح عطا کی۔ آخر آپنے سنہ ۹۶۹ھ نو سو انہتر
ہجری مین رحلت کی۔ قلعہ جانپانیر مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

شاہ باز حسینی قادری قدس سرہ

آپ شاہ ہدایت اللہ الحسینی کے نبیرہ ہین۔ جد امجد کے مرید و خلیفہ تھے خلائق کی
رہنمائی مین مصروف رہتے تھے صاحب دل و کامل تھے پاکیزہ سیرت و پسندیدہ
عادت تھے۔ دنیا سے متنفر تھے گوشہ نشین رہتے تھے اہل دنیا سے بہت کم

ملتے تھے۔ متوکل علی اللہ و صابر تھے کسی سے سوال نہیں فرماتے تھے۔ مسافر نواز تھے
ہمدردی ورحم دلی آپکا خمیر تھا۔ غربا و فقرا کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ اکثر امرا و فقرا
آپکی بزرگی و مشیخت کے معتقد تھے جس ارادت سے آپکی بیعت سے مشرف ہوتے
تھے۔ آپ مریدین سے نذر و نیاز قبول نہیں فرماتے تھے۔ دعوت و مدارات
شادی و برات مین شریک نہیں ہوتے تھے۔ بزرگوں کے اعراس کی مجالس مین شریک
ہوتے تھے۔ قادریہ طریقہ تھے دیگر سلاسل چشتیہ و سہروردیہ مین بیعت کرنیکے
مجاز تھے۔ جس طریقہ کا طالب ہوتا تھا اُس طریقہ مین مرید فرماتے تھے۔ آخر
آپ نے آٹھ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۵ ایکہزار پندرہ ہجری مین رحلت کی۔ آپکا
مزار اندرون شہر پناہ شاہ جہان مین واقع ہے۔ یزار و متبرک ہے۔

سید شاہ محمد کلان قدس سرہٗ

آپ والد ماجد سید عبدالقادر قادری کے سجادہ نشین ہوئے۔ خلایق کو فیض ہدایت سے
بہرہ مند کرتے رہے آپ قطب زمانہ تھے۔ آپ کے اکثر خلفا کامل ہوئے ہین مثلاً
سید علی بخاری وغیرہ۔ آپ صاحب خرق عادت و کرامات تھے۔ اب ہم آپکے خرق
عادت کی چند نقلین مشکوٰۃ النبوۃ سے نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین کو ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے

نقل ہے

کہ ایکروز آپکے پاس ایک مرد اور بیوی تنازع کرتے ہوئے آئے۔ بیوی نے کہا حضرت
مجکو شوہر سے جدا کر دیجئے۔ آپنے پوچھا کیا وجہ ہے اوسنے کہا حضرت روشن ضمیر ہین

عرض کرنیکی ضرورت نہین۔ میرا شوہر نامرد ہے۔ آپنے فرمایا اے بیوی کچھ غم مت کر
تیرا شوہر مرد ہوگا۔ پھر میان و بیوی دونون گھر آئے نامرد مرد ہوگیا اور میان بیوی مین باہم موافقت ہوگئی

نقل ہے

کہ ایک لڑکی آپکے پاس آئی تھی۔ اور آپنے اوسکو فرزندی مین لیا تھا ایک روز کوئی
مولویصاحب آپکے پاس آئے کنایۃً لعن و طعن کرنے لگے آپ غضبناک ہوئے اسوقت
بلاکر لڑکی کو بلایا اور مولویصاحب کے سامنے اُسکے پستان منہ مین لیا اوسیوقت دودہ کا
فوارہ چشمۂ روان کیطرح جاری ہوا مولویصاحب نہایت ہی نادم و پشیمان ہوئے اور
معافی چاہی آپکے خلفا مین سے سید علی بخاری کامل بزرگ و پیر پرستی مین بے نظیر تھے
صاحب خوارق عادت بھی تھے۔ آپکا روضہ بیرون بلدۂ حیدرآباد موسٰی ندیکے کنارے
واقع ہے۔ حضرت شاہ عبداللطیف ثانی و شاہ محی الدین ثانی۔ و جناب لاابالی صاحب نے
آپکا صحبت مین فیض پایا ہے اکثر دقائق و حقائق و غوامض معارف کو آپسے حاصل کیا ہے

نقل ہے

صاحب مشکواۃ النبوۃ لکھتے ہین کہ میرے پاس حضرت کی نعلین مبارک ہین میرے
اکثر اوقات جب کسی حاملہ عورتکو دردِ زہ شروع ہوا اور وہ تکلیف سے بیقرار ہوئی تب
مین نے آپکے نعلین دہوکے اوسکا پانی پلایا۔ فی الفور حاملہ پانی پیتے ہی تولد کی
تکلیف سے فارغ ہوجاتی ہے۔ اور کسی قسم کی تکلیف باقی نہین رہتی ہے۔ ابتک
آپکا تصرف جاری ہے۔ آپکی وفات ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۰ گیارہ چودہ ہجری مین واقع

ہوئی موضع شیخ پیٹھ بیرون شہر حیدرآباد دکن اجداد کے روضہ مین مدفون ہوئے یزار و تبرک

نسب کا شجرہ

سید شاہ محمد۔ بن سید شاہ عبدالقادر۔ عرف شاہ عبدالحلیم۔ بن شاہ عبدالرزاق ثانی۔ بن شاہ رفیع الدین۔ الیٰ آخرہ۔ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے

حضرت سید شاہ موسیٰ مست

آپ سید الابدال لاابالی صاحب کے دوسرے فرزند مین۔ ولی مادرزاد تھے ستر برس کی عمر مین والد ماجد کے مرید ہوئے۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد شیخ علی صاحب سے خلافت کا خرقہ نہین لیا۔ کرنول سے بیجاپور روانہ ہوئے۔ راستہ مین راجندی ندی کے کنارے وضو مین مشغول ہوئے۔ اور دل مین یہ خیال آیا کہ مین نے والد کے تبرک سے کوئی چیز نہین لی گر شجرہ ضرور لینا چاہیے تہا حسن اتفاق سے اسوقت پانی مین ایک کاغذ بہتا ہوا نظر آیا۔ آپنے اوسکو لیا دیکہا۔ تو شجرہ اجداد یہ تہا۔ یہ امر آپکے خرق عادت سے تہا۔ اولاً آپ موضع راگیگڑہ مسمی علی پور مین فروکش ہوئے وہان ایک بیراگی سخت متعصب رہتا تہا مسلمانکی صورت سے بیزار ہوتا تہا۔ کوئی مسلمان اوس گانؤن مین نہین اتر سکتا تہا۔ لوگون نے حضرت کو وہان سے نکالدیا۔ آپ پہر آگئے پہر نکالے گئے ایسا ہی چند مرتبہ باہم منازعہ رہا۔ آخر حضرت نے کہا کہ مین یہان سے ہرگز نہین جاؤنگا ہنود نے خیال کیا کہ یہ مجنون ہے رہنے دو ہمارا کیا ہرج ہے۔ چند روز کے بعد شہر بیجاپور کا ارادہ فرمایا۔ شاہ محمد رس تین روز سے قلعہ کے اطراف گھومتے تھے

اور کہتے تھے کہ یہاں سید زادہ آیا ہے۔ مدرس صاحب کے دونون صاحبزادے شاہ
زین الدین و سید عبدالرحمن افضل التارکین کے فرودگاہ پر روانہ ہوئے۔ راستہ مین
آپ دونون صاحبزادونسے ملے۔ اور سید میران مدرس گنبد مین آئے حضرت مین
آپسے نہایت محبت و تپاک سے ملے دونون بزرگ ایک حجرہ مین گئے۔ اور حجرہ کا
دروازہ بند کرلیا۔ تین روز تک برآمد نہین ہوئے۔ پھر دونون بزرگ ایک ہی شکل و
صورت مین برآمد ہوئے۔ مابہ الامتیاز نہین تہا۔ مگر سید موسیٰ نے مدرس صاحب کے کپڑے دین
درست کئے اس فعل سے پیر و مرشد مین تمیز ہوا۔ سید مدرس نے آپکو طریقہ شطاریہ کا
خرقہ عنایت کیا۔ سید موسیٰ شاہ کی ارادت کا سلسلہ سید محمد مدرس کے واسطے سے شاہ
محمد غوث گوالیری تک پہنچتا ہے۔ آپنے سید محمد مدرس سے علم ظاہری و باطنی کی تحصیل کی تھی
سید محمد مدرس نے دوسرے مرتبہ بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا اوسوقت آپنے بھی ہمراہ
ہونے کا ارادہ کیا مگر سکندر ثانی کا وزیر ملک جہان خان جو آپ کا معتقد تہا مانع ہوا۔
آپ مرید کے اصرار سے رکگئے! اور مدرس صاحب روانہ ہوئے۔ ملک جہان خان
ہمیشہ آپ کی خدمت مین آمد و رفت کرتا تہا۔ بادشاہی جواہر خانہ مین ایک
موتی جو بیضہ کے برابر تہا۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اس کا ثانی پیدا کرنا چاہیے
وزیر تلاش مین تہا۔ ایک روز وزیر نے حضرت کو دکھلایا حضرت نے فرمایا
کہ ایک روز فقیر کے پاس رکھدیجئے۔ وزیر نے رکھدیا۔ دوسرے دن آپنے
دو دانے وزیر کے سامنے رکھے اور کہا کہ اپنا موتی لے لو۔ وزیر حیران ہوا

تمیز نہین کرسکا حضرت سے اجازت لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین دونون دانے
گذرانے۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ گزارش کی خرید لو۔ وزیر نے آپ سے
کہا۔ آپ نے کہا مین سوداگر نہین ہون۔ اگر بادشاہ کو مطلوب ہے تو ہمسے
طلب کرے آخر حضرت نے اپنا موتی لیکر باؤلی مین ڈالدیا۔ وزیر نے بادشاہ
سے تمام قصہ بیان کیا بادشاہ ناخوش ہوا اور ملک جہان خان کا اعتقاد
حضرت کی نسبت دہ چند ہوا۔ یہانتک کہ اپنی دختر نیک اختر آپ کے نکاح
مین دی حضرت نے منظور فرمایا اُسی بیوی صاحبہ سے شاہ عبداللطیف ثانی پیدا ہوئے

مست ہاتھی کی نقل

سکندر ثانی عادل شاہ کے سرکار مین ایک مست ہاتھی تہا۔ اکثر گہوڑون پر
حملہ کرتا تہا۔ اُس روز آپ ایک گہوڑے پر سوار برآمد ہوئے۔ راہ مین ہاتھی سے
مقابلہ ہوا۔ آپ نے نیزہ و تلوار سے ہاتھی کو مارلیا۔ تمام اہل شہر آپکی کرامت
و جرأت کے قائل ہوگئے۔

نقل جفار

ایک جفار آپکی خدمت مین آیا۔ اور عرض کیا کہ آپ علم جفر کے نسبت کچہ بیان فرمائے
آپنے عذر کیا اور کہا زمانہ سابق مین اس علم کی مشق تھی بہت مدت گذری
اب مجکو اُسکے قواعد محفوظ نہین ہین۔ مگر آپ کی خاطر سے کچہ بیان کرتا ہون

آپ چند آہنی مٹکے منگوائے اور اوس میں جفر کے قاعدہ سے حروف بسائط کے نقش لکھے اور جنگل میں چند درختوں سے آویزان کردئے۔ تمام مٹکے مطلّا و مذہب ہو گئے۔ پھر آپ نے خدام کو حکم دیا کنوئیں میں ڈال دو۔ خدام نے ڈال دیئے۔ آپ میں اور سید محی الدین ثانی حیدرآباد میں باہم بڑی محبت تھی۔ اور اکثر دونوں میں سلام و پیام رہتا تھا۔ شاہ امین الدین علی بیجاپوری آپکے معاصر تھے جب شاہ امین الدین مجذوب آپکے راستہ میں دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپنے چند مدت کے بعد راگر گڑھ سے جادوگر گوسائین کو نکالدیا۔ اور آپ وہان سکونت پذیر ہوئے اور ودگاؤن اب تک بنام علی پور مشہور ہے۔ آخر آپ ۱۴ تاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۲ ایک ہزار بیاسی ہجری میں بہشت برین کو روانہ ہوئے آپکی قبر شہر میں علی پور دروازہ کے متصل بیرون بلدہ ایک چبوترہ پر واقع ہے اولاد میں آپکو ایک صاحبزادہ مسمی عبد اللطیف ثانی اور چار لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی زین الدین بن شاہ محمد مدرس سے منسوب تھی

حضرت شاہ شریف چشتی نظامی اورنگ آبادی قدس سرہ

آپکا اسم مبارک شاہ شریف ہے آپ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا اورنگ آبادی کے اعظم خلفا و اکمل مریدین سے ہیں۔ اولاً آپکو شیخ موصوف سے خلافت و اجازت نامہ مل چکی تھی حسب الارشاد پیر و مرشد خلائق کو ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔ اکثر خاص و عام دکن آپکے دائرہ ارادت و بیعت میں شامل ہونے لگے آپکی پیری مریدی کا بازار خوب گرم ہوا۔ آپ رات دن اذکار و اوراد میں مشغول

رہتے تھے۔ ثانیاً آپکو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی دہلوی قدس سرہٗ سے بھی
خرقہ خلافت واجازت بہمہ دستگی ملی۔ آپ شیخ کی اجازت سے ہدایت وارشاد کیلئے
سندرسورت وگجرات تشریف فرما ہوئے۔ چندمدت سندرنگر مین قیام پذیر رہے
خلائق کو فیض ہدایت سے مستفید فرماتے رہے۔ اہل گجرات ودکن آپ سے حسن ارادت
رکھتے تھے آپکو شیخین سے جمیع سلاسل چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وغیرہا مین مرید کرنیکی
اجازت حاصل تھی جس طریقہ کا طالب ہوتا تھا آپ اوسکو اوسی طریقہ مین مرید فرماتے
تھے اور ذکر وشغل کی ہدایت کرتے تھے ہر ایک مرید کو تاکید کرتے تھے کبھی خلاف
شرع کسی امر مین دلیری نہین کرنی چاہئے۔ اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
لازم وواجب سمجھو۔ آپ صاحب جذب وحال تھے جس شخص پر آپکی نظر جلال و توجہ
کمال پڑتی تھی تو وہ خودی سے بیخود وہوش سے بیہوش ہوجاتا تھا اور آپکی صحبت و
توجہ کی برکت سے رجوع الی اللہ ہوجاتا تھا۔ آپکی توجہ عجیب وغریب موثر تھی کہ بشر وشجر
وحجر تمام پر اپنا اثر عیان کرتی تھی بشر کو بیقرار شجر وحجر کو متحرک کردیتی تھی چنانچہ
فخر الدین سلیمان مرید افضل العلما مولانا قمر الدین اورنگ آبادی آپکے نسبت تحریر فرماتے
ہین کہ حضرت شاہ شریف قدس سرہ بعد رحلت شیخین موصوفین وارد اورنگ آباد شدہ
طرح اقامت افگندہ وبجاذبہ کمال کہربا وار دلہا را ابر کشید۔ وبسلیمانی تسخیر سرفرازان را
حلقہ بگوش گردانید۔ درروزے دو ہفتہ مجلس گرامی معین داشتہ باصوفیان ہمراز
دست می افشاند۔ وباعشاق ہم مشرب بسر می کرد۔ گویند درون قول لوگرمی

بیان ہر کہ دو چار می شد۔ ہر چند کہ او دین کو چہ گزرے نداشتہ باشد بوجد می آید
انتہی کلامہ۔ اور حقایق آگاہ رحمت علیشاہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ ضیاء الدین
جیپوری قدس سرہٗ اپنی کتاب مولفہ مرآۃ الضیا مین شاہ خوب اللہ خلیفہ مولوی
زین الدین سے نقل کرتے ہین کہ مین ایک وقت حسن اتفاق سے سفر مین حضرت
شاہ شریف کی خدمتمین ہمرکاب تہا۔ راستہ مین ایک جنگل پر فضا مین گذر ہوا۔ شاہ صاحب
سرور و خوشی مین مست تھے۔ میدان پر فضا مین گذرتے تھے۔ راہ گذر مین چند
دہقان قلبہ رانی کر رہے تھے۔ یکایک انکی نظر دہقانون اور اونکے بیلونپر پڑی بس نظر کے
پڑتے ہی بیل اوچہلنے وکودنے لگے آخر جوئوں کو توڑ کے جنگل کا راستہ اختیار کئے تمام دہاقین یہ حالت
دیکہکر حیران ہوئے۔ خدایتعالی نے آپکی نظر توجہ مین وہ اثر عطا کیا تہا کہ حیوانات پر بہوش
ہوتا تہا۔ تمم کلامہ۔ سید فخر الدین علیخان نے اپنی مولفات مین لکہا کہ حضرت شاہ شریف
قدس سرہ صاحب ترجمہ خواجہ حبیب اللہ نوشہر کی اولاد سے ہین خواجہ صاحب کشمیر مین بہیجے
خلد مکان عالمگیر بادشاہ ہند کے عہد مین صاحب ترجمہ نواح کرلا متعلقہ دہلی وارکی
فوجداری خدمت پر مقرر ہوئے۔ چند مدت فوجداری کی خدمت امانت و دیانت کے
ساتہ ادا کرتے رہے ملازمت کے زمانہ مین حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کی
خدمتمین حاضر ہوئے۔ اور حسن ارادت و نیک عقیدت سے بیعت حاصل کی باوجود
ملازمت ذکر و شغل مین مواظبت فرماتے تھے۔ پیر مرشد کی توجہ کی برکت سے آپکا دل
دنیا کی محبت سے برخاستہ ہوا دنیوی کاروبار سے بیزار انہین ایام مین بادشاہ ہند

یعنی عالمگیر اجل طبعی سے فوت ہوا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد شاہزادون مین باہم
سلطنت کے بابتہ جنگ و جدال کا بازار گرم ہوا۔ چنانچہ محمد اعظم شاہ و محمد معظم شاہ دونون
بھائیون مین سخت لڑائی ہوئی طرفین سے بیشمار اہل اسلام مقتول ہوئے آخر محمد اعظم شاہ
معرکہ مین مقتول ہوا شاہزادہ کے مقتول ہونیکے بعد فی الجملہ امن ہوگیا۔ اسی ہنگامہ مین
حضرت شاہ شریف صاحب قدس سرہٗ صاحب ترجمہ تارک الدنیا ہوئے۔ خدمت
فوجداری سے مستعفی ہوکے تمام اپنا مال و اسباب فقرا و اعزہ پر تقسیم کردیا اور فقیری لباس
کی اور پیر و مرشد کی اجازت سے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ وہان پہنچکے حج و زیارت سے
مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ مین چند مدت سکونت پذیر رہے۔ اکثر اوقات حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک مین جاتے تھے۔ تلاوت قرآن و
دلائل خیرات مین مشغول رہتے تھے۔ پھر آپ حرمین شریفین سے ہند مین آئے۔ حضرت
شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی جو آپکے پیر کے مرشد تھے انکی خدمت مین پہنچے۔ آستان بوسی سے
سرفراز ہوئے حضرت سے بھی استفادہ کیا۔ ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے حضرت کے
حکم سے اہل بارہہ کی تربیت و ہدایت کیلئے روانہ ہوئے۔ چند روز بارہہ مین بسر کرکے
وہان سے بندر سورت گجرات مین پہنچے۔ بندر مذکور مین بیشمار خلایق حلقہ ارادت مین داخل
ہوئے۔ ملک گجرات مین زمانہ دراز تک رہے۔ اہل گجرات آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے
بعض کو آپنے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا چنانچہ آپکی پیری مریدیکا سلسلہ
ابتک وہان اور اوسکے اطراف مین جاری ہے سید شاہ ضیاء الدین چشتی حیدری آپکے

تو اس بھی اوسی ضلع مین ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے
خلفاء سے دو خلیفہ زیادہ مشہور ہوئے۔ ایک مولانا فخر الدین بن شیخ المشائخ۔ دوم حضرت
شاہ شریف صاحب قدس سرہٗ اول کے ذریعہ سے سلسلہ نظامیہ دہلی و پنجاب و ہندوستان مین
جاری ہوا چنانچہ اب تک جاری ہے۔ دوم شاہ شریف صاحب قدس سرہٗ صاحب
ترجمہ کے توسل سے اورنگ آباد دکن و خطہ گجرات مین رائج ہوا۔ صاحب ترجمہ کے دکن
و گجرات مین بیشمار مُرید تھے اور چند خلفا صاحب وجد و حال مثلاً حضرت عارف باللہ
شاہ غریب اللہ اورنگ آبادی اور شاہ اسمٰعیل بخاری اورنگ آبادی۔ و شاہ مراد مجذوب
و شاہ عبد الفتاح وغیرہم قدس سرہٗ اسرارہم تھے حضرت شاہ غریب اللہ سے اس سلسلہ
نظامیہ شریفیہ نے نہایت ہی رونق پائی۔ چنانچہ فی زماننا شاہ محمد غیاث الدین صاحب
موجود ہین حسب اجازت بزرگان سلف پیری مریدی کے سلسلہ کو جاری فرماتے ہین خوش
اخلاق و پسندیدہ سیرت ہین آپکو حضرت شاہ شریف صاحب قدس سرہٗ صاحب
ترجمہ سے پانچ واسطہ سے بیعت و خلافت حاصل ہے۔ شاہ محمد غیاث الدین مریدُ
خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین ثانی چشتی احمد نگری اور وہ مرید و خلیفہ شاہ میر محمد
قدس سرہٗ اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین اول چشتی اورنگ آبادی احمد نگری کے
اور وہ مرید و خلیفہ شاہ غریب اللہ اورنگ آبادی۔ اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ شریف
اورنگ آبادی۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ پیر و مرشد کی رحلت کے بعد شہر اورنگ آباد مین
پچیس برس زندہ رہے۔ مدۃ مذکورہ مین اہل دکن کو ہدایت و ارشاد سے

سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے بتاریخ ۲۶ ماہ رجب سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عارف الدین خان المتخلص بعاجز نے تاریخ رحلت لکھی۔ مادہ تاریخ یہ ہے۔ (مرو باوجد بود شاہ شریف) ۱۱۶۰ آپکی درگاہ شریف اورنگ آباد مین قریب اورنگ پورہ متصل نالہ جسکو شریف کا نالہ کہتے ہین واقع ہے۔ آپکے مرقد مبارک پر گنبد بنایا گیا تھا۔ اور درگاہ کے احاطہ مین خانقاہ و مسجد بھی بنا گئی تھی۔ نالہ کی شدید طغیانی کی وجہ سے تمام عمارتین منہدم ہوگئین اب صرف اطراف کی چاردیواری باقی ہے۔ خانقاہ کی مسجد کی بنا کی تاریخ بھی عاجز نے لکھی تھی۔ (ہو ہذا۔ این مسجد شریف حریم جہان نما) آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ معتقدین جمع ہوتے ہین فاتحہ پڑھتے ہین۔ چادر و گل مرقد پر چڑھاتے ہین حسن اعتقاد سے مقاصد چاہتے ہین۔ کامیاب ہوتے ہین۔ مزار و متبرک ہے۔

حضرت شاہ محمد مدنی قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک شاہ محمد۔ عرف شاہ مدنی و سید مدینہ ہے۔ آپ حضرت شاہ پیران صاحب بن شاہ درویش محی الدین قادری کے صاحبزادے ہین۔ انوار الاخیار کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ اٹھارہ برس کی عمر مین علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہوئے والد ماجد کے مرید و خلیفہ و جانشین ہوئے۔ جامع حقایق و معارف و واقف دقایق عوارف تھے فصیح البیان و بلیغ اللسان تھے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے مشکوٰۃ النبوہ کے مولف نے لکھا کہ آپ حسن و خوبی مین ایسے تھے کہ لوگ آپ کو

یوسف کنعانی سے تشبیہ دیتے تھے۔ خاص و عام آپکے جمال باکمال کے مشتاق ہوتے
تھے اور کہتے تھے کہ وہ یوسف کنعان تھے یہ یوسف کاروان ہین۔ حیدرآباد کے
کاروان مین آپکا دولت خانہ تھا۔ زمانۂ شعور و تمیز سے ریاضت و عبادت مین
مشغول رہتے تھے۔ نہایت ہی پرہیزگار و متقی تھے حقایق تصوف و دقایق تعرف سے
خوب واقف تھے۔ وحدت کے نکات و رموز نہایت شرح کے ساتھ بیان فرماتے ہین
آپکی تقریر سے طالبین سالکین کو یقین کامل حاصل ہوجاتا تھا۔ آپنے ایک رسالہ
حقایق و کشف دقایق مین لکھا ہے اسمین فرماتے ہین کہ حضرت صوفیہ نے اپنی اصطلاح مین
ممتنع الوجود شریک باری تعالی باعتبار نیستی محض کو مقابل ہستی محض جو درمیان
ممکن و واجب ہے قرار دئے ہین اور وہ مرتبہ وحدت ہے۔ مقام عروج روح مین
فی حد ذاتہ وجود غیر کا مانع ہے۔ واجب ہین اسلئے کہ توحید کا مرتبہ یہین سے شروع
ہوتا ہے۔ اور اسی مقام سے منافات سقوط بھی واقع ہوتا ہے۔ وہ مقام تنزیہ
ہے۔ پس ممکن جب تعین و تقید سے رہا ہوتا ہے اور اپنے اسم و رسم سے گذرجا
ہے تب باعتبار تخلقوا باخلاق اللہ یعنی باوصاف باریتعالی موصوف ہوتا ہے باوجود
این ممتنع الوجود سے موسوم ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہین کہ ممکن مثل باد۔ و ممتنع مثل آب
و واجب مثل نور آفتاب ہے۔ ایضاً فرماتے ہین کہ صوفیہ کرام نے ممکن کو دو قسم کیا ایک
لازم الوجود کہ اصطلاح مین واجب الوجود ہے۔ دوم ممکن الوجود و واجب الوجود مین
دو مرتبہ قرار دئے ہین۔ ایک عارف الوجود۔ دوم واحد الوجود۔ ہر دو بمعنی نور علی نور

مشہور و مشہور ہے۔ پس اس تقسیم سے قسمت لازم نہین ہوتی ہے۔ تقدم و تاخر
بالرتبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آب صفائی آب۔ و آئینہ و جلا ر آئینہ و شمشیر و جوہر شمشیر
پس سجالتین پانچ وجود باعتبار اصطلاح قرار پائے۔ موافق حضرات خمس ایضاً
فرماتے ہین کہ صوفیہ کرام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجود ششم شاہد الوجود
مثل منازل ستہ و ایام ستہ ہے۔ الغرض آپکا رسالہ جامع رموز و نکات تصوف ہے
گویا صوفیہ کرام کیلئے فتاوی ہے۔ رسالہ کامل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے
کسقدر اسرار الٰہی کو پردہ عدم سے وجود مین لائے ہین۔ انتہی کلامہ۔ انوار الاخیار کے
مولف نے لکھا کہ آپ حسن خلق مجسم با اخلاق تھے۔ امیر و فقیر سے حسن اخلاق سے
ملتے تھے۔ نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ غربا و مساکین کی مدارات
فرماتے تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ فصیح و بلیغ تھے۔ طبع موزون رکھتے تھے۔ آپکی
طبیعت مین شعر گوئیکی لیاقت خدادا تھی کبھی کبھی جوش جد و ولولہ شوق مین کلام موزون فرماتے تھے

من اشعارہ

زبرق تیغ ابرو نیست ما را طاقت تابے	ز چشم مردم جاری ست ظالم جوئے خونابے
اگر چہ از سراپا غرق بحر ہجر شب خوابم	وے دل میدہد صد جلوہائے لعل شب تابے

ولہ

چو قمری در گلو پیچیدہ ام زلف سیہ مارے	بزور طالع خوش یافتم این رشتہ زنارے
تا کشودم در تمنائے تو فال سوختن	چون شرر پروانہا دارم ببال سوختن

مشکواۃ النبوۃ کے تالیف کے زمانہ مین یعنی ۱۲۱۹ھ ہجریہ مین آپ زندہ تھے مولف تذکرہ

حضرت میر غلام علیصاحب قادری کے عم بزرگوار تھے۔ چنانچہ مولف مذکور متعدد مقام میں آپکو عمو کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ تقریباً آپکی وفات سنہ ۱۲۳۰ھ یا سنہ ۱۲۵۰ھ ہجریہ میں واقع ہوئی۔ فقیر مولف کو تحقیقاً سنہ وفات معلوم نہیں ہوا جب معلوم ہوگا درج کرونگا

حضرت شاہ شہباز قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک ملک شرف الدین ہے۔ اور شہباز لقب ہے۔ آپ ملک عبدالقدوس کے صاحبزادے ہیں۔ آپکے والد ماجد عالم فاضل و صاحب حکومت تھے شہر احمدآباد میں سکونت پذیر تھے۔ ملک گجرات میں معزز تھے۔ حکام وقت آپکی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے اتفاقاً ایک وقت حاکم وقت سے رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہوئے۔ نوکری سے دست بردار ہوکے شہر برہانپور میں آئے۔ اسوقت برہانپور میں عینا عادل شاہ فاروقی فرمانروا تہا۔ فاروقی نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی مہمانی و خاطرداری میں ایک دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا قلعہ اسیر کے قریب مکان عزیز میں اتارا اور آپکے لئے معتدبہ وظیفہ مقرر کردیا آپ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے چند روز کے بعد عالم بقا کے طرف روانہ ہوئے والد کے انتقال کے وقت حضرت شاہباز صاحب ترجمہ کی عمر چودہ ۱۴ سالہ تھی آپ تحصیل علم میں مصروف تھے۔ چندمدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے اور طلبا کی تدریس میں مشغول ہوئے۔ خوش تقریر تھے۔ طلبہ آپکی خوش بیانی سے محظوظ ہوتے تھے اتفاقاً ایک روز آپکا گذر کسی مجذوب معاصر کے پاس ہوا۔ مجذوب نے حالت جذب میں آپسے فرمایا کہ آپ کسی صاحبدل کامل سے ملئے۔ وہ آپکو کچھ نعمت عطا کریگا۔ بھرآپکے

راتکو خواب مین دیکھا کہ کوئی صاحب دل مکان کے صحن مین کھڑے ہین اور یہ آیت باواز بلند پڑھتے ہین۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۔ اے ایمان لانیوالو تم اللہ تعالی سے ڈرو اور چاہو وسیلہ۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے آپکے دلمین محبت اللہ کی آگ بھڑک گئی پیر مرشد کی تلاش مین مستعد ہوئے۔ برہان پور سے برآمد ہوے۔ احمد آباد گجرات مین حضرت شاہ علی خطیب خلیفہ قطب عالم کی خدمتمین پہنچے بیعت سے مشرف ہوکے حضرت پیر مرشد کی خدمتمین ایکسال تک سکونت پذیر رہے۔ حسب الارشاد مرشد ریاضت وعبادتمین مشغول ہوئے۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ مرشد سے خلافت واجازت لیکر شہر برہانپور مین مراجعت کی برہانپور کے قریب پہنچکے ایک باغ مین فروکش ہوئے قیلولہ کیا حالتمین خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی نے آپکو شاہبھا خطاب سے مخاطب فرمایا۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ خدا تعالی کا شکریہ ادا کیا۔ بعض بزرگان وقت سے خوابکا واقعہ بیان کیا۔ اسوقت سے شہباز لقب سے مشہور ہوئے آپ بمقتضائے (اللہ وتر یحب الوتر) تنہائی وگوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے اکثر اوقات صحرا وجنگل مین بسر کرتے تھے موضع تہاٹ کے قریب ندی کے کنارے عبادت مین مشغول رہتے تھے۔ اس موضع کے قریب ایک غار مین ایک چور راہزن رہتا تھا راستہ کے آنے جانیوالونکو ایذا دیتا تھا اور انکا مال واسباب لوٹ لیتا تھا۔ ایکرات حضرت کے حجرہ کے قریب آیا دیکھا کہ صحرائی درندہ حجرہ کے قریب بیٹھے ہین درندون نے جب چور کو دیکھا اوسکو گھیر لیا۔ چور خوف وہیبت وہلاک جانسے کانپنے لگا۔ ایسی

حالتمین آپ تجدید وضو کیلئے حجرہ سے برآمد ہوئے۔ چور نے اپنا حال عرض کیا آپنے رحم فرمایا۔ تمام درندے آپکے حکم سے چلدیئے۔ چور آپکے قدمو نپر گرا اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ اور شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ آپکے خادمونمین شریک ہوگیا۔ سعادت وصلاح کا راستہ اختیار کیا۔ آپنے اوسکا نام کمال الدین رکھا۔ آپ صاحب خرق عادت تھے۔ آپکی اکثر کرامتین مشہور ہین تاریخ مشایخ برہانپور مین مذکور ہین چنانچہ مولوی خلیل الرحمن برہانپوری مرحوم نے تاریخ مذکور سے اپنی مولفہ تاریخ برہانپور مین نقل کئے ہین۔ فقیر مولف بھی تواریخ مذکورہ سے نقل کرتا ہے تاکہ شائقین مطالعہ سے مستفید ہوجائین۔ تاریخ برہانپور مین مذکور ہے کہ آپنے ایکرات خواب مین دیکھا کہ پیرو مرشد شاہ علیصاحب فرماتے ہین۔ طَالَ شَوقِی اِلیٰ لِقَائِکَ وَزَادَ حُبِّی اِلیٰ وِصَالِكَ۔ آپ خواب سے بیدار ہوکے صبح کے وقت احمد آباد گجرات روانہ ہوئے پیر روشن ضمیر کیخدمتمین ملازمت سے مشرف ہوئے۔ مرشد نے فرمایا آپ علم ظاہری سے فارغ ہین آپکو علم باطنی مین بھی کمال حاصل کرنا چاہئے۔ آپ زمانہ دراز تک پیر کیخدمتمین رہے۔ مرصاد العباد و فصوص الحکم۔ ولمعات ولوائح وغیرہ کتب پڑہین اور دیگر اسرار حقیقت ومعرفت سے بھی آگاہی حاصل کی تکمیل کے بعد برہانپور مراجعت کی۔ راستہ مین قیلولہ کیا۔ خواب مین دیکھا کہ ایک قبر مین بہت عذاب ہو رہا ہے آپنے حضرت رسالتمآبؐ کی جناب مین عرض کیا عذاب موقوف ہوگیا۔

نقل ۵

کہ آپ مدت دراز تک بسبب کسر نفسی کسیکو مرید نہین کرتے تھے۔ ایک رات تہجد کے بعد خواب مین دیکھا کہ قیامت قایم ہوئی۔ تمام خلایق میدان حشر مین مجتمع ہین۔ اور وہان ایک بلند پہاڑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہین۔ اور شاہ علی کے ہاتھ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لمر بند ہے اور شاہ علی نے آپسے کہا کہ آپ میرا لمر بند نچھوڑ و پھر آپنے حسب الحکم مرشد آپنے پشت کیطرف دیکھا کہ بیشمار اولاد آدم موجود ہین۔ اوسوقت شاہ علیصاحب نے آپسے فرمایا کہ آپ خلایق کو ہدایت فرماتے رہئے کہ یہ تمام آپکے ذریعہ سے بہشت مین داخل ہونگے۔ آپ خواب سے بیدار ہو گئے اوسوقت سے طالبین کو مرید کرنے لگے۔

نقل ہے

کہ عینا عادل شاہ فاروقی والی خاندیس ایک وقت مرض شدید مین مبتلا ہوا۔ تمام اطبا معالجہ سے عاجز ہو گئے۔ اور تمامکو زندگی سے نا امیدی تھی۔ بادشاہ نے وزیر کو آپکی خدمت مین بھیجا۔ اور تشریف آوری کی درخواست کی۔ آپ باتباع سنت نبوی عیادت کیلئے بادشاہ کے دولتخانہ پر آئے۔ اور بیمار کے سر پر دست شفا رکھا۔ اوسیوقت صحت حاصل ہوئی۔ چند روز کے بعد آپسے اولاد کی درخواست کی آپنے دو نارنگی بھیجی۔ دو فرزند کی بشارت دی کہ اللہ جل شانہ عطا کرے گا۔

نقل ہے

کہ آپ دو پہر کو قیلولہ مین تھے آپکے خلیفہ شیخ جلال متوکل کے دلمین یہ خیال گذرا کہ

درویشی سے کیا معنی و مراد ہے۔ حضرت نے بیدار ہو کے فرمایا درویشی بازیگری ہے
شیخ جلال اس معنی کے سننے سے زیادہ متردد ہوا۔ کہ درویشان اہل اللہ صادق
ہیں۔ بازیگر کاذب ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا آنکھیں بند کر لو۔ پھر لمحہ کے بعد کھولو
شیخ جلال نے حکم کی تعمیل کی۔ دیکھا کہ ایک شہر بزرگ ہے اور وہاں ایک بازار
بزرگ ہے۔ عجائب و غرائب سے معمور ہے۔ یہ حالت دیکھنے سے متحیر ہوئے پھر
حضرت نے فرمایا اے جلال آنکھیں بند کرو اور کھولدو۔ شیخ جلال نے حکم کی تعمیل
کی دیکھا کہ بدستور سابق کے حال پر ہیں نہ وہ بازار ہے نہ غرائب و عجائب۔ پھر حضرت
شیخ سے فرمایا اکثر لوگوں کے اعتقاد اسی قسم کے خوارق پر موقوف ہیں اسمیں بازیگری کی
مشابہت ہے۔ مگر واقع میں درویشی حقیقی وہ ہے کہ ما سوی اللہ کسی چیز کا خیال
نکرے۔ اور توحید کے دریا میں غرق ہو کر اپنی ہستی کو نیست کر کے مرتبہ فنا فی اللہ
و دولت بقا باللہ کو حاصل کرے۔ اسحالتمیں اگر خوارق عادات بدون ارادہ
و طلب سرزد ہو جائیں تو سالک معذور ہوگا۔ ورنہ ولی کامل پر کرامت و اقتدار کا
اظہار کرنا منع ہے۔ مگر جو بات حکم الٰہی سے ظاہر ہو جائے اسمیں ہم کچھ کہہ نہیں سکتے وہ
امر حقیقی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اظہار کرامت حظ نفس ہے۔ درویش کا کام نفس کشی ہے

نقل ہے

کہ ایک عورت صالحہ حضرت کی بیعت سے مشرف ہو کے خانقاہ کے ایک گوشہ میں
رہتی تھی۔ رات دن ذکر و شغل میں گذارتی تھی۔ حضرت نے اسکو بموجب الہام ربانی

بشارت دی کہ تو عبادت و خلوص کے بدولت تجلی خاص سے مشرف ہوگی عورت
بشارت کے سنتے ہی بحالت وجد گریہ کرنے لگی۔ گریہ کرتے کرتے بیہوش ہوگئی۔
جب ہوش مین آئی کسی نے اوس سے پوچھا خوشی کیحالت مین گریہ کیسا۔ اوسنے جواب دیا
کہ جاروب کش کنیز سے اگر مالک وصال کا وعدہ کرے تو۔ اس خوشحالی مین شادی
مرگ کیون نہ ہوجائے۔ بعد ازان نماز تہجد مین اوسکا دل تجلی الٰہی سے اسقدر
منور ہوا کہ جان مین گنجایش باقی نہ رہی۔ نقد جان کو جان آفرین پر نثار کردی ؎

این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست ॥ روزے رخش ببینم و تسلیم وی کنم۔

اصلاح حضرت شہباز صاحب سے بجز اکثر خاص و عام مستفید ہوئے ہین اور درجہ کمال کو پہنچے ہین آخر
آپنے بتاریخ ماہ ربیع الآخر سنہ ۹۲۴ ہجری عالم فانی سے فردوس برین کیطرف رحلت کی برہانپور مین مدفون ہوئے

باب الصاد

شیخ صلاح الدینؒ

صلاح الدین نام۔ آپکے والد تو کاجیو نام۔ ایکروز شرف اسلام حاصل کرنیکے لئے
شیخ احمد کھٹو گنج بخش کیخدمت مین آئے۔ گنج بخش اوسوقت قرآن شریف کی تلاوت مین
مشغول تھے۔ آپنے توکاجیو سے مخاطب ہوکر فرمایا اے طالب بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہو۔ توکاجیو نے حسب الارشاد بسم اللہ پڑھی۔ آپنے اوسکو مسلمان کیا پھر فرمایا
پانی لا۔ طالب نے پانی حاضر کیا۔ گنج بخش نے نوش فرمایا اور بقیہ طالب کو دیا۔ اور

فرمایا پی۔ طالب نے حسن اعتقاد سے پیا۔ پھر گنج بخش نے قرآن شریف طالب کو
دیا۔ اور فرمایا پڑھ طالب نے آپکی برکت اور خدا کی عظمت کی بدولت پڑھا۔ بعد ازان اونکا
نام شیخ طالب مقرر فرمایا۔ حضرت کی ملازمت مین رہنے لگا۔ ایک روز سلطان محمود
بیکرہ شیخ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ توکا جیو مسلمان ہوا حضرت گنج بخش نے فرمایا
ہان اسکے اسلام سے ایک عجیب بات نمود ہوئی ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ اوسکا
بھائی مولاجی بھی موجود ہے شیخ نے فرمایا اوسکو بلائیے۔ چنانچہ وہ بھی بلایا گیا پھر
شیخ نے بادشاہ سے فرمایا کہ چار روز ہوئے کہ مجھکو حکم الٰہی پہنچا ہے کہ ہم نے تجھکو
ایک فرزند عطا کیا اوسکی والدہ شہر لاش مین ہے۔ یعنی توکا جیو کے دو بیویان مین
ایک حاملہ ہے اوس سے فرزند ہوگا وہ ہمارا فرزند عطیہ الٰہی ہے۔ اوسکو بلائیے سلطان
مولاجی کو اوسکی طلب کے لئے شہر لاش روانہ کیا۔ مولاجی شہر مذکور مین پہنچا چند روز کے
بعد زن مذکورہ کو شہر لاش مین لڑکا پیدا ہوا۔ مولاجی عورتکو مع فرزند ہمراہ لیکر آیا
تین روز کے بعد عورت فوت ہوئی۔ اور چند روز کے بعد شیخ طالب بھی فوت ہوا۔
حضرت گنج بخش نے لڑکے کا نام شیخ صلاح الدین رکھا۔ اور فرزندی مین لیکے اوسکی
تربیت شروع کی حضرت گنج بخش کے ملفوظ مین مذکور ہے کہ میرا فرزند صلاح الدین
جسوقت ایکسالہ بچہ تھا مین اوسکو آغوش مین رکھتا تھا۔ ایکروز اتفاقاً آگ مین گرا تھا
مین نے اوسکو ہاتھ سے نکالا تھا۔ جب وہ چار برس کا ہوا اوسوقت میرے سامنے
بازی کر رہا تھا۔ مین نے کہا بابا صلاح الدین جب تو صغیر تھا مین نے تجکو آگ سے

بچایا تھا اور اپنے ہاتھ سے نکالا تھا۔ صلاح الدین نے جواب دیا۔ حضرت یہ آگ
کیا ہے آپنے ہمکو دوزخ کی آگ سے بچایا تھا۔ مین نے کہا بیشک جو کوئی تم پر اور
تمہاری اولاد پر لطف کریگا مین اوسکو بھی دوزخ سے بچاؤنگا۔ انتہی کلامہ
گنج بخش نے آپکو مرید و خلیفہ کیا اور علم باطنی سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازان گنج بخش
مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ سلطان محمود عیادت کیلئے آیا اور قاضی عبدالحی
بن منصور کو بھی ہمراہ لایا۔ عیادت کے بعد آپسے کہا حضرت کسیکو خانقاہ کا
چراغ روشن کرنیکے لئے معین کیجئے۔ گنج بخش نے فرمایا میرا فرزند صلاح الدین
خانقاہ کا چراغ ہے خانقاہ کو روشن کریگا۔ سلطان نے تھوڑی دیر توقف کرکے
عرض کیا حضرت خانقاہ و سجادہ نشین کا کام مشکل و بزرگ ہے اور صلاح الدین
صغیر ہے۔ اور قاضی مرد بزرگ و لایق ہے انکو مقرر کیجئے۔ گنج بخش نے فرمایا کہ
قاضی اس کام کے لائق نہین ہے اور آپ مجکو مردہ نہ سمجھین۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ
لَا یَمُوْتُوْنَ۔ بعد ازان سلطان نے شیخ صلاح الدین کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔ اور
اونکی تعظیم و توقیر کی۔ گنج بخش کے انتقال کے بعد صلاح الدین مسند نشین ہوئے
اور پیری مریدیکا سلسلہ جاری کیا۔ اور علما و فضلا سے ظاہری علوم مین لیاقت
و مہارت کافی حاصل کی اور علوم باطنی مین حضرت گنج بخش سے فیض پایا تھا۔
خلایق کو ہدایت و تلقین و درس و تدریس سے سرفراز فرمانے لگے آپ صوم و
صلواۃ کے پابند تھے۔ صلاح و تقوی کے زیور سے آراستہ اور خلق و مروت سے

پیراستہ تھے۔ ہر ایک امیر و فقیر کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے مستفیض ہوتے تھے۔ مدت العمر شیخ گنج بخش کی طرح خانقاہ میں ثابت قدم رہے۔ خانقاہ کے احاطہ سے باہر قدم نہیں رکھا گنج بخش کے ہمقدم تھے۔ آخر آپنے دوسری تاریخ ربیع الاول ۸۹۵ھ آٹھ سو پچیانوے ہجری میں رحلت کی قصبۂ گنج ضلع احمد آباد مین مخدوم گنج بخش کے قبر کے قریب مدفون ہوئے آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اہل گجرات آپسے حسن اعتقاد رکھتے ہیں

شیخ صدیق شطاری قدس سرہ

آپکے والد ماجد عطاری کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ بھی اسی پیشہ میں کسب حلال پیدا کرتے تھے۔ زاہد و عابد تھے۔ جب آپ کے دلمین محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوا تب آپ شیخ صدرالدین ذاکر کی خدمت میں آئے۔ اور سلسلہ شطاریہ میں مرید و خلیفہ ہوئے خلایق کو تعلیم و تلقین کرنے لگے۔ چندہی روز میں مشہور و معروف ہوگئے۔ گلزار ابرار کے مصنف نے لکھا کہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے حسن اخلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تھے۔ صاحب ولایت و کرامت تھے اکثر اہل گجرات آپکے فیض سے فائز المرام ہوئے ہیں۔ فقرا و غربا کے ساتھ نہایت ہی ہمدردی فرماتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۹۷ھ نوسو ستانوے ہجری مین رحلت کی بڑودہ گجرات میں مدفون ہو۔ آپکی ارادت و خلافت کا سلسلہ اسطرح ہے۔ شیخ صدیق خلیفہ و مرید شیخ صدرالدین ذاکر۔ او خلیفہ محمد غوث گوالیری۔ او خلیفہ

شیخ حمید ظہور۔ او خلیفہ شیخ قاضی شطاری او خلیفہ شیخ عبداللہ شطاری۔ الخ۔ بیر اولیہ سرحق

شیخ صلاح الدین المعروف بہ شیخ سیلان چشتی

آپ صدیقی الاصل والنسب ہیں۔ آپ نظام الدین اولیا بداونی کے مرید و خلیفہ تہے۔ حضرت منتجب الدین زرزری زر بخش کے ہمراہ دکن میں آئے مشہور ہے کہ زرزری زر بخش کے ہمراہ چودہ سو یا سات سو پالکی نشین بزرگ تہے۔ آپ بہی انہیں بزرگوں میں سے تہے۔ تمام بزرگان دین دکن کے بلاد و قصبات میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور ہنود کو ہدایت کرنے لگے۔ آپ پونہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مشہور ہے کہ راجہ پونہ ہر آپ سے مخالفت رکہتا تہا۔ آپکی بددعا سے ہلاک و قتل ہوا۔ صاحب خارق عادات و کرامات تہے۔ ہنود کو توحید کے مسائل بہت آسانی و نرمی سے سمجہاتے تہے۔ اور کشف و کرامت سے بہی تائید لیتے تہے ہنود پر آپکی نصیحت و دعوت مؤثر ہوتی تہی۔ اسلام قبول کرتے جاتے تہے

نقل ہے

کہ جب آپ پونہ میں داخل ہوئے آپکے ہمراہی فقرا نے شدت گرسنگی کیوجہ سے ایک ہندو کی گائے ذبح کرکے کہا گئے اوس کا مالک خبر سنکے آپکی خدمت میں آیا۔ اور فریاد کی۔ آپنے گائے کا پوست و ہڈیاں فراہم کرکے رکہا اور سر و پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر چسپاں کرکے زبان مبارک سے فرمایا۔ قم باذن اللہ گائے اوٹہ کے فرار ہوئی۔ ہنود یہ کرامت دیکہہ کے معتقد ہوئے۔ اکثر نے

اسلام قبول کیا آپکی وجہہ سے پونہ مین اسلام شایع ہوا اور دین محمدی کو رونق
ہوئی آپنے بت خانہ توڑ کے مسجد تعمیر کی۔ ابتک مسجد موجود ہے۔ اور آپ کے
بہائی شیخ مسرور غازی اور اون کے صاحبزادے شیخ شہان غازی بہی ہمراہ تہے
بہائیکی اولاد موجود ہے۔ روضہ کے اطراف مین رہتے ہین۔ صلاح الدین بن
مولوی کریم الدین احمدنگری سلمہ اللہ تعالی سے معلوم ہوا کہ ام خاص حضرتکی
اولاد مین ہین ایک گاوٗن جاگیر بہی مولوی کریم الدینصاحب کے قبضہ مین ہے
سالانہ عرس اُنکے اہتمام سے ہوتا ہے۔ عزیزی صلاح الدین سلمہ فقیر مولف سے
محبت و اتحاد کا سلسلہ رکہتے ہین۔ چنانچہ مین ایکمرتبہ بطریق سیر احمدنگر گیا تہا
عزیز کے مکان پہ فروکش ہوا تہا۔ عزیز نے میری مہمانی و مدارات عمدہ طرحسے کی
شکریہ ادا کرتا ہون۔ سرخ ابدال پیر سنا۔ اور ابن پیر وغیرہ آپکے ہمراہی فقرا تہے
آخر آپ کی رحلت ماہ شعبان ۷۰۹ھ سات سو او نساٹھہ ہجری مین واقع ہوئی
عرس دوسری ذیقعدہ کو ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے ہے کہ ماہ شعبان لکہا گیا
عرس کے لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماہ ذیقعدہ مین رحلت ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ کے نسب کا شجرہ

شیخ صلاح الدین غازی۔ بن شیخ عبداللہ غازی۔ بن حمید الدین غازی
بن صدر الدین غازی۔ بن جلال الدین غازی۔ بن شیخ جمال الدین غازی
بن شیخ مظفر غازی۔ بن ظہیر الدین غازی۔ بن علاؤالدین غازی۔ بن

شیخ یحییٰ غازی۔ بن شیخ ابوسعید غازی۔ بن ابواسحاق غازی۔ بن شیخ زین العابدین غازی۔ بن محمد خلف بن حضرت ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

شیخ صوفی سرمست اسدالاولیا قدس سرہٗ

شیخ محمد نام صوفی سرمست و اسدالاولیا لقب ہے۔ آپ صوفیائے کرام و اولیائے عظام سے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپ چشتی مشرب و صوفی مذہب تھے۔ صاحب کشف و کرامت و خارق عادت تھے۔ آپ ساتوین صدی ہجری مین عرب سے دکن مین وارد ہوئے۔ اوسوقت دکن کفرستان تہا۔ کہین اسلام و ایمان کا نشان نہین تہا نہ اہل اسلام و اہل ایمان کا پتا تہا۔ آپکے ہمراہ فقرا و مریدین و غزاۃ مجاہدین سات سو سے زیادہ تھے۔ مقام سگر شاہ پور مین فروکش ہوئے وہان ایک راجہ کہا رام نام متعصب و مخالف اسلام تہا۔ آپکے اخراجکا ارادہ کیا۔ اور آرسد غلہ وغیرہ سامان دکش و شرب کو مسدود کیا آپ اور آپکے ہمراہی تنگ ہوئے۔ بلطف و نرمی سے آذوقہ وغیرہ سامان کی درخواست کی۔ مگر راجہ نے قبول نہین کیا۔ اور جنگ کیلئے مستعد ہوا۔ آپ اور آپکے ہمراہی مجاہدین بہی تیار ہوئے سخت جنگ واقع ہوا طرفین کے بہادر مقتول ہوئے آخر راجہ آپکے صاحبزادے کے ہاتھ سے مقتول ہوا اہنو دکے مقتولین کی تعداد بیشمار تھی اور دہلی سے لکھی خان افغان اور نعمت خان بہی انہین ایام مین آپکی اعانت کیلئے

آئے۔ ہنود مغلوب ہوئے۔ اور مسلمان غالب و مظفر رہے۔ ہنود بقیۃ السیف نے
خراج گزاری قبول کر کے مصالحہ کیا۔ چونکہ آپکا منشا جدال و قتال نہین تھا۔
آپکی اصلی غرض اسلام و دین محمدی کی اشاعت تھی۔ بنا بر علیہ ہنود کی تالیف
قلوب کی۔ اکثر ہنود اسوقت آپکے حسن اخلاق و خرق عادات کو دیکھکر مسلمان
ہوئے۔ آپکی ذات بابرکات کی سعی سے دکن مین اسلام شروع ہوا۔ بلاد و
قصبات مین تکبیر واذانکی آواز سنائی دی۔ اور راجگان کرناٹک بالاگھاٹ
و پائین گھاٹ فقرائے اسلام کے ساتھ مانوس ہوئے پیشتر جو اہل اسلام سے
نفرت کرتے تھے وہ ترک کئے۔ حسن اعتقاد سے فقرا کی خدمت مین آتے تھے
اور استعانت کرتے تھے فقرا سے تعویذات لیتے تھے اور بیمارونکی صحت کی دعا
چاہتے تھے۔ اولیائے اسلام تالیف قلوب کے لحاظ سے اُنکی خاطر و تسلی
کرتے تھے۔ اکثر ہنود خوشی سے اسلام کو قبول کرتے تھے۔ اور فقرا کی صحبت
مین موحد بنتے تھے۔ آخر آپنے سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۶۸۰ چھ سو اسّی۔
ہجری مین آخرت کا سفر کیا۔ اور بہشت برین مین داخل ہوئے۔ مقام سکر
شاہپور علاقہ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اہل اسلام
و اہل اصنام حسن اعتقاد سے جمع ہوتے ہین۔ نیازات و نذر پیش کرتے ہین۔

مجمع الانساب کے مولف نے آپکے نسب کا شجرہ مندرجہ ذیل لکھا

شیخ محمد صوفی سرمست۔ بن شاہ محمد سطری۔ بن شیخ اشرف۔ بن شیخ مبارک

بن شیخ ابوالحسن صالح۔ بن شیخ ابوالفتح منصور۔ بن شیخ ابوالنصر محمد۔ بن شیخ عمر۔ بن شیخ عبدالرحمن۔ بن شیخ عبداللہ۔ بن شیخ عبدالعزیز۔ بن شیخ عبداللہ۔ بن حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت صادق علیشاہ

ابتدا میں آپ نوکر پیشہ تھے۔ ایک دو گھوڑے کے مالک تھے۔ سن شعور سے فقیر دوست و طالب راہ تھے۔ خاندان قادریہ میں اولاً کسی بزرگ بغدادی نو وارد کے مرید ہوئے اور مرشد کی ہدایت سے ذکر و شغل مین مشغول ہوئے لیکن جی لکو قرار و تسکین نہین ہوئی تھی پھر شاہ رضا صاحب کی خدمتین طالب ہوئے بارہ برس تک جواہر خمسہ کے۔ اشغال و اذکار مین ریاضت کرتے رہے۔ ذکر آرہ و ذکر حدادی و قمری وغیرہ اذکار مین خوب محنت کی۔ شاہ رضا صاحب آپ سے زیادہ محبت رکھتے تھے ایکروز آپسے کہا اگر تو میرا خرقہ زیب تن کریگا تو تجھکو تمام نعمت دونگا۔ آپ آرہی ہلے کہتے رہے۔ پھر شاہ رضا صاحب نے ایکروز آپکو کیمیا کا نسخہ سکھایا۔ دوسرے روز تسخیر موکلات کا عمل ظاہر فرمایا تیسرے دن ایک نقش بتلایا کہ اوسکی یہ تاثیر تھی کہ حاکم وقت خدمت مین چلا آتا تھا۔ بیشک یہ تینون عمل ٹھیک و درست تھے۔ پھر چوتھے دن کہا اے میان یہ تینون عمل نادر ہین اگر آپ میرا خرقہ قبول کرین تو یہ تینون عمل آپکو دونگا۔ آپنے فرمایا حضرت یہ درویشی غرض کی ہوگی۔ نہ خدا کیلئے

اگر خدا کی معرفت حاصل ہوجائے تو خرقہ زیب تن کرتا ہوں پھر آپ تالاش والدہ کے
ملنے کو ارکاٹ گئے۔ وہاں شاہ فقیر علیصاحب سے ملے اور اونکی خدمت میں رہے
تہوڑے ہی عرصہ میں باکمال ہوئے۔ مرشد کے ہمراہ حیدر آباد میں آئے شاہ
اعظم علیصاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور فقیر علیصاحب نے صادق علی شاہ کو خرقہ
اعظم علی شاہ سے دلایا۔ آپنے قبول کیا۔ حاصل کلام صادق علیشاہ فقیر کامل و
ولی عامل تھے مثنوی شریف ورسائل تصوف کو خوب جانتے تھے۔ آخر ماہ محرم
سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری میں فوت ہوئے۔ بلغ لنگم پلی بیرون حیدر آباد دکن
میں فقیر علیشاہ مرحوم کے مزار کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ صدر الدین قدس سرہ

آپ شاہ صدر الدین خلیفہ حضرت شیخ نظام الدین کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کی
مرشد نے فرمایا کہ شہر گلشن آباد عرف ناسک میں جاکے سکونت اختیار کیجئے
اور خلایق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرمائے۔ آپنے مرشد کی خدمتمیں عرض
کیا کہ آپ روشن ضمیر ہیں گذارش کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں نہایت ادب سے
عرض کرتا ہونکہ تقدیر ازل وارادت لم یزل میں ناسک کی ولایت سید محمد صادق
شاہ الحسینی کے تفویض ہوئی ہے وہ میرے بعد آئنگے۔ اور اس ملک میں ہدایت کا
چراغ روشن کرینگے میں اہل ناسک کو ہدایت ضرور کرونگا۔ مگر اپنا سکونت گاہ
نہیں قرار دونگا۔ آپ قصبہ پیری علاقہ ناسک میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور

مشرکین کو ہدایت و تلقین سے مطیع اسلام کیا۔ صدہا آپکی ہدایت و تالیف
قلوب سے مسلمان ہوئے۔ آپ صاحب کرامت و کرشمہ تھے۔ آخر آپ نے
سنہ ۸۷۶ آٹھ سو چھہتر ہجری مین رحلت کی قصبہ میرپی مین اگت پوری سے
ایک میل کے فاصلہ پر مدفون ہوئے۔ آپکا سالانہ عرس ۲۰ تاریخ ماہ بھادون
مطابق ماہ ہوتا ہے مسلمان و ہنود آپسے حسن اعتقاد رکھتے
ہین۔ عرس مین ہنود زیادہ جمع ہوتے ہین یہی وجہ ہے کہ آپکے عرس کی تاریخ
۲۰ ماہ بھادون ماہ ہندی کے حساب سے مقرر ہے۔ زیارہ متبرک ہے۔

شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ بھروچی

شاہ صبغۃ اللہ نام۔ محمد الدین لقب۔ نائب رسول اللہ صلعم خطاب ہے۔ آپ
شاہ روح اللہ حسینی کے فرزند ہین۔ اور آپکی والدہ ماجدہ شاہ کمال صوفی حسینی
کی صاحبزادی تہی اور شاہ صاحب حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز کے داماد تھے
آپ نجیب الطرفین سادات صحیح النسب والحسب تہے آپکا اصلی وطن و مولد بھروچ
صوبہ گجرات ہے۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین واقع
ہوئی۔ خیر الناس ولادت کی تاریخ ہے آپکا نشو و نما وطن کی آب وہوا مین ہوا
سن تمیز و رشد مین آپ احمد آباد گجرات مین مولانا وجہ الدین علوی گجراتی عرف
میان جیو کی خدمت مین آئے اور مولانا کے مدرسہ مین داخل ہوئے۔ نو
برس تک حضرت مولانا کی خدمت مین رہے علوم ظاہری و باطنی کے کتب

تحصیل سے فارغ ہوئے۔ اور حضرت مولانا کے مرید اور خلیفہ بھی ہوئے اور مولانا کی
اجازت سے وطن مالوف گئے۔ چند روز درس تدریس مین مصروف رہے۔ حضرت
مولانا حبیب اللہ کے مرید عبدالفتاح نے مناقب حبیب الٰہی مین لکھا کہ حضرت
ایکروز گھر سے مع چند طلبہ باغ کی سیر و تفریح کے لئے برآمد ہوئے۔ ابھی چند
قدم مسافت طے نہین کئے تھے کہ دلمین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مدینہ منورہ مین
جانا چاہیئے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرنا
چاہیئے۔ اوسیوقت باغ کے طرفسے اعراض کیا۔ اور مدینہ منورہ کی راہ اختیار
کی۔ اور فرمایا مجھکو باغ کی سیر سے ضرورت نہین۔ آپنے اوس روز ایک منزل طے
کی۔ پھر مکان مین معلوم ہوا کہ آپنے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ آپکی بیوی صاحبہ نے جو
چنگیز خان وزیر گجراتی کی دختر تھی۔ فی الفور زاد و راحلہ کا بندوبست کرکے مبلغ
کافی روانہ کیا۔ الغرض آپ منازل طے کرتے ہوئے حرمین شریفین مین پہنچے
اور مدینہ مین متوطن ہوئے۔ صبح و شام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کیلئے روضہ منورہ مین جاتے تھے۔ قدم مبارک کے طرف کھڑے
ہوکر صلوٰۃ و سلام بھیجتے تھے۔ کبھی آپکے سر مبارک کے طرف نہین جاتے تھے
مناقب حبیب الٰہی مین مرقوم ہے کہ ایکروز آپکو روضہ منورہ سے ارشاد ہوا
کہ تو دکن مین جا۔ پھر مین تجھکو بلاونگا۔ آپ اسیوقت روانہ ہوئے سنہ ۱۰۰۰
ہجریمین بیجاپور مین پہنچے۔ اُسوقت وہان ابراہیم عادل شاہ بادشاہ سنی المذ

اور پانچ سال تک شہر میں رہے۔ پھر دوبارہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے
مولانا حبیب اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مدینہ سے بیجاپور میں آئے تب
بادشاہ نے ارادہ کیا کہ آپ یہان سے کہین نہ جائین۔ اور بعض ملازمین کو
تاکید کردی۔ کہ اگر حضرت جانا چاہین تو اونکو روکنا چاہیئے یہ بات حضرت کو
معلوم ہوئی۔ حضرت نے فرمایا اگر ہم جانا چاہین تو ہمکو کون مانع ہوسکتا ہے
چندروز کے بعد آپ جامع مسجد مین جمعہ کے روز صف اول مین تھے۔ نماز
ابھی فارغ نہین ہوئے تھے کہ آپکی نظر مین شراب کی دو کانین نمودہوئین اُسیوقت
نماز قطع کرکے فرمایا اس شہر مین جمعہ نہین ہوتا۔ اور فرمایا کہ یہانکا حاکم دنیا کا
طالب ہے۔ اگر محمدی مذہب کی اتباع کرکے منہیات مین تین چیزونکی ممانعت
کرے تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کے عوض مین ایک ایک ملک عطا کریگا۔ اول یہ کہ
شراب فروشی کی ممانعت کرے۔ اُسکا عوض حکومت گجرات۔ دوسرے زنان
ناحنفہ کا نکاح کرادے۔ اُسکا عوض دوسری حکومت۔ تیسرے روافض کو
حکومت کے عہدے نہ عطا کیے اوسکے عوض مین اور کسی ملک کی بادشاہی
دلاتا ہون۔ بادشاہ نے یہ بات سنی اور امرا اور روافض سے مشورہ کیا اُنھوں نے
غیر واقعہ سمجھا دیا اور حضرت کو مدینہ روانہ کرنے کی رائے دی۔ بادشاہ نے کہا
اگر حضرت مدینہ جانا چاہتے ہین تو مین روانہ کرتا ہون آپ سنتے ہی اُسیوقت
بادشاہ کے پاس گئے۔ اور رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے کہا آثار شریفکی

زیارت کیجئے۔ آثار شریف بانس کے نلیوں مین بند تھے۔ آپنے فرمایا کھولو مجاورین نے
عرض کیا ہم نہین کھول سکتے۔ اسوقت آپنے نی مبارک کو ہاتھ مین لیا۔ اور دو
تین بار صلوٰۃ وسلام پڑہا نے مبارک مین سوراخ ہوگئی۔ اور موئے مبارک نمودار
ہوئے۔ آپنے زیارت کی پھر موئے مبارک غائب ہوئے۔ اور سوراخ بند ہو گئی
اور ابراہیم عادل شاہ نے تین ہزار ہون راہ خرچ کے لئے بھیجے۔ آپ نے
شاہپور کے حوض پر کل ہون فقرا کو تقسیم کر دئے۔ پھر مدینہ منورہ مین آپہنچے
دو سال تک وہان رہے آخر روز سہ شنبہ ۲۶ تاریخ جمادی الاول ۱۰۱۵ھ
ایکہزار پندرہ ہجری مین واصل حق ہوئے۔ آپکی عمر تریسٹھہ سال کی تھی۔
حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ بیجاپوری نے آپکی رحلت کی تاریخ کے متعدد
مادے۔ استخراج کئے۔ از انجملہ سر خیل اولیاء اللہ۔ مشایخ نواز سر
حلقۂ اہل تصوف۔ پیر ماتی دستگیر ما۔ یا ایمان بخش۔ قربان شاہ شویم۔
انہ ھدیٰ رحمتہ اللمومنین۔ مجدالدین مخدوم العالم۔ اس فقرہ
کے مادہ مین ایک عدد کم ہوتا ہے۔ خیر الناس باطنا۔ یہ آخر کا فقرہ عجیب
غریب ہے۔ مجموعہ فقرات سے رحلت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ اور خیر الناس سے تاریخ
ولادت۔ اور باطنا سے مدۂ عمر مفہوم ہوتی ہے۔ للہ در قائلہٖ۔ سب نے
چاہا کہ آپکو روضہ سے فاصلہ پر دفن کرنا چاہئے تاکہ مرقد پر گنبد وقبہ بنایا جائے
اس فکر مین تھے کہ ایک شخص اجنبی آیا اور کہا کہ اگر آپ حضرت کی مرضی چاہتے ہین

تو مین عرض کرتا ہون کہ ایکروز آپنے حضرت ابراہیم کے قبہ کے نزدیک کھڑے ہوکر دعا مانگی تہی کہ خدایا یہان جنت اللہ کو جگہ نصیب کر۔ رب نے آپکو اوس مرغ کے اشارہ سے اوسی مقام مین دفن کیا۔ سنگ مرمر پر آپکا نام کندہ کرکے سر مزار نصب کیا۔ آپکی خلافت کا لباس خرقہ وجامہ و دستار برہان پور مین لے آئے۔ آپکے فرزند شاہ ابو المعالی نے کہا۔ مین اس خرقہ کے لائق نہین ہون۔ میرے بھائی ابو العلی اس لباس کے لائق ہین انکو دینا چاہیئے۔ کتاب تجلیات کے مولف نے لکھا ہے کہ ایکدن آپ ابراہیم پور کی مسجد مین بیٹھے تھے۔ کہ آپکا مرید عبد الصمد نام آیا اور کہا کہ مین بیت اللہ کی رخصت کیلئے آیا ہون۔ آپنے فرمایا تو قرض سے فارغ ہوا۔ اور خرچ راہ پیدا کیا۔ اوسنے کہا قرض سے فارغ ہون۔ خرچ راہ پاس ہون ہین۔ فرمایا یہان مستحقین ہین کچھہ زر نقد اونکو دے۔ اللہ تعالیٰ حج کا ثواب دیگا۔ عبد الصمد نے رقم اوسیوقت تقسیم کردی آپنے پہر ظہر کی نماز ادا کی عبد الصمد بھی نماز مین تہا۔ کعبہ روبرو نظر آیا۔ جب عبد الصمد گہر کو آیا۔ رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ اوسکو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے تجہکو ستر حج کا ثواب عطا فرمایا۔ صبح آکے حضرت سے بیان کیا۔ حضرت مسکرا کے خاموش ہوگئے۔ پہر دو سال کے بعد عبد الصمد کو ہمراہ لیکر مدینہ گئے اور فاتحہ کیلئے روضہ مبارک مین داخل ہوئے اور روضہ کی جالی سے اندر کسیکو داخل ہونیکی اجازت نہین تھی۔ خواجہ سراؤن نے شور وغل کیا۔ کہ روضہ مشبک مین کسی کو داخل ہونیکی اجازت نہین ہے۔ یہان سے نکلو

حضرت نے کچھ جواب نہین دیا۔ آپ مستغرق تھے۔ سب آپکے ہمراہی باہر آئے
فرش بچھاکے وہان بیٹھے۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین آئے
اور سب کو زجر و توبیخ کی کہ تمنے میرے فرزند کو جو میرے ملنے کو آیا او سے بیٹھنے نہین دیا
علی الصباح تمام خواجہ سرا آپکی خدمت مین آئے۔ عاجزی کئے اور معافی چاہے
اور اجازت دی کہ آپ روضۂ متبرک مین جائیے۔ پہر حضرت نے تین مرتبہ چلایا۔
یا جدی۔ یا جدی۔ یا جدی۔ فی الفور اندر سے آواز آئی۔ یا ولدی۔ یا ولدی
یا ولدی۔ اوسیروز اہل مدینہ آپکے معتقد ہوئے جس اعتقاد سے مرید ہونے لگے
ملا حبیب اللہ کہتے ہین کہ مدینہ مین آپکا خلوت گاہ موجود ہے۔ آپ ہمیشہ اوسمین
متوطن رہتے تہے۔ وہان درس فرماتے تھے۔ آپکا کتابخانہ بہی وہین تہا۔
آجتک حرم خانہ مین کسی کے لئے خلوتخانہ نہین تہا۔ آپ مدینہ سے کہین باہر
نہین جاتے تھے۔ اس خیال سے کہ کہین ایسا نہو کہ مدینہ کے باہر میرا انتقال
ہوجائے۔ آپنے شریف مکہ سے کبھی اختلاط نہین کیا۔ مریدون نے عرض کیا
کہ آپ یہان رہتے ہین شریف سے ملنا چاہئے۔ آپنے فرمایا کہ مین یہان مرنیکے
لئے آیا ہون مجھکو شریف سے کچھ غرض نہین۔ ملا حبیب اللہ کہتے ہین۔ حضرت
ایکروز مدینہ مین بیٹھے تھے۔ ملا احمد مجذوب سورتی اور دوسرے ملازم بھی حاضر تھے
مدینہ کا شریف گھوڑے پرسوار جارہا تہا اور آپکے طرف متوجہ نہین تہا۔ یہ بات
ملا احمد کو ناگوار گذری۔ تیز نظر سے شریف کے طرف دیکھا۔ وہ گھوڑے سے گرا

حضرت شاہ صبغتہ اللہ ملا احمد پر خفا ہوئے۔ اور فرمایا تو ہماری مجلس کے لائق نہیں ہے
وطن کو جا تیری ماں زندہ ہے تیرے انتظار میں چشم براہ ہے وہ وطن کیطرف
رجوع ہوا۔ ملا حبیب اللہ کہتے ہیں کہ آپنے رخصت سے قبل شیخ عبد العظیم کو
وصیت کی کہ میرا برادرزادہ حج کیلئے آئیگا۔ یہ خرقہ اور دستار و اجازت نامہ
رکھئے۔ میرے طرف سے اوسکو دینا کہ اکثر لوگ اس سے بہرہ یاب ہونگے۔ آخر
مدت تک عبد العظیم اسی انتظار میں رہے۔ مدت کے بعد سید شاہ میران مدرس
جوان ہوئے اور زیارت کو گئے شیخ عبد العظیم نے حضرت کی وصیت کی تعمیل کی
یعنی امانت تفویض کی۔ حضرت کے خلفا بہت تھے۔ ملا حبیب اللہ کہتے ہیں ایکہزار
چارسو آدمی آپکی توجہ سے باخدا ہوئے۔ دو آدمی عالم فاضل ہوئے۔ ملا
حسن فراقی۔ ملا حبیب اللہ۔ و شیخ عبد الحلیم۔ و شیخ عبد العظیم۔ مکی وغیرہ خلفا تھے

نقل ہے

کہ ایکروز آپنے مرید عاشق صفت سے پوچھا کہ تیرے پیر بزرگ ہیں یا فلان بزرگ۔
اوسنے جواب دیا کہ میرے افضل ہیں۔ ایسا ہی آپنے تین مرتبہ تکرار کی اوسنے
بدستور سابق جواب دیا۔ پھر حضرت نے میران و بایزید و جنید۔ و امیر المومنین کے
نام لئے۔ اور پوچھا یہ بزرگ افضل ہیں یا تیرے پیر اوسنے جواب دیا میرے پیر افضل ہیں
پھر حضرت نے حضرت اور خدام کا نام لیا۔ تب اوسنے کہا کہ میں انمیں فرق نہیں
کر سکتا۔ تینوںکو ایک جانتا ہوں۔ آپنے فرمایا سبحان اللہ اعتقاد ایسا چاہئے

نقل ہے

کہ فصوص کے درس کے وقت کسی طالب علم نے پوچھا کہ حضرت مشہور ہے
کہ جہان فصوص کا درس ہوتا ہے۔ وہان ویرانہ ہو جاتا ہے۔ آپنے فرمایا
ہان۔ جہان فصوص غلط پڑہائی جاتی ہے۔ جہان صحیح پڑہائی جاتی ہے
وہان آبادی۔ و معمودی زیادہ ہوتی ہے۔

نقل ہے

کہ ایک روز شیخ محمود جہنیدی۔ آپکے خدمت مین مرید ہونیکے لئے آیا آپنے
پوچھا کون سے سلسلہ مین ہوتے ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ مجھے سلسلہ سے کچھ
کام نہین آپ جو چاہین کرین۔ پہر مکرر پوچھا۔ شیخ محمود نے کہا۔ میرے والد
ملا احمد قادریہ تھے۔ آپنے سنتے ہی فرمایا قادریہ طریقہ عالی ہے پہر اوسکو
اوسی طریقہ مین مرید فرمایا۔ آپکے خوارق عادات و کرامات بیشمار ہین۔ تذکرہ
حبیب اللٰہی مین اکثر مذکور ہین۔ اگر شوق ہو تو ملاحظہ کیجئے۔

شیخ صلاح الدین چشتی گجراتی

شیخ صلاح الدین نام۔ آپ شیخ رکن الدین احمد بزرگ کے چہوٹے صاحبزادے ہین آپکا
مولد و مستقد الراس احمدآباد گجرات ہے آپنے عالم شباب مین والد ماجد اور گجراتکے
علماء و فضلا کی خدمت مین کتب تحصیلی ختم کین۔ عربی و فارسی مین استعداد کامل پیدا
کی اور تصوف و توحید مین وحید العصر انشاپردازی و شاعری مین فرید الدہر تھے

آپکا کلام حشو وزوائد سے پاک وصاف ہے۔ حقایق ومعارف کے مضامین مین ڈوبا ہوا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ ہم ذیل مین چند اشعار لکھین گے۔ آپ صاحب جمال وصاحب جلال تھے۔ عالی ہمت وذی مروت تھے۔ خوش خوراک وخوش پوشاک تھے۔ آپ ظاہر مین امیر مگر باطن مین فقیر تھے۔ رقیق القلب کبیر النفس تھے مدد درویش دوست وغریب پرور بندہ نواز وفیض گستر تھے۔ سرود وسماع کے عاشق وجد وحال کے شایق تھے اکثر اوقات مجالس منعقد فرماتے تھے۔ آپکی مجالس مین مشائخ وامرا جمع ہوتے تھے۔ آپکی زندگی کا مدار توکل وقناعت پر تہا۔ خدا تعالےٰ بیشمار عطا فرماتا تہا۔ امرا ومعتقدین تحائف ونذر بھیجتے تھے۔ آپ فی الفور خرچ کردیتے تھے۔ ذخیرہ نہین فرماتے تھے آخر آپ نے اکیسوین تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ اگیارہ سو ہجری مین رحلت کی محلہ شاہپور احمدآباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

بابُ الضاد

شیخ ضیاء الدین غزنوی قدس سرہٗ

روضۂ اولیاے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ آپ سلاطین غزنویہ کے خاندان سے ہین غزنوی المولد و المنشا تھے۔ عالم شباب مین آپکے دلمین محبت الٰہی کا ولولہ پیدا اور دماغ مین طلب مولا کا شوق ہویدا ہوا۔ ایکبارگی قباے شاہی کو چاک چاک کیا۔ اور دلق گدائی کو زیب بدن فرمایا۔ درویشی کے میدان مین قدم رکھا۔ فقرا کے زمرہ مین داخل ہوئے۔ وطن سے ہند مین الہ ہند سے

دکن میں آئے حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد سراج حنیدی الاحسنا آبادی کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ اتباع سنت نبوی میں ثابت قدم اور درویشی میں راسخ دم تھے۔ مرتبہ فنافی اللہ میں کامل اور امور عرفان سے واقف تھے ملک سندی کے سلطان۔ ہدایت وارشاد کی ولایت کے حکمران تھے۔ مریدین وطالبین کو حقیقت ومعرفت کی رہنمائی کرتے تھے شیخ عین الدین گنج العلوم سے بھی کمالات صوری ومعنوی حاصل کئے۔ آخر بائیسویں تاریخ شعبان تخمیناً سنہ ۸۰۵ھ آٹھ سو پانچ ہجری میں رحلت کی بیجاپور میں مدفون ہوئے مرقد پر گنبد خورد تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار دو متبرک ہے۔

باب الطا

مولانا شیخ طیب قدس سرہ

آپ مولانا مخدوم ہارون سندہی کی اولاد میں ہیں۔ آپ نے وطن مالوفہ سندہ میں مولانا یونس مفتی سندہی سے کتب درسیہ ختم کیں۔ عالم فاضل متقی کامل تھے۔ فقہ وحدیث واصول وکلام میں بے نظیر وصاحب التصانیف تھے۔ متعدد رسائل وشروح لکھے ہیں۔ از انجملہ حاشیہ بر مشکلات حدیث و شرح رسالہ غوثیہ وغیرہا ہیں۔ آپ بلدہ المجیو برادرین مولوی شیخ طاہر یوسف محدث سندہی مدرس مدرسہ عادشاہیہ کے پاس سلک سکونت پذیر تھے۔ اور مولوی صاحب کی کشش الفت نے آپکو سندہ سے بیرا پہنچ لایا تہا تا سوتنا ہی

آپ سے مستفید ہوئے ہیں۔ پھر آپ مولانا شیخ طاہر سندہی کے ہمراہ احمد آباد سے برہان پور میں آئے۔ درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ شیخ عیسیٰ جند اللہ نے آپ سے اُصول و فقہ و کلام کی کتب ختم کیں شیخ آپکے ارشد تلامذہ سے تھے۔ آخر آپنے سنہ ایک ہزار ہجری میں رحلت کی۔ برہانپور میں مولانا شیخ محمد ابراہیم سندہی کے قبر کے متصل دفن ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت سید شاہ طاہر قدس سرہ

آپ سید الابدال لاابالی صاحب کے چوتھے فرزند ہیں۔ عبد الوہاب کرنولی کا غلام مسعود خان آپکا مرید و معتقد تھا۔ مسعود نے حضرت سے درخواست کی کہ حضرت میرے لئے دعا کیجئے کہ میں کسی مقام کا حاکم ہوجاؤں۔ اگر ہوجاؤنگا تو آپکو تا زیست نہیں بھولونگا۔ اور ہمیشہ جان نثاری میں کمر بستہ رہونگا۔ آپنے مسعود خانکو اپنی نعلین مبارک عطا کئے۔ اور فرمایا ادہونی جا ہمنے تجکو وہانکی حکومت عطا کی۔ مسعود خان ادہونی روانہ ہوا جو حکام مانع ہوتے تھے انکو آپکے نعلین دکھلاتا تھا۔ سب خاموش ہو جاتے تھے آخر مسعود خان ادہونی میں آیا۔ تمام ملک پر قابض و متصرف ہوا۔ پھر حضرت سے درخواست کی کہ آپ تشریف لائیے۔ حضرت ادہونی روانہ ہوئے استقبال کے لئے آیا۔ آپکو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر میں لیگیا۔ اور اپنے مکانپر اتارا۔ ہر وقت آپکی خدمتمیں حاضر ہوتا تھا۔ مدت تک وہانکی حکومت

رہا۔ آخر عالمگیر بادشاہ نے اپنے لڑکے اعظم شاہ کو مع امیر الامرا غازی الدینخان بہادر
فیروزجنگ دکن میں بھیجا۔ غازی الدینخان نے تمام ملک کو فتح کر لیا اور مسعود خان
قید ہو گیا۔ آپ بھی ادھونی سے برخواستہ خاطر ہو کے کرنول کے ارادہ سے
برآمد ہوئے۔ قلعہ کے متصل ٹھیرے۔ تمام معتقدین رخصت کیلئے جمع ہوئے
یہ کیفیت فیروزجنگ کو معلوم ہوئی۔ مسعود خان کے ذریعہ سے حضرت کو سمجھا
اور بلایا۔ آپنے انکار کیا۔ لیکن مسعود خان نے کہا۔ حضرت آپکی ملاقات میں
میری رہائی ہو گی۔ اور مجھکو کوئی خدمت بھی ملجائیگی۔ آپ راضی ہوئے
غازی الدینخان فیروزجنگ مسعود خان کو ہمراہ لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہوئے
حضرت نے مسعود خان کی سفارش کی فیروزجنگ بہادر نے قبول کی پھر فیروزجنگ نے
عرض کیا کہ سننے میں آیا کہ آپ یہاں سے تشریف لیجاتے ہیں۔ آپکا یہاں رہنا
موجب برکت ہے۔ مسعود خان نے کہا میں آپکو اپنا مکان نذر دیتا ہوں
اور مہری قبالہ دیتا ہوں۔ کوئی مانع و مزاحم نہ ہوگا۔ آخر آپ راضی ہوئے
مکان کا قبالہ حکام و قضاۃ کی مواہیر سے مزین کر کے دیا گیا۔ آپنے ادھونی میں
سکونت اختیار کی۔ شاہزادہ اعظم شاہ نے ملاقات کی درخواست کی آپنے
عذر کیا۔ عرایض بھیجا تھا۔ آپ بھی جواب بھیجتے تھے۔ ملاقات کا اتفاق
نہیں ہوا۔ عالمگیر بادشاہ نے بھی ملاقات چاہی تھی۔ مگر آپ نہیں ملے۔ آپکے
صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی۔ چار گاؤں جاگیر عنایت کئے۔ ابتک وہ

دیہات اونکی اولاد کے قبضہ مین ہین ۔ آپ کرنول سے والدہ صاحبہ کو لیکر اودہونی روانہ ہوئے ۔ راستہ مین والدہ صاحبہ فوت ہوئین ۔ وہین دفن کیا اور آپ اودہونی مین سکونت پذیر ہوئے ۔ ایک مکان درست کرکے والدہ صاحبہ کی نعش راہ سے منتقل کرکے اودہونی مین دفن کیا ۔ اور آپ بہی اوسی مقام مین فوت ہوکے مدفون ہوئے ۔ اودہونی مین آپکی بڑی عزت و تعظیم ہوتی رہی ۔ گر وہانکے مشایخ جو معاصر تھے ۔ مثلاً شیخ فرید و شاہ عبد السلام و نور عالم و سید داؤد و عرف سید داول ۔ و سید راجی وغیرہم ۔ آپ پر اعتراض کرتے تھے کہ آپنے صرف والدہ ماجدہ سے بیعت کی ہے ۔ اور خلافت او بیعت کرنیکی اجازت نہین پائی اور بدون اجازت پیری مریدیکا بازار گرم کرتے ہین یہ عجیب و غریب بات ہے ۔ حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی ۔ آپنے کہا مین اُویسی القادری ہون ۔ بغیر واسطہ مینے خاص محبوب سبحانی سے بیعت کی ہے ۔ تمام معاصرین نے کہا اس امر کی تصدیق بغیر معاینہ نہین ہوسکتی آپنے فرمایا آئیے ۔ مشاہدہ کیجئے ۔ بعض معاصرین آئے آپنے تمام کے آنکہو نپر ہاتہ رکہا ۔ اوسی وقت حجاب کا پردہ دور ہوا ۔ تمام غوث الاعظم کے روضہ مین موجود ہوئے ۔ دیکہا کہ محبوب سبحانی قبر سے برآمد ہوئے ۔ اور شاہ علی قادری کو مرید کرتے ہین اور بیعت کا تمام سامان حاضر ہے ۔ جب سب ہوشیار ہوئے دیکہا ۔ کہ حضرت کے پاس پہولونکے ہار موجود ہین ۔ سب معتقد ہوئے اور اپنی تقصیر کی عذر کیا

آپکا مرید مقبول تہا۔ آپ کنز النفائس میں فرماتے ہیں۔ ؎

امیر خادم مسعود خانست ؛ وزیر علمدان ونکتہ دانست
نہ فعلش آید از وغیر شریعت ؛ نہ پیماید بجز راہ طریقت
بپاپاشش گرچہ دنیا سر نہادہ ؛ ولے او دل بدست این نہ دادہ

مشہور ہے کہ حاسدین نے آپکو سحر کیا تھا اور مدت تک آپکی یہ حالت رہی کہ صبح سے شام تک منہہ کشادہ رہتا تھا۔ پھر بدستور درست ہو جاتا تھا۔ آپ تنگ ہوئے ایکروز والد ماجد کو خواب مین دیکھا اور آپسے دریافت کیا آپنے فرمایا آپکو جسمانی عارضہ نہین ہے۔ حاسدین نے سحر کیا ہے۔ آمدورفت کے راستہ مین ایک پتلا بنا کے رکھا ہے اوسکا منہہ کشادہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھہ نہیں ہوگا۔ وظیفہ پڑھتے رہو۔ آپ ہوشیار ہوئے۔ جس مقام کا آپکے والد نے اشارہ کیا تہا اوسمقام کو کہودوایا۔ ایک تصویر برآمد ہوئی بعد ازان آپکو ضعف ہوگیا

علمی لیاقت

عربی وفارسی وترکی ودکنی زبان مین نظم ونثر عمدہ طرح سے لکہہ سکتے تھے آپکو علم وفضل مین مہارت کامل تہی۔ جامع علوم تھے۔ آپکے تصنیفات مین سے فقہ مین کنز النفائس۔ وخوان نعما۔ ومکتوبات ہین۔

من اشعارہ

طاہرا۔ عزت از قناعت دان		راست گفتہ است عز من قنع

ذلت وخواری از طمع خیزند ؛ نشنودہ کہ ذل من طمع
بغیر از سایۂ لطفِ الٰہی ؛ نیاید سایۂ چترم بناموس
ولے پیرانِ تقلیدی درین عہد ؛ برخ گیرند شان پرہائے طاؤس

اولاد

(۶) بیٹے۔ سید حسین۔ سید محمد۔ سید عبد القادر۔ سید زاہد۔ سید سیف الدین۔ سید عبد اللطیف ثانی۔ آپکی وفات ۲۲ تاریخ ذیقعدہ ۱۱۱۵ھ گیارہ سو پندرہ ہجری مین ہوئی۔ تاریخ شیر خدا ہے قبر اونکی مین بیرون بلدہ حصار واقع ہے

باب الظاء

شاہ ظاہر الدین محمد عرف شاہ ظاہر

آپ شاہ حبیب اللہ قادری کے صاحبزادے ہین۔ اور شاہ ولی اللہ کے بھائی اور مرید وخلیفہ ہین۔ بھائیکی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے پیرپرستی مین بے نظیر تھے۔ دنیا سے نہایت ہی متنفر رہتے تھے۔ ایکروز شاہ ولی اللہ پالکی مین سوار اور آپ برہنہ پا کمر بستہ پالکی کے ہمراہ پا بہ پا ہمراہ ہوئے چلے جاتے تھے۔ اتفاقاً پر شاہ درویش محی الدین قادری سے ملاقات ہوئی دونو بزرگ شاہ صاحب سے ملے تھوڑی دیر باہم گفتگو ہوئی شاہ ظاہر الدین مرشد کیطرف متوجہ تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے صاحبزادون سے کہا دیکھو شاہ ظاہر کس طرح پیر پرستی مین ثابت قدم وراسخ دم ہے۔ تمام صاحبزادے

نادم ہوئے۔ شاہ صاحب نے شاہ ظاہر سے فرمایا۔ آپ مرشد کی خدمت کرتے رہو
انشاء اللہ تعالی عزیز خلایق ہوجاؤ گے۔ نواب سراج الدولہ الاجاہ آپ کا
معتقد تہا۔ آپ پالکی مین سوار ہوتے تھے۔ اور نواب آپکی نعلین ہاتہہ مین لئے ہوے
پیادہ چلتا تہا۔ شاہ ظاہر ریاضت کش ومجاہد ومتقی ومتشرع تھے اکثر طلبا کو درس
وتدریس فرماتے تھے۔ وخط نستعلیق وشکستہ کی اصلاح بھی فرماتے تھے
جمعہ کی نماز ہمیشہ مکہ مسجد مین ادا کرتے تھے نماز کو پیادہ پا جاتے تھے۔ بیماری کی
حالت مین سوار۔ آپ نے تہجد کی نماز ایام شباب سے آخر عمر تک ناغہ نہین کی
اور درود و وظائف بھی برابر جاری رکھے۔ آپکے چہ فرزند تھے۔ شاہ
قطبی صاحب۔ شاہ سرور صاحب۔ وشاہ حاجی صاحب۔ وشاہ ولی صاحب
واشرف صاحب۔ ونور صاحب۔ شاہ قطبی صاحب بڑے صاحبزادے
والد کے سامنے سجادہ نشین ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد فوت ہوئے۔ آپکی
وفات ۲۰ تاریخ ماہ صفر ۱۲۱۰ھ بارہ سو دس ہجری مین ہوئی بشہر
حیدرآباد مین کساد ہٹہ کے متصل مسجد کے صحن مین مدفون ہوے۔ مزار ومتبرک ہے

شاہ ظہور اللہ صاحب قدس سرہ

شاہ ظہور اللہ نام آپکا اصلی وطن پورب ہے۔ علوم معقول ومنقول مین عالم متبحر
فروع واصول مین فاضل ماہر تھے۔ علم تصوف مین بھی استعداد کامل رکھتے
تھے۔ فصوص الحکم ومثنوی شریف کے حافظ تھے۔ آپ شاہ محمد صاحب کے مرید ہوئے

خلیفہ و مرید تھے۔ اور شاہصاحب دہلوی شاہ محمد ملتانی قدس سرہ کے
خلیفہ ہین۔ بہادر دل خان ناظم حیدرآباد کے زمانہ مین ہند سے شہر حیدرآباد
دکن مین آئے چارمینار مین سکونت اختیار کی ناظم مذکور آپکا معتقد تہا
اکثر اوقات آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ دعا کی اعانت چاہتا تہا آپ
دعا سے سرفراز فرماتے تھے۔ ہمیشہ آپکی دعا کی برکت سے ہمسر و زمین جہتاً
اور افسر و زمین سرفراز رہا۔ شایقین آپسے مثنوی و کتب تصوف پڑھتے تھے
مثنوی کے مطالب اور تصوف کے نکات اور دقایق ایسے سہل و آسان طریقے
سمجہاتے تھے کہ قاری و سامع دونون مستفید ہو جاتے تھے۔ اور خورشرو
متوسط قد ضعیف البدن تھے۔ قلیل النوم اور قلیل الغذا تھے۔ غذا کا تعداد
تین چار نوالے سے زیادہ نہ تہا۔ اس تقلیل غذا کو بہی کہا نیکے دو گہنٹے بعد قے
کر کر نکالدیتے تھے۔ اسوجہ سے بہی نہایت ہی ضعیف و نحیف الجثہ تھے جسم
کیا تہا پوست و استخوانکا مجموعہ تہا۔ گوشت و خونکا نام و نشان نہین تہا۔ ریاضت
و عبادت مین چست و چالاک تھے۔ آخر آپکی وفات ۷ تاریخ ماہ رجب ۱۱۸۶ھ
گیارہ سو چہیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ چونک مین سر راہ قریب چارمینار مدفون ہوئے
رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کیطرف سے سالانہ عرس ہوتا ہے۔

مولانا ظہیر الدین بن محب اللہ بالاپوری عنایت اللہی

عنایت الٰہی کے مولف نے لکہا کہ مولانا محب اللہ مرحوم کے تین صاحبزادے

علامہ زماں تھے۔ ازاں جملہ مولانا ظہیر الدین بڑے صاحبزادے تھے۔ آپکی ولادت
سنہ ۱۱۰۵ گیارہ سو پانچ ہجری میں واقع ہوئی لفظ ظہیر مادۂ تاریخ ہے شیخ مظفر
نقشبندی برہانپوری نے ولادت سے پہلے آپکے والد کو بشارت دی تہی کہ
تجھکو فرزند جلیل القدر وعظیم الشان پیدا ہوگا۔ اور جد امجد کو محبوب سبحانی
قدس سرہ نے عالم رویا میں فرمایا کہ تیرے فرزند کو ایک ایسا صاحبزادہ ہوگا
کہ وہ میرے فرزندوں سے ہوگا۔ جد امجد اس خواب سے بہت خوش ہوئے۔
آپنے نشوونما کے بعد دس برس کی عمر میں جد امجد کی خدمت میں قرآن مجید ختم کیا
اور عم بزرگوار مولانا محمد سعید مرحوم سے فن قرأت حاصل کیا۔ آپ ابتدائے عمر سے
تقوٰی پسند تھے۔ ایکروز آپکے والد بالاپور کے قاضی میر سیف اللہ صاحب
کی خدمت میں استفادہ کے لئے گئے تھے۔ انکے آنے میں دیر ہوئی جد
امجد نے آپکو بھیجا۔ آپ خادم کو ہمراہ لیکر قاضی صاحب کے مکان پر گئے اور
والد کو جد امجد کا پیغام پہنچایا۔ قاضی صاحب نے آپکے لئے کہانا طلب کیا
آپنے فرمایا میں آپکے گہر کا کہانا نہیں کہاؤنگا۔ کیونکہ ہمارے دادا جان
آپکا بہیجا ہوا کہانا ہمکو نہیں دیتے ہیں بلکہ خدام کو تقسیم فرماتے ہیں قاضی صاحب نے
فرمایا آج آپ ہمارے قابو میں ہیں ہم جبراً کہلا دینگے آپ نے فرمایا مجبور ما خود
نہیں ہوگا۔ قاضی صاحب نے شیرینی ہمراہ دیکر رخصت کیا۔ آپکے والد نے جد
امجد سے یہ واقعہ بیان کیا۔ جد امجد نے تعریف کی اور فرمایا کہ یہ سعادتمند

ہمارے طریق پر ہوگا اور خاندانکو روشن کریگا۔ بعد ازان آپکے والد فوت ہوئے
اوسوقت آپکی عمر بارہ برس کی تھی۔ اور جد امجد بھی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کو
مولوی منیب اللہ نے سجادہ نشین کیا۔ آپ خانقاہ میں رہے۔ مولوی منیب اللہ
صاحب المجیور اور مولوی مبین اللہ صاحب دہلی گئے۔ خانقاہ مین صرف یہ
تین بھائی صغیر السن رہے آپ کو بمقتضائے عمر کبوتر بازیکا شوق تہا۔ ایک روز
آپکے جد امجد کا مرید داؤد خان خانقاہ مین آیا اوسوقت آپ کبوتر بازی مین
مشغول تھے۔ آپکو بلایا اور نصیحت کی اور افسوس کیا اور عرض کیا کہ یہ فعل مـ
شائخ کے خلاف ہے آپ بہت پشیمان و نادم ہوئے۔ اسیوقت کبوتر بازی
ترکی تحصیل علم کے طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا عبد الغنی سے قران شریف
حفظ کیا اور کتب درسیہ مولانا سے اور قاضی سیف اللہ سے ختم کین۔ اور عم
بزرگوار کو حفظ قرآن و تکمیل کی خبر دی اور لکھا کہ آپ یہان تشریف لائیے
ماہ مبارک مین قرآن شریف سماعت کیجئے۔ مولانا منیب اللہ المجیور سے
آئے اور تراویح مین شریک ہوئے۔ اور آپکا قرآن سنا بہت خوش ہوئے
تحسین و تعریف کی پھر آپنے عم بزرگوار سے علم باطنی بھی حاصل کئے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ فاضل علامہ و عالم تبحر و عارف کامل ہوئے۔ آپکے علم و فضل کی
شہرت بلند آوازہ ہوئی۔ آپ اوسی زمانہ مین شیخ ابو المظفر مرحوم کی زیارت
کیلئے برہانپور مین گئے۔ میر زین العابدین دختر زادہ شیخ کے مکان پر فروکش تھے

اوسیوقت میں حسن اتفاق سے حضور آصفجاہ بھی شہر میں وارد ہوئے۔ میر مذکور نے
عند الملاقات حضور سے آپکا تذکرہ کیا اور آپکی خاندانی عظمت کا بھی اظہار
کیا حضور آپکی ملاقات کے مشتاق ہوئے۔ میر موصوف آپکو حضور کی خدمت میں
لایا حضور نے تعظیماً قیام کرکے مصافحہ و معانقہ فرمایا۔ آپکی تعظیم و توقیر کی اور
آپکے علم و فضل کی تعریف کی۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ ہمراہ دہلی چلئے
حضور بادشاہ سے آپکے لئے کوئی گاؤں جاگیر مقرر کراؤنگا آپنے قبول نہیں کیا
رخصت کے وقت حضور نے پانسو روپیہ نذر و خلعت دی۔ آپکے رخصت کے بعد
حضور نے مصاحبین سے کہا کہ اس بزرگ خوردسال کے چہرے سے بزرگی کے
آثار نمایاں ہیں نواب ظہیر الدولہ رعایت خاں و عضد الدولہ مجلس میں حاضر تھے
فرمایا کہ یہ بزرگ بزرگان سلف کا ہمقدم ہے۔ آپنے برہانپور سے مراجعت
کرکے حرمین شریفین کا قصد کیا۔ والدہ و جدہ سے اجازت چاہی۔ والدہ
راضی نہیں ہوتی تھیں۔ مگر جدہ نے راضی کیا۔ آپ روانہ ہوئے۔ نواب
ظہیر الدولہ نے رخصت کیوقت دو ہزار روپیہ نذر کئے۔ سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو
اکتیس ہجری میں حج و زیارت سے سرفراز ہوئے اور مدینہ منورہ میں۔ مولانا
عبد الکریم سے حدیث میں سند لی۔ اور مدینہ سے حسب بشارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شیخ زین الدین یمنی کی ملاقات کے لئے یمن پہنچے۔ آپ
شیخ کی خانقاہ میں فروکش ہوئے۔ اسوقت شیخ خانقاہ میں نہیں تھے۔

باغ مین رونق افزا تھے۔ آپ باغ کے طرف متوجہ ہوگے۔ راستہ میں شیخ سے ملازمت ہوئی۔ شیخ نے آپکو دیکھتے ہی فرمایا۔ السلام علیکم یا ظہیر الدین آپنے جواب دیکے دریافت کیا کہ آپکو میرا نام کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا عالم رویا میں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو بشارت دی کہ ولدی سید ظہیر الدین آپکی خدمت میں آتا ہے اوسکو خرقہ عنایت کیجئے۔ مین آپکا منتظر تھا۔ پھر شیخ نے آپکو نقشبندیہ خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ مرتبہ کمال کو پہنچے۔ شیخ موصوف یمنی خواجہ عبد الباقی کے مرید وخلیفہ تھے اور خواجہ شیخ تاج الدین اور شیخ خواجہ باقی باللہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ شجرہ نقشبندیہ میں شیخ کا نام۔ اور قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ میں حضرت سید سیف اللہ کا نام تحریر فرماتے تھے۔ پھر آپ یمن سے وطن مالوف آئے۔ اعزہ واقارب سے ملے سب آپکی ملاقات سے خوش ہوئے۔ خلایق جوق جوق آکے مرید ہوتی تھی۔ چندروز کے بعد آپ نے برہانپور کا سفر کیا وہان تمام مشایخ نے آپکا اعزاز واحترام کیا۔ سب آپکی صحبت وملازمت کو مغتنمات سے جانتے تھے اسوقت بھی حضور آصفجاہ برہانپور میں تھے۔ آپنے ملاقات بھی نہیں کی۔ اور برہانپور سے ایلچپور آئے۔ عم معظم اور مرشد اقدم مولانا سید سیف اللہ سے ملے۔ مولانا آپکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوئے اور آپکے علم وفضل کی تعریف کی فرمایا کہ ہمارے خاندان مین دو شخص علیم النفس ہیں

ایک مولانا ظہیر الدین۔ دوسرا سید قمر الدین۔ چندروز کے بعد آپنے ایلچپور سے
وطن مالوفہ بالاپور میں مراجعت کی اور ۱۱۴۹ھ گیارہ سو انچاس ہجری میں
دوبارہ حرمین شریفین کا عزم بالجزم کیا۔ اسوقت مع عیال و اطفال روانہ
ہوئے۔ والدہ اور دونو بھائی۔ اور بیوی صاحبہ کو ہمراہ لے گئے آپ
جب ملیر میں پہنچے وہان شاہ محمد سعید شناوی سے ملاقات ہوئی اُس نے
آپکی بڑی خاطر و مدارات کی۔ چندروز مہمان رہے۔ پھر وہانسے رخصت
ہوئے۔ شاہ موصوف رخصت کے بعد کہتا تھا۔ کہ مین اکثر بزرگون سے
ملا ہون مگر کسی کو آپکا نظیر نہین پایا۔ علی ہذا القیاس آپکی نسبت سید بدیع الحق
نقشبندی جو جعفر آباد میں مدفون ہین فرماتے تھے کہ آپ پیر زمانہ ہیں اور سید
علی اکبر نقشبندی برہانپوری کہتے ہیں کہ آپ حقائق و معارف کے دریا ہیں۔ آپ مع الخیر
والعافیت مکہ معظمہ مین پہنچے حج و زیارت سے فارغ ہوکر یمن کے طرف متوجہ ہوئے
رخصت کے وقت شیخ عمادالدین رومی جو خارق عادت تھے شیخ نے دیکھتے ہی کہا
سُبحان اللہ گویا یہ بزرگ شیخ زین الدین ہے۔ آپ یمن میں پہنچے شیخ زین الدین فوت
ہوا تھا اسکے فرزند شاہ عبدالخالق یمنی سے ملے۔ شاہ نے ملاقات کے
بعد کہا کہ والد مرحوم نے مجھکو رحلت سے قبل فرمایا تھا کہ سید ظہیر الدین
میری رحلت کے بعد آوینگے۔ سلام کے بعد یہ جبہ و کلاہ اونکو دینا حاضر کیے
لیجائیے۔ آپنے جبہ و کلاہ سر آنکھو پر رکھا۔ ہمراہ لے آئے۔ بالاپور مین

موجود ہے۔ آپ یمن سے مع الخیر والعافیہ وطن مالوف میں پہنچے۔ چند
روز کے بعد بیمار ہوئے۔ ہمیشہ موت کی آرزو کرتے تھے اور فرماتے تھے
الموت خیر۔ یوصل الحبیب الی الحبیب۔ زندگی کو وبال جان
سمجھتے تھے۔ اسی حالتمین مرض بڑھتا گیا۔ جناب سید منیب اللہ نے
اورنگ آباد بلایا۔ آپ حسب الطلب اورنگ آباد گئے۔ معالجہ شروع
ہوا۔ آپکا قارورہ دیکھ کے اطبا کہتے تھے کہ قارورہ مین حدت معلوم
ہوتی ہے۔ آپ مرض عشق الٰہی مین مبتلا ہیں الغرض حکما و اطبا کا معالجہ
مفید نہین ہوا۔ مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر آپ نے حضرت منیب اللہ سے
رخصت کی درخواست کی اور کہا آپ بھی اس آخر وقت مین ہمراہ رہین۔
آپنے قبول کیا سب اورنگ آباد سے بالاپور آئے۔ آپنے زندگی مین تجہیز
و تکفین کے بارہ میں وصیت کی۔ کہا قبر مسلمان کے ہاتھ سے کندہ کرانا
اور کفن جو زمزم میں ترکیا ہوا ہے دینا۔ اور جدہ ماجدہ کے ہاتھ کے
رشتہ سے کفن کو سینا۔ نصایح کے بعد آخر وقت شب مین پوچھا کیا وقت صبح
حاضرین نے کہا صبح صادق کا وقت قریب ہے۔ آپنے فرمایا اذان کہو
موذن نے اذان شروع کی جب موذن نے لا الٰہ الا اللہ کہا آپ
جان بحق سواصل مطلق ہوئے۔ یہ واقعہ شب پنجشنبہ چھبیسوین تاریخ ماہ
جمادی الثانی سنہ ۱۱۴۱ھ گیارہ سو اکتالیس ہجری میں واقع ہوا آپکی عمر

پینتیس سال کی تھی مدت خلافت بائیس سال اور ایک مہینہ پانچ روز
آپ کے خلفا چار تھے۔ عبدالرحیم برہانپور میں۔ محمد سعید کھکر میں۔ محمد رضا
لوتار میں۔ حافظ حسن خان بن حافظ عالم خان۔ چاروں فنافی الشیخ
کے مرتبہ میں تھے اور مولانا سید امام الدین و مولانا محمد معصوم دودہالی
بھی خلفا سے تھے آپ نے مشکوٰۃ شریف کا لفظی ترجمہ فارسی میں کیا تھا۔
بالاپور میں موجود ہے۔ مولوی شمس الدین نے مرحوم کی رحلت کی تاریخ لکھی

عارف کامل وحید عصر ممتاز زمان	سید اخی ظہیر الدین مقدس انتساب
شمع اسرار ریاضت بر طریق انبیا	در شبستان جہان چشم و چراغ انتخاب
روح او فرمودہ عزم سیر گلزار بہشت	داد چشم خویش را از گلستان قدس آب
چون ندای ارجعی از داعی حق گوش کرد	بے تامل گفت لبیک اجابت در جواب
دردمندی سال تاریخش چنان زد نعرہ	رفت از آفاق ہے ہے سید عالی جناب

ایضاً

شاہ جانباز دین ظہیر الدین	زین سرا رفت دار فانی بود
رفت شادان ازین جہان حزین	زندگی بر دوش او گرانی بود

حضرت مولانا قمر الدین نے مادہ تاریخ عربی میں عدداً و لفظاً کہا اور
مولوی شمس الدین مولف عنایات الٰہی نے اوس اور تین مصراع لکھا لوح مزار پر

مرقوم	[illegible]	ہے

ذکر فی مدحہ ملحی البدعۃ محی السنۃ	قطعہ الدین الذی کان فی الدین حجۃ
فی عشر اربعین وماۃ والف سنۃ	قال الہ تعالیٰ شاب لاہل الجنۃ دخل الجنۃ

باب العین

شیخ عبدالحلیم قدس سرہٗ

آپ حاجی عبدالوہاب کے مرید و خلیفہ ہیں۔ سپاہ گری کے لباس میں مستور الحال رہتے تھے۔ رات دن عبادت و ریاضت میں بسر فرماتے تھے شہر کالپی میں تھے۔ اور عوام الناس کی ہدایت و تعلیم میں مصروف۔ ہر ایک کو نماز روزہ کی بڑی تاکید کرتے تھے۔ ہدایت و تلقین کی وجہ سے آپ کی پرہیز گاری و خداشناسی مشہور ہوئی۔ آپ امراء و فقرا کے مرجع ہوئے بادشاہ نے آپکو نوکری سے معاف کیا اور آپکے لئے ایک حجرہ عبادتخانہ بنا دیا۔ آپ اوسمیں عزلت نشین ہوئے چالیس برس تک حجرہ میں سکونت پذیر رہے ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے اکثر اولیاء کرام و خضر علیہ السلام سے عالم مثال و عالم روحانی میں استفادہ کیا۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہزارہا آپ کے فیض سے کامیاب ہوئے ہیں۔ اور آپ دکن میں مشائخ کرام و اولیائے عظام کی زیارات کے لئے آئے تھے زیارات سے مشرف ہوکے کالپی مراجعت کی۔ آخر آپنے سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری میں اس دار فانی سے خلد برین کو رحلت کی کالپی میں مدفون ہوئے زیارہ و تبرک

قاضی عبدالقادر قدس سرہٗ

عبدالقادر نام۔ آپ ملتانی الاصل ہیں۔ سلاطین خلجیہ مالوہ کے زمانہ میں
آپ کے والد ماجد ملتان سے مالوہ میں رونق افزا ہوئے۔ آپ کے
والد کا نام مولانا علی تھا۔ آپ بھی والد کے ہمراہ تھے۔ اوسوقت آپکا
عالم شباب تھا۔ آپ کی کتب تحصیلی قریب الختم تہیں۔ والد ماجد سے
مالوہ میں ختم کیں۔ فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فقیہ وادیب تھے۔ مسائل
جزئیات کے استخراج کی قوت کاملہ وملکۂ مدرکہ رکہتے تھے۔ پسر وپدر دونو
تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ ملک مالوہ کے بلاد وقصبات میں آپکے
فضائل کے چرچے ہونے لگے۔ اطراف سے طلبہ جوق جوق آنے لگے
آپکے حلقۂ درس کو وہ رونق ورواج ہوا کہ حاکم وقت نے آپکو شہر
مانڈو کی قضا کی خدمت پر مامور کیا۔ اور آپکے والد ماجد کے لئے
وظیفہ مدد معاش مقرر کردیا۔ آپ کے والد ماجد تدریس کے شغل میں
مصروف رہے۔ اور آپ قضا کی خدمت کو امانت ودیانت سے
انجام دیتے رہے۔ مرتاض ومتقی۔ متدین وامین تھے دین احمدی
وسنت محمدی کے حامی تھے۔ اسلام واہل اسلام کے مددگار تھے
آپکے عدل وانصاف سے اہل شہر راضی تھے شہر میں کوئی امر
خلاف شرع واقع نہیں ہوتا تہا سلاطین افاغنہ خلجیہ شرع کا بڑا لحاظ

رکھتے تھے مذہب سنت جماعت میں بڑے متعصب ہوتے تھے جمعہ وعیدین کی نماز میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کے فرزند مسمّی شرف جہان جوان صالح وعالم وفاضل تھے۔ آخر آپنے آٹھ تاریخ ماہ شعبان ۹۸۴ سنہ نوسو چوراسی ہجری میں رحلت کی مانڈو میں مدفون ہوئے آپکی رحلت کے بعد قاضی شرف جہان والد ماجد مرحوم کیخدمت پر مقرر رہے زاد قبرکہ

شاہ علی گانون دہنی قدس سرہ

شاہ علی نام۔ گاؤن دہنی لقب ہے۔ یعنے گاؤن کے مالک ہیں جس طرح مالک اپنے ملک کی حفاظت کرتا ہے۔ اوسی طرح آپ بھی گجرات کی حفاظت فرماتے تھے۔ گویا آپکی برکت سے گجرات محفوظ ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ سید احمد کبیر رفاعی سے پہنچتا ہے۔ اور آپکی ننہیال کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ غرض آپ نجیب الطرفین شریف السلسلتین ہیں۔ آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپنے جوانی کے زمانہ مین علمائے گجرات کیخدمت میں کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور والد ماجد سے خلافت واجازت حاصل کی۔ اذکار واشغال مین شب وروز مشغول ہوئے ریاضت شاقہ ومجاہدات شدیدہ کے بعد مرتبہ کمال کو پہنچے۔ عارف کامل درویش واصل ہوئے۔ درس وتدریس وہدایت وتلقین مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ بزرگان سلف کی مسند پر جانشین ہوئے۔ خانقاہ ومسند کو

رونق دی . طالبین ومریدین آپکے فیض صحبت سے مراتب اقصی و مدارج
اعلی کو پہنچے - اہل گجرات پر آپکی تعلیم وہدایت کا ایسا اثر ہوا کہ گھر گھر پیری مریدی کا
سلسلہ جاری ہوا ۔ قصبات و دیہات مین آپکے تلامذہ دین و اسلام کی
دعوت و سنت محمدی و سیرت احمدی کی اشاعت کرنے لگے - اکثر ہنود
جہلا راہ راست پر آئے اور خوشی سے دین محمدی میں داخل ہوئے -
واقعی ہند مین اکثر اسلام کی اشاعت اولیاء اللہ و اہل اللہ کے کشف و
کرامت سے ہوئی ۔ اولیاء کرام اسلام کے حامی اہل اسلام کے مددگار تھے آپکا مشرب
صلح کل تہا ۔ آپکی ذات بابرکات اہل اصنام و اہل اسلام کا مرجع تھی دونو فریق آپکے معتقد تھے

نقل ہے

کہ جب محمد غوث گوالیری گوالیر سے گجرات میں آئے چند علمائے ظاہری و
مشائخ نے امتحاناً ایک زندہ شخص کو جعلی مردہ بنا کے اوسکی تجہیز و تکفین کر کے
بشکل جنازہ شیخ کے سامنے لائے اور آپسے کہا کہ جنازہ کی نماز پڑھیے آپنے
فرمایا مین مسافر ہون مشائخ نے اصرار کیا آپنے فرمایا زندہ کی نماز پڑھون یا
مردہ کی مشائخ نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں کہین زندہ کی بھی نماز ہوتی ہے
آپ اسوقت امام ہوئے اور اللہ اکبر کہا ادہر جعلی مردہ کی روح پرواز ہوئی
نماز کے بعد سب نے فاتحہ پڑہی اور جنازہ کو اٹھا لئے اور اسکو ٹٹولا دیکھا
واقعی مردہ ہے سبنے افسوس کیا اور جنازہ دفن کیا شیخ کی ولایت کے

مستقر ہوئے۔ پھر رشک و حسد سے شیخ کے عملیات میں شک کرنے لگے عمداً
شیخ کو ایک ویران مکان میں جو جنات کا مسکن مشہور تھا کوئی شخص بنی آدم سے
وہاں نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فرو کش کیا آپ مع مریدین اوسمین فروکش ہوئے
راتکو دستر خوان چنا گیا کہ ایک جہت میں سے مٹی پتھر کچرا کوڑا گرنا شروع
ہوا کھانے کے برتنوں میں پڑنے لگا سب نے کھانا ترک کیا اور شیخ بھی دست
بردار ہوئے۔ فرمایا کل اسکا بندوبست کرینگے۔ صبح ہوتے ہی ایک آہنی
یا مسی دیگ منگوائی اور اوسمین تیل ڈالکر چولہے پر چڑھا دیئے اور نیچے آگ
سلگادی تیل خوب گرم ہوا اُبلنے لگا اُسوقت ایک تعویذ لکھکے اُسمین
ڈالدیا ایک ساعت کے بعد ہزاروں پرند اُڑتے ہوئے آتے تھے۔ اور
دیگ میں گرتے تھے جل بھنکر نیست و نابود ہو جاتے تھے۔ جنات کے بادشاہ کو
خبر ہوئی وہ گھبرا کے شیخ کے مرشد حاجی حمید حضور کی خدمت میں پہنچا۔ عرض کیا حضرت
محمد غوث بنی جان کو جلارہے ہیں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے
شمال تک کے بنی جان کھنچے ہوئے جارہے ہیں آپ ہم پر رحم کیجیئے اور شیخ کو
اس امر سے باز رکھیے۔ نہیں تو بنی الجان کی نسل دنیا سے نابود و معدوم
ہوگی۔ شیخ کو مرشد نے بشارت دی اے محمد غوث بس کر شیخ نے اُسیوقت
دیگ چولہے سے اُتاری۔ گجرات کے مشائخ نے شیخ کے عملیات کا بھی اقرار کیا

مشہور ہے

کہ محمد غوث گوالیری نے گجرات کے تمام مشایخ کو دعوت کی عزت و شان سے
مجلس کو آراستہ کیا اور فرمایا کہ گجرات رات ہے میں اسکو دن بنانا چاہتا ہون
گجرات کے تمام مشایخ دعوتمین شریک ہوئے مگر آپ صاحب ترجمہ یعنی شیخ علی
گانون دہنی شریک نہیں ہوئے اور دعوت قبول نہیں کی شیخ کا خادم دعوت
میں گیا تہا اور آپسے کہا کہ میرے مرشد مالک نے فرمایا کہ گجرات رات ہے
مین دن بنانا چاہتا ہون آپنے خادم کا قول سنکے فرمایا کہ جو رات ہے وہ
واقعی میں رات ہے اُسکے کہنے سے دن نہین ہوگا خادم محمد غوث کے
پاس گیا اور آپکی تقریر بیان کی محمد غوث خود بذاتہی آپکے مکانپر آئے آپکے
مکانپر سات زینے تہے شیخ نے زینہ اول کے پایہ پہ قدم رکہا معلوم ہوا کہ
پہلے آسمان پر رکہا علی ہذا القیاس ساتوین پایہ پر چڑہ کے آپکے مکانمین
پہنچا۔ گویا عرش تہا اور آپسے ملاقات کی۔ گویا خدا تعالی سے ملا۔ آپنے
شیخ کو اسرار و نکات سے مشرف کیا۔ شیخ آپکے مکان سے لوٹکر مشایخ
کی مجلس مین پہنچا اور بیان کیا کہ آج مجھکو معراج نصیب ہوئی مشایخ نے
پوچہا کہان اور کس طرح شیخ نے کہا شاہ علی جیو گانون دہنی کے مکانپر۔
گجرات کے علما و مشایخ نے بادشاہ کو مطلع کر کے شیخ کے قتل کا فتوی تیار کیا۔
علما و مشایخ کی مواہیر سے مثبت ہوا۔ فقط مولانا وجیہ الدین علوی نے
فتوی پر مہر نہین کی۔ اور آپکے پاس آئے اور عرض کیا۔ حضرت میرے مرشد

ناحق قتل ہوتے ہیں۔ آپ بچا لیجئے۔ آپنے رومال دیا کہ اسکو محمد غوث کے
چہرہ پر پہراکے مجلس مین معراج کی کیفیت دریافت کیجئے۔ مولانا رومال
لیکے مرشد کی خدمتمین آئے شاہ علی جیو گاؤن دھنی کے حکم کی تعمیل کرکے
مرشد سے دریافت کیا۔ مرشد نے معراج کی کیفیت خواب کیطرح بیان کی
مولانا علما کی مجلس مین پہنچے۔ علمانے مہر کرنے کا تقاضا کیا۔ شیخ نے
خواب کا واقعہ بیان کیا علما خاموش رہے اور قتل کرانیسے باز رہے
فتوی آپکی توجہ باطن سے منسوخ ہوا اور شیخ کی جان محفوظ رہی۔ شاہ
علی جیو گاؤن دھنی کی شان وعظمت تمام علما ومشائخ مین بڑی تھی۔ سب
آپکی کرامات وولایت کے معترف تھے۔ آپ اکمل الاولیاء وافضل المشائخ
تھے۔ آپکے آفتاب جمال کے مقابلہ مین کسی کا چراغ روشن نہین ہوسکتا تہا
آپ آسمان ولایت کے آفتاب تھے اور دوسرے بزرگ ستارے تھے
شیخ محمد غوث نے بھی آپکی عظمت وبزرگی کو تسلیم کیا۔ آپسے نیازمندانہ ملاقات
کرتے تھے۔ جبتک گجرات مین رہے آپکی خدمت مین آتے رہے اسرار
معرفت ورموز حقیقت مین باہم مذاکرہ رہتا تہا۔ آپ سلیم الطبع حلیم المزاج
تھے۔ باوجود عظمت وشان فروتنی وکسر نفسی۔ آپ کی شان تھی سہ

خاکسارے را نشانے دیگر است ؛ این زمین را آسمانے دیگر است

آخر آپنے ۱۴ - جمادی الاول ۹۷۳ھ نوسو تہتر ہجری مین اس دار فانی سے

عالم جاودانی کو رحلت کی۔ راے کہڑ احمد آباد گجرات مین مدفون ہو گئے
مزار فائض الانوار زیارت گاہ خاص و عام ہے یزار و متبرک ہے۔
آپکی عمر ستہتر سال کی تھی۔ سید مصطفےٰ آپکے صاحبزادے سجادہ نشین
ہوئے۔ آپ والد ماجد کے ہمقدم تھے۔ اور بزرگان سلف کے طریقہ پر
صاحب کرامت وولایت تھے۔ واقف حقیقت و معرفت تھے۔

شاہ عبدالجلیل قادری

آپ شاہ غیاث الدین ثانی قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی
ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ آپ نے نشو و نما کے بعد حفاظ
و قراسے قرآن شریف پڑہا۔ اور کتب درسیہ علما و فضلا کی خدمتین ختم کین
جامع علوم صوری و معنوی مظہر حقایق و معارف ہوئے۔ والد سے
خلافت کا خرقہ پایا۔ ہدایت دارشاد کے دروازہ کو کشادہ فرمایا۔ آپ
نہایت حسین و خوبصورت تہے۔ آپکا بدن مبارک پیرہن مین شمع فانوس
کیطرح نظر آتا تہا۔ اکثر لوگ آپکے چہرہ مبارک کو دیکہکر عالم حیرت مین
بے خود ہوتے تھے۔ بعض امرا نے آپ سے پیغام کیا۔ کہ ہماری
لڑکی کو نکاح مین لیجئے۔ آپنے فرمایا مین سید یحیٰی بن سید خوندمیر چشتی کی
لڑکی بی بی عائشہ کے سوا کسی سے نکاح نہین کرونگا۔ تواریخ اولیا کے
مولف نے اس نقل کو اس طرح بیان کیا کہ پریون نے آپسے درخواست کی

کہ آپ ہمکو اپنی خدمت مین لیجئے آپ نے وہی جواب دیا۔ جو بندکو دیا

نقل ہے

کہ ایکروز کسی مرید نے ایک ڈبیا اکسیر سے بھری ہوئی پیش کی۔ اور عرض کیا کہ اسمین سے اگر رائی کے دانہ کے ہموزن گرم لوہے پر ڈالین تو وہ زر خالص ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا میرا جسم اکسیر اعظم ہے اسیوقت مرید کے سامنے لوہے کا ریزہ ہاتھ مین لیا سونا ہو گیا۔ آپ صائم الدہر و قائم اللیل تھے۔ اکثر اوقات اشغال و اذکار مین بسر کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ سنت نبوی و دین احمدی کے پیرو تھے آخر آپنے سنہ ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری مین رحلت کی احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ آپکے خلفا بیشمار تھے۔ ازانجملہ سید مصطفےٰ بن یحییٰ الحسینی سید عبد الحلیم بن سید مصطفےٰ۔ ملک عبد اللطیف بن ملک داؤد شاہی شیخ فرید بن شیخ محمد۔ ملک محمود۔ سید خوندمیر۔ سید خلیل شیخ خوب محمد شیخ حاجی شیخ علی شیخ عبد اللہ۔ خواجہ رزق اللہ۔ خواجہ عطاء اللہ وغیرہم

کسی شاعر نے آپ کی تاریخ کہی

شہ خلیل اللہ کہ او عاشق ذات احد است	زبدۂ آل رسول اللہ و قطب صمد است
غوث الاوتاد بُد و سید الافراد بحق	ہادی دو عالم و ہم محترم لم یلد است
مفخر جملہ اولاد علی است و بتول	نور چشم حسن آن رہبر راہ رشد است

سال تاریخ وصالش چو بجستم ز ازل ۔۔۔ ہاتفی گفت بگو شمر کہ معشوق ابدست
۹۸۲ھ

قاضی عبدالجلیل عرف جلال الدین ملتانی

آپ ملتانی الوطن ہیں۔ عالم شباب میں وطن سے احمدآباد گجرات میں گئے اور مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ مولانا کی خدمت میں کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور درویشی کے طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا موصوف سے مرید و خلیفہ ہوئے۔ بسلسلۂ شطاریہ کے پیرو تھے۔ گجرات سے اکبرآباد گئے وہاں ریاضت و عبادت میں معروف ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے آپکو لشکر میں قضا کی خدمت پر مامور فرمایا مگر آپ چند روز کے بعد علما کی مخالفت کی وجہ خدمت سے مستعفی ہوگئے بعد ازان اکبر بادشاہ نے آپکو بیجاپور میں افتا کی خدمت پر مامور کیا۔ آپ مدت تک اوس خدمت پر مامور رہے۔ آخر آپنے سنہ ۹۹۹ھ نو سو ننانوے ہجری میں بمقام بیجاپور رحلت کی بیجاپور کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک

شاہ علاء الحق قادری

آپکی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے منتہی ہوتا ہے آپ سید صحیح النسب ہیں جامع علوم ظاہری حاوی فضائل صوری و معنوی درویشی و خداشناسی کی مسند پر متمکن تھے طالبین و مریدین کو ہدایت

فرماتے تھے۔ آپنے عمر کا بڑا حصہ عرب و عجم کی سیاحت مین گذارا۔ اکثر
شیوخ کرام سے ملے ہین اور استفادہ کیا تارک الدنیا تھے۔ مقام تجرید
و تفرید مین مستغرق و مرتبہ فنا فی اللہ مین محو تھے۔ مدت العمر شادی
نہین کی عالم تجرید مین رہے کسی بزرگ قادریہ کے مرید و خلیفہ تھے
حضرت شاہ صبغۃ اللہ الحسینی المدنی البھروچی سے طریقہ ہدایت و
تلقین حاصل کیا۔ شاہ موصوف کے ملفوظ مین مذکور ہے کہ میر علاء الحق
درویش مجرد محبت حق مین مستغرق تھے کبھی شادی کا ارادہ نہین کیا
انتہی کلامہ۔ ایک روز آپ شاہ صبغۃ اللہ کے حلقہ درس مین گئے
اسوقت تفسیر بیضاوی کا درس ہو رہا تھا۔ شاہ صاحب ایک مشکل مسئلہ کے
جوابمین فکر کر رہے تھے۔ آپنے اشکال کا جواب بیان کیا۔ شاہ صاحب نے
دلمین خیال کیا کہ جوابکا تکملہ ہونا چاہیے تاکہ جواب کامل ہو جائے آپنے
ایکساعت کے بعد جوابکا تکملہ بھی بیان فرمایا جواب درست ہوا شاہ صاحب نے
آپسے دریافت کیا کہ آپنے علم ظاہری سے فراغت پائی ہے۔ آپنے
فرمایا ہان۔ آپ ظاہر مین عوام کیطرح رہتے تھے تاکہ فضیلت کا اظہار
نہو ملفوظات کے مولف نے لکھا کہ آپکو شاہ صبغۃ اللہ نے نعمت معنوی
ایک ہفتہ مین عطا کی مستعد تھے۔ صرف حالت منتظرہ تھے شاہ صاحب کی
توجہ سے بدون ریاضت درجہ کمال کو پہنچے آخر آپکی رحلت سنہ ۱۰۲۱ ایکہزار

اکیس ہجری میں واقع ہوئی (آہ شاہ طریقت) رحلت کی تاریخ ہے
بیرون حصار بیجاپور مدفون ہوئے۔ مزار و مترک ہے۔

شیخ عبدالرشید چشتی فاروقی گجراتی

شیخ عبدالرشید نام۔ آپ شیخ سراج الدین ثانی کے فرزند دلبند ہیں۔ آپکا تولد احمد آباد گجرات میں ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی اور کتب تحصیلی ختم کیں عالم اجل و فاضل اکمل ہوئے۔ والد ماجد و برادر شیخ یحیی معشوق اللہ سے خلافت کا خرقہ پایا۔ معرفت و عرفان کا درجہ حاصل کیا۔ بزرگان سلف کی طرح ہدایت و تعلیم کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ طالبین و مریدین بلاد و امصار سے تحصیل کے لئے آپکی خدمت میں آتے تھے۔ فائز المرام ہوتے تھے۔ آپ شہرۂ آفاق و مقبول خلایق تھے۔ شریف الاخلاق منیف الاعراق تھے حلیم المزاج رہنمائی کے سراج تھے۔ والد و برادر کے فرمانبردار۔ متقی و پرہیز گار رہتے۔ آپ ہمیشہ معشوق اللہ کی خدمت میں سایہ کی طرح ملازم رہتے تھے اور خدمت گذاری کا حق ادا کرتے تھے۔ حضرت مولانا بھی آپسے نہایت ہی محبت و خلوص رکھتے تھے اور آپکو فرزند سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ اور مولانا نے خاص اپنی صاحبزادی کی آپسے شادی کر دی تھی۔ گویا آپ مولانا کے فرزند ہی تھے۔ مخبر الاولیا کے مولف نے لکھا کہ جب عالمگیر بادشاہ غازی حضرت مولانا معشوق اللہ کی ملاقات کیلئے آیا تب اولاً آپسے ملاقات کی۔ بعد ازاں آپ کے توسل سے حضرت سے

ملاقات کی۔ جب عالمگیر باشاہ مع شیخ نظام دکنی مسجد مین داخل ہوا وقت
آپ مسجد کے صحن میں اور حضرت مولانا حجرہ مین تھے۔ آپنے نہایت ادب سے
استقبال کیا۔ عالمگیر نے سبقت کرکے السلام علیکم کہا۔ آپنے وعلیکم السلام
جواب دیا۔ عالمگیر نے شیخ نظام سے پوچھا کہ آپکی تعریف کیجئے شیخ نے گذارش
کی۔ کہ آپ مولانا کے بنی عم و داماد ہین۔ آپکا نام مولوی عبدالرشید ہے
پھر عالمگیر نے آپسے مصافحہ کیا بعد ازان آپنے مولانا کو بادشاہ کی تشریف
آوری سے مطلع فرمایا حضرت شیخ یحیٰ معشوق اللہ حجرہ سے برآمد ہوئے حسن
اخلاق سے ملے شیخ نظام بادشاہ کے بازو میں کھڑا تھا مگس رانی
کرتا تھا۔ آپ حضرت کے پہلو مین تھے اور چنور ہلا رہے تھے۔ تھوڑی دیر
باہم مکالمہ رہا پھر بادشاہ رخصت ہوا۔ حضرت چند قدم مشایعت کرکے
حجرہ میں گئے۔ اور آپ بادشاہ کے ہمراہ دروازہ تک گئے۔ بادشاہ
سوار ہوکے روانہ ہوا۔ آپ حضرت کیخدمت مین آئے ہم بادشاہ کی ملاقات
ذکر حضرت معشوق اللہ کے حال میں مفصل بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ
آپ صاحب کرامت و مظہر ولایت تھے۔ آپ کی کرامتین گجرات مین
مشہور ہین۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے مستفید ہوتے تھے۔ جب سنہ ۱۰۶۶
ایکہزار چہیاسٹھ ہجری مین حضرت معشوق اللہ مع برادر شیخ فریدالدین حرمین
شریفین کو روانہ ہوئے۔ آپکو اپنا قایم مقام فرمایا۔ تمام خانقاہ و لنگرخانہ وغیرہ

کا اہتمام آپکے تفویض کیا۔ آپ حسب الحکم تعمیل کرتے تھے. حضرت کی رخصت کے
بعد آپ بیمار ہوئے. سات آٹھ مہینے تک بستر سے علیحدہ نہین ہوئے۔ معالجہ
فرماتے رہے۔ مگر مرض روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ آخر آپ نے بروز چہار شنبہ
پندرہوین تاریخ ماہ محرم سنہ ۹۶۰ ایک ہزار ایک سو چھہ ہجری مین اس دار فانی سے
بہشت برین کو رحلت کی۔ شاہ پور احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے
آپ لاولد تھے. شیخ رکن الدین احمد بزرگ بن حضرت شیخ محمد یحیی چشتی کو
فرزندی مین لیا تھا۔ مخبر الاولیا کے مولف نے لکھا کہ جب آپنے یہان
رحلت کی کشف باطنی سے حضرت شیخ یحیی چشتی کو مدینہ منورہ مین معلوم ہوا
حضرت نے عزیز القدر شیخ فرید الدین سے فرمایا۔ اے فرید رشید
بہائی کا انتقال ہوا۔ دونون نے فاتحہ خیر پڑہی۔ مزار و متوسل ہے

شاہ علی پہلوان

آپ صوفی سرمست کے مرید و خلیفہ ہین۔ بہادری و شجاعت مین یگانہ
ولاوری و ہمت مین مشہور زمانہ تھے. ضلع کرنول مین ستھے ہدایت و تلقین
مین ہمیشہ مشغول رہتے تھے. ہزارہا بیدین آپکی ہدایت سے مسلمان ہوگئے
اور بت پرستی سے توبہ کئے۔ کرنول کے اطراف مین آپکی توجہ سے اسلام
شایع ہوا اور دین محمدی نے رواج پایا۔ اکثر اوقات اہل اصنام سے آپنے
جنگ کیا۔ مگر ہر وقت مغلوب ہوئے۔ آپ صاحب کرامت و خارق

عادت تھے۔ اب بھی آپکے مزار پرانوار سے فیض جاری ہے معتقدین حسن عقیدت کی بدولت کامیاب ہوتے ہین۔ آپ اکیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۷۶۲ھ سات سو باسٹھ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے ایسیدور علاقہ کرنول مین مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک ہے۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین کامل یقین نہین ہوتا ہے۔ شاید کتب تواریخ مین سہو کاتب ہے غلطی واقع ہوئی ہو۔ صوفی سرمست کا مرید خلیفہ ہونا بالواسطہ ہوگا۔ نہ بالذات

سید علاؤالدین علوی نذر باری

آپ صحیح النسب ہین۔ بعض مورخین نے لکھا کہ سید حسین خنگ سوار کے برادر حقیقی ہین۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کے ہمرکاب تھے۔ عالم فاضل عارف کامل ہیں۔ صاحب خرق عادت وکرامت تھے خلایق کو ہدایت اور ارشاد فرماتے اور اسلام کی اشاعت دین محمدی کے رواج مین کوشش جانفشانی زیادہ کرتے تھے

نقل ہے

کہ آپ ایکروز حضرت خواجہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے۔ یکایک ایک سید مظلوم آیا۔ اور حضرت سے عرض کیا کہ مین نذر بار خاندیس میں گیا۔ وہان کا حاکم راجہ رائے نندگوگی ہے۔ اہل شہر نے مجھ سے پوچھا کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ مین نے کہا سید ہون عرب سے آیا ہون۔ راجہ نے حکم دیا کہ اس کو مارو اور شہر سے خارج کرو۔ راجہ کے ملازمین اور اہل شہر نے مجھکو مارا اور

میرا ہاتھ قطع کیا۔ اور طرح طرح کی ایذا دی۔ اور مجھکو نکال دیا۔ مین آپکے پاس استغاثہ کیلئے آیا ہوں حضرت خواجہ نے آپکو ارشاد کیا کہ جائیے کفار کو سزا دیجئے۔ اور جہاد کیجئے۔ اور اسلام کو شایع فرمائیے۔ آپ حسب الارشاد مع چند بہادر نندربار روانہ ہوئے اور نندربار پہنچے۔ نندربار کا راجہ مقابلہ کیلئے فوج لیکر برآمد ہوا حضرت سے مقابلہ کیا طرفین مین متعدد جنگ ہوئے ہنود مقتول و مجروح ہوئے اور اہل اسلام نے ہنود کا دیول جو عجائبات سے تہا اوسکو منہدم و مسمار کیا۔ آخر لڑائی مین آپ اور کل مریدین ہمراہی شہید ہوئے ایک بزرگ مسمی خیر ابوالغازی تھے اونکا بھی مزار نندربار کے دروازہ کے باہر واقع ہے اور ایک مقام مین گنج شہیدان بھی ہے عوام مین مشہور ہے کہ دیر تک بدون سر لڑتے رہے۔ آخر ایک پہاڑ کے ٹیلہ پر ایک قبر مین دفن کئے گئے بعض کا قول ہے کہ خود قبر مین داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ۶۱۲ھ چہ سو بارہ ہجری مین واقع ہوا قبر کا نشان نہ معلوم ہو سکی جسے زمین ہموار کر دیگئی تھی آخر سید شاہ عالم نندربار مین رونق افزا ہوئے۔ کشف باطنی سے آپکی قبر کا نشان تبلایا۔ اور قبر کے اطراف ایک دائرہ کھینچ دیا۔ پہر مبارک شاہ فاروقی کے زمانہ میں ۱۴۔ جمادی الثانی ۹۶۶ھ نو سو چھیاسٹھ ہجری مین ملک ناصر گجرات نے قبر اور گنبد پختہ اور ملک حسین نے مسجد پختہ تعمیر کرادی یادگار باقی ہے۔ آپکے ملفوظ مین مرقوم ہے کہ حضرت شاہ محمد علی رضا

مجددی جو مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے۔ فرماتے تھے کہ مین نے عرب و عجم کی سیاحت کی۔ اکثر علماء و مشائخ سے ملا چھ شخص ایسے دیکھے جو عدیم المثال تھے۔ ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ دوم حضرت قطب الدین بختیار کاکی سوم حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر چہارم حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا پنجم جدی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ششم سید السادات حضرت سید علاء الدین ندرباری قدس سرہم۔

نقل ہے

کہ ایکسال آسمان سے آپ کی گنبد پر صاعقہ گری مزار کے اطراف گھوم کے نکل گئی۔ گنبد اور مزار کو کچھ صدمہ نہین پہنچا۔ ہمیشہ آپکا مرقد مبارک نورانی نظر آتا ہے جو صاحب دل و صاحب نظر ہین انکو دکھلائی دیتا ہے یزار و یتبرک

سید علی شہید قدس سرہٗ

آپ متقدمین مشائخ کرام۔ و مجاہدین ذوی الاحترام سے ہیں۔ ملک عرب سے بیجاپور میں مع چند فقراء اوس زمانہ مین آئے کہ اہل اصنام کا تسلط تہا۔ اور بت پرستی کا بازار گرم تہا۔ آپ چاہتے تھے کہ مشرکین کو لطف و تالیف سے اسلام و ایمان کی دعوت دین۔ مگر اہل اصنام آپکی ایذا رسانی کے لئے مستعد ہوئے۔ اور جنگ کے لئے مقابل ہوئے۔ آپ بھی مع فقرائے ہمراہی جنگ کے لئے قائم ہوئے باہم خوب جنگ ہوا۔ بے شمار ہنود مقتول و مجروح

اور آپ معہ جملہ فقرا شہید ہوئے۔ مشہور ہے کہ جنگ میں آپکا سر مبارک تن سے قطع کیا گیا تھا۔ آپکا جسم مبارک بدستور چند قدم آگے بڑھکے ہنود کو ضرب شمشیر سے ہلاک کرتا تھا۔ آخر زمین پر گرا بحس و حرکت ہوا۔ چنانچہ آپکا سر مبارک قاضی محمد باقر کے مکان کے عقب میں متصل مسجد اولاد مبارک شاہ حضرت قادری کے مقبرہ کے قریب قاضی کی حویلی کے دروازہ میں مدفون ہیں۔ و گنج شہیدان بھی وہاں واقع ہے۔ گنج شہیدان میں آپکے ہمراہی فقرا و غزاۃ مدفون ہیں اس واقعہ کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا۔ تقریباً ۸۰۰ھ ہجری معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

شیخ عبد الصمد کنعانی قدس سرہ

شیخ عبد الصمد نام کنعانی الاصل تھے۔ آپ شیخ لطف اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں اکمل اولیاء سے شمار کئے جاتے ہیں۔ آپکو جو کچھ ملا حضرت شیخ لطف اللہ سے حاصل ہوا شیخ لطف اللہ کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے۔ شریعت نبویہ و سنت مصطفویہ کے طریقہ پر قائم تھے اور آپ سے حضرت سید محمود المشہور شاہ حضرت حسینی نے استفادہ کیا اور

اور آپکا مرید | **نقل ہے** | و خلیفہ خاص تھا

کہ ایکروز آپنے ایک نقش لکھا۔ خانہ پری کی مگر خانہ مقصود کو خالی رکھا بستر کے نیچے رکھکے ضرورت کے لئے برآمد ہوئے طہارت و وضو میں

مشغول ہوئے۔ یہاں شاہ حسینی سے نقش کو دیکھا۔ اور خالی خانہ کو عدد سے بہر دیا۔ عدد کے لکھتے ہی عالم غیب سے ہون وطلا کے بدرے برآمد ہوئے انبار خانہ ہوگیا۔ شیخ کی خانقاہ خزانہ ہوگئی۔ شاہ صاحب متحیر ہوئے کہ شیخ تقضائے حاجت سے بعد آئے حالت دیکہ کے غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ یہ کام کسنے کیا شاہ صاحب نے عرض کیا کہ یہ خطا مجھسے صادر ہوئی فرمایا نقش کو محو کر دو۔ شاہ صاحب نے مٹایا۔ اوسیوقت ہون وطلا کے خریطے گم ہوئے۔ آخر آپنے ۵ محرم سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی۔ مرشدین کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک بہ۔ شیخ عبدالکریم انصاری لاہوری مصنف شرح لمعات و شرح جام جہان نما آپکے مرید و خلیفہ تھے

مولانا عبد الرحیم

آپ بیجاپور کے متاخرین علما سے تہے۔ آپ بیجاپور کی تباہی و خرابی کے زمانہ میں سن شعور کو پہنچے تھے۔ آپ کے دل میں علوم و فنون کا شوق موجزن تہا۔ اور اوسوقت بیجاپور کے مدارس ویران و خراب تہے اور مدارس و تدریس کے بازار سرد ہورہے تہے۔ مگر بعض مقامات میں صرفی و نحوی و منطقی علما بحال تباہ موجود تھے۔ آپ کسی مقام میں صرف اور کہیں نحو اور کہیں منطق اور کہیں فارسی پڑہتے تہے۔ اور تحصیل علوم میں محنت و مشقت کرتے تہے۔ آخر بادشاہ عالمگیر نے قاضی ابوالبرکات کو

قضا کی خدمت پر مامور کیا آپ بیجاپور مین رونق افزا ہوئے۔ عالم متبحر تھے آپنے قاضی صاحب کی خدمت مین کتب درسیہ ختم کین فارغ التحصیل ہوکے درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ساٹھہ برس تک تدریس کی مسند پر جلوس کرتے رہے۔ آپ استاد البلد تھے شہر کے اکثر امرازادے ومشایخ زادے آپکے تلامذہ تہے۔ آپ فصوص الحکم وغیرہ کتب تصوف بہی پڑہاتے تھے غرض آپکا فیض ظاہری وباطنی شہر مین جاری تہا۔ آپ صاحب مراقبہ ومشاہدہ بہی تھے۔ اکثر مشایخ متقدمین سے عالم روحانی مین استفادہ کیا ہے مدۃ العمر عالم تجرید ودرویشی میں رہے تارک الدنیا تہے۔ دنیوی جاہ وحشمت سے دور رہتے تہے۔ حضور آصفجاہ نظام الملک دہایت محی الدینخان بیجاپور کی حکمرانی کے عہد مین آپسے حسن اعتقاد رکہتے تہے اور چاہتے تہے کہ آپکے لیے جاگیر مدد معاش مقرر کرین مگر آپنے قبول نہین کیا آخر آپنے اونیس تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۱۶۰ھ گیارہ سو ساٹھہ ہجری مین خلد برین کو رحلت کی۔ روضۃ الاولیاء کے مولف کے والد نے فارسی وعربی مین مادۂ تاریخ لکہا۔ فارسی مین ایک عدد بڑہتا ہے (آفتاب رفتہ) (کذالک الفوز الکبیر) ابوبکر حسن بالفقیہ کے خانقاہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے شاگرد رشید مولوی عبدالرحمان قضا قائم مقام ہوئے تہے۔ مگر چند روز کے بعد عارضہ جنون مین مبتلا ہوئے

مزار زیارتگاہ متبرک ہے۔

عبدالسلام شطاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاء بیجاپور سے ہیں۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ محمد غوث
گوالیری سے ملتا ہے۔ آپ حسن اتفاق سے احمد آباد گجرات سے بیجاپور میں
آئے اور یہاں متوطن ہوئے۔ صاحب مقامات عالیہ و فضائل کاملہ تھے
آپکو بیعت و خلافت کسی بزرگ خاندانی سے تھی۔ قادریہ شطاریہ طریقہ کے
پابند تھے۔ طالبین کو ہدایت و ارشاد سے مشرف فرماتے تھے۔ گوشہ نشین
و متوکل تھے۔ درویشانہ مزاج تھا۔ صوفیانہ طرز تھی۔ مزاج میں انکساری
و کسر نفسی حد سے زیادہ تھی۔ مشہور ہے کہ زبردست عامل تھے۔ مقبول الدعوات
تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۳۵ گیارہ سو پینتیس ہجری میں رحلت کی اندرون حصار
بیجاپور مسجد شافعیہ کے متصل شرقی جانب میں مدفون ہیں۔ اور آپکی قبر کے پہلو میں
خواجہ عبدالرحیم کا مزار پر انوار ہے۔ زیارت و متبرک ہے۔

شاہ عبداللطیف قادری قدس سرہٗ

آپ شاہ نور اللہ قادری کے صاحبزادے ہیں۔ والد ماجد کے انتقال کے
بعد مسند نشین ہوئے۔ مریدین و معتقدین کو ہدایت و تلقین فرمانے لگے۔ اکثر
طلبہ آپکی ہدایت سے درجہ کمال کو پہنچے اور عارف کامل ہوئے۔ آپ
صاحب کشف و کرامت تھے آپکے اکثر خوارق ظاہر ہوئے ہیں۔ امراء و فقراء
آپکے ساتھ حسن ارادت و عقیدت رکھتے تھے۔ آپ مستغنی المزاج تھے۔ کبھی

کچھ تعلق نہین رکھتے تھے تارک الدنیا والیہا تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۲ ایکہزار
بیاسی ہجری مین رحلت کی والد ماجد کے قریب مدفون ہوے۔ مادہ تاریخ
(خلوت گزیدہ) ہے آپکے صاحبزادے مسمی شاہ حضرت قادری لائق و صاحب کشف
تھے۔ والد کے قائم مقام ہوئے۔ ہدایت وارشاد فرماتے تھے آپکو آبا و کرام
طریقہ کا زیادہ لحاظ رہتا تھا۔ ہر ایک امر مین بزرگان سلف کی پیروی کرتے
تھے۔ سکندر عادلشاہ کی حضور مین معتبر و معتمد علیہ تھے۔ امور سلطنت مین
بادشاہ کو مشورہ دیتے تھے عالمگیر بادشاہ کے نزدیک بھی معزز و مکرم تھے
عالمگیر نے آپکے مصارف کیلئے معقول معاش مقرر کردی تھی۔ ابتک
انکی اولاد پر جاری و بحال ہے۔ آخر آپنے ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۰ گیارہ سو
تیس ہجری مین دار فانی سے رحلت کی اندرون شہر پناہ بیجاپور اپنی حویلی مین
جامع مسجد کے قریب دفن ہوے آپکی اولاد مواضع جاگیر مین قیام پذیر ہین۔

السید علی کلان بن سید شاہ حسن عبد القادر الثانی قادری

سید علی کلان نام ہے۔ آپ سید شاہ حسن عبد القادر ثانی قادری کے
صاحبزادے ہین۔ آپکے عم بزرگوار قادری شاہ صاحب کو کوئی فرزند نہ تھا
آپکو متبنیٰ کیا۔ آپکی تعلیم و تربیت مین خوب کوشش کی۔ آپ لائق ہوئے۔ عم
بزرگوار کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ ایکدن
آپنے اپنے فرزند عبد الرزاق کو بلایا۔ کہا بابا حضرت معشوق ربانی ثانی کے

گنبد میں جاؤ۔ جو مصلی وہان ہے اوسکے نیچے ہاتھہ ڈالو جو کچھہ برآمد ہو دے
لے آؤ۔ صاحبزادے نے حسب الارشاد ہاتھہ مصلی کے نیچے ڈالا جسقدر زر
مطلوب تہا۔ اوسیقدر برآمد ہوا زر برآمدہ کو لاکے والد ماجد کے سامنے رکھدیا

خرق دیگر

ایک سرکاری عہدہ دار موضع عرس وڈ جنگل مین گہانس لینے کے لئے
آیا حضرت کے طرف سے خادمون نے منع کیا۔ سرکاری عہدہ دار نے
خادمونکو دہمکایا۔ خادمون نے آپسے شکایت کی۔ آپ غصہ ہوئے اوسوقت
پان کہارہے تہے۔ مغ پان کو نکالکر زمین پر پہینکا۔ یہان آپکے منہ سے
پان گرا اور اودہر عہدہ دار کے اونٹ وغیرہ جانور زمین پر گرے۔ حاکم گہبرایا
حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بڑی عجز وانکساری کی۔ آپنے معاف فرمایا
اونٹ وغیرہ اُٹھہ کہڑے ہوئے اور فرمایا آیندہ کسی فقیر کے ساتھہ ایسا نہیں کرنا چاہیے

خرق دیگر

ایک روز آپ حضور نواب نظام الملک آصفجاہ کی خدمت مین آئے۔ نواب نے
تعظیم وتکریم کی اوسوقت کسی متعمد نے نواب سے کہا کہ یہ شخص خارجی ہے
نظام الملک نے فرمایا ایسا نہین کہنا چاہیئے۔ یہ محبوب سبحانی کی اولاد مین سے
ہین رفتہ رفتہ یہ بات حضرت کے گوش مبارک مین پہنچی۔ آپ اوسیوقت
سوار ہوئے نواب صاحب کی خدمت مین آئے اور نوابنے فرمایا آپ کمر

کیون تشریف لائے۔ فرمایا مین آپکے پاس آیا۔ اور آپکو دیکھکر خوش ہوا اور
دعا دی۔ اور حضور آصف جاہ سے رخصت مانگی حضور نے فرمایا شاہ صاحب
ابھی چند روز اقامت کیجئے آپنے فرمایا جس مجلس مین فقرا کا مخالف ہو اوس مجلس سے خدا کے
عنقریب قائل کے منہ سے نجات برآمد ہوگی چند روز بعد ویسا ہی ہوا جیسا آپنے فرمایا تھا

من ملفوظاتہ

آپ فرماتے تہے فقیر کو چاہیے۔ جو کچھ ملے اوسکو خرچ کرے۔ کلھ کے لئے
ذخیرہ نہ رکھے جسوقت دنیا سے اوٹھے گھر مین سے ایک حبہ بھی نہ نکلے
اور آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے اس امر کی دعا کرتے تہے آپکی دعا مقبول
ہوئی۔ وفات کے بعد وہی ہوا جو آپکی خواہش تہی۔ یعنی گھر سے ایک حبہ ہی
نہیں نکلا۔ مریدون نے تجہیز و تکفین کی۔ آپکی وفات میں تاریخ ۱۱ ماہ رجب سنہ
گیارہ سو اکتالیس ہجری مین ہوئی۔ بزرگون کے مقبرہ مین دفن کئے گئے

عجیب و غریب

تمام مریدین و معتقدین آپکو دفن کرکے فارغ ہوئے۔ یکایک سوار سبز پوش پیدا
دار ہوا اور گھوڑے سے اترا قبر کے سرہانے کھڑا رہا۔ فاتحہ پڑھی اور یہ رباعی
تاریخ کہی۔ اور پھر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا اوسی راہ چلا گیا۔ اور نظرون سے
غائب ہوا۔ ہر چند کہ تلاش کیا گیا لیکن نہیں ملا۔

چون سید علی شاہ پیر ورنگل ؎ ازین دار فنا کردہ بفردوس منزل

گذشتہ از ہجرت شاہ مرسل ؛ ہزار و صد و چہل و یک سال کامل

اولاد امجاد

چار فرزند تھے۔ سید عبدالقادر عرف قادر شاہ صاحب خورد۔ و سید حسین صاحب
سید محی الدین عرف پیر بادشاہ صاحب۔ و سید عبدالرزاق صاحب عرف رازق صاحب

تفصیل اولاد سید علی شاہ

زوجہ اول خدیجہ بی سے

ایک لڑکا اکبر شاہ۔ اور دو لڑکیاں۔ حسین شاہ بی۔ و زینت بی بی۔

زوجہ دوم خدیجہ بی ثانیہ سے

دو لڑکے۔ پیر بادشاہ صاحب۔ و رزاق صاحب۔ اور ایک لڑکی بیوا عرف اجہ بی بی

زوجہ سوم زہرہ بی سے

دو فرزند اور ایک لڑکی۔ قادر شاہ صاحب۔ و حسین شاہ صاحب

آپکے فرزندوں کی اولاد

پیر بادشاہ صاحب کے۔ رازق صاحب کے۔ اکبر شاہ کے۔ قادر شاہ کے

سید علی قادری — بادشاہ صاحب۔ سید علی صاحب — شاہ اولیا صاحب۔ قادر صاحب — پیر بادشاہ صاحب

قادر صاحب۔ شاہ جمال صاحب — اکبر شاہ صاحب — حیدر صاحب۔ قادر صاحب

محی الدین بادشاہ۔ قادر بادشاہ۔ شاہ رحمت اللہ صاحب

سید الکبیر الشریف شیخ العیدروس قدس سرہ

آپ عبداللہ عیدروس کے صاحبزادے ہیں آپکی ولادت سنہ ۹۱۹ نوسو انیس ہجری میں بلدہ تریم ضلع حضرموت میں ہوئی آپنے عالم شباب میں والد ماجد سے علوم و فنون صوری و معنوی حاصل کئے۔ اور عیدروسیہ طریقہ میں والد سے خلافت و اجازت لیکر حرمین شریفین کو گئے۔ ماہ رمضان میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ مطابق حدیث اِنَّ عُمْرَۃً فِی رَمَضَانَ کَحَجَّۃٍ۔ دن کو چار عمرے اور رات کو چار عمرے ادا کرتے تھے حج و طواف کے بعد مدینہ منورہ گئے۔ روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں مولانا افسر المحدثین شیخ شہاب الدین احمد بن محمد الہیثمی سے ملاقات کی شیخ کی صحبت میں اکثر فوائد حاصل کئے رخصت کے وقت شیخ سے دعائے خیر کی درخواست کی شیخ نے چند قدم احتراماً مشایعت کر کے آپکے لئے دعائے خیر پڑھی فرمایا خدائے تعالیٰ آپکی تصنیفات خلایق میں مقبول کرے۔ اور آپکی باقیات الصالحات کو بڑھائے۔ اور آپ کو امراض جسمانی و آفات آسمانی سے محفوظ رکھے۔ شیخ کی دعائیں آپکے لئے مقبول ہوئیں۔ آپنے سنہ ۹۵۸ نوسو اٹھاون ہجری میں حرمین شریفین سے وطن کو مراجعت کی اور وہاں سے احمد آباد گجرات میں تشریف لائے سلطان محمود بن لطیف خان بن مظفر خان والی گجرات نے آپکی تعظیم و توقیر کی اور بادشاہ آپکا معتقد ہوا۔ آپکے لئے

وظیفہ معقول مقرر کردیا۔ آپ اطمینان سے وہان سکونت پذیر ہوئے
اور خلایق کو ہدایت کرنے لگے۔ آپ زبردست عامل تھے ہر ایک حاجتمند کو
تعویذ اور دعا سے سرفراز فرماتے تھے حاجتمند کامیاب ہوتے تھے ۹۶۶ سنہ
نوسو چھیاسٹھ ہجری مین آپ احمد آباد گجرات سے سورت مین رونق افروز ہوئے
اسوقت مسلمان حج کے لئے بندر سورت سے سوار ہوتے تھے اہل ہند کے لئے
سوائے سورت کے اور کوئی مقام نہین تھا۔ کہ جہاز پر سوار ہو جائین عرب سے
اکثر جہاز بندر سورت مین آمد و رفت کرتے تھے۔ بندر سورت آباد و معمور
تھا اور دریا کا راستہ خطرناک تھا۔ باہم فرانس پرتگیز و انگلش مین محاربات
جاری تھے۔ آپکو عالم رویا مین بشارت ہوئی کہ آپ سورت مین قیام
کرین اور حجاج کی امداد توجہ باطنی و ظاہری سے رکھین اور اسیطرح سید
محمد العید روس عدن مین مقرر ہوئے۔ آپ دونون بزرگون سے حجاج کو
آسایش و راحت حاصل ہوتی تھی۔ آپکے چار صاحبزادے تھے سید
عبداللہ العیدروس محی النفوس۔ سید احمد مجلی کل بوس۔ سید مصطفیٰ
تریاق المجرب جو سورت مین مدفون ہین سید محمد شمس الشموس سورت مین
مدفون ہین۔ سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری مین سید احمد مجلی کل بوس بلدہ تریم سے
سورت مین آئے اور ۹۷۰ سنہ نوسو ستر ہجری مین سورت مین مسجد بنائی۔
عالم رویا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے نیو کے

چار پتھر چار گوشہ پر رکھ کے اشارہ کیا تھا کہ یہاں مسجد تیار کرو۔ آپ کے
صاحبزادے موصوف نے حسب البشارۃ مسجد بنا کی اوسی مسجد کے قریب
سید مصطفیٰ تریاق المجرب مدفون ہوئے۔ مرقد پر گنبد عالی بنا کیا گیا ہے
آپ اکثر اوقات احمد آباد سے سورت مین آمد ورفت فرماتے تھے۔

نقل ہے

کہ آپنے ایک وقت صاحبزادے سید احمد مجلی کل بوس کو فرمایا کہ احمد آباد
گجرات مین ایک گنبد عالی تیار کرو صاحبزادہ۔ حسب الحکم تعمیر کے لئے مستعد ہوا
اوس سال حسن اتفاق وحسن نیت سے بیشمار آمدنی ہوئی گنبد عالی تیار
ہوگیا۔ آپ صاحب التصانیف والتوالیف تھے۔ منجملہ عقد النبوی
سر المصطفوی۔ شرح سراج التوحید۔ تحفۃ المریدین۔ حقائق التوحید
شرح ابیات الوسیلہ۔ شرح نفحات الحکم وغیرہ۔ آپنے ۲۵ تاریخ ماہ رمضان
سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین اس دارفانی سے بہشت برین کو رحلت
کی احمد آباد گجرات مین گنبد تعمیر شدہ مین مدفون ہوئے۔ زیارتگاہ متبرک ہے

سید عبد الوہاب قادری المعروف سلطان شاہ جیو

آپ سید غیاث الدین قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ
حضرت محبوب سبحانی سے منتہی ہوتا ہے۔ سادات صحیح النسب سے ہین
آپکی ولادت موضع سرمینی ضلع احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ والدین کے

سایہ عاطفت مین تعلیم و تربیت پائی مشہور ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے
آپکی ولادت سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی
والدہ راجی فیروزہ بانو بنت سید علم الدین حسینی کو عالم رویا مین یہ بشارت
دی تھی کہ تیرا فرزند ولی کامل ہوگا۔ نشو ونما کے بعد آپ نے گویائی
شروع کی۔ والد ماجد نے مکتب نشینی کا جلسہ کیا۔ اوسمین اکثر شہر کے
علما و فضلا شریک تھے۔ معلم نے آپکو قرآن شریف کے دو تین کلمے
تبرکاً پڑھائے۔ آپنے نہایت اطمینان سے پڑھا اہل مجلس دیکھ کے
حیران ہوئے۔ بعض صاحب دل نے کہدیا کہ یہ ولی مادرزاد ہے
اسکے چہرہ سے ولایت و کرامت کے آثار نمایان ہین۔ اور علم لدنی سے
بہرور ہوگا۔ والد ماجد نے رواج کے موافق معلم کو نذرانہ دیا۔ معلم نذرانہ
کمی سے ناخوش ہو کر مسترد کرنے لگا۔ آپکے والد ماجد نے فرمایا مولویصاحب
یہ تعلیم کی اجرت نہین ہے فقیر کا تبرک ہے مولویصاحب نے نذرانہ جیب مین
رکھ لیا۔ اور آپکے والد نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ آپ عبد الوہاب کی
فکر نکیجئے۔ اوسکی تعلیم کے لئے دوسرے بزرگ مقرر ہین۔ غرض کہ
آپ پندرہ سولہ برس کی عمر مین فاضل کامل و عارف واصل ہوئے
آپ نہایت ہی حسین و خوبصورت تھے حسن صورت و حسن سیرت مین
یوسف ثانی تھے جو کوئی آپکے چہرہ کو دیکھتا تھا بیخود و بیہوش ہوجاتا تھا

آپ اسلئے ہمیشہ چہرہ پر نقاب و برقع رکھتے تہے۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ اکثر اوقات آپ غائب ہو جاتے تھے۔ اور خانقاہ کی مسجد مین نماز مین دکہلائی دیتے تہے۔ مریدین نے آپسے دریافت کیا حضرت آپ حجرہ مین دروازہ بند کرکے تشریف رکہتے ہین بعض رفقا نماز پنجگانہ مین شریک نہیں ہوتے۔ کیا وجہ ہے۔ آپنے فرمایا اے عزیزو مین پیر کی توجہ و نظر کی بدولت عالم مثال و عالم روحانی مین فجر کی نماز بیت المقدس اور ظہر کی نماز کعبہ مین اور عصر کی مدینہ منورہ اور مغرب کی مشہد مقدس مین اور عشا کی بغداد مین جد امجد غوث الاعظم کی مسجد مین ادا کرتا ہون۔ سب سنکے عالم حیرت مین مستغرق ہوئے۔ اور صدقنا واٰمنا کہا۔ آپ ایام طفلی مین علم لدنی و فیض لم یزلی سے مستفید ہوے تہے۔ روز بروز آپکا جوش و خروش بڑہتا جاتا تہا۔ آپ عالم شباب مین انسان کامل ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ سے موضع سرکہنی سے احمد آباد گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ اوسوقت آپکی عمر پچیس سالہ تہی۔ سید یعقوب چشتی سے استفادہ کیا۔ اور چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی۔ اور مرشد کی لڑکی مسماۃ بی بی رانی سے شادی کی۔ شادی کے بعد آپ بیوی صاحبہ کی خدمت مین مرشد کی نعلین۔

ہاتھ میں لئے ہوئے مرشد کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اسیطرح سے
چالیس دن گذر گئے پھر سید یعقوب کی توجہ سے آپکی یہ حالت جاتی رہی
میاں بیوی میں حسن اتفاق ہوا۔ مشہور ہے کہ عملیات میں بھی کمال
مہارت رکھتے تھے۔ جن وانس پر حکومت کرتے تھے بادشاہ نے
آپکے لئے احمد آباد میں خانقاہ و مسجد بنادی تھی۔ آپ دلجمعی سے طالبین کو
تعلیم و تلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ اہل گجرات آپکے فیضان نعمت سے
فائز المرام ہوئے ہیں۔ معتقدین اب بھی آپکے مزار فائض الانوار سے
فیضیاب ہوتے ہیں۔ آخر آپنے ۱۱ ربیع الاول ۹۳۵ھ نوسو پینتیس
ہجری میں رحلت کی۔ احمد آباد گجرات میں محلہ خانپورہ میں مدفون ہوئے آپکا مزار عالیشان

مخدوم علاء الدین فاروقی برہان نگری

شیخ علاء الدین نام آپ شیخ کمال الدین کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا
سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے
آپکی ولادت ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ نے
عالم شباب میں والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور
والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ متقی و مرتاض تھے عارف کامل صوفی
واصل تھے۔ چشتیہ طریق کے پیرو۔ ہفتہ میں ایکروز مجلس سماع منعقد
فرماتے تھے۔ صاحب وجد و حال تھے۔ راتدن ہدایت و تلقین میں

مشغول رہتے تھے۔ دکن وکوکن مین اکثر طلبا آپکے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے ہین۔ برہان نگر تعلقہ شولاپور مین متمکن تھے۔ سلاطین اسلام سے آپکے لئے بارہ ہزار روپے محاصل کی جاگیر مدد معاش مقرر کردی تھی۔ عالمگیر بادشاہ نے اپنے زمانہ مین جاگیر آپکے اولاد پر بدستور بحال رکھی۔ اور تجدیداً سند عطا کی۔ تاریخ اولیا کے مولف نے لکھا کہ عالمگیر نے آپکو جاگیر دی۔ الخ۔ مولف کا قول پایۂ صحت سے ساقط ہے اسلئے کہ آپکے زمانہ مین بادشاہ مذکور پردہ عدم مین تھا وجود مین بھی نہین آیا تھا۔ شاید یہ غلط بیانی سہو کاتب سے واقع ہوئی ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔ آخر آپنے اکسواونتیس برس کی عمر مین ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین رحلت کی برہان نگر تعلقہ شولاپور مین مدفون ہوئے۔ مزار دیں تبرک۔

آپ کی اولاد

شیخ نامر۔ شیخ سکندر۔ شیخ پیر میان۔ شیخ کمال الدین شیخ سکندر لاولد تھے۔ باقی فرزندون کی اولاد اب تک موجود ہین۔

آپکے نسب کا شجرہ

شیخ علاء الدین بن شیخ کمال الدین۔ بن شیخ برہان الدین۔ بن شیخ مصطفے۔ بن شیخ احمد۔ بن شیخ عبدالستار۔ بن شیخ اسمٰعیل۔ بن شیخ یعقوب بن شیخ عبدالقادر۔ بن شیخ ابراہیم۔ بن شیخ قاسم۔ بن شیخ

عبدالجبار۔ بن شیخ معروف بن شیخ قطب الدین۔ بن شیخ اسحاق
بن شیخ راجو بن شیخ جلال الدین۔ بن شریف۔ بن شیخ ظریف۔ بن
شیخ عبدالحکیم۔ بن شیخ وجیہ الدین۔ بن شیخ افضل۔ بن شیخ عبدالکریم
بن شیخ بدر العالم۔ بن شیخ صدر العالم بن شیخ عاصم بن امیر المومنین عمر بن الخطاب

شاہ عبداللہ عرف بھیکا جی قادری قدس سرہٗ

شاہ عبداللہ نام بھیکہ جی عرف ہے۔ آپ قطب خان کے صاحبزادے
ہین۔ آپکے والد ماجد شہر مانڈو مین دار الضرب کے داروغہ تھے۔ آپ بھی
والد ماجد کے ہمراہ کسی خدمت پر مامور تھے۔ آپ فقرا دوست تھے اکثر
بزرگونکی صحبت مین آمدورفت کرتے تھے۔ چند روز بعد بزرگون کی صحبت
موثر ہوئی۔ آپ کے دل مین محبت الٰہی کا جذبہ و شوق پیدا ہوا۔ آپ کا
دل نوکری سے برداشتہ ہوا۔ نوکری ترک کی اور پیر کی تلاش مین
چند روز آوارہ رہے۔ آخر ایک بزرگ کامل سے ملاقات ہوئی مرید و خلیفہ
ہوئے۔ درجہ معرفت کو پہنچے۔ خلایق کو ہدایت و تلقین فرماتے تھے
آپ شرع محمدی کا بہت لحاظ رکھتے تھے۔ مریدین کو اتباع سنت
نبوی کی تاکید فرماتے تھے۔ اشاعت اسلام مین ہمہ تن معروف تھے
تھے۔ اکثر اہل اصنام آپکی برکت سے مشرف باسلام ہوئے آخر آپنے ۹۹۹ھ نوسو
ننانوے ہجری مین رحلت کی۔ شہر مانڈو مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
ہراتی المولد والموطن تہے۔ علوم عقلی ونقلی مین عالم وفاضل وفقیہ کامل تہے
وطن سے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ وہان اکیس سال تک رہے
مدینہ منورہ مین رات دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مین
بسر کرتے تہے۔ حج کے موسم مین مکہ معظمہ آتے تہے آپنے اکیس حج کئے تہے
ایک شب عالم رویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو دو دستار عنایت
کی۔ آپنے چادر مین لی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے معلوم کیا کہ حضرت
اُس ملک کی سکونت کا ارشاد فرماتے ہین جہان علی العموم دستار کا رواج ہے
پہر آپ مدینہ سے ہند روانہ ہوئے۔ مدت کے بعد دکن مین پہنچے اوسوقت
ہند مین شاہجہان بادشاہ کا زمانہ تہا۔ آپ برہانپور مین شیخ محمد بن فضل اللہ کی
خدمت مین پہنچے جس ارادت وعقیدت سے شیخ کی خدمت مین مستفید
ہوئے۔ اور شیخ کے خلیفہ و مرید ہوئے شیخ نے آپکو سر مبارک سے کلاہ و دستار
مرحمت کی تہی۔ مولانا شمس الدین عنایت الٰہی میں لکھتے ہین کہ کلاہ و دستار
ہمارے خاندان مین تبرکاً ۱۱۷۶ھ گیارہ سو چہتر ہجری تک موجود تہی۔ پہر آپ
برہانپور سے ایلچپور برار مین آئے۔ اور اہل برار کے اصرار سے سکونت پذیر
ہوئے۔ چنانچہ شیخ زین نامی بیجاپوری نے جو تجار سے تہا۔ اور متعدد
مراکب بحری کا مالک تہا۔ اپنی دختر نیک اختر سے آپکا نکاح کر دیا جب

عالمگیر نے سنا کہ آپنے المجیور مین سکوت اختیار کی و متاہل بھی ہوگئے ہین
مدد معاش کیلئے موضع قاصد پور بتمام وکمال انعام مرحمت کیا۔ مدت تک
موضع مذکور آپکی خاندان کے تصرف مین رہا۔ آپکی اولاد مین دو پسر و ایک
دختر تھے۔ ایک عبداللہ۔ دوسرا عبدالقادر۔ آپ نے دختر کو شیخ حسین
قادری سے منسوب کیا۔ مشہور ہے کہ آپ کو راہ مین ایکروز ایک شخص ملا
اور کہا کہ ہماری امانت ہمکو دیجئے آپنے بدون تحقیق لڑکی اوسکے حوالہ کی۔
بعد مین معلوم ہوا کہ وہ شخص عارف و عالم و حافظ و قاری متوطن لاہور ہے
آپکو اور داماد کو الہام غیبی سے اطلاع ہوئی تھی۔ شیخ حسین فوت ہوچکے تھے
اور شاہ رحمان دولہ کے روضہ مین دفن کئے گئے۔ اور آپ اکثر بلدہ بنگلور
آمد و رفت کرتے تھے۔ آخر عمر مین بلدہ مذکور مین فوت ہوئے شیخ نور
مرشد کے قریب مدفون ہوئے۔ شیخ عبدالقادر مرحوم کے کئی فرزند
تھے۔ ازانجملہ شیخ عبدالرسول و شکر اللہ خلف الرشید تھے۔ دنیوی
جاہ و حشمت مین مشہور تھے شکر اللہ کثیر الاولاد تھا۔ اور دوسرے بھائی
لاولد تھے شیخ شکر اللہ کی شادی میر حمید سید صحیح النسب کی دختر سے
ہوئی تھی۔ اور سید کی دختر کے شکم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی وہ مولوی
سیف اللہ سے منسوب تھی۔ مولانا قمر الدین و شمس الدین و محب اللہ اوسکے شکم سے

شیخ عبدالقادر لکی کری کا طلسم ماھن بی

عفیفہ صاحب عصمت تہی بکمالات و عبادات مین رابعہ ثانی تہی صائم الدہر
ایام تشریق و عیدین مین بہی بقدر افطار تناول کرتی تہی۔ حافظ قرآن تہی
حافظ محمد حسن قاری شاگرد شیخ حسین قاری سے حفظ کی تہی۔ تمام روز
تلاوت قرآن مین مشغول رہتی تہی مدۃ العمر وظائف و تلاوت کو ناغہ نہین کیا
صوم و صلوٰۃ کے پابند تہی۔ چالیس خادمات تہین تمام حفاظ و صالحات تہین
صلوٰۃ کے پابند۔ آپ تراویح مین قرآن ختم کرتی تہی۔ تمام خادمہ مقتدی
ہوتی تہین۔ کتب فارسی مین بہی استعداد کامل رکہتی تہی مستجاب الدعوات
تہین۔ اکثر امراض آپکے ید بیضا کے مس کرنے سے دفع ہوتے تہے۔ اکثر
واقعات جو ہونے والے ہین اونسے خبر دیتی تہین۔ اور شیخ شکر اللہ کی
صاحبزادی کی تربیت و تعلیم کی رابعہ ثانیہ مربیہ و کفیلہ تہی۔ اور صاحبزادے
والدین خوردسالی مین فوت ہو چلے تہے۔ عنایت الٰہی مین مولانا شمس الدین نے
لکہا کہ جب ہماری والدہ فوت ہوئین ہم تینوں بہائی فقیر و مولوی قمر الدین
و مولوی مجیب اللہ خوردسال تہے۔ ہم تینون بہائیوکو مادر مرحومہ کی بہو نے
پرورش کیا۔ اور ہم کو قرآن شریف وغیرہ کتب فارسی بہی پڑہایا۔ اور برادر زرگ
سید قمر الدین کو قرآن شریف حفظ کرایا۔ اور بہائیکے حق مین عمدہ خیال فرماتی
تہی اور کہتی تہین کہ یہ ہونہار ہے اور مجھکو فرزندی مین لیا تہا۔ انتہی کلامہ
ایکروز رابعہ ثانی نے فرمایا کہ آج مین نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین

دیکھا۔ حضرت نے مجھکو فرمایا کہ نماز میرے دامن پر ادا کر جب مین نماز سے
فارغ ہوئی فرمایا کہ اب میرے پاس آ اور تین انگشت مبارک سے اشارہ
فرمایا۔ رابعہ ثانیہ خواب سے بیدار ہوئیں فرمایا کہ اب میری عمر تین روز یا تین
مہینے باقی ہے۔ تین انگشت سے یہی اشارہ ہے چنانچہ مرحومہ نے
سوم روز رحلت کی۔ مرحومہ کی مدۃ العمر نماز قضا نہین ہوئی۔ اور تلاوت
وصوم مین بھی فتور نہین ہوا۔ آپکی عمر چھیاسی سال کی تھی پچاس برس سے
صائم الدہر رہے۔ کفن حین حیات مین تیار کیا تھا اور حضرت عنایت اللہ شاہ سے
دو روپیہ لیکر آخرت کے خرچ کے لئے رکھی تھین اوسوقت وہی صرف کئے گئے
حسب وصیت حافظ حسن و شیخ حسین قاری کے پائین قبر دفن کئے گئے تاریخ
رحلت روز یکشنبہ ماہ صفر سنہ ۱۱۴۰ھ گیارہ سو چالیس ہجری شاہ غلام مصطفی انسان تخلص نے تاریخ

بی بی مریم صفت عابدۂ روزگار ۔۔۔ درویش فاطمہ ثابت قدم و راسخ قدم
چون زجہان فنا رخت اقامت بہ بست ۔۔۔ منزل فانی گذاشت رفتہ بملک قدم
صالحہ و زاہدہ رابعہ عصر بود ۔۔۔ باد مقامش زحق جملہ باغ ارم
در سحر فیض خاص از مدد لطف حق ۔۔۔ رفت بہ جنت نوشت سال وفاتش قلم

زیارت متبرک ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب دہلوی نزیل امراوتی برار

مولوی محمد عبداللہ نام۔ آپ کا اصلی وطن دہلی ہے۔ آپنے سن شعور سے کہ مدد

کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد گوالیار مین آئے
مہاراجہ سیندھیا کے سرکار مین معزز عہدہ پر مقرر ہوئے۔ مدت تک
مہاراجہ کے سرکار مین رہے امور مفوضہ کو امانت و دیانت سے انجام
دیتے تہے۔ آخر دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ دنیا و مافیہا سے دل
برداشتہ ہوا۔ نوکری سے مستعفی ہوئے۔ دہلی مین آئے۔ مولانا فخر الدین
دہلوی کے مرید تہے۔ چونکہ آپکے چہرہ سے شیخت و بزرگی کے آثار نمایان تہے
حضرت مولانا نے مرید کرنیکی اجازت دی آپ حضرت کی خدمت سے
رخصت ہوئے ہدایت و ارشاد کرتے ہوئے بالاپور علاقہ برار مین پہنچے دو تین
سال وہان رہے شیخ بابو قدس سرہ وغیرہ مشائخ کرام کی زیارت سے
مشرف ہوتے رہے پھر بالاپور سے امراوتی مین رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد مین
فروکش ہوئے۔ مسجد مین ایسے جمے کہ مر کر اوٹھے۔ آپ غربا نواز و فقرا پرور تہے
موسم سرما مین مساکین و غربا کو لحاف و گلیم تقسیم فرماتے تہے اور روزانہ طعام بہی
عطا کرتے تہے۔ حاجتمندونکی حاجت روائی مین ہمہ تن معروف رہتے تہے
ہمدردی و مساعدت مین کوشش و جانفشانی کرتے تہے اہل برار بہی آپکے
نسبت گمان کرتے تہے کہ آپکو غیب سے فتوحات ہوتی ہے اور بعض کا یہ
خیال کہ آپ کیمیاگر ہین۔ واقع مین آپ عارف باللہ، فنا فی الرسول تہے
علامہ دہر و فہامہ عصر تہے قانع و متوکل صابر و صاحبدل تہے۔ جو کچہ اطرا

د جوانب سے معتقدین نذر و تحائف بھیجتے تھے۔ آپ فقرا، غربا پر تقسیم کرتے تھے

آپکی وضع درویشانہ تھی۔ لباس ایک تہبند اور ایک رومال سر پر۔ اور چادر

جسم پر رکھتے تھے۔ ہمیشہ اسی لباس مین بسر کرتے تھے جاڑہ ہو یا گرما

یا بارش۔ جاڑہ مین بعض معتقدین نے آپکو لحاف پیشکش کی آپ نے

لیا۔ رات کو جاڑہ کے وقت کسی مسافر غریب کو دیدی۔ آپ صرف اوسی

رومال سے مصلی پر وظائف مین مشغول رہے۔ مدت تک برابر مین ہدایت

و ارشاد فرماتے رہے۔ آخر آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ حاضرین غمگین

ہوئے۔ اور مسجد کی ویرانی پر افسوس کرنے لگے۔ آپنے سب سے کہا غم مت کرو

انشاء اللہ تعالی عنقریب مجھسے بہتر ایک بزرگ وارد ہوگا۔ اوسکی ذات سے

مسجد کو رونق ہوگی۔ حاضرین نے آپسے مدفن کے بابت سوال کیا آپنے

آبدیدہ ہو کر فرمایا یہ گنہگار اس لایق ہے کہ پیر مین رسی باندہ کے کہینچتے ہوئے

کسی مجہول مقام مین دفن کرین۔ حاضرین آپکے کلام سے بیتاب ہوئے

زار زار رونے لگے آپنے سب کو تسلی دی داعی اجل کو لبیک کہا واصل

حق ہوئے۔ مسجد کے صحن مین مولسری کے درخت کے پاس مدفون

کئے گئے۔ یہ سانحہ سنہ ۱۲۵۲ بارہ سو باون ہجری مین واقعہ ہوا۔ فاضل اجل

مولوی امجد حسین مرحوم خطیب ایلچپور نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

مولوی عبداللہ صاحب قدوہ علمائے دین ؏ عارف و متوکل و سرحلقۂ اہل یقین

قانع و مرتاض و باذل بدہ ارباب دل | خلق ہمرنگ خلق رحمت للعالمین
رفت ہستی چون بسوے جنت الماوی شتید | از فراقش شد جہانی سینہ ریش و دل حزین
بہر استقبال رضوان تا در جنت رسید | گفت یا مولا طبتم فادخلوھا خالدین
چون بپرسیدم سنین رحلتش از روح قدس | از فراز سدرہ گفتا رونق خلد برین

ایضاً

فاضل بے نظیر عبد اللہ | صاحب کشف عارف باللہ
چون ز امر اوتی بسوے عدن | رفت و خلد برین شدش مسکن
سال نقلش خرد بجستن و خرش | گفتا شہباز آشیانہ عرش
بزار و متبرک ہے | سنہ ۱۲۵۲

شیخ عبد العزیز عرف شاہ بابو پاتوری براری

آپکا نام شیخ عبد العزیز۔ شاہ بابو عرف ہے۔ آپکا اصلی وطن موضع کھکالی پنجاب ہے۔ آپ وطن سے دہلی مین آئے حضرت علاء الدین سندہی خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت مین بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مرشد کی خدمت مین کمال باطنی سے فیضیاب ہوئے حسب الاشارہ مرشد سفر اختیار کیا۔ سلطان محمد تغلق شاہ کے زمانہ مین ہند سے دکن مین آئے۔ آپ شیخ برہان الدین غریب اورنگ آبادی کے معاصر تھے۔ پاتور ملک برار مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور آپکے ساتھ

چند فقرا مرتاض و صاحب دل تھے۔ آپ مع جملہ ہمراہیان ذکر و شغل مین
مشغول ہوئے توکل و صوم و صلواۃ کے پابند تھے۔ اوقات خمسہ میں نماز مع
ازان و اقامت ادا کرتے تھے۔ اسوقت براز مین پورے طور سے اسلام
شایع نہین ہوا تھا۔ مگر اہل اسلام و سپاہ اسلام کی آمد شروع تھی۔ راجے و
مہاراجے خراج و پیشکش دیتے تھے۔ مقام پاتور مین ایک ہندو نہایت
سخت متعصب و ظالم تھا۔ اور اہل اسلام سے متنفر رہتا تھا۔ اذان کی آواز سے
غضبناک ہوتا تھا۔ آپکے خادمین کو تنگ کرتا تھا۔ خادمین نے اکوقت
ہنود کے بتخانہ پر حملہ کیا۔ بتخانہ توڑکے منہدم کردیا۔ راجہ نے اس کیفیت کے
سنتے ہی آپ پر فوج کشی کی مشہور ہے کہ آپنے راجہ کے حق میں بددعا کی
آپ مقبول الدعا تھے۔ تقدیر ایزدی سے راجہ کی فوج پر حضرت کا خوف
و رعب اسقدر طاری ہوا کہ زمین سے قدم نہیں اوٹھا سکتے تھے ہاتھ
پاؤں بےحس و حرکت تھے راجہ یہ حالت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا اور
توبہ کی۔ اور حضرت کی خدمت مین اسلام سے مشرف ہوا۔ اور راجہ کے
ساتھ بمصداق الناس علی دین ملوکہم۔ اکثر ہنود مسلمان ہوئے۔ براز مین
یہ پہلا مقام ہے کہ جہان حضرت کی توجہ سے اسلامی مجلس قائم ہوئی بعد ازین
ہزار آدمی حسن ارادت سے آپکی خدمت مین آتے تھے اور اسلام سے
مشرف ہوتے تھے۔ سلطان محمد تغلق شاہ دیوگڈھ جاتے وقت راہ مین

بیمار ہوا بتقریب ہوا خوری یاتور کے قریب فروکش ہوا مشائخ وعلما کو بلا
دعا کی درخواست کی سب نے فاتحہ خیر پڑہی کچہہ فائدہ مترتب نہیں ہوا خود
حضرت کی خدمت مین آیا۔ دعا کی درخواست کی حضرت نے دعا کی حضرت کے
دعا کے بدولت صحیح ہوا۔ بادشاہ خوش ومعتقد ہوا۔ آپ صاحب کشف وکرامات
وخوارق عادات تھے۔ جامع فضائل وکمالات وحاوی عالی مقامات تھے
آخر آپنے گیارہ تاریخ ماہ شوال سنہ ۹۰۱ نو سو ایک یا نوسے ہجری مین
رحلت کی۔ آپکی رحلت کی تاریخ آیہ کریمہ خَالِدِیْنَ فِیْهَا ہے
آپکی عمر تقریباً سوسال سے متجاوز تہے۔ تجہیز وتکفین کے بعد آپکو پہاڑ کی غار کے
نشیب مین دفن کیا۔ قبر وگنبد حسب وصیت اسیوقت بنایا گیا اب تک
موجود ہے۔ پہاڑی کے اطراف مین پانسو وپانچ بیگہ زمین روضہ کے مصارف
کیلیے سلاطین اسلام کے طرف سے وقف تہی۔ خادمین ومجاورین اوسپر قابض
ومتصرف ہین۔ آپکے گنبد کے سامنے ایک مکان چوبین وودیوار سنگین سے
تعمیر کیے تہے شکستہ ومنہدم ہوگیا اور کلان دروازہ گنبد کے مقابل مین
عبدالرحیم خان بن بیرم خان خانخانان کے فہیم غلام نے سنہ ۱۰۱۵ ایکہزار
پندرہ ہجری مین بنایا گیا۔ دروازہ پر یہ رباعی منقوش ومکتوب ہے

این عمارت بنائے شاہجہان	خانخانان ابن بیرم خان
از کرم کامیاب عالمیان	بود حاکم فہیم بر در شان

اور شیخ سیف اللہ صاحب جاگیردار نے نقارخانہ تعمیر کرایا۔ خواجہ ظفر اللہ نبیرہ
عوض ن بہادر نے گنبد کے شمالی جانب میں تعمیر و ترمیم کی اور سنہ ۱۲۵۰ھ
بارہ سو پچاس ہجری میں مجاورین نے جاگیر کی آمدنی سے خانقاہ کی دیوار کی
مرمت کی (گل شگفتہ تمام شد) تاریخ ترمیم ہے سالانہ آپکا عرس بڑی عظمت
و شان سے ہوتا ہے برار کے اطراف و جوانب سے معتقدین جمع ہوتے ہیں زیارت سے مشرف

سید علاء الدین ضیاء الحسینی الچشتی قدس سرہٗ

تذکرہ مشاہیر برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ ضیاء الدین الحسینی کے
صاحبزادے ہیں اور حضرت شیخ خواجہ زین احمد آبادی کے مرید و خلیفہ
ہیں۔ اور آپکی ولادت کا ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت سلطان
برہان الدین غریب حسب ارشاد پیر۔ ایک پیر زادی کے مکان پر ہر جمعہ کو
نماز کے بعد ہمیشہ جایا کرتے تھے اور اوسکی خدمت بجا لاتے تھے۔ وہ پیرزادی
عابدہ صالحہ رابعہ زاہدہ تھی۔ اور اوس عفیفہ کی ایک لڑکی چودہ سالہ تھی لڑکی
کی پیشانی سے بزرگی و سعادتمندی و پارسائی و دانشمندی کے آثار نمایاں
تھے۔ صائم الدہر و قائم اللیل تھی رات دن عبادت و ریاضت میں گذارتی
تھی۔ اور سیاہ لباس زیب بدن رکھتی تھی۔ سلطان برہان الدین حسب
عادت مستمرہ جمعہ کے روز پیرزادی کی خدمت میں گئے اوس روز اتفاقاً
آپکی نظر اوس دختر صالحہ پر پڑی آپ مسکرائے پیرزادی نے آپکو دیکھا

اور ملتانی زبان مین یہ فقرہ کہا۔ اے برہان الدین اسارے دہیہ کہیا
کسندا اے۔ یعنے تو میری لڑکی سے تبسم کرتا ہے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی
سلطان کے جسم پر لرزہ پیدا ہوا اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ میرے
مرشد آپکی درگاہ کے غلام ہین اور مین اونکے کمترین غلامون مین سے
ہون۔ میری کیا مجال ہے کہ مین مخدوم زادی سے تبسم کرون لیکن اس
دختر صالحہ کی پیشانی مین ایک ولی کامل کا نور درخشان ہے اوس
نور ولی نے مجکو سلام کیا مین متعجب و متبسم ہوا کہ اس دختر صالحہ نے
بسبب کمال صوری و معنوی عہد کیا ہے کہ مدۃ العمر شوہر نہین کریگی
اور یہ ولی پردہ عدم سے عالم وجود مین کسطرح نمود ہوگا۔ شاید حضرت
عیسیٰ علیہ السّلام کی طرح ظہور کرے اے مخدومہ میرے تبسم کا یہ سبب تہا
یہ بیر زادی نے سلطان قدس سرہ سے فرمایا کہ آپ استخارہ سے جبتک
اللہ اس کام کی کشایش مین کوشش فرمائیے اس دختر صالحہ کو شوہر
نصیب ہوگا یا نہین۔ سلطان قدس سرہ نے مخدومہ کی بات سنی اور
تمہو آیندہ کا وعدہ کیا بعد ازان دختر صالحہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی اونے
والدہ سے عرض کیا کہ مین آج رات کو استخارہ کرتی ہون۔ کلہہ آپکو
جواب دونگی۔ دوسرے دن والدہ ماجدہ سے کہا کہ عنقریب ایک
شخص سید صحیح النسب بہیئت گدائی آئیگا میرا عقد اوس سے ہوگا چند

روز کے بعد ایک شخص سید صحیح النسب بہشت نشان دادو مع چند مریدین
آیا اور مخدومہ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ آج دختر صالحہ سے میرا نکاح
کر دیجئے۔ نہیں تو میں رخصت ہوتا ہوں مخدومہ نے گھر میں سے بوریا
فرش کے لئے بھیجا اور کہا کہ آپ ایک ساعت تامل کیجئے۔ میں سلطان
برہان الدین کو بلاتی ہوں۔ سلطان قدس سرہٗ آئے مخدومہ نے حقیقت
ظاہر کی سلطان قدس سرہٗ نے کشف باطنی سے سید صحیح النسب کو پہچانا
اور باہم مصافحہ کیا۔ اور مخدومہ سے عرض کیا کہ نکاح کرنا چاہیئے۔ دختر
صالحہ نے اپنا لباس سیاہ سلطان قدس سرہٗ کو دیا کہ اسکو دھو کے لا دیجے
سلطان قدس سرہٗ دختر صالحہ کا لباس لیکر گھر سے برآمد ہوئے۔ اور
سید سے بھی عرض کیا کہ آپ بھی اپنا جامہ مبارک دیجئے۔ سید نے کہا
میرا جامہ پاک ہے پھر سلطان قدس سرہٗ دریا کے طرف متوجہ ہوئے
راہ میں معتقدین و مریدین نے آپ سے استفسار کیا کہ آپ کہاں تشریف
لیجاتے ہیں۔ آپ نے دختر صالحہ کے نکاح کا پورا قصہ بیان کیا۔ مریدین
آپکو راہ سے مکان پر لے آئے اور تمام شادی کا سامان فراہم کر دیا۔ قسم
قسم کے کھانے اور انواع اقسام کے کپڑے حاضر کئے۔ اور سلطان
قدس سرہٗ کے مریدوں نے علماء و فضلاء و مشائخ و فقرا کو دعوت دی
سب جمع ہوئے اور دختر صالحہ کا نکاح سید ضیاء الدین سے ہوا۔ مشہور کہ

دختر صالحہ نے تیسرے دن شوہر کی خدمت مین درخواست کی مین تین
روز سے آپکی خدمت مین حاضر ہون اور آپکے حلقۂ اطاعت مین مقید ہون
اس مدت مین میرے نوافل و روزے و وظائف قضا ہوئے۔ اگر
آپ اجازت دین تو مین مریدین مین سے چند خادمہ ہوشیار مع
زیور زرین و مرصع آپکی خدمت مین حاضر کرون اور مین اپنے اذکار و
اشغال مین مصروف ہون۔ سید ضیاء الدین نے زوجہ صالحہ سے فرمایا
کہ آپسے میری بھی یہی درخواست ہے کہ آپ مجکو بھی اجازت دین کہ
مین سفر اختیار کرون اور صانع حقیقی کی صنایع و بدایع کو عبرت سے
دیکھون اور سلطان قدس سرہٗ نے جس کے ظہور کی بشارت دی ہی
اوسکا ظہور ہوا۔ زوجہ صالحہ نے آپسے فرمایا کہ مین حافظ قرآن ہون
جب تک میرا فرزند ولی مادرزاد حافظ نہو گا۔ پردۂ عدم سے عالم وجود مین
قدم نہین رکھے گا۔ ایسا نہو کہ ولادت مین دیر ہو کہ خلایق مجھکو متہم کرے
آپ اہل ہمسایہ کو اس واقعہ سے مطلع کرین اور فرزند کا نام مقرر کرکے
سفر اختیار کرین۔ سید صحیح النسب نے اہل ہمسایہ کو بلاکے اس راز سے
واقف کیا اور فرزند کا نام علاء الدین مقرر کیا اور بشارت دی کہ میرا
فرزند جامع علوم ظاہر و باطنی ہوگا۔ اور صاحب خوارق و کرامات ہوگا
ہمیشہ محبت الٰہی مین مستغرق رہیگا۔ بعد ازان سید بزرگ نے

سفر اختیار کیا۔ چند روز کے بعد فرزند سعادتمند پیدا ہوا۔ والدہ صاحبزادے کے دیدار سے خوش و خرم ہوئے۔ اور عقیقہ کی مجلس آراستہ کی۔ مریدین و معتقدین مشایخ و علما جمع ہوئے۔ ہر ایک نے حسب لیاقت و طاقت نذرانہ پیش کیا سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ مین دنیوی اسباب سے خالی ہاتہہ ہون نہین تو سبارکبادی مین کچہہ حاضر کرتا مخدوم پیرزادی نے بطریق خوش طبعی فرمایا اے سلطان تو ملک دکن کا سلطان و مالک ہے کیون افلاس اپنے طرف منسوب کرتا ہے سلطان قدس سرہٗ نے مخدومہ کا کلام سنکے سبارکبادی مین مونگی پٹن و خاندیس کی ولایت صاحبزادے کو پیش کش کی کہ صاحبزادہ کے فیض سے اکثر صاحب کمال ہونگے۔ اور آپکا نام حسب وصیت والد ماجد علاء الدین رکھا گیا۔ نشو و نما کے بعد تہوڑی مدت مین آپ علوم ظاہری و باطنی مین لائق و فائق ہوئے اور آپکو فیض باطنی اور خلافت کا خرقہ حضرت خواجہ رکن الدین احمد آبادی گجراتی سے ملا۔ تذکرہ مشاہیر برہانپور کے مولف نے لکہا کہ ابتدا مین آپ ایک بیوہ حسین پر فریفتہ ہوئے۔ اور اتفاقاً پنجشنبہ کے روز اوسکے مکان پر گئے۔ اور پہر ٹہنکنا شروع کیا اور اوس حسینہ کی ایک بڑہیا دایہ تہی مکان سے برآمد ہوئی اور کہا۔ استغفر اللہ ہم شب جمعہ تمام دنیوی خرافات و منہیات سے توبہ کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے ہین اور مکروہات

توبہ کرتے ہین۔ یہ مسلمان خدا سے نہین ڈرتے اور خدا سے نہین شرماتے
کیون آج کی ترک راتین گناہ گذشتہ سے توبہ نہین کرتے بوڑھیا کا کلام
آپکے دلپر تیر ہدف ہوا۔ اور آپکے دلپر خدا کی ہیبت قائم ہوئی اور بدن پر
لرزہ مستکن ہوا۔ نہایت پشیمان ہوئے اور توبہ کی اور شرع محمدی کی اطاعت مین
ثابت قدم ہوئے۔ اور وہان سے گھر پر آئے۔ اور خانقاہ کے حجرہ مین
معتکف ہوئے رات دن ریاضت وعبادت مین بسر کرتے تھے قائم اللیل
وصائم الدہر رہتے تھے۔ شام کو ایک دو لقمہ طعام اور دو ایک جرعہ پانی سے
افطار فرماتے تھے چند مدت کے بعد آپکو والدہ ماجدہ نے حجرہ سے برآمد
فرمایا۔ آپ حالت استغراق مین تھے بدن پر صرف استخوان و پوست تھا
نحیف البدن وضعیف تن تھے مگر سراپا تجلی حقیقت ومعرفت سے
نور علی نور تھے۔ اکثر خلایق آپکی بیعت سے شرف ہوئی اور لوگ
بلاد وامصار سے جوق جوق آپکی خدمت مین آتے تھے اور مستفید
ہوتے تھے۔ مریدین نے آپسے شجرہ طلب کیا۔ آپنے فرمایا ابھی
تامل کیجئے۔ عنقریب مجکو خواجہ رکن الدین احمد آباد سے خلافت کا
خرقہ آتا ہے اوسوقت مین ہر ایک کو شجرہ دونگا۔ چند روز کے بعد ایک
شخص قوی ہیکل پہلوان صورت ایک ہاتھ مین کمان دوسرے ہاتھ مین
گٹھر کا گرا لیئے ہوئے دولت آباد مین آیا ہر ایک مشایخ کے گھر پر جاتا تھا

اور اس لباس وہیئت مین کامل مرشد کو تلاش کرتا تہا۔ عابد وزاہد تہا
سید علاء الدین کے مکان پر آیا۔ سید نے اوسکو نور باطنی سے پہچانا
کہ یہ طالب خدا ہے۔ آپنے فرمایا اے نظام الدین ادریس خدا طلبی مین
اسطرح اوقات عزیز ضایع کرنا درست نہین۔ آپکا کلام سنتے ہی۔ اور کمان
وگولہ پہینکا۔ اور زمین پر سر رکہا۔ اور فرمایا کہ مدت سے مین اس آرزو مین
تہا کہ کوئی بزرگ مجہکو اس ہیئت ولباس مین پہچانے الحمد للہ کہ آج وہ
مراد حاصل ہوئی آپکی خدمت مین سکونت پذیر ہوا ریاضت ومجاہدہ
کرنے لگا چندروز کے بعد حضرت نے اوسکو ارشاد فرمایا کہ گجرات جاکے
خواجہ رکن الدین احمد آبادی سے خلافت کا خرقہ اور اجازت کا فرمان لاؤ
گجرات روانہ ہوا چند منازل طے کرنیکے بعد راہ مین ایک صوفی درویش
ملا بمصداق آیہ کریمہ (اِنَّمَا الْمُؤمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) باہم مصافحہ کیا۔ دونو
ایک درخت کے سایہ کے تحت مین بیٹہے اور ملکے کہانا کہائے۔ اوس
درویش نے نظام الدین ادریس سے احمد آباد کے سفر کا سبب دریافت
کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ علاء الدین ضیاء کا خادم ومرید ہون اور مجہکو
حضرت نے دولت آباد سے احمد آباد خواجہ رکن الدین کی خدمتمین بہیجا ہے
کہ مین خواجہ سے خلافت کا خرقہ واجازت کا فرمان لیکے جاؤن صوفی
درویش نے کہا کہ مجہکو خواجہ نے مع خرقہ خلافت سند علاء الدین کی خدمتمین

روانہ کیا ہے۔ جو آپکی غرض تھی وہ حاصل ہے۔ چاہیئے کہ آپ بھی میرے ہمراہ مراجعت کرین نظام الدین ادریس نے کہا کہ میرے مرشد ولی مادر زاد ہین آپکی تشریف آوری سے ضرور واقف ہونگے باوجود وقفیت کے مجھے روانہ کیا ہے اسمین کچھہ مصلحت ہوگی مین ضرور خواجہ کی ملازمت مین جاؤنگا اور پیر کے ارشاد سے خلاف نہین کرونگا۔ سید نظام الدین ادریس گجرات روانہ ہوا۔ اور خواجہ رکن الدین احمد آبادی کی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ خواجہ نے فرمایا۔ اے بابا نظام الدین مین نے تیرے پیر کے لئے خلافت کا خرقہ روانہ کیا۔ اب تو اپنے لئے آیا ہے خوش آمدی۔ اوسکے حال پر مہربانی کرکے خلافت کا خرقہ اور اجازتنامہ عطا فرمایا۔ نظام الدین نے خرقہ لیکر عرض کیا اگر حکم ہو تو خرقہ پیر نے ہاتھ پہنون تاکہ مین بیعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھون خواجہ اوسکی اس تقریر سے بہت خوش ہوا۔ اور قبول فرمایا۔ اور دوسرا خرقہ سید علاء الدین ضیاء کے لئے دیکے اوسکو روانہ کیا۔ سید نظام الدین فی الفور سید کی خدمت مین پہنچا اور خرقہ پیش کیا اور خواجہ کے نصائح بیان کئے۔ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور سید نظام الدین ادریس کو خلعت و نعمت سے بہت سرفراز فرمایا سید علاء الدین علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے جب تصوف مین مشائخ کو کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا۔ آپ

اوسکو حل کر کے دیتے تھے۔ آپ صاحب خوارق عادات تھے۔ آخر آپنے
سنہ ۱۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین اس عالم فانی سے خلد برین کو رحلت کی۔
دولت آباد مین مدفون ہوئے۔ آپکے خلفا سند رجہ ذیل تھے۔
سید نظام الدین ادریس۔ شاہ نعمان بن خواجہ حافظ۔ شیخ فرید
بیجاپوری۔ خواجہ حسین چشتیہ شیرازی۔ بزار دیتہ ترک بر ہ

شیخ عین الدین گنج العلوم الجنیدی البیجاپوری

آپ بیجاپور کے مشاہیر اولیاو علما سے تھے۔ آپکی نسب کا سلسلہ شیخ جنید
بغدادی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ شیخ سراج جنیدی آپکے بنی اعمام
تھے۔ آپ اور شیخ سراج جنیدی معاصر ہیں۔ سلطان علاء الدین حسن
گانگوہی بہمنی دونون کی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ خود بادشاہ شیخ سراج کا مرید تھا
دو نو بزرگ بادشاہی دربار مین جلوس کے مجاز تھے۔ بہمنی دربار مین تمام
امرا و ارکان دولت قیام پذیر رہتے تھے۔ کوئی بیٹھ نہین سکتا تھا۔ بہمنی
گنج العلوم کی تعظیم کے لئے مسند سے اوٹھ کے چند قدم استقبال کرتا تھا
تذکرہ روضۃ الاولیاء بیجاپور مین مرقوم ہے کہ آپکی ولادت سنہ ۷۰۶ سات سو چھہ
ہجری مین بمقام شہر نو جو متصل دہلی ہے واقع ہوئی نشو و نما کے بعد شہر
مذکور سے دہلی مین آئے اور متوطن ہوئے اور دہلی مین علما و فضلا کی
خدمت مین کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کی پھر دہلی سے

جیپیر و گجرات مین پہنچے۔ ہر ایک مقام مین علما و صلحا کی خدمت سے
فیض پایا ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک گوشہ سے توشہ لیا آخر
دولت آباد مین رونق افزا ہوئے۔ اوس زمانہ مین دولت آباد دہلی کا
نمونہ تہا اکثر علما و فضلا کا مجمع تہا۔ آپ علما و عرفا سے ملے حضرت
سید خوند میر میر علاء الدین حسینی جیپوری کے مرید و خلیفہ ہوئے ۷۳۰ھ
سات سو تیس ہجری مین دولت آباد سے عین آباد مین تشریف لائے
مدت تک وہان رہے خلایق کو ہدایت و تلقین سے ممتاز فرماتے رہے
بعد ازان ۷۴۳ھ سات سو ... ہجری مین بیجاپور آئے اور بیجاپور کو ہدایت و
ارشاد سے آباد کیا۔ اکثر طلبہ آپ سے مستفید ہوئے ہین آپ صاحب التالیف
والتصنیف تہے۔ مشہور ہے کہ جملہ آپکی تصنیفات کی تعداد اکیس تیس
ہین از آنجملہ اطوار الابرار و ملحقات طبقات ناصری۔ و رسالہ انساب وغیرہ ہین
آپ مولانا شیخ شمس الدین محمد الدامغانی۔ و شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری
الاحسنا آبادی سے مستفید ہوئے ہین۔ آپ صاحب کشف و کرامت تہے
عابد مرتاض تہے۔ نماز پنجگانہ و تہجد و اشراق مدة العمر قضا نہین فرمایا مولانا
حبیب اللہ صبغة اللہی کے لفوظ مین شیخ عبد الفتاح سے نقل لکہا کہ ایک روز
مولانا شیخ کی زیارت اور شیخ مصطفےٰ جنیدی سجادہ نشین کی ملاقات کیلئے گئے
اور شیخ کی مسجد مین کہ اکثر شیخ ایام زندگی مین اوسمین تہجد ادا کرتے تہے

دوگانہ تحیت المسجد ادا کیا۔ پھر شیخ کے روضہ مین فاتحہ پڑہی اور زیارت کے
بعد دیر تک گنبد مین بیٹھے۔ اور شیخ مصطفےٰ سے گنج العلوم کی کتاب کا خاتمہ
لیکے ملاحظہ کرنے لگے۔ اور مولانا نے فرمایا کہ گنج العلوم اس کتاب مین لکھتے
ہین کہ مرید کو چاہیے کہ پیر و مرشد و حضرت پیغمبر مین دوئی تصور نکرے بلکہ
ایک ہی سمجھے۔ معلوم نہین کہ وہ مضمون کس مقام مین نکالنا چاہیے
پھر مولانا نے فرمایا کہ اب موقوف رکہیے پھر کسی وقت فرصت سے
تلاش کرینگے شیخ عبد الفلاح نے کتاب کو کہولا جس اتفاق و شیخ کی
تصرف سے یہ بیت برآمد ہوئی ؎

تا تو زسی بشیخ با حق زسی ؎ زیرا کہ میان شیخ و حق نیست دوئی

مولانا بیت کے دیکھتے ہی خوش ہوئے فرمایا کہ شیخ کی توجہ سے آج ہمارا
مقصود حاصل ہوا۔ نیز ملفوظ مین لکھا ہے کہ شیخ مصطفےٰ جنیدی
سجادہ گنج العلوم حضرت مولانا حبیب اللہ کی خدمت مین ارادت
رکہتا تہا۔ ایک شب حضرت کی خدمت مین بیعت کیلئے حاضر ہوا۔
جب حضرت کے قریب پہنچا کچھہ عرض نہین کرسکا۔ حضرت کے اوپر
عالم مراقبہ کی ہیئت مین بیٹہا تہا۔ ایسی حالت دیکھا کہ مولانا کا دست
مبارک ید بیضا کے طرح روشن ہے۔ مولانا سے استفسار کیا مولانا نے
فرمایا کیا آپ نے دیکھا پہر کچھہ جواب نہین دیا دوسری شب شیخ مصطفےٰ

خواب مین دیکھا کہ گنج العلوم مولانا کے خرقہ کے کنارہ کو ہاتہ مین لیکے
فرماتے ہین کہ میرا خرقہ شیخ کو دیجئے۔ بعد ازان علی الصباح شیخ مصطفی
مولانا حبیب اللہ کی خدمت مین آیا حسن ارادت سے مرید و خلیفہ ہوا۔
شیخ مصطفی نے اپنے رسالہ شجرہ مین لکہا کہ مین طالب علمی کے زمانہ
مین قاضی عبد اللطیف بیجاپوری کی خدمت مین پڑہتا تہا۔ ایک روز دیر سے
خدمت مین پہنچا۔ قاضی صاحب نے درس مین تغافل فرمایا۔ وہان سے
شکستہ دل گہر پر آیا۔ قاضی صاحب نے قیلولہ کیا۔ خواب مین دیکہا کہ
گنج العلوم فرماتے ہین اے قاضی ولدی تیرے پاس طلب علم کیلئے
آتا ہے اور تو تغافل کرتا ہے اور ہماری تعظیم و تکریم نہین کرتا۔ اسی
مضمون کو مکرر سہ کرر فرمایا۔ قاضی خواب سے بیدار ہوا اور مجہ سے
معذرت کی اور بدستور درس جاری کیا۔ گنج العلوم کی کرامت کا معترف
ہوا۔ آخر آپنے ستائیسوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ ۷۹۵ھ سات سو پچپانو
ہجری مین اس دار فانی سے خلد برین کو رحلت کی اور اولاً آپنے دختر بی بی
خوندما حافظ عفیفہ کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے۔ مشہور ہے کہ
چند مدت کے بعد وہان سے دوسرے مقام مین منتقل کئے گئے۔ مدت
دراز کے بعد مخدوم جہان خواجہ محمود گاوان گیلانی وزیر بہمنیہ نے
مرقد مبارک پر گنبد بنا دیا اب تک موجود ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید عبدالولی عزلت

آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے صاحبزادے ہین. کتب درسیہ والد سے
ختم کین. والد کی وفات کے بعد دہلی و اکبرآباد و عظیم آباد وغیرہ بلاد ہند
مین خوب سیاحت کی علما و فضلا سے فائدہ حاصل کیا. سراج الدین علیخان
آرزو کی صحبت مین مدت تک رہے موزون الطبع و شاعر تھے شعر کی
اصلاح آرزو سے لیتے تھے معقول و منقول مین جامع او دعا فرماتے
تھے کہ اگر علم منطق جہان سے مفقود ہو جائے تو مین از سر نو ایجاد کر
سکتا ہون. شاعری مین بھی ایسا ہی دعوی تھا درس و تدریس کا شوق
تھا. اکثر طلبہ مستفید ہوتے تھے ہند کے سفر سے مراجعت کی چند مدت
تک اورنگ آباد مین رہے. پھر حیدرآباد مین آئے اور شہر مین سکونت
اختیار کی. حیدرآباد مین تو ایسے جمے کہ مر کر اٹھے. اولاد مین صرف
ایک لڑکی تھی اور اوسکو سید فقیر اللہ برادرزادہ سے منسوب کر دیا تھا-
داماد کو اپنا قائم مقام بنایا تھا. نواب نظام الدولہ بہادر کے عطا کیے ہوے
دو گانون جاگیر تھے اونکے محاصل سے زندگی عمدہ طرح سے بسر کرتے تھے
آخر ۲۴ رجب ۱۱۸۹ھ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کو روانہ ہوے
میر مومن صاحب کے دائرہ مین مدفون ہوئے. صاحب مشکوۃ النبوۃ
لکھتے ہین کہ امامیہ مذہب تھے مگر میرے نزدیک وہ بزرگ سنی المذہب تھے

چونکہ آپکے والد ملا سعد اللہ سورتی سُنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ ہند کے معاصر تھے۔ اور شاہ عبد الشکور گجراتی کے مرید و خلیفہ۔ شاید یہ بزرگ یعنی صاحب ترجمہ آبائی طریق کو ترک کر دنیوی خواہش سے امامیہ بنگیا ہو۔ تم کلامہ۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

شیخ عبد اللہ الغزنوی

آپکا نام شیخ عبد اللہ۔ اور ابو القاسم کنیت ہے آپ غزنوی الاصل تھے۔ آپکے جد اعلیٰ غزنین سے ہجرت کر کے حرمین شریفین مین آئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کے موضع دی علاقہ بصرہ مین فروکش ہوئے۔ موضع مذکور مین سکونت اختیار کی۔ آپکی ولادت موضع مذکور مین ہوئی۔ نشو و نما و شعور کے بعد علماء بصرہ و بغداد کی خدمت مین علوم عقلی و نقلی حاصل کئے عالم باعمل و فاضل اکمل ہوئے صالح و تقی تھے۔ وظائف و اوراد کے پابند تھے۔ سنہ نو سو ستر ہجری مین بصرہ سے بیجاپور دکن مین وارد ہوئے اور یہان اقامت کی اور حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم کے مرید و خلیفہ ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے ممتاز فرماتے رہے۔ صاحب خرق عادت و کرامت تھے۔ آخر ماہ رجب ۹۰۳ سنہ نو سو تین ہجری مین دار البقا روانہ ہوئے مزار بیجاپور مین ہے

شیخ عین الدین ثانی نبیرہ گنج العلوم

آپ شیخ محمد بن شیخ عین الدین گنج العلوم کے صاحبزادے ہیں آپکے
والد ماجد اور اجداد اکابر جنیدیہ کے زمرے میں سے تھے ابتدائے تمیز و شعور سے دنیا و مافیہا
سے نفرت تھی۔ عالم شباب میں آبار کرام کے طریقہ کو اختیار کیا۔ الفقر فخری
پر عمل کیا۔ شیخ ادریس المشہور بجو ندمیان بن شیخ محمد بن شیخ سراج جنیدی
گلبرگوی سے علم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ انھی شیخ کے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ عارف کامل تھے۔ خلایق کو ہدایت و تلقین سے سرفراز
کرتے تھے۔ صاحب تصرف و کرامت تھے۔ آخر سنہ ۸۲۵ھ آٹھ سو
پچیس ہجری میں رحلت کی۔ آبار کرام کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ مزار اونکا تبرک ہے

سید علی رزا سے

آپ مشہدی الاصل ہیں۔ سادات حسینی سے تھے۔ نسب کا شجرہ اسطرح ہے
سید علی بن سید عبد الحسین راز بن سید مرتضی اصفہانی بن سید علی المشہدی
عرف مرزا بزرگ۔ آپکی حسب سادات بنی مختار سبزواری سے ہے۔ اور
آپکے نانا سید محمد بن سید ابراہیم ایران سے ہمایون بادشاہ کے ہمراہ
ہند میں آگئے تھے۔ آپکے آبا و اجداد امامیہ مذہب تھے۔ اوائل جوانی میں
خدا کی رحمت و عنایت سے آپکے دل میں فقرا کی محبت پیدا ہوئی کہ آپ
والدین کے عقاید سے منکر ہوئے۔ رفتہ رفتہ والد کو یہ بات معلوم ہوئی
سخت ناخوش ہوئے فرمایا کیا کروں محبت پدری مانع ہے نہیں تو ابھی

اسکا کام تمام کرتا۔ اور فرمایا اگر کوئی یہ کام کرے تو میں اوس سے قصاص نہین چاہونگا۔ تمام اعزہ واقارب دشمن جانی ہوئے آپکے والدین حضرت بندہ علی قادری سے محبت واعتقاد رکہتے تہے۔ ایکروز اتفاقاً حضرت کی خدمتمین آئے اور آپ بہی ہمراہ تہے۔ حضرت نے آپکے حال پر ایسی مہربانی اور شفقت کی کہ آپ حضرت پر فریفتہ ہوگئے۔ کبہی کبہی حضرت کیخدمتمین آمدو رفت کرتے رہتے۔ حضرت کی صحبت کی برکت سے تصوف و تعرف کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ یہانتک کہ آپ سنہ ۱۱۷۳ گیارہ سو تہتر ہجری شب جمعہ ماہ رمضان مین حضرت کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپکی توجہ کی برکت سے منازل سلوک طے کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ غضب و غصہ سے خارج ہوئے پہر آپکو استخارہ کی اجازت ملی۔ چندروز کے بعد وظیفہ استغفار پر مامور ہوئے پہر چند مدت تک درود شریف کا وظیفہ جاری رکہا۔ پہر ذاکرین کے حلقہ مین شریک ہوئے یعنے اسم ذات اللہ کا شغل شروع کیا۔ اور پہر ذکر قلبی اللہ ہو یا حبس دم کا وظیفہ کرتے رہے۔ اس ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد آپ کو کشف باطن و تصفیۂ دل حاصل ہوا۔ آپکے پیر نے فرمایا ع

با خدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہشیار باش ۔ یعنے شریعت کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم رہ ہشیاری سے یہی مراد ہے۔ اور خدا کی محبت مین دیوانہ و آشفتہ رہ۔ آپ سے منقول ہے کہ آپ رات دن مین اٹہارہ ہزار مرتبہ ذکر اللہ

کرتے تہے۔ سات برس تک برابر مداومت فرماتے رہے اور غذا قلیل
ایک وقت کہاتے تہے۔ مرشد کی اجازت سے قبور کی زیارت کو جایا
کرتے۔ بعض وقت آپکو کشف قبور بہی ہوتا تہا۔ آپ ایکروز ایک قدیم
قبر کے پاس بیٹہے۔ معلوم ہوا کہ قبر مین آگ کے شعلے افروختہ ہین یہ حالت
دیکہکر مکان پر لوٹ آئے۔ اور مرشد سے ذکر کیا۔ مرشد نے فرمایا تعجب ہے
کہ آپنے کچہہ نہین کیا۔ وہان کچہہ پڑہنا اور توجہ دینا تہا۔ کہ قبر کی آگ فرو ہوتی
وہان جاؤ۔ آپ متواتر تین روز تک آتے رہے۔ مگر کچہہ نہین ہوا۔ آخر چوتہے
مرتبہ عرض کیا۔ فرمایا کہ پائین قبر رہو۔ اور پڑہتے جاؤ ایک ہفتہ تک
اسیطرح عمل کیا پہر آپکے مرشد رونق افزا ہوئے اور قبر پر بیٹہے۔ خوب گریہ
زاری کی۔ قبر کی آگ اوس روز سے فرو ہو گئی۔ آپنے سنہ ۱۲۰۲ بارہ سو دو
ہجری مین عالم رویا مین چند اشغال قادریہ حضرت سید عبد القادر گیلانی سے
پائے۔ اور مشکوۃ النبوۃ کا مولف آپکی خدمت مین فیضیاب ہوا ہے مشکواۃ النبوۃ مین
آپکے واقعات و حالات شرح و بسط سے لکہتے ہین۔ مولف مذکور ایک مقام مین
لکہتا ہے کہ مین ایکروز جناب رمز آلہی کا رسالہ نقل کر رہا تہا۔ حضرت کے نام کے
ساتہہ جو القاب تہا اوسکو تخفیفاً ترک کر دیتا تہا۔ ایکروز آپ آئے اور کہا کہ اے
علی پیران مین نے مکتوبات مجددیہ مین دیکہا ہے کہ مجدد رحمہ اللہ نے باقی
باللہ کے لقب مین اختصار فرمایا۔ اوسرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

مجلس مین باریاب نہیں ہوئے۔ دوسرے دن مشرف ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے احمد تو نے ہمارے شیخ
نام کو سہواً ترک کیا۔ اسلئے ہماری مجلس سے محروم رہا۔ آپنے سہو کی معذرت
چاہی۔ علی پیران کہتے ہیں کہ مین یہ نقل سنتے ہی نادم وپشیمان ہوا اور اپنے
قصور کا معترف ہوا۔ اور یہ امر حضرت مرزا آپکی کی کرامات سے تہا انتہی کلامہ

فائدہ

مشکوۃ النبوہ مین مذکور ہے۔ آپنے فرمایا کہ کشف قبور دو قسم ہے۔ ایک
علم دعوت سے متعلق ہے اور یہ اہل قبور کے معاینہ ومشاہدہ پر موقوف
ہے۔ دوسرا تصفیہ باطن ومکاشفہ روحانی سے متعلق ہے۔ یہ قسم
صرف دوستان حق کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ صاحب التصانیف تھے
آپکے چند رسائل تصوف مین ہین۔ ایک کنز مخفی۔ واعظ المجالس
فتاوی العشاق توحید نامہ ہم ہر ایک رسالہ سے بطور نمونہ چند شعر
ناظرین کے ملاحظہ کیلیے لکھتے ہین۔ من کنز مخفی

عشق الفلک ست زدہ بانم — کرسی است چو علیین مکانم
من قصہ خویش می نویسم — در دیدہ خویش می نویسم
باریک رہ است و تنگ و تاریک — مشکل رہ وشش ز موی باریک
محنت کدۂ خرابہ داری — لغزیدن او سر است و داری

جملہ قدسیان یلاقی — یارب ساقی وصحبت باقی

من مواعظ المحزنین

از قضا رندے من آن میفروش — گفتگوئے کرد با من در خروش

آہ چون وحی الٰہی بود این — گشت نازل بر دل من اینچنین

ہر کجا عاشق رسد جبرئیل کو — اینکہ میکائیل و اسرافیل کو

جان فدائے اینچنین ساعت کنم — اینچہ پیرم گفت من طاعت کنم

من فتاوی العشاق

قصہ لیلی چہ مجنون کنم — شرح غم عاشق معشوق کنم

شور جنون در سر ریخت رنگ — دست من و دامن صحرا و سنگ

چاک گریبان سنت تار تار — کوچہ و طفلان دمن سنگسار

اے تو شنو طرفہ حکایت کنم — راوی عشقم چہ روایت کنم

من توحید نامہ

بشنوید این سالہا اے دوستان — از عرس اللہ بے نام و نشان

یادگاری می گذار در جہان — بہر قوم صوفیان عارفان

تا کہ روزے ناہا بینند از ان — مستمندان دردمندان عاشقان

فال بکشایند ولذتہا برند — شعر ما خوانند و عشرتہا کنند

آپ صاحب خوارق عادات وصاحب کشف وکرامات تھے آپکی

وفات ۱۲ محرم الحرام روز پنجشنبہ ۱۲۱۱ بارہ سو دس ہجری مین واقع ہوئی
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اعزہ و اقارب و مریدین و معتقدین
جمع ہوئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد کہ مسجد مین لائے نماز جنازہ ادا کر کے
بیرون شہر حیدر آباد دکن محلہ یاقوت پورہ مین شرقی جانب رستم
دل خان مرحوم کے احاطہ کے اندر صحن مسجد مین مدفون ہوئے بعد مین
علیحدہ مسجد کے صحن مین بطریق سنت جماعت دفن کئے گئے مزار متبرک ہے

شیخ علم الدین چشتی فاروقی

شیخ علم الدین نام۔ آپ مخدوم شیخ سراج الدین چشتی بن مولا کمال الدین
علامہ کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکا مولد و منشا پٹن گجرات ہے
آپنے کتب درسیہ معقول و منقول والد ماجد و علما سے ختم کین اور والد ماجد کے
مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور حضرت مخدوم سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز
قدس سرہ سے بھی استفادہ کیا۔ جامع علوم صوری و معنوی تھے ہمیشہ
ریاضت و عبادت مین مصروف اور طالبین کی ہدایت و تعلیم مین مشغول
رہتے تھے۔ آپ طالب علم کو اولاً علوم ظاہری و ثانیاً علوم باطنی پڑھاتے
تھے۔ اور مرید و طالب اگر محض اُمی ہوتا تھا تو اوس کو نماز روزہ کے
مسائل اور درود شریف و کلمہ طیبہ کا ذکر تلقین کرتے تھے۔ آپکے تمام

مریدین صوم وصلواۃ کے پابند ہوتے تھے۔ آپ بیعت کے بعد صوم و
صلوٰۃ کی تاکید فرماتے تھے۔ شریعت محمدی و دین احمدی کا بڑا ادب
ولحاظ رکھتے تھے۔ کوئی امر شرع کے خلاف نہین پسند کرتے تھے
صاحب کرامت وکرشمہ تھے۔ والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے
والد ماجد کی طرح درس وتدریس کا دروازہ کشادہ رکھا۔ آپکی ذات
بابرکات سے خانقاہ کو رونق حاصل ہوئی۔ انہین ایام مین مولانا محمد
بن احمد مالکی دمامینی مولف شرح مغنی اللبیب پٹن گجرات مین آیا۔ آپکے
خانقاہ مین فروکش ہوا۔ آپنے مولانا کی مہمانی ومدارات کی اور اعزاز و
احترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ ایک روز مولانا اور آپکے
درمیان کسی مسئلہ نحویہ مین مباحثہ ومناظرہ ہوا۔ مناظرہ ختم ہونیکے بعد مولانا نے
آپکی تعریف کی۔ اور فرمایا۔ انت الاسد بن الاسد لیس لہ نظیر
فی الھند۔ یعنے تو شیر بن شیر ہے تیرا مثل ہند مین نہین مولانا دمامینی
پٹن سے احمدآباد گجرات مین آئے وہان سلطان مظفر نے مولانا کی تعظیم
وتوقیر کی۔ مولانا نے منہل الصافی کی شرح لکھی اور اوسکا دیباچہ بادشاہ کے
نام سے لکھا حضور مین ہدیۂ پیش کیا۔ بادشاہ نے قبول کیا اور کئی ہزار
روپئے انعام دئے۔ پھر مولانا گجرات سے گلبرگہ مین آئے اور احمد شاہ
بہمنی نے بھی مولانا کا اعزاز واحترام کیا۔ آخر مولانا نے ۲۷۔ شعبان ۸۲۷ہجری

بمقام گلبرگہ عالم فنا سے دار بقا کے طرف رحلت کی۔ آخر مخدوم شیخ علم الدین نے
چھبیسوین تاریخ ماہ سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو ہجری مین اس عالم فانی سے
خلد برین کو رحلت کی۔ پٹن گجرات محلہ برکات پورہ مین مدفون ہوئے۔

نسب کا شجرہ

شیخ علم الدین چشتی۔ بن شیخ سراج الدین۔ بن شیخ کمال الدین علا
بن عبد الرحمن۔ بن عمر۔ بن طیب۔ بن طاہر۔ بن شمس الدین احمد بن
فرخ شاہ کابلی۔ بن شیخ سلیمان۔ بن شیخ سلطان۔ بن شیخ عبد اللہ
بن مسعود۔ بن واعظ اللہ اصغر۔ بن واعظ اللہ اکبر۔ بن ابو الفتح
بن اسحاق۔ بن ناصر۔ بن ابراہیم۔ بن عبد اللہ۔ بن عمر۔ بن امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔ یہ زاد و تبرک ہے؛

شیخ عزیز اللہ چشتی فاروقی

شیخ عزیز اللہ نام۔ آپ شیخ محمد چشتی کے چوتھے صاحبزادے ہین۔ آپکا
مسقط الراس و مولد احمد آباد گجرات ہے آپنے نشو و نما کے بعد برادر
بزرگ کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ حافظ قرآن تھے۔ عربی و
فارسی مین ذی استعداد و صاحب سواد تھے۔ اور والد ماجد سے خلافت کا
خرقہ پایا۔ ہدایت و رہنمائی کا دروازہ کشادہ کیا۔ آپ صاحب کرامت و
کرشمہ تھے۔ جو کوئی آپسے قرآن شریف پڑھتا تھا وہ ضرور حافظ ہوتا تھا

اتفاقاً اگر کوئی حافظ نہین ہوتا تو ایسا ہوتا تھا کہ کوئی اُسپر ناظر کا اطلاق
نہین کرسکتا تہا۔ اور فن قرأت مین استاد تھے۔ تجوید کے رسائل
خوب پڑہاتے تھے۔ حلیم الطبع وخوش مزاج تھے۔ قانع وصابر ومتوکل
وشاکر تھے۔ متقی وپرہیزگار متشرع ویندار تھے۔ آخر آپنے ستائیس
ماہ جمادی الاول سنہ ہجری مین رحلت کی۔ شاہ پور احمد آباد
گجرات مین والد کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ

مخدوم شیخ عزیز اللہ صدیقی

شیخ عزیز اللہ نام متوکل علی اللہ عرف تھے۔ آپ ابتدا مین ملک
مالوہ وخاندیس مین تھے۔ کبھی شہر مانڈو کبھی شہر برہانپور مین رہتے تھے
مالوہ وخاندیس مین آپکی ہدایت وتلقین کا چراغ روشن تہا۔ ہر ایک
گمراہ راہ پاتا تہا۔ اور طالبین ومریدین آپکے فیض سے کامیاب ہوتے
تھے۔ شیخ راجن برہانپوری آپکے ارشد خلفا ومریدین سے تھے
آخر عمر مین آپ احمد آباد گجرات مین آئے گجرات کے مشایخ وعلماء
سلاطین وامرا آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور سبنے
آپکا اعزاز واکرام کیا۔ آپ سکونت پذیر ہوئے آپکے متعلقین عیال
واطفال بھی ہمراہ تھے۔ گجرات کے بادشاہ نے اُنکے لئے وظیفہ ویومیہ
مقرر کردیا۔ آپکے فرزند شیخ رحمت اللہ نے شیخ پورہ کو آباد کیا۔ اور بھی

آپکی اولاد مین علما و کملا تھے آپکی زندگی توکل وقناعت وفقر مین گذری۔ آپکی عادت تھی کہ شام کے وقت جو کچھ گھر مین حاجت سے زیادہ ہوتا تھا فقرا اور ہمسایون پر تقسیم کردیتے۔ گھر مین ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔ یہانتک مزاج مین احتیاط تھی۔ کہ پانی بھی حاجت سے زیادہ نہین رکھتے تھے مالدار اہل دنیا کو مجلس مین شریک نہین فرماتے تھے۔ ایک وقت کسی امیر نے آپکے فرزندون کے ذریعہ سے زیارت کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا اگر فرش کے کنارے صف نعال مین بیٹھے تو مضائقہ نہین اور اگر اسکو مال و دولت کا غرور ہو تو ضرور نہین۔ شام کے وقت مالدار شخص آپکے مکانپر آیا دیکھا کہ مکان مین اندھیرا ہے۔ چراغ نہین ہے۔ اور سنا شیخ کے گھر مین ایک پیسہ بھی موجود نہین کہ تیل منگوایا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد مالدار شخص رخصت ہوا۔ اور آپکے صاحبزادے سے فرمایا کہ کلھ تیل کے چند کپے روانہ کرونگا۔ آپ خوب روشنی کیجئے۔ جب کپے صرف ہو جائین تب مطلع فرمانا۔ دوسرے کپے روانہ کرونگا۔ مالدار شخص نے کثرت سے تیل بھیجا صاحبزادے نے بیشمار چراغ جلائے آپنے کثرت چراغ کا سبب دریافت کیا کہ یہ تمام چراغ کہانسے آئے آپسے کل ماجرہ بیان کیا گیا۔ آپ ناخوش ہوئے۔ تمام روغن فقرا پر تقسیم کیا اور مالدار شخص کو تاکید کی کہ آئندہ نہ بھیجین۔ آپ صاحب خوارق

عادات وخوارق کرامات تھے۔ آخر آپ نے تیئیس ۲۳ صفر سنہ ۹۱۲ ہجری مین رحلت کی۔ میدان پورہ احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ مزار و متوسل ہے

شیخ عبدالملک بنبانی

شیخ عبدالملک نام۔ آپ کا وطن اصلی شہر بنبان واقع ملک عرب ہے اور عباسی الاصل ہین یعنے نسب کا سلسلہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا ہے۔ آپ نے مصر و بغداد مین علوم و فنون کی تحصیل کی اور اپنے بہائی قطب الدین شاگرد امام سخاوی مصری سے حدیث کی سندلی۔ عالم باعمل و فاضل اکمل تھے۔ علم تفسیر مین کمال ملکہ و استعداد رکہتے تھے۔ علی ہذالقیاس حدیث مین بھی بے نظیر تھے جامع علم ادب وحاوی لغات عرب تھے۔ عرب سے گجرات مین آئے اور احمد آباد مین فروکش ہوئے۔ شہر کی مسجد مین طلبہ کو درس و تدریس سے سرفراز فرماتے تھے۔ توکل و تجرید مین فرید و قناعت و صبر مین وحید تھے گجرات مین کوئی آپکا نظیر نہین تہا۔ اہل گجرات آپکا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ آپکی لیاقت و فضیلت کا اقرار کرتے تھے آپکے حلقۂ درس مین طلبا و علما شریک ہوتے تھے۔ آپ جو نکات بدیعہ و رموز ادبیہ بیان فرماتے تھے طلبہ اُنکو بیاضون مین لکھ لیتے تھے۔ آپکے تلامذہ اکثر فضلا ہوئے۔ مولانا الکمال محمد عباسی مفتی اوجین آپکے ارشد تلامذہ سے تھے

آخر آپنے سنہ ۱۱۹۰ ؁ ہجری میں رحلت کی احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔

شاہ عنایت اللہ بن شاہ محفوظ قادری

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ باپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ طریقہ قادریہ شطاریہ کے پیرو تھے۔ حقائق طریقت و دقائق حقیقت سے واقف منازل سلوک و مقامات تصوف کے عارف تھے۔ خلیق و لئیق تھے۔ خلائق کو فیض ہدایت و ارشاد سے کامیاب فرماتے تھے سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری کے قریب فوت ہوئے حیدرآباد میں مدفون ہیں

شاہ عبد القادر چشتی بن شاہ ابوالحسن

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ والد کے بعد مسند نشین ہوئے۔ ہدایت و ارشاد کا بازار گرم ہوا ہمیشہ ذکر و شغل میں معروف رہتے تھے کثرت مراقبہ سے گوزہ پشت ہوگئے تھے۔ آپکی ذات بابرکات مغتنمات سے تھی۔ آپ درویشی و فقیری کا نمونہ تھے۔ باوجود علائق آزاد تھے۔ رات دن فقرا کے طرح پڑے رہتے تھے۔ لنگر خانہ میں آپ بھی فقرا کے ساتھ کہانا نوش فرماتے تھے کبھی کبھی گھر میں کہاتے تھے۔ سادات کی بڑی عزت و عظمت کرتے تھے۔ اہلبیت پر جان و مال سے فدا ہوتے تھے۔ آپکی وفات ۷ ماہ صفر سنہ ۱۱۹۹ ؁ گیارہ سو ننیانوے ہجری میں ہوئی قبر بیرون شہر محلہ دبیرپورہ حیدرآباد ہے۔ زیارت گاہ ہے۔

شاہ عبدالقادر عرف حضرت صاحب

شیخ محی الدین احمد عرف محی الدین پادشاہ کے صاحبزادے ہیں آپ والد ماجد کے خلیفہ و
جانشین ہوئے خلق و مروت میں بے نظیر خوش گفتار و خوش کردار تھے۔ راگ و سماع کے
شائق تھے ہفتہ عشرہ میں ضرور سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے۔ مجلس میں شہر کے
امرا و نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر ثانی بھی شریک ہوتے تھے۔ شہر کے تمام
مشائخ آپکی تعظیم و تکریم کو مانتے تھے۔ بزرگ زمانہ و فرد یگانہ تھے۔ آخر مرض الموت میں
مبتلا ہوئے۔ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ گیارہ سو ننانوے ہجری میں فوت ہوئے۔ لنگر حوض کے
تالاب پر قلعہ گولکنڈہ کے قریب بزرگوں کے روضہ میں مدفون ہوئے
آپ کا ایک صاحبزادہ سید محی الدین عرف محی الدین پادشاہ ثانی تھا

حضرت شاہ عبدالقادر حسینی قدس سرہ

شاہ عبدالقادر حسینی نام۔ اصلی وطن حیدرآباد دکن۔ آپکو طریقہ قادریہ میں بیعت و
خلافت والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ آپ ولی کامل تھے آپکے فیض نعمت سے
اکثر خلائق کامیاب ہوئے ہیں۔ آپکی وضع درویشانہ تھی قانع و صابر تھے مقام
تسلیم و رضا میں قائم تھے امرا کی صحبت سے دور رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی امیر کے
در پر نہیں گئے اور کسی چیز کے خواہاں نہیں ہوئے۔ آپکو سوال سے عار و ننگ تھی باوجودیکہ
فاقہ کشی سے جان تنگ تھی آپکی گذران توکل پر تھا جو کچھ آمدنی ہوتی تھی
فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ آپکے نزدیک روپیہ کا جمع کرنا حرام تھا دنیا میں ایسے بزرگ

تھے جیسے کوئی مسافر سرا میں رہتا ہے ایسے بزرگ ہو تُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مصداق ہیں خدا کی عبادت میں چست اور دنیا کی خواہش میں سست تھے اکثر مراقبہ سے کوزہ پشت ہو گئے تھے مذہب شافعی کے معتقد تھے۔ خاص و عام آپکے کرشمہ اور کرامات کی قائل تھے۔ آپکی رحلت ساتویں تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننیانوے ہجری میں واقع ہوئی۔ والد ماجد کے قبر کے قریب خارج شہر متصل ہیرورہ مدفون ہوئے۔ مزار مبارک سے فیض جاری ہے

شیخ عبد الرحیم کرابجی قدس سرہ

آپکا اصلی وطن سندھ ہے اسنہ ہجری کے قریب میں ملک دکن میں آئے اور جس وقت برہانپور دار العلم تھا آپ بھی پہنچے اور شہر میں متوطن ہوئے۔ آپ فرشتہ سیرت و نورانی صورت تھے۔ جامع علم و فضل اور آپ چشتیہ طریق کے پیرو تھے محفل سماع کو جائز رکھتے تھے۔ اور شریعت کی پیروی بھی واجب جانتے تھے کوئی بات ایسی نہیں کرتے تھے جو شرع کے خلاف ہو دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہیں رکھتے تھے عبادات اور ریاضت میں بسر کرتے تھے خلق اللہ کی ہدایت اور اہل حق کی خدمت آپکی عادت تھی۔ مسافروں کی اعانت بیماروں کی عیادت آپکی بزرگی کی شہادت تھی آپ بڑے ذکی اور تیز فہم تھے۔ جس وقت برہانپور میں آپکی تشریف آوری کی شہرت ہوئی اور آپکی عظمت و کرامت کی ہل چل پڑی تو برہانپور کے بزرگوں نے ایک ایک پیالہ پانی سے لبالب بھر کر آپکی خدمت میں بھیجا (اس سے اشارہ و کنایہ ہے کہ شہر بزرگوں سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ ایک قطرہ کی گنجائش نہیں ہے آپ تشریف لیجائیے) آپ پیالہ بھرا ہوا دیکھ کر فی الفور اس رمز سے واقف ہو گئے اور اسیوقت ایک پھول ہوتیا کا پیالہ میں ڈالدیا (اسبات کا اشارہ کیا کہ میں اس شہر میں مانند پھول کے

رہونگا۔ کسی پر بار نہونگا) پیالہ کو رد کر دیا برہانپور کے مشایخ آپکی یہ
ذکاوت و تیز فہمی دیکھکر فریفتہ ہو گئے۔ تمام آپکی خدمت مین آئے۔
اور نہایت تعظیم و تکریم سے ملے۔ اور آپکو تا بہ زندگی معزز و محترم سمجھتے
رہے آپکی وفات سنہ ہجری مین واقع ہوئی آپکی قبر شہر مین ہے خاص و عام زیارت سے مستفید ہوتے ہین

سید شاہ علی رضا بن شمس مولا

معرفت الاولیا مین لکھا ہے کہ آپ کا نام شاہ علی رضا ہے۔ آپ
مولانا شمس الدین عرف شمس مولا نعمت اللہی کے فرزند ہین ابتدا مین
والد ماجد کے قایم مقام و مسند نشین ہوئے۔ ایک سال تک خلایق کو
ہدایت و ارشاد فرماتے رہے۔ اسی مدت مین بیشمار طلبا مرید ہوئے
ہدایت و ارشاد سے مستفید۔ مدت مذکورہ کے بعد آپ پر جذب کی
حالت غالب ہوئی۔ بارہ برس تک مجذوب رہے۔ دنیا و مافیہا سے
بے پروا تھے۔ مشکواۃ النبوت کے مولف نے لکھا ہے کہ۔ آپکے بھائی
مسمی میر علی نے والدہ صاحبہ کے طرف سے ایک محضر تیار کیا۔ اور اوس مین
لکھا کہ علی رضا دیوانہ ہو گیا ہے راتدن اکثر مستانہ رہتا ہے جب
کبھی ہوشیار ہوتا ہے مریدون اور خدام کو ضرر پہنچاتا ہے اور سب کو
تکلیف دیتا ہے میری خواہش ہے کہ علی رضا کی صحت تک میر علی بیابتا
مسند نشین رہے۔ ہدایت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھے۔ محضر پر تیمہر کے

تمام مشائخ نے دستخط کئے۔ پھر میر علی نے آپکو مقید کیا اور خود باتفاق سجادہ نشین ہوا۔ حضرت تقریباً بارہ برس تک قید خانہ مین جو ایک حجرہ خاص تھا اوس مین رہے آخر آپکے بڑے فرزند مسمی سید احمد نے نواب ظفر الدولہ دھونسہ کی معرفت سے ایک عرضی غفرانماب نواب میر نظام علیخان بہادر اسد جنگ آصفجاہ ثانی کیخدمت مین والد ماجد کی رہائی کی بابتہ گذرانی غفران مآب کے حکم سے آپ رہا ہوئے۔ بدستور مدت تک سند نشین رہے۔ حضور غفران مآب کو آپسے حسن اعتقاد تھا۔ شاہ صاحب ہمیشہ حضور کی تائید دعا و توجہ سے فرماتے تھے۔ آپسے اکثر خوارق عادات بھی ظاہر ہوئے ہین ازانجملہ یہ ہے کہ حضور آصفجاہ ثانی اٹھارہ تاریخ ماہ شعبان ۱۲۰۹ھ بارہ سو نو ہجری مین مرہٹہ کی تادیب و تنبیہ کیلئے کہڑلہ روانہ ہوئے۔ انہین ایام مین آپ پر بیہوشی و مستی کا عالم جاری ہوا۔ خانقاہ کے باغ مین یا حجرہ مین مستانہ پڑے رہتے تھے اکثر روز بیہوشی کے عالم مین خانقاہ کے باغ مین جو آپکی توجہ سے سرسبز و سیراب اور اقسام کے درختون و سبزون سے تازہ و شاداب تھا ہاتھ مین تلوار لئے ہوئے پہنچے۔ چند ساعت درختون و شگوفون کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر تلوار کو میان سے کھینچکر تمام چمن کے درخت قطع کر دئے۔ قطع کرنیکے بعد تلوار کو میان مین کر کے حجرہ مین آگئے

دیر تک حالت جذب مین مست رہے۔ پھر ہوش مین آگئے۔ مریدون نے
چمن کے درختون کی خرابی کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا آج مین نے
ہزارون جانین بچائین۔ مرید سنکے متردد ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اوسی
مدت مین مشہور ہوا کہ غفران مآب اور مرہٹہ کے درمیان کھرلہ مین سخت
مقابلہ ومحاربہ واقع ہوا۔ مرہٹہ وحضور کے درمیان باہم دیر تک جنگ ہوتا رہا
جانبین سے مجروح ومقتول ہوئے۔ سرکار عالی نظام کی فوج سے
مجروحین ومقتولین کی تعداد کم تھی۔ مریدون نے کھرلہ کے مقابلہ کی تاریخ
اور حضرت کے درختون کے قطع کرنیکا دن ملایا تو برابر پایا وہی دن تھا
آپکی شان شاہانہ تھی سواری بڑے شوکت وشان سے نکلتی تھی سواری کے
ساتھ خاص وعام کا ہجوم رہتا تھا۔ سرخ پوشاک وعطریات کے شائق تھے
راگ سنتے تھے۔ اور رقص دیکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص خوش آواز
مرثیہ یا مناقب پڑھے تو رغبت سے سنتے تھے۔ آداب سماعت کا
بڑا لحاظ رکھتے تھے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آخر آٹھوین تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۲۱۵ھ
بارہ سو پندرہ ہجری مین عالم فنا سے خلد برین متوجہ ہوئے بہادر پورہ کے الاجہ کے قریب مدفون کئے گئے

سید شاہ سعد الدین ابن حضرت شاہ صاحب عرف عبد القادر ثانی حیدرآبادی

صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ آپ حیدرآباد کے عمدہ مشایخ سے ہین
اوصاف حمیدہ وشمائل پسندیدہ کے ساتھ موصوف تھے۔ تقوی وطہارت مین

معروف۔ ابتدا رشب سے نماز اشراق تک ذکر وشغل مین مشغول رہتے
تھے۔ اور درود شریف کا ورد ہر وقت نوک زبان رہتا تھا حیدرآباد مین
اکثر امرا و فقرا آپکے مرید تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم جب حیدرآباد آتے
تھے ضرور آپسے ملاقات کرتے تھے اور دعا کی درخواست فرماتے تھے
لطائف قادریہ کے مولف نے لکہا ہے کہ آپکے والدماجد جسوقت فوت
ہوئے۔ اوسوقت آپکی عمر سات برس کی تھی۔ آپ والدماجد کے مرید
و خلیفہ تھے والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ولی مادرزاد تھے۔ آٹھ
سال کی عمر مین خضر علیہ السلام سے ملے۔ ملاقات کے بعد خضر علیہ السلام
غائب ہو گئے اور آپکو قند سیاہ دیا۔ آپ خوف زدہ ہوئے سخت بیمار
ہو گئے۔ آپکی والدہ نے حضرت محی الدین ثانی سے واقعہ کا ذکر کیا
آپنے فرمایا مطمئن رہو خوف کی بات نہین ہے یہ لڑکا قطب ہوگا۔ قند
سیاہ قطبیت کی دلیل ہے۔ اور وہ بزرگ خضر علیہ السلام تھے۔ فرمایا قند
بچے کو کہلاؤ اور شاہ صاحب موصوف نے صاحبزادہ بیمار کے طرف
توجہ کی۔ تہوڑی دیر کے بعد بیماری دفع ہو گئی آپ حضرت محی الدین
ثانی کی خدمت مین رہے علوم ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے
حضرت صاحب کمالات و خوارق عادات تھے۔ میر محمد فاضل نے
سبح گنج مین لکہا کہ حضرت مفتی قطب عالم صاحب آپکے حق مین فرماتے تھے

جسکو محبوب سبحانی کا دیدار منظور ہو آپکو دیکھین۔ اور صاحب انوار الاخیار
لکھتے ہین کہ آپ صاحب خلق و کریم و حلیم تھے۔ آپکی عمر ستر برس سے
زیادہ تھی۔ شاہ درویش صاحب آپکے معاصر تھے دونو باہم خالہ زاد بھائی
تھے۔ دونون مین باہم محبت و اتحاد تھا آپکے خلفا پچاس سے زائد تھے
اور اولاد مین چار فرزند تھے۔ سید محی الدین احمد۔ و سید حسین و
سید محمد علی۔ و سید سعد الدین محمد ثانی۔ آپکی وفات ۲۷ ذیحجہ ۱۱۵۹ھ
گیارہ سو انسٹھ ہجری مین ہوئی۔ تجہیز و تکفین کے بعد آبا و اجداد
کے روضہ مین واقعہ قلعہ گولکنڈہ متصل لنگر حوض کے تالاب کے
کنارے مدفون ہوئے آپکے اجداد کا گنبد صندل خان خواجہ سرا نے بنا کیا تھا

عبد القادر عرف شاہ حضرت صاحب بن محمد شاہ صاحب قادری

آپ محمد شاہ کے بھائی ہین۔ آپ سیکاکول مین سکونت پذیر تھے جب
سیکاکول پر فرانس قابض ہوا۔ آپ وہان سے حیدرآباد مین آئے
بارہ برس تک زندہ رہے۔ آپ پسندیدہ سیرت و نیک طبیعت تھے فقرا
و غربا کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے اعزہ و اقارب کے ساتھ بھی
حسن سلوک جاری رکھتے تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے آخر
۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری ۱۶۔ محرم کو فوت ہوئے اجداد کے
روضہ مین متصل قلعہ مدفون ہوئے۔ بزار و متبرک بہ

شاہ عبدالرزاق بیجاپوری

شاہ عبدالرزاق صاحب۔ سلطان محمود بیجاپوری کے امرا مین سے تھے
ہفت ہزاری منصب دہزار سوار کے سردار تھے آپکو ارادت و بیعت شاہ
اسمٰعیل قادری سے تھی جس اعتقاد سے ہمیشہ آپکی خدمت مین آمدورفت
کرتے تھے۔ آپ ایکروز شاہ صاحب کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے
مصافحہ کو ہاتھ نہین دیا۔ عبدالرزاق صاحب نے دلمین خیال کیا کہ میرے
ہاتھ قوم کے خون سے آلودہ ہین شاید اسوجہ سے حضرت نے ہاتھ نہین
دیا۔ حضرت نے کشف سے معلوم کرکے کہا اے عبدالرزاق یہ بات نہین ہے
بلکہ یہ وجہ ہے کہ فقیر تارک حیوانات ہے اور آپ تارک حیوانات نہین ہین
عبدالرزاق صاحب تا بہ زندگی والدہ ماجدہ عالم دنیا مین رہے۔ والدہ کے
انتقال کے بعد تارک الدنیا ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت مین آئے
حضرت شاہ صاحب نے آپکو خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ موضع بنال
ضلع گلبرگہ مین سکونت کی اجازت دی آپ حضرت کے حکم کے موافق
بنال مین آئے اور مقیم ہوئے۔ بادشاہ کو عبدالرزاق کی جدائی سے
سخت رنج ہوا۔ امرا کے ذریعے سے سمجھایا اور منایا مگر آپ نہین مانے
آخر خود بادشاہ آپکی خدمت مین آیا اور خوب فہمایش کی آپ راضی نہین
ہوئے پھر بادشاہ نے کہا۔ اے عبدالرزاق درویشی سے کیا حاصل ہوگا

آپنے کہا اس سے پہلے مین آپکی خدمت مین حاضر رہتا تہا اور آپکی دلجوئی و خوشنودی مین کوشش کرتا تہا اب آسکے خلاف آپ مجہکو سمجہاتے ہین اور منلاتے ہین مین نہین راضی ہوتا ہون۔ فرمایا اسی مین بہتر کیا ہوگا۔ بادشاہ مجبور ہو کر واپس چلا گیا۔ آپ موضع نبال مین رہے ہدایت و ارشاد کی مجلس کو رونق دی۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے مستفید ہوئی صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ تاریخ ماہ سنہ مین فوت ہوئے۔ نبال مین دفن کئے گئے۔ مزار زیارتگاہ ہے۔

سید عبد اللطیف ثانی بن سید شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری عرف میر صاحب

آپ مادر زاد لطیف تہے آپکے والد نے غلام لطیف نام رکہا تہا اور فرماتے تہے کہ میرا لڑکا غلام لطیف ہے لطیف ہوگا۔ لطیف جائیگا۔ مادہ تاریخ ولادت سے لطیف بودہ لطیف آمد۔ لطیف رفت ۱۱۲۹ھ ہجری ہے آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تہے والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے قادریہ شطاریہ طریق مین تہے تہوڑی مدت مین مرتبہ کمال کو پہنچے عارف کامل و صوفی عامل تہے آپکے مرید قریب ایک لاکہہ تہے۔ آپکی گذر اوقات توکل پر تہی۔ سکندر ثانی عادل شاہیہ نے ایک گانو جاگیر نذر کرنا چاہا اور سند بہی بہیجدی آپنے سند واپس کر دی اور سند کے کنارہ پر لکہدیا سے شاہ مارا دہ دہ منت نہد۔ رازق ما رزق بے منت دہد

روزانہ آپکا خرچ بیشمار تہا۔ آپ لباس عمدہ پہنتے تھے اور اسباب ضروری نہایت ہی پرتکلف رکہتے تھے۔ حقہ جواہر سے مرصع تہا۔ باغات کی سیر کا بھی بہت شوق تہا۔ اکثر یار واحباب کو ہمراہ لیکر جاتے تھے۔ ہر ہفتہ مین کئی ہزار کا خرچ ہوتا تہا۔ مگر محل مین فاقے ہوتے تھے۔ ایکروز شام کے وقت اندر سے ماما آئی۔ اور کہا حضرت آج گھر مین تیل نہین ہے چراغ کیونکر روشن ہوگا۔ آپنے فرمایا خدا مسبب الاسباب ہے کوئی صورت بنا لیگا۔ پہر آپ گھر سے نکلے بیجاپور کے بازار مین چند دوکانون مین سوال کئے یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوئی۔ لوگ خانقاہ مین جوق جوق آنے لگے اور زر نقد نذر گذرانے لگے۔ حضرت بھی بازار سے نہین آئے تھے کہ خانقاہ مین کئی ہزار روپیہ اور اشرفیون جمع ہوگئے۔ آپنے ماما کو بلایا اور کہا جسقدر اوٹہایا جائے لیجا ضعیفہ نے دو ڈہائی سو اوٹہائی باقی سب باغات کی سیر و فقرا کی نذر مین خرچ ہوئے۔ مشہور ہے کہ عید کے روز آپ بالباس زرق برق زیب بدن فرما کے عیدگاہ مین گئے نماز کے بعد ایک مقام مین بیٹھے تمام مرید دست بستہ کہڑے تہے کہ اتنے مین ایک مولوی صاحب رونق افزا ہوئے اور طعن سے کہا آپ کیا کرتے ہین آپنے کہا۔ آپ مولوی صاحب کیا پوچھتے ہین۔ مولویصاحبنے فرمایا چہرے سے بزرگی نمایان ہے مگر لباس اور تعویذ

طلائی سے خلاف بزرگی عیان ہے طلائی تعویذ شرعاً منع ہے آپنے
خادم کو فرمایا مولوی صاحب کے عمامہ کو دیکھو اوسکے گوشہ مین کیا ہے
دیکھا کہ دو اشرفی ہین آپنے فرمایا عمامہ مین دو اشرفی رکھنا کہان جائز ہے
مولویصاحب خاموش ہوئے۔ کچھہ نہین کہا حضرتکے مریدونکا مجمع تھا۔
مولوی صاحب ولایت کے قائل ہوئے اور عمامہ سنبھال کر نکل گئے کہتے ہین کہ مرید ہوگئے

نقل ہے

آپ اکوقت قدیمی عادت کے موافق عم بزرگوار حضرت شاہ محی الدین
ثانی کے ملازمت کیلئے بیجاپور سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ ہمراہی مین
پانسو مرید تھے۔ حیدرآباد کی پہاڑیو سیر فروکش ہوئے۔ عم بزرگوار سے
ملے آپکے عم بزرگوار اکثر استغراق مین رہتے تھے۔ پوچھا آپ کون ہین
عبداللطیف صاحب نے عرض کیا چچاجان مین فلان غلام ہون فرمایا بابا
عبداللطیف آپ بزرگی کے رتبہ پر ہو مجھہ فقیر سے ملنا ننگ و عار سا مجھے
ہوتا ہوگا۔ آپنے عرض کیا چچاجان مجکو آپکی غلامی مین منسوب ہونا عز
آپ جو کچھہ فرماتے ہین صرف آپکی بزرگی ہے دو ایک ساعت کے بعد
رخصت ہوئے۔ پھر حیدرآباد کے باغات کی سیر مین مشغول ہوتے رہے
ایکروز لنگم پلی کے باغ مین فروکش ہوئے۔ ابوالحسن تانا شاہ کو علم
ہوا۔ سیر کے بہانہ سے برآمد ہوا۔ شاید اس حیلہ مین حضرت سے مشرف

ہوگا آپکو امرا کی ملاقات سے نفرت تھی معلوم ہوتے ہی حسین ساغر کے
تالاب پر چلے گئے۔ ابوالحسن بھی تالاب کے طرف متوجہ ہوا۔ آپنے
ہرکارہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ فقیر رسم و رسم سے ناواقف ہے۔ اگر آپ
تالاب پر آئینگے تو میں تالاب میں کود ونگا۔ اسکا وبال آپکے ذمہ ہوگا
تاناشاہ آنے پر مستعد تہا۔ مگر امرا نے ممانعت کی کہ فقیر کا خلاف کرنا
مناسب نہیں پہر تالاب کا آنا موقوف کیا اور نیک نام خانکو آپکی خدمت میں
بہیجا اور ملاقات کی تمنا کی۔ آپنے فرمایا کہ بادشاہ ایک بزرگ کا مرید ہے
میری ملاقات میں دو خلل ہیں ایک پہلے پیر سے رو گردان ہوگا۔
یا مجھسے۔ دونوں باتیں نامناسب ہیں معاف کیجئے۔ اور فرمایا فقیر کی
ملاقات سے یہ غرض ہے کہ دعا کرے فقیر حاضر و غائب میں تمام
مسلمانونکا دعا گو ہے علی الخصوص سلاطین اسلام کو دعائے خیر سے
یاد کرتا ہے۔ ملاقات ضرور نہیں۔ پہر تیسرے مرتبہ پیغام آیا۔ آپ خفا ہو گئے
بہلا برا کہا۔ آخر ملاقات نہوئی۔ بادشاہ بہت ناخوش ہوا۔ چند ہی روز کے بعد
عالمگیر آیا۔ حیدرآباد دکن کو تسخیر کیا اور تاناشاہ کو قید کرکے ہمراہ لیگیا
دولت آباد میں رکہا۔ وہیں فوت ہوا آپ جامع خوارق عادات تہے
کوئی اولاد سے نہیں تہا۔ سید محمد مدنی بن شاہ عبدالمحی الدین قادری کو
فرزندی میں لیا تہا۔ اوسکو خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ اور اپنا قائم مقام

بنایا۔ آپکی وفات ۱۴ ماہ جمادی الثانی ۱۱۲۴ھ گیارہ سو چوبیس ہجری مین واقع ہوئی۔ والد بزرگوار کے روضہ مین شہر بیجاپور مین مدفون ہوئے

شاہ عبدالفتاح

آپ فرخ شاہ سرہندی کے صاحبزادے ہین والد ماجد کی رحلت کے بعد آپکے بھائیو نمین تقسیم ترکہ کے بابتہ ناخوشی ہورہی تھی۔ کہ آپنے اپنا حصہ بھائیونکو دیدیا اور خود گجرات کو روانہ ہوئے۔ شاہ علی رضا صاحب گجراتی کی خدمت مین پہنچے۔ اور شاہ صاحب آپکے ماموں تھے آپکے حال پر فرزند ونسے زیادہ عنایت رکھتے تھے۔ سید انوار اللہ بن عبدالفتاح اپنے تالیف مین لکھتا ہے کہ جب ہندوستان مین فرخ سیر بادشاہ ہوا اور سلطان معزالدین کو قتل کیا سلطان مقتول گجراتی بزرگ کا معتقد تھا۔ ناظم گجراتکو حکم ہوا کہ سلطان مقتول کے پیر کو میرے پاس بھیجو۔ ناظم آپکا مرید تھا۔ آپکو پوشیدہ مطلع فرمایا اور کہا حضرت سورت چلے جائے۔ آپ فی الفور سورت آئے اوسوقت شاہ عبدالفتاح بھی آپکے ہمراہ تھے آپنے حارج کئے۔ پھر شاہ علی رضا سے رخصت لیکر اورنگ آباد مین آئے۔ اور وہان فضلی بن شاہ کریم اللہ قادری سے جو مشایخ کرام سے تھے۔ اور شاہ علی رضا کے دوستونمین سے تھے ملے اونکے مکانپر فروکش ہوئے۔ شاہ فضلی نے

بڑی خاطر و مدارات کی۔ اور مہمان کو نہایت عزت و اکرام سے رکھا۔ چند
روز کے بعد مبارز خان بہادر مبارز جنگ صوبہ حیدرآباد بطریق سیر اورنگ آباد مین
آیا۔ شاہ فضلی کے لوگون نے آپکا تذکرہ کیا۔ نواب ملاقات کا مشتاق ہوا۔
دوسرے دن ملاقات ہوئی۔ اوسوقت نواب صاحب نے آپسے ہمراہی کی
درخواست کی۔ آپ نواب کے ہمراہ حیدرآباد مین آئے شہر مین سے تمام مشایخ
آپکی ملاقات کو آتے تھے اور آپسے مستفید ہوتے تھے۔ اور امرا بھی ملازمت سے
سعادت پاتے تھے۔ آپ آصفجاہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ علم دعوت و
علم طریقت مین کامل استاد تھے۔ اسمار الہی کی اجازت شاہ فضلی سے
پائی تھی۔ طریقہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کی اجازت بھی شاہ موصوف سے
حاصل کی تھی۔ اور طریقہ قادریہ مین شاہ علی رضا سے فیض پایا تھا۔ مدت العمر
تارک الحیوانات رہے یعنے حیوانات کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے
ہمت بلند رکھتے تھے۔ جب آپ قریب الرحلت ہوئے مریدین گریہ و
زاری کرنے لگے فرمایا ہم مرتبہ تنزیہ سے مرتبہ تشبیہہ مین آئے تھے
پھر تشبیہہ سے مرتبہ تنزیہہ مین جاتے ہین اسقدر رونا مناسب نہین۔
تم ہکو مرتبہ تنزیہہ سے قریب سمجھو۔ آپ صائم الدہر و قائم اللیل تھے
بارہ برس تک زمین پر پیٹھ نہین رکھی اور نہ قبلہ کے طرف پیٹھ کی
صاحب ہمت و خوش خلق تھے۔ لباس زرد و سفید و سیاہ مرغوب طبع تہا

شرع کے پابند تھے۔ علم حقایق مین کامل استعداد رکھتے تھے۔ آپ کو نصوص الحکم وغیرہ کتب مستحضر تہین۔ آپکی عمر چھیاسی کو پہنچی تھی آخر آپکی وفات ۲۸ ربیع جمادی الثانی ۱۱۶۵ گیارہ سو پینسٹھ ہجری مین واقع ہوئی۔ اندرون شہر حیدرآباد محلۂ چوڑی بازار مین مدفون ہوے۔ آپکے دو صاحب زادے تھے ایک میر محمد فضل اللہ عرف محمد صاحب۔ دوسرے میر محمد انوار اللہ عرف میران صاحب۔ مولف الاخبار انوار

شاہ عبد القادر مجذوب

آپ مجذوب تھے۔ خاندان قادریہ سے تھے۔ موضع دیورکنڈہ مین سرراہ قلعہ کے طرف مسجد کے سایہ مین سکونت پذیر تھے۔ ہمیشہ خاک دگرد مین لوٹتے رہتے تھے۔ بستر و چادر سے کچھہ کام نہین تہا۔ زمین کا فرش بستر تہا اور آسمانی چادر سر پر تھی مقام مذکور مین ایسے جمے تھے کہ وہان سے مرکر اٹھے تا بہ زندگی پہاڑ کیطرح ذرہ بھی جنبش نہ کی ۔ قطب از جا نمی جنبد۔ کے مصداق تھے۔ قلعہ دار اور زمین دار آپکے معتقد تھے۔ سب نے چاہا کہ آپ پر سایہ کرین آپنے اجازت نہین دی ایک جگہ مدتون بیٹھے رہنے سے پانو پیوستہ ہوگئے تھے۔ جدا کرنے سے جدا نہین ہوتے تھے۔ خون کی میلان بند ہوگئی تھی۔ ایک پتھر آپکے سامنے رکہا ہوا تہا تکیہ خواب مین اوسپر سر رکہدیتے تھے موسم گرما۔ و موسم سرما و موسم باران مین یکسان برہنہ رہتے تھے۔ ایکوقت قلعہ دار نے عرض کیا کہ آپ یہ گنبد جو ہے اسمین آجائے۔ آپنے فرمایا مجکو

اجازت نہین ہے۔ کیا آپ مجکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ مشہور ہے کہ گنبد مذکور اوسی رات کو گر گیا۔ لوگ آپکی کرامت کے معترف ہوئے۔ بزار و تبرک ہے۔

شاہ عبدالرزاق بن شاہ سید علی کلان قادری

آپکے بزرگ ابتدا ؤ ورنگل دکن مین آئے اور وہان رہنے لگے۔ انوار الاخیار کے مولف نے لکہا ہے کہ حضرت سید کلان موصوف کی دو بیویان تھین۔ زوجۂ اول سے دو لڑکے۔ عبد القادر عرف قادر شاہصاحب۔ سید حسین عرف حسینی شاہصاحب زوجۂ دوم سے بھی دو فرزند تھے ایک محی الدین عرف پیر پادشاہصاحب دوم آپ یعنے عبدالرزاق صاحب۔ اور سوائے انکے اور بھی اولاد تھے چارون فرزند صاحب کمال دہر تھے۔ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے علی الخصوص عبدالرزاق اکمل و افضل تھے۔ اور بہادری دلیری مین بیمثل تھے ایک روز شیر پر حملہ کیا شیر بہاگ گیا۔ آپکی وفات ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ھ گیارہ سو اٹھیاسی ہجری مین واقع ہوئی قبر بزرگونکے روضہ مین جو قریب قلعہ گولکنڈہ ہے۔ بزار و تبرک۔

السید شاہ عبد اللطیف الحموی الملقب بلاابالی کرنولی

آپ شہر حما سے عالم جوانی مین دکن مین آئے۔ بلدہ کرنول مین فروکش ہوئے آپکے ہمراہ پچاس مرید تھے۔ درویشونکی کثرت کی وجہ سے موضع آلپور مین ٹھہرے وہان ایک مسجد آپکے نام پر مشہور ہے اوسوقت وہانکا حاکم راجہ گوپال۔ اسلام سے نہایت نفرت رکہتا تہا۔ اتفاقاً اوسوقت راجہ کی لڑکی

سانپ کے کاٹنے سے فوت ہوگئی۔ آپکے سامنے سے جلانیکے لئے لیگئے
آپنے مریدین سے پوچھا کیا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ راجہ کی لڑکی کو
سانپ کاٹا ہے اور وہ فوت ہوگئی ہے۔ یہ کلمہ سنتے ہی آپکے دل میں رقت
ہوئی اور رحمت نے جوش کیا۔ آپنے فرمایا اگر راجہ مسلمان ہوجائے تو اوسکی
لڑکی ابھی زندہ ہوگی مریدون نے یہ کیفیت راجہ کے پاس پہنچائی راجہ نے
سنتے ہی اسلام قبول کیا۔ حضرت کی خدمت مین آیا۔ حضرت نے لڑکی کی
نعش منگوائی اور ایسی توجہ کی کہ لڑکی زندہ ہوگئی۔ آپکی اس کرامت سے
اکثر کفار مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت کو کرنول مین رہنے کی اجازت
ملی آزادی سے رہنے لگے۔ ہدایت وارشاد سے مستفید کرنے لگے۔
اکثر آپکی ہدایت سے کامل ہوئے۔ بعض کہتے ہین کہ حضرت نے ایک
تعویز لکھکے ایک پرندہ کے تفویض کیا۔ پرندہ لیکر اوڑا۔ ایک ساعت کے
بعد ہزارہا سانپ انواع اقسام کے آئے مسجد کے اطراف وجوانب مین
جمع ہوئے۔ بعد مین ایک سفید سانپ چمکتا ہوا کالے سانپ پر سوار آیا
آپکے سامنے ادب سے کھڑا رہا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا۔
سانپ نے حکم کیا کہ کاٹنے والا سانپ روبرو آئے۔ وہ آیا اوس نے
جس مقام پر کاٹا تھا وہان چوسنا شروع کیا۔ تمام زہر چوس لیا راجہ کی
لڑکی اوسی وقت زندہ ہوگئی۔ کہتے ہین آپنے سفید سانپ سے جو بادشاہ تھا

اقرار لیا کہ میری اولاد میں کسی کو سانپ اذیت نہ پہنچائے اب تک آپکے
خاندانین سانپ نے کسیکو نہیں کاٹا۔ یقین کامل ہے کہ قیامت تک
کوئی نہین کاٹے گا۔ پھر آپنے چالیس برس کی عمر مین دو شادیان
کین دونو بیبویونین اتفاق کامل تہا ایک بیوی کے دو فرزند اور دوسری بیبی سے
تین فرزند آپکے پانچ صاحبزادے تھے۔ شاہ عبد اللہ شاہ محی الدین ثانی
سید موسیٰ شاہ قادری۔ سید شاہ طاہر۔ سید شاہ عیسیٰ۔ حضرت کی وفات
سنہ ۱۰۴۱ھ اکہتر چالیس ہجری۔ ۷ ذیحجہ اور بعض کا قول ہے کہ سنہ ۱۰۵۹ھ
ایکہزار اونسا ٹھہ ہجریمین اور ثانی روایت صحیح ہے ؎
خرد گفت۔ تاریخ آن دستگیر ؎ ربیع آہ ہو اللطیف الخبیر
مزار مقدس قمر نگر عرف کرنول مین ہے آبادی کے اندر۔ بزار و تبرک

شاہ عبد اللطیف ثالث

آپ شاہ درویش محی الدین قادری کے تیسرے صاحبزادے ہین
جامع کمالات صوری و معنوی تھے حسن و جمال و حلم و اخلاق مین بے نظیر
لطائف قادری کے مولف نے لکھا کہ آپکو سعد پورہ والے کہتے تھے
کہ آپ یوسف کاروان ہین۔ آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے
شاہ شہاب الدین بن شاہ عارف حق نما آپکے خلیفہ و مرید تھے۔ اکثر
اورنگ آبادی بزرگون نے آپسے فیض پایا ہے سید محمد مدنی

آپکے صاحبزادہ تھے۔ آپکی وفات ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۰ھ ہجری مین
ہوئی۔ والد ماجد کے حجرہ مین مدفون ہوئے۔ واقعہ حیدرآباد دکن

شاہ عبدالقادر عرف پیر بادشاہ

مشکوٰۃ النبوۃ مین آپکے نسب کا سلسلہ اسطرح مرقوم ہے۔ عبداللہ بن
شاہ عبدالرزاق ثانی بن شاہ ولی عباس۔ بن شاہ ولی۔ بن شاہ
اسمٰعیل قطب الجلیل بن حضرت شاہ شمس الدین محمد ملتانی رحمہم اللہ
آپکے جد امجد شاہ ولی عباس بیدر سے میدک مین آئے شاہ صاحب
والد مجذوب تھے ہمیشہ برہنہ تن رہتے تھے۔ اور ایک تلوار برہنہ
ہاتھہ مین رکھتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ مشایخ میدک
آپکی بزرگی کے معترف ہوئے۔ جو کچھہ حالت جذب مین زبان سے
نکلتا تھا وہی ظاہر ہوتا تھا۔ الغرض پیر بادشاہ سالک و صاحب دل تھے
شرع کی پابندی مین کامل حقایق و معارف مین عارف بے مثل تھے
بزرگی کے آثار پیشانی سے نمایان تھے۔ علماء و فضلاء کے مطبع تھے
سوانح۔ جام جہان نما کے مضامین عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے

نقل ہے

نواب نظام الدولہ شہر بیدر مین رونق افروز ہوئے۔ اور آپ حضرت
بزرگوار کے مہمان تھے تمشیر الملک ابو رئیس نے چاہا کہ حضرت کا مکان

اترنیکے لئے۔ خالی کرایا جائے۔ آپکو حکم ہوا کہ مکان خالی کرو۔ آپنے جواب بھیجا کہ مکان خالی کردن یا شہر دونون مین سے جو منظور ہو کیا جائے آخر حاکم نے آپکا کچھہ لحاظ نہین کیا مکان خالی کرایا۔ ایکہفتہ نہین گذرا کہ شمشیر جنگ کی حویلی جو حیدرآباد مین تھی ضبط ہوگئی۔ اور اوسکے بال بچے مکان سے نکالے گئے۔ اوس روز سے شمشیر جنگ آپکا معتقد ہوا۔ آپکی وفات ۲۵ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۲ہ بارہ سو بارہ ہجری مین واقع ہوئی۔ والدہ کے روضہ کے قریب میدک مین مدفون ہوئے

سید عبدالقادر لنگ بند

صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ آپ ابتدا مین سپاہ پیشہ تھے ایکروز امین الدین علی کی مجلس مین آئے حضرت کی نظر پڑتے ہی آپکا دل دنیا و ما فیہا سے علیحدہ ہوا۔ اور حضرت کی محبت دلمین متمکن ہوئی دوسرے دن گھر پر آکر مال و اسباب راہ خدا مین فقرا پر تقسیم کر دیا اور حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ تھوڑے ہی زمانہ مین درجہ کمال کو پہنچے خلافت کا خرقہ اور اجازت مطلق حاصل کی۔ امین الدین علی کی وفات کے بعد خلائق کو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے آپ لنگ کو بازو مین باندہتے تھے۔ لنگ قوم کنڑ بت کی شکل نقری یا ستی بنا کر گلوبند کی طرح گلے مین باندہتے ہین ہر روز اوسکی پرستش کرتے ہین بغیر پرستش لنگ کہانا پینا حرام جانتے ہین ایکروز عام ہنود کنڑا نے آپ پر حملہ کیا۔ اور چاہا کہ لنگ

حضرت کے پانوسے علیحدہ کرین آپنے کہا کہ ہم سب لنگوٹکو گوتری کے کوئین مین ڈالین اور ہر ایک اپنے اپنے لنگ کو بلائے جسکا لنگ آئے اوسکو مبارک ہو۔ قوم گنڈہ ستے اکثر جادوگر تھے اس بات کو قبول کیا تخمینًا پانچہزار لنگ جمع ہوئے۔ اور شاہ صاحبنے بھی اپنا لنگ پانون سے کہولا کل سب کوئین مین ڈالدئے۔ پہر ایک گہنٹہ کے بعد شاہ مذکورنے تمام سے کہا ہر ایک اپنے لنگ کو بلائے جادو گرون نے بہت زور لگائے مگر کچہہ موثر نہین ہوا۔ تمام قوم لنگایت جمع تھے۔ بہوکے اور پیاسے تھے۔ بیچین ہو رہے تھے۔ تین روز تک یہ کیفیت رہی۔ مگر ایک لنگ اندر سے نہین نکلا۔ آخر سب عاجز ہوئے اور آپسے التجا کئے لنگوٹکو منگوا دیجئے حضرت کنوئے کنارہ پر آئے اور آواز دی اے لنگ تمام لنگوٹکو باہر لا آپ کے لنگ نے تمام لنگوٹکو باہر نکالا۔ سب ہنود آپکے قدمونپر گر پڑے اور کہا آپکو لنگ پانونپر باندہنا جائز و درست ہے۔ اکثر ہنود آپکے معتقد تھے ابتک اونکی اولاد مین دہنے پانونپر لنگ باندہتے ہین۔ آپ صاحب کمال جلال تھے۔ آپکی وفات بتاریخ سنہ ہجری ین واقع ہوئی بیجاپور مین مدفون ہین۔ مزار و متبرک ہے۔ آپکی وفاتکی تاریخ و سنہ صحیح طورسے معلوم نہین ہوا۔ بامر مجبوری نہین لکہاگیا

شاہ عبداللہ قادری فرزند بزرگ لاابالی۔

آپ نے خلافت کا خرقہ شیخ علی صاحب کرنول سے پایا۔ آپ جسوقت پیدا ہوئے اوسوقت لاابالی صاحب نے فرمایا کہ میرا فرزند عالم ہوگا مسائل صوفیہ کو شریعت کے پیرایہ مین بیان کریگا۔ آپ بارہ برس کی عمر مین علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ ایکروز علمائے دکن نے آپسے ایک مسئلہ مین اختلاف کیا۔ آپنے سب کو دلائل عقلی ونقلی سے سمجھا دیا۔ سبنے آپکی لیاقت کی تعریف کی۔ آپنے شاہ ابوالحسن قادری کی لڑکی سے عقد کیا۔ شاہ صاحب صاحب دل وکامل تھے۔ آپسے بھی استفادہ کیا۔ پھر بیجاپور سے کرنول آئے اسوقت شیخ علی صاحب زندہ تھے۔ آپسے ملے اور عرض کیا کہ صاحبزادہ آپ شاہ صاحب کے تازہ خلیفہ ہین۔ مجکو بھی خرقہ دیجئے۔ شاہ عبداللہ صاحب نے اس شرط پر دیا کہ شجرہ مین میرا نام نہ لکھیے۔ آپنے قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ علی میران شاہ ابوالحسن کو بے واسطہ پہنچتے ہین۔ اور آپ چند روز کرنول مین اور چند روز بیجاپور مین رہتے تھے۔ اتفاقاً قصبہ چیتل درگ مین بھی چندمدت تک رہے۔ ایک روز چند مسلمان جمع ہوکر آپکے خدمت مین آئے اور کہا کہ یہاں کا راجہ اذان اور نماز سے منع کرتا ہے آپنے اوسیوقت سب کو لڑائی کا حکم دیا۔ پھر ہندو اور مسلمانون مین خوب لڑائی ہوئی بہت سے ہندو مسلمان قتل ہوئے۔ اور حضرت بھی اوسی معرکہ مین شہید ہوئے

آپکی نعش مبارک کو کرنول میں لاکر حضرت لاابالی کے روضے کے قریب دفن کئے۔ یہ واقعہ ۱۰۸۱ھ ہجری میں واقع ہوا

شاہ عبدالنبی میدکی بن محمد اکبر شاہ برہان بن شاہ محمد حسینی

صاحب خزان الاعراس نے لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ شیخ ابوالقاسم جنیدی بغدادی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکا اصلی وطن بیجاپور ہے۔ شاہ خداوند ہادی کی صحبت میں مستفید ہو کر قصبۂ میدک میں آئے۔ اور وہاں سکونت پذیر ہوئے صاحب تقوی و پرہیزگار تھے۔ مزاج میں عجز و انکساری بہت تھی۔ اور آپ اپنے والد ماجد کے مرید خلیفہ تھے۔ آپکی ارادت کا شجرہ بندہ نواز گیسودراز تک پہنچتا ہے۔ آخر ۱۰ محرم ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری میں فوت ہوئے قصبۂ میدک میں دفن کئے گئے۔ آپکی قبر پر بزرگ گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ شاہ عالم کا بھی گنبد آپکے قریب ہے

سید عبداللہ مدنی بن سید احمد بن سید محمد رضوی

صاحب انوار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ آپ اتفاق سے حیدرآباد دکن میں رونق افزا ہوئے۔ حضرت سید عبدالوہاب گجراتی نے آپسے ملاقات کی دیکھا آپ نجیب و شریف ہیں۔ اپنی لڑکی سے شادی کردی اور اپنے مکان پر رہنے کو جگہ بھی دی۔ آپ خلق محمدی سے موصوف تھے۔ تھوڑے زمانہ میں خلائق عزیز دل ہوئے۔ مدت کے بعد صاحب اولاد ہوئے۔ کثرت اولاد کی وجہ خرچ مایحتاج میں تنگی ہونے لگی۔ فتوح غیبی کے لئے اسمائے الٰہی کا وظیفہ شروع کیا۔ پڑھنے سے آپکی مزاج میں اسقدر حرارت و حدت پیدا ہوئی کہ

مدت تک حالت جذب میں رہے۔ مدت کے بعد افاقہ ہوا۔ آپسے واقعہ کا
حال استفسار فرمایا۔ آپنے فرمایا میں ایک اسم کے پڑھنے میں مشغول تھا۔ ابھی چلہ
تمام نہیں ہوا تھا مجھکو اشکال مختلف خوفناک نظر آتی تھیں۔ ایکروز میں وظیفہ میں ایک
عورت شکیلہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے اور زر و جواہرات میں سجی ہوئی سراپا
ناز و انداز شوخ و طناز نمود ہوئی۔ یکایک میں نے اوسکے طرف دیکھا دل بے اختیار
ہو گیا مجبور ہو کر بمقتضائے بشری وظیفہ موقوف کر کے اوسکے طرف متوجہ ہوا۔
جب میں اوسکے قریب پہنچا نظر سے غائب ہو گئی۔ پس میں اوسوقت سے
دیوانہ باؤلا ہو گیا۔ خودی سے بیخبر۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ نماز
باجماعت ادا کرتے تھے جمعہ کے روز کر مسجد میں سیپارہ پا جاتے تھے۔ اور ہمیشہ
تراویح کو ہر سال کر مسجد میں ہی گذارتے تھے۔ آپکے مزاج میں استقلال و
وضع داری کا بڑا خیال تھا۔ حضرت عبد الوہاب کے مرید و خلیفہ تھے۔ قادریہ طریقہ کے
پیرو تھے۔ آپکی وفات ۷ تاریخ ماہ صفر ۱۱۷۷ھ گیارہ سو ستہتر ہجری میں واقع
ہوئی۔ بیرون شہر حیدر آباد باغ گوردہن کے متصل روبروئے مسجد مدفون ہوئے

عبد الرحمن متقی

آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ میں گجرات سے
بیجاپور دکن میں آئے۔ اہل شہر آپکے فیض صحبت سے مستفید ہوئے آپ
جامع فضائل و کمالات تھے۔ زہد و تقوی کو آپکی ذات سے فخر۔ ریاضت و

پارسائی کو نماز کسب اکل حلال مین عدیم النظیر تھے ۔ زراعت کرتے تھے
زمین مین ذات سے قلبہ رانی و تخم ریزی فرماتے تھے جو کچھہ غلہ برآمد ہوتا تھا ۔
اوسمین سے بقدر ضرورت سالانہ خرچ کے لئے رکھہ لیتے تھے باقی فقرا پر
تقسیم کردیتے تھے ۔ منقول ہے کہ فخر الیقین شیخ شتقی المکی الگجراتی نے آپسے
ایک مشت غلہ منگوایا تھا ۔ آپ نے ایک مشت باجرا روانہ کیا تھا دہلی سے
ایک بزرگ آپکی شہرت سنکے بیجاپور آئے ۔ اور آپکی خدمت مین مدت تک رہے
اور فیض صحبت سے حصہ کافی پاکے روانہ ہوئے ۔ آپ عالم فاضل و عارف
کامل تھے ۔ طالبین و مریدین کو ہدایت و تلقین فرماتے تھے ۔ آخر آپنے
غرہ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۷۱ھ اکہتر اکہتر ہجری مین رحلت کی ۔ بیرون شہر بیجاپور
فتح دروازہ مین مدفون ہوئے ۔ آپکی عمر ایک سو نو برس کی تھی ۔ یزار و تبرک

قاضی عبد اللہ

آپکا وطن و مولد گجرات ہے ۔ آپ مشایخ کرام کے خاندان سے تھے
شاہ وجیہ الدین الحسینی العلوی الگجراتی کے شاگرد و مرید و خلیفہ تھے ۔ علم
حدیث و فقہ مین ہمثیل تصوف و عرفان مین بے بدل تھے ۔ وطن مالوفہ سے
ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین شہر بیجاپور مین رونق افزا ہوئے مدت تک
خلایق کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے ۔ مولانا شاہ صبغۃ اللہ حسینی و مولانا
حبیب اللہ سے مستفید ہوئے ہین ۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۳۵ھ اکہتر ایتیس ہجری مین رحلت کی

بیرون فتح دروازہ مدفون ہوئے۔ مزار دیبترک ہے۔

شاہ عتیق اللہ قادری

آپ مشاہیر و مشائخ سے ہیں۔ ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ میں تھے دنیا و مافیہا سے آزاد۔ طلب مولیٰ میں شاد تھے۔ توکل و درویشی کے میدان میں ثابت قدم فقر و کسر نفسی کے طریقہ میں راسخ دم تھے ارباب حقیقت کے پیشوا۔ اصحاب طریقت کے مقتدا تھے۔ رات دن خالق حقیقی کے مشاہدہ میں مستغرق اور پاس انفاس میں مشغول رہتے تھے۔ طالبین و مریدین کو منازل سلوک کی ہدایت فرماتے تھے۔ صاحب تصرف و کرامت تھے پسندیدہ خصائل و حمیدہ شمائل تھے آخر سنہ ۱۰۳۰ ایک ہزار تیس ہجری میں رحلت کی کسی شاعر نے آپکی قبر کی تاریخ بیت انتیق کہی۔ بیرون شہر پناہ زہرہ پورہ میں مولانا حبیب اللہ صبغۃ الٰہی کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ مزار دیبترک ہے۔

سید علی بابا میر حسینی

سید علی نام۔ بابا میر عرف تھے۔ آپ سید السادات صحیح النسب بسید جلال المعروف شاہ خندہ حسینی کے نبائر سے ہیں۔ اور مولانا وجیہ الدین العلوی گجراتی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شریعت محمدی و سنت نبوی کے پیرو تھے۔ ہمیشہ اتباع سنت نبوی کو مد نظر رکھتے تھے۔ آپنے ایک مجموعہ درود و صلواۃ میں تالیف کیا اور اسمیں قریب سات سو درود شریف جمع کرکے

متقی و پرہیزگار تھے۔ آپکی دختر نیک اختر سید مصطفےٰ جنیدی سے منسوب تھی
آپنے سنہ ۱۰۳۰ ایکہزار تیس ہجری مین رحلت کی زہرہ پور مین مدفون ہوے۔ زیارہ متبرک ہے

شاہ علی عباس قدس سرہٗ

شاہ علی عباس۔ خلف شاہ ابوالحسن ثانی بدری ہین نسب کا سلسلہ ساتوین
پشت مین سید محمد حسینی گیسودراز سے ملتا ہے۔ آپکے بیعت و خلافت والد
ماجد سے حاصل ہوئی۔ انوالاخیار مین لکھا ہے کہ آپ ولی مادرزاد تھے بیعت
وخلافت کے بعد جذب کی حالت لاحق ہوئی۔ مجذوب کامل صاحب خارق
عادات تھے۔ سر راہ حسینی علم کے قریب نشست رکھتے تھے۔ کبھی گھوڑے پر
سوار ہوتے تھے۔ اور اوسکو دوڑاتے تھے۔ دوڑاتے وقت گھوڑے کی
پیٹھ پر کھڑے ہوجاتے تھے۔ اور کبھی مست ہاتھی سے بازی کرتے تھے۔ اکثر
آپکے عادتین مذہب ملامتیہ کے موافق تھین۔ برہنہ رہتے تھے۔ اور کبھی
کپڑا بمقدار ستر عورت پہنتے تھے۔ مشکوۃ النبوۃ مین لکھا ہے کہ شاہ علی عباس
قدس سرہٗ جب حضرت محی الدین ثانی سے ملاقات کرتے تھے تب لنگی باندھکر
ملتے تھے۔ آپکے خرق عادات مین سے یہ مشہور ہے کہ ایکروز آپکے والد
ماجد نے طعام لذیز گرم گرم ایک ظرف چینی مین خادم کے ہاتھ سے آپکے
پاس بھیجا۔ اوسوقت آپ بادشاہی چہار محل کے حوض پر بیٹھے ہوے تھے
خادم نے طعام کی رکابی آپکے سامنے رکھی اور عرض کیا کہ آپکے والد ماجد نے

بھیجی ہے۔ آپنے رکابی کو مع طعام حوض مین ڈال دیا۔ خادم آپ کے
والد ماجد کے پاس آیا صورت واقعہ بیان کیا۔ والد ماجد نے سنتے ہی خادم کو
برجعت قہقہری واپس کیا۔ اور فرمایا کہ علی عباس سے کہو کہ ہمارا کہانا واپس
کردو پھر خادم آپکے پاس آیا اور کہانے کی رکابی مانگی آپنے اوسیوقت
حوض مین سے رکابی نکال کر خادم کے حوالہ کر دی خادم شاہ ابوالحسن
قدس سرہٗ کی خدمت مین لے آیا۔ اور رکابی مع طعام گرم گرم پیش کی
تمام حاضرین جلسہ حیران ہوگئے۔ آخر آپکی وفات ساتوین تاریخ محرم ۱۲۲۱ھ
ہجری مین واقع ہوئی۔ شہر حیدر آباد متصل حسینی علم سکونت گاہ مین مدفون ہیں
مشکوۃ النبوۃ مین اور درات الاولیا مین لکہا ہے کہ یہ واقعہ ۱۲۳۰ھ ہجری مین واقع ہوا ہے

نسب کا شجرہ

شاہ علی عباس ابن شاہ ابوالحسن ثانی بن شاہ عبد مبین اللہ بن شاہ
ابوالحسن اول بن شیخ کلیم اللہ بن شاہ مبین اللہ بن محمد اصغر بن سید محمد حسینی گیسودراز قدس اسرارہم

سید شاہ عیسیٰ بن لاابالی صاحب کرنولی

فرزند نجم

آپ جب پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ اٹھارہ برس کی عمر مین
شہید ہوگا۔ آپ صاحب علم و فضل تھے۔ نیک سیرت حمیدہ خصلت تھے
متقی و پرہیزگار مقبول بارگاہ پروردگار حلیم الطبع و خوش خلق تھے

ہمیشہ خانقاہ مین رہتے تھے۔ جب آپکی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی ایکروز
سدی ریحان کا جمعدار۔ شاہ عیسیٰ صاحب آپکے خدمت مین آیا۔ اور عرض
کیا کہ حضرت فلان شخص مجھسے عداوت رکھتا ہے مین آج اوس سے مقابلہ کے
لئے جاتا ہون آپسے رخصت ہونیکے لئے آیا ہون آپ اوسیوقت
جمعدار کے ساتھ ہوئے۔ اور فرمایا ہم تمہارے شریک ہین طرف ثانی
جو کفار سے تہا خوب مقابلہ ہوا۔ خان مذکور کو شکست ہوئی صرف خان مذکور
اور آپ باقی رہے۔ خان مذکور نے عرض کیا حضرت اس مقام سے
واپس جانا مناسب نہین۔ آپنے فرمایا حاضر ہون خوب لڑے۔ آخر شہید
یہ واقعہ ۱۷ رمضان ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین واقع ہوا آپ
والد ماجد کے روضہ مین دفن ہوئے۔ مدفن شہر کرنول ہے۔ یزار و یتبرک

شاہ علی صاحب ہمشیرزادہ شاہ فرید صاحب

آپ شیخ فرید صاحب کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ مرشد کے حکم سے ارکاٹ کو
گئے وہان خلائق کی ہدایت و تعلیم مین مشغول ہوئے۔ چند مدت کے بعد
آپ ایک لاغر ٹٹو پر سوار ہو کر کرنول روانہ ہوئے۔ یابو سست قدم تہا
آہستہ آہستہ چلتا تہا۔ آپکا ملازم یابو کو مارتا تہا۔ آپ بیتاب ہو کر نیچے اتر پڑے
جب ملازم نے دیکہا تو حضرت کی پیٹھ پر مار کے نشان عیان تھے پھر
آپنے ملازم سے کہا یابو کو مت مارو جسطرح چلے چلنے دو۔ آپ دوسرے دن

کرنول پہنچے۔ تمام مرید جمع ہوئے۔ ملازم سے دریافت کیا کہ حضرت کب چلے تھے۔ اوسنے کہا آج نہین معلوم آپ کسطرح پہنچے۔ مرید اس بات سے واقف ہوئے۔ عرض کیا کہ آپ کسطرح آئے۔ آپنے فرمایا خدا قادر و توانا ہے اگر سواری کو طیّ الارض سے منزل مقصود کو پہنچائے تو اوسکی قدرت سے بعید نہین۔ آپ صاحب دل کامل و عارف و محقق تھے۔ آپکی وفات ۱۴ ماہ ذیحجہ ۱۱۲۰ھ مین واقع ہوئی

شاہ عبدالرحمن بن شاہ محمد مدرس

آپکا اصلی نام عبدالرحمن تہا۔ مگر عرف میان صاحب تہا۔ آپ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپکا علم و فضل کسبی نہین تہا بلکہ وہبی تہا۔ والد ماجد کی توجہ سے بدولت صاحب کشف و صاحبدل ہوگئے تھے۔ صاحب تمازن نے لکہا جب حضرت مدرس صاحب تیسرے دفعہ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے اوسوقت سید شاہ عبدالرحمن کو اپنا جانشین فرمایا۔ اور سید محمد خطاب سے مخاطب کیا۔ اور خلفا اور مریدین کو تاکید کی کہ صاحبزادہ کو میرا عین سمجہو۔ اسی وجہ سے آپکے مریدین و خلفاء مدرس صاحب کے عرس کے روز عبدالرحمن صاحب کے پا مبارک پر صندل مالش کرتے تھے۔ اور تبرکاً تازہ خرقہ لیتے تھے۔ شاہ صبغۃ اللہ ثانی کو بارہ خرقہ عنایت ہوئے تھے۔ آپ شرع شریف کے پابند اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر کاربند تھے ہمیشہ متوکل و قانع رہتے تھے۔ مدۃ العمر صاحب زکواۃ و فطرہ نہین ہوئے

جو کچھ نذر و نیاز آتی تھی فقرا کی نذر ہوتی تھی - آپ ہمیشہ خدا تعالےٰ سے
دعا کرتے تھے خداوندا میرے بعد گھر مین سے کوئی چیز یا نقدی نہ نکلے میری
تجہیز و تکفین قرض سے ہو - بیشک آپکی دعا مقبول تھی - رحلت کے بعد ایسا ہی ہوا

نقل ہے

کہ ایکروز کسی مرید نے محبوب سبحانی کا عرس کیا - چند خوان آپکی خدمت مین
حاضر کئے اوسوقت چند مرید و خلفار حاضر تھے - آپنے فرمایا جو کوئی پیر
اس عالم سے انتقال کرے اوسکے مرید عرس کرینگے - سب نے عرض کیا
کہ ضرور کرینگے وہ مرید بدبخت ہوگا جو پیر کا عرس نہین کریگا - آپنے دست مبارک
ریش پر رکھکے فرمایا - انشاء اللہ تعالیٰ مین اپنے مریدون کو یہ تکلیف نہین دونگا
خدا ایسا اتفاق کرے کہ یہ فقیر بھی یازدہم ربیع الثانی کو فوت ہوجاے
کہتے ہین بائیس سال کے بعد آپ بیمار ہوئے - مرض الموت مین مبتلا تھے
کہ مریدون سے پوچھا کہ آج کونسی تاریخ ہے - سب نے عرض کیا کہ یازدہم
ربیع الثانی ہے آپنے فرمایا کہ آج میرا انتقال ہوگا - جب آپنے فرمایا ویسا ہی ہوا
آپکی وفات ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۱۵ سنہ گیارہ سو پندرہ ہجری مین ہوئی بیجاپور مین
مدفون ہوئے - صاحب مخازن اعراس لکھتا ہے کہ ارکاٹ مین مدفون
ہوئے - میرے نزدیک دونون قولون کی تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ
آپ ارکاٹ مین فوت ہوئے ہونگے - اور وہان کی زمین مین امانتاً

مدفون ہوئے۔ بعد مین آپکے وارثون نے تابوت مبارک کو ارکاٹ سے
بیجاپور مین نقل کیا ہو۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ عبدالرزاق ثانی بن شاہ رفیع الدین احمد

آپنے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل والد ماجد سے کی۔ صاحب ہدایت و
ارشاد تھے جب بغداد سے آئے۔ اسوقت آپکی عمر بارہ سال کی تھی آپکو
والد ماجد نے ریاضت کیلئے رخصت کیا آپ موضع پیر لکوٹہ کی غار مین
بارہ سال تک گوشہ نشین رہے۔ آپکے والد بھی فرزند کے فراق مین ایک
صندل کے درخت کے نیچے گوشہ نشین ہوئے۔ عبدالرزاق صاحب جب
بارہ برس پورے کرکے آئے۔ آپکے والد بھی اسیدن چلہ سے برآمد ہوئے
مشکواۃ النبوۃ مین لکھتے ہین کہ جس روز عبدالرزاق صاحب چلہ سے برآمد
ہوئے اوسی روز ایک جوگی سنیاسی مرتاض آیا۔ جوگی علم کیمیا جانتا تھا۔ صاحب
استدراج تھا اول آسمان تک کی سیر کرتا تھا۔ مگر اہل کمال و صاحب حال کا
جویا تھا۔ آپکی ملاقات کو آیا۔ جب حضرت کی نظر اوسپر پڑی آپکے جلال و کمال کی
تاب نہ لاکر اسکا بیہوش و بیتاب ہوگیا۔ آپنے اوسکے چہرہ پر پانی دم کرکے افشان
فرمایا۔ ہوش مین آیا۔ اسنے کمالات ظاہر کئے حضرت نے فرمایا۔ اہل اللہ کے
نزدیک تیرے دونو کمال کچھ حقیقت نہین رکھتے۔ صاحب دل اگر توجہ
کرے تو کیمیا حاصل ہو جائے۔ آسمان کی سیر طالب مبتدی کو بھی حاصل

ہوتی ہے۔ جوگی نادم ہوا اور عرض کیا۔ حضرت مین اسلام قبول کرتا ہون
اس شرط پر کہ آپ مجکو بعینہ اپنا مثال بنائین۔ آپنے قبول فرمایا اوسیوقت
اوسکو غسل دیکر کلمہ پڑہایا۔ مرتاض تو پہلے ہی سے تہا اور دنیوی تعلق سے
پاک وصاف تہا۔ صرف اوسکے دلپر کفر کی وجہ سے سیاہ داغ تہا۔ قبول
اسلام واقرار ایمان نے اوس نقطہ کو دل سے محو کیا۔ آناً فاناً مین عارف
باللہ ہوا۔ حضرت عبد الرزاق صاحب اوسکو ہمراہ لیکر والد ماجد کی قدمبوسی کو
آرہے تہے کہ آپکے والد ماجد نے مکان مین آپکی والدہ سے فرمایا۔ لو تمہارا
فرزند ولی کامل ہوکر آتا ہے۔ عمدہ کہانا تیار کرو بیوی صاحبہ نے عرض کیا
حضرت آج فاقہ ہے گہر مین کوئی چیز موجود نہین ہے۔ آپنے فرمایا کہ پہاڑ کے
نیچے نہر جارہی ہے اوسمین دودہ چانول موجود ہین لے آو۔ ملازمین نے
عرض کیا اے غریب نواز بیشک نہر ہے وہان چانول ودودہ کہان ہیں
آپنے فرمایا جاؤ لاؤ خدام نہر سے پانی اور مٹی لے آئے۔ آپنے فرمایا
یہی چانول ہین اور وہ دودہ ہے۔ بیشک پانی دودہ اور ریت چانول
ہوگئے اوسیوقت گہر مین بہت عمدہ شیر برنج تیار ہوئی۔ اور آپ صاحبزادے کے
استقبال کو گئے۔ عبد الرزاق صاحب نے نور باطنی واشراق قلبی سے معلوم
کیا کہ والد ماجد آرہے ہین۔ آپ سبقت کرکے پرندہ کی طرح طرفۃ العین مین
آپسے ملے اور قدمبوس ہوئے۔ آپ صاحبزادے کو اندر لے گئے اور

بیوی صاحبہ سے فرمایا دیکھو تمہارا نور دیدہ سراپا نور ہو کے آیا۔ بیوی صاحبہ نے
کہا کیا دیکھوں روتے روتے آنکھوں سے معذور ہوں۔ دیکھ نہیں سکتی
عبدالرزاق صاحب نے اوسیوقت والدہ ماجدہ کے آنکھو پر ہاتھ پہیرا اوسیوقت
روشن ہو گئیں۔ پہر غریب نواز نے فرزند سے کہا کہ اب تم بغداد کا سفر کرو
وہان تمہارے چچا کی لڑکی ہے اوس سے عقد کرو۔ عبدالرزاق صاحب
والد کے ارشاد کے موافق بغداد روانہ ہوئے۔ وہان پہنچ کے چچا کی لڑکی سے
نکاح کیا۔ چند روز کے بعد دکن مین مراجعت کی۔ بعد ازان غریب نواز نے
بادشاہ قطب شاہ کی لڑکی سے بھی دوسرا عقد کر دیا اور آپ کو اجازت دی کہ
بیر لہ کوڑہ پر جاؤ۔ اور وہین رہو۔ عبدالرزاق مقام مذکور مین آئے اور وہان
سکونت پذیر ہوئے۔ آپکو بادشاہ کی لڑکی سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ مگر
بغدادی بیوی صاحبہ سے ایک فرزند مسمی عبدالقادر ثانی عرف شاہ عبدالحلیم تہا
آپکی وفات ماہ شوال ۱۰۶۱ سنہ الکہزار الکستہ ہجری مین واقع ہوئی۔ بموضع
بیر لہ گوڑہ مین جو حیدر آباد سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے مدفون ہوئے۔ عجب عالم
برستا ہے۔ آپکو وہاں کوئی نہین رہتا ہے مشہور ہے کہ اسطرف ہر وقت شیر کا گذر ہوتا ہے

شاہ عبدالنبی قادری

آپ شاہ معین الدین حسن قادری کے چھوٹے صاحبزادے ہین۔ متقی و
پرہیزگار تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ صوم و صلواۃ کے پابند

صلوٰۃ خمسہ مسجد مین جماعت سے گذارتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی منفرد نہین گذاری۔ آپکی وفات ۷ رمضان المبارک ۱۰۸۵ھ ایکہزار پچاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ اور اولاد کے گنبد کے نیچے مدفون ہوئے۔ مدفن عرس توابع ورنگل حیدرآباد دکن ہے۔ آپکے فرزند معین الدین ثانی تھے وہ بھی والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور معین الدین ثانی کو بھی ایک ہی صاحبزادہ مسمی سید شاہ ید اللہ قادری تہا۔ آپکو بھی ایک فرزند مسمی شاہ عبدالغنی قادری تہا۔ اُنکی وفات بھی موضع عرس مین ہوئی۔ وہین مدفون ہوئے

سید شاہ عبدالرحیم عرف شاہ پیران صاحب

آپ سید انوار اللہ قادری بن سید عبدالوہاب قادری کے صاحبزادے تھے آپ حافظ قرآن و علوم معقول و منقول مین کامل تھے مشکوٰۃ و بخاری کا ہمیشہ درس فرماتے تھے۔ علم فرائض و فقہ مین بھی لائق و فائق تھے آپکو نثر و نظم مین خوب مہارت تھی۔ من اشعارہٖ ؎

بہ بین سرو سہی را ز حقارت ؛ زمین برداشت انگشت شہادت

سید الشہدا امام علیہ السلام کی تاریخ کہی ؎

چو بر حلقوم شبیر خنجر آمد ؛ بہ تعزیت ز اللہ آہ برآمد

کہتے ہین یہ تاریخ مجمع الشعرا مین یعنے میر غلام آزاد۔ و میر عبدالولی عزلت۔ و نقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ پیش کیگئی۔ آزاد نے

سے بے اختیار اوٹھکے آپکے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور کہا اب تاریخ گوئی کی آبرو نہیں
رہی۔ کسی نے کہا ہے نہ آیندہ کہیگا۔ عزلت نے بھی تعریف کی اور کہا یہ مواہب
الٰہی سے ہے تاریخ گوئی مین آپکو کمال تھا۔ آپ مکہ کو تشریف لیگئے حج و زیارت سے
فارغ ہو کر آئے۔ آخر ۵۔ ذیقعدہ ۱۲۰۸ھ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت ہوئے اور شاہ موسیٰ
قادری کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ آپکی اولاد چار دختر تین پسر تھے۔ آپ عیسیٰ شاہ قادری کے بہنوئی تھے

شاہ عالم بخاری

سید محمد نام۔ ابوالبرکات کنیت۔ سید سراج الدین لقب۔ شاہ عالم عرف ہے آپکا
تولد ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین احمد آباد گجرات مین ہوا۔ کلمۂ وارث علی
مادۂ تاریخ ہے۔ آپ قطب عالم کے منجھلے صاحبزادے ہین۔ اسی وجہ سے
منجھلے پیر مشہور ہین۔ آپنے عالم شباب مین والد ماجد و علما سے کتب درسیہ
تمام کین عالم فاضل ہوئے تحصیل کے بعد معرفت الٰہی و درویشی کا شوق
ہوا۔ والد ماجد و شیخ احمد کھٹو سے فیض باطنی پایا۔ والد کے مرید و خلیفہ ہوگئے
متقی و مرتاض تھے۔ صاحب کرامات و خارق عادات تھے۔ والد کی وفات کے
بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ہدایت و تلقین کا بازار گرم کیا اکثر طلبہ حسن ارادت
بیعت کے حلقہ مین شریک ہوتے تھے۔ آپ خوش اخلاق عمیم الاشفاق تھے
مہمان نواز و غربا پرور۔ فقرا دوست و فیض گستر تھے۔ مزاج مین درویشی
و کسر نفسی تھی۔ آزادانہ طبیعت تھے کبھی لباس حریری زیب بدن اور

کبھی گزیکا جامہ پہنتے تھے۔ مزاج مین استغنا کمال تہا۔ کسی مرید امیر و فقیر سے کچھہ تعلق نہین رکہتے تھے۔ اور آپکے نزدیک امیر و فقیر مساوی الدرجہ تہے۔ آخر آپنے روز شنبہ بیسوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ ۸۸۰ آٹھہ سو اسی ہجری مین اس جہان فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک بہ۔ لفظ اخر الاولیا سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ و اخبار الاخیار کے مولف مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے لفظ فخر۔ اور معارج الولایت کے مولف نے لفظ شمع عشق سے تاریخ اخذ کی۔ اور کسی فاضل نے عربی مین آپکی تاریخ لکہی

عَیْنٌ دَیَا دُ عَلیٰ ثَمَانِیمِائَۃ ؛ کَانَ کَانَ مِنْ جمَادِی الاٰخر
عُمرہٗ تَابِعٌ بِعُمرِ نَبِیٍّ ؛ ۱۳ اٰخ فِی لَیلِ سَبۃٍ دَقۃ عجب

حضرت شاہ عنایت قدس سرہٗ

شاہ عنایت نام۔ عرف ٹاٹ شاہ ہندی الاصل۔ اور شاہ کلیم اللہ مدنی کے مرید تھے۔ حضور مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے زمانہ مین وارد دکن ہوئے آپکی وضع درویشون سے نرالی تھی۔ اور آپکا لباس بھی نئی طرز کا تہا۔ ٹاٹ کا لنبا جبہ پہنتے تھے۔ اور کاغذی ٹوپی سر پر رکہتے تھے اور ٹوپی پر باریک رنگین کپڑے بطور پگڑی لپیٹ لیتے تھے۔ شہر کے بازارون و گلیون مین پہرتے تھے اہل دکن آپسے اعتقاد رکہتے تھے۔ اور آپ سے حصول مرادات کیلئے اعانت چاہتے تہے۔ مشہور ہے کہ آپ اسمار الٰہی کے عامل کامل تھے علائق دنیوی سے منزوی

دور تھے آپکو جو کچھ آمدنی ہوتی تھی ساکین اور غربا پر تقسیم کردیتے تھے اور جمع کے
نام سے بہت ہی پرہیز کرتے تھے اور ظرافتہً فرماتے تھے کہ صاحبو منع صرف کے
اسباب مین سے ایک سبب جمع ہے جو صرف کا عادی ہے وہ جمع کے نام سے
گریز کریگا۔ آپکو علم ظاہری مین بڑی لیاقت نہ تھی مگر خوش تقریر تھے سننے سے
سامعین خوش ہوتے تھے لیکن کسیقدر مختصرات سے واقف تھے کہتے ہین
جسوقت آپ اورنگ آباد تشریف لیگئے اسوقت مولانا قمرالدین جو بڑے عالم
متبحر جامع علوم عقلی ونقلی تھے آپکے معتقد ہوئے اور آپکی بزرگی کے قائل
تھے آپکا انتقال قریب ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین ہوا ہے شہر حیدرآباد مین
مدفون ہین۔ آپکا عرس سالانہ ہوتا ہے معتقدین نذر ونیاز لیکر حاضر ہوتے ہین
اور فقرا اور صلحا کا بھی مجمع ہوتا ہے۔ عرس مین بڑی رونق ہوتی ہے معتقدین زیارت سے مشرف
ہوتے ہین۔

شیخ علی حیدرآبادی برادر شاہ علیصاحب

آپ شیخ علیصاحب کرنولی کے نواسے تھے اور اپنے ماموں شیخ فرید کے
خلیفہ و مرید تھے شیخ فرید صاحب نے دونو ہمشیرہ زادون کو بسبب لاولد ہونیکے
فرزندی مین لیا تھا دونو نکو مرید و خلیفہ فرمایا۔ اور خاندانکی نعمت دونو نکو
عطا کی۔ دونو بھائی کامل تھے۔ اور صاحب تصرف و خوارق تھے۔ ایک روز
شیخ علی صاحب کو سترہ مریدون نے دعوت دی اور وقت سب نے ایک ہی
قرار دیا تھا۔ آپ ہر ایک کی دعوت مین حاضر ہوئے۔ اتفاقاً دوسرے دن

اسی مین تذکرہ ہوا کہ آج رات کو حضرت میرے مکان پر مدعو تھے۔ دوسرے نے کہا
میرے مکان پر تھے۔ رفتہ رفتہ یہ تذکرہ حضرت تک پہنچا۔ آپنے فرمایا صاحبو
خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ زمانہ متوالیہ کو ایسا کشادہ کر سکتا ہے کہ قیامت کا
دورہ بھی اسی مین قائم ہو سکے۔ و عالم مثال کا دور کثیر الامثال ہے جو غیر
محصورہ ظاہر کرتا ہے۔ تعجب نہین کرنا چاہیے۔ غرض حضرت کے کمال مشہور ہین
آپکی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ مین واقع ہوئی۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے

شیخ علی متقی خورد

شیخ علی متقی نام۔ آپ شیخ ابو محمد بن شیخ محمد بن شیخ زاجا کے صاحبزادے
ہین نسب کا سلسلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپ کی
ولادت احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپنے گجرات کے علما و فضلا سے
علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ حضرت شیخ محمد چشتی کے مرید و خلیفہ ہوئے
تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تھے۔ کسی کے گھر کا کھانا نہین کھاتے تھے مگر
شیخ کے گھر سے تناول فرماتے تھے۔ آپ کا قوت لا یموت یہ تھا کہ سیاہ متی
دریا کے کنارے جاتے تھے۔ اور سبزی فروش وہان سبزی کو دھوتے تھے
ناقص و خراب کو پھینک دیتے تھے۔ آپ اوسکو چن کے لے آتے تھے اور گھر مین
جوش دیکے تناول فرماتے تھے۔ ہمیشہ ریاضت و عبادت مین مستغرق
اور اوراد و وظائف مین مشتغل رہتے تھے۔ طالبین و مریدین کو درس و تدریس

وتلقین سے ممتاز کرتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ آخر ایام میں ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ آپ نے ۱۱ تاریخ رجب ۱۰۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس ہجری میں رحلت کی اسادل کہنہ میں شاہ بھیکن کے روضہ کے قریب احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک

سید عبدالاول دکھنی

آپ سید علاء الدین حسینی کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ مخدوم بندہ نواز سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد دکن میں رہتے تھے اور آپکی ولادت دکن میں واقع ہوئی۔ اور نشو نما بھی دکن کے زمین میں ہوا۔ سن تمیز میں گجرات میں تحصیل علم کے لئے گئے۔ مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی کے مدرسہ میں طلبا میں شریک ہوئے۔ مولانا و دیگر علما سے کتب تحصیلی سے فارغ ہوئے۔ بعد ازان مولانا کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم باطنی میں بھی کمال حاصل کیا۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ طالبین و مریدین کو درس و تدریس سے و تعلیم تلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ دکن و گجرات و ہندوستان سے گئے وہان کے علماء و فضلاء سے ملے زید پور تعلقہ جونپور میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہان کسی بزرگ کی لڑکی سے شادی کرلی۔ مدت تک رہے۔ معمر تھے۔ آخر عمر میں دہلی گئے۔ وہان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ

صاحب التصانیف تھے۔ ازانجملہ شرح صحیح بخاری مسمی فیض الباری وغیرہ رسائل ہیں۔ مشکوٰۃ النبوۃ کے مولف نے آپکا نام میر سید الاول لکھا ہے شاید سہواً کاتب نے عبدالاول کو میر سید الاول لکھا ہے۔ واللہ اعلم عنداللہ اخبار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبائے کرام زید پور ضلع جونپور میں تھے۔ مدت کے بعد دکن میں گئے۔ آپکی ولادت دکن میں ہوئی اور وہاں علم تحصیل کر کے گجرات وحرمین شریفین گئے۔ حج وزیارت کے بعد احمد آباد گجرات میں مراجعت کی اور وہاں سکونت کی۔ آخر عمر میں حسب الطلب خانخانان محمد بیرم خان دہلی روانہ ہوئے۔ وہاں دو سال تک رہے آخر ۹۶۸ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ شیخ محبوب تاریخ فوت ہے۔ من تصانیفہ فیض الباری شرح بخاری رسالہ فرائض سراجی منظوم رسالہ تحقیق لفظ معرفت و رسالہ دُر وغیرہ کتب کے انشی کلام لکھی ہے

حضرت سید علی بخاری قدس سرہ

سید علی بخاری نام بزرگ کا اصلی وطن بخارا تھا۔ آپ سید شاہ محمد کلان بن شاہ عبدالحلیم قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ معمر تھے سلطان عبداللہ شاہ قطب الملک کے زمانہ سے محمد معظم شاہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ تک زندہ تھے سو برس سے زیادہ سن ہوا تھا۔ علم حقایق وسلوک وفن رمل ونجوم میں بڑی لیاقت ومہارت رکھتے تھے۔ ہر روز نماز صبح کے بعد قرعہ ڈال کر وزانچہ کھینچکر شرح وار بیان کر دیتے تھے کہ آج یہ واقعات ہونگے۔ اور خادموں نے

یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ آج فلان شخص فلان کام کیلئے آئیگا اور اسطرح سوال
کریگا اوسکو اسطرحسے جواب دینا چاہئے کہ آج بہتر ہوگا یا بدتر فرعہ اندازیکے
بعد حجرہ مین تشریف لیجاتے تھے اور عبادت الٰہی مین مشغول ہوتے تھے کہ
آج بہتر ہوگا یا بدتر۔ بدستور دوسری صبح کو برآمد ہوتے تھے اور قرعہ اندازی کے
بعد عبادت کے حجرہ مین جاتے تھے۔ مریدین اور معتقدونکو حوادث
روزانہ سے آگاہ کرتے تھے۔ تحائف اور نذور لیتے تھے۔ روزانہ بڑی
آمدنی تھی آپ سب فقرا پر تقسیم کردیتے تھے۔ گھر کے لئے ذخیرہ نہین فرماتے
تھے۔ نواب شرزہ خان وزیر سلطان عبداللہ آپکا معتقد تہا۔ اکثر آپ کی
خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ آپکو پیر سے بڑی محبت تھی خدمت گذاری مین
ذرا بھی غفلت نہین فرماتے تھے۔ غلہ و روغن پیر کے لئے خود بازار مین
خریدتے تھے۔ اور بوجہ سر پر اوٹھا کے لاتے تھے۔ اور پیرانی صاحبہ سے
عرض کرتے تھے کہ مین آستانہ مبارک پر امید وار ہون کہ آزلیش میں حیا ملے۔ بزرگ کامل اور صوفی واصل تھے۔ آپکو ایک لڑکا سمی حید صاحب تہا
اوسکی وفات آپکے سامنے واقع ہوئی۔ نواب شرزہ خان نے ایک گنبد
پختہ جو اپنے لئے تیار کرایا تہا صاحبزادے کیلئے نذر کیا۔ حضرت نے
صاحبزادیکو گنبد مین دفن کیا روضہ بیرون شہر عقب کاروان موسی ندی کے کنارے ہے آپکی وفات قریب ۱۱۳۰ ہجری کے ہوئی اوسی روضہ مین آپ بھی مدفون ہوئے ہین۔

عبد اللطیف ثانی بن شاہ محی الدین ثانی

صاحب مکاشفہ نے لکہا کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ حاوی علوم عقلی و نقلی تھے۔ کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی تہین۔ وصاحب خوارق عادات تھے۔ آپ سے بہت سے کرامتین ظاہر ہوئی ہین ؎

نقل ہے

کہ ایک شخص آپ کیخدمت مین آیا۔ اور حبس دم کیا۔ اوسوقت آپنے بھی فرمایا۔ آپ حبس نفس کی حالت مین بقدار ایک نیزہ زمین سے بلند ہوئے۔ پہر زمین پر آئے اور فرمایا اسطرح حبس کرنا چاہیے

نقل ہے

ایک روز کسی مرید نے شاہ محی الدین ثانی کی خدمت مین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصویر ہدیۃً پیش کی آپنے ملاحظہ کرکے صاحبزادے کو عطا فرمایا۔ بابا یہ تصویر رکھو۔ تم کو مراقبہ کے وقت مفید ہوگی۔ آپ والد ماجد سے یہ بات سنکر خوش ہوئے۔ اور خلافت کا خرقہ مرحمت فرمایا۔ آپ والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور مریدون کو بیعت و ہدایت سے سرفراز کرنے لگے۔ مرتبہ توحید مین مستغرق تھے آپ ایکروز وجد و حال مین تھے کہ ایک شخص آیا اور کلمہ لاالہ کہا۔ آپ فوراً بستر سے غائب ہوئے وہ شخص متعجب ہوا (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ) پڑہا۔ آپ بستر پر

موجود ہوئے۔ فرمایا صوفی کے دو حال ہوتے ہیں۔ کبھی ابوالوقت
کبھی ابن الوقت۔ چاہیے کہ فقراء کی مجلس میں بغیر سوچے سمجھے نہیں
کہنا چاہیے۔ آپ شاہ محمد صاحب بن شاہ عبدالقادر صاحب سے مستفید
ہوئے ہیں۔ دقائق تصوف کی سند آپ سے لی ہے۔ سترہ برس تک
والد ماجد کے قائم مقام رہے۔ پھر آپ بیمار ہوئے۔ آخر ۲۹ ماہ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۲۲ھ گیارہ سو بائیس ہجری میں فوت ہوئے۔ والد ماجد کے روضہ کے قریب دفن ہوئے
آپکا گنبد سید شاہ غلام علی الموسوی المتوفی نے بنوایا۔ مرحوم کے صاحبزادے حیدرگوڑہ میں ہیں صاحبزادے

سید عبدالحی الدین ؒ

مشکوٰۃ النبوۃ میں آپکے نسب کا شجرہ اسطرح ہے۔ سید عبدالحی الدین
بن جناب عالی شاہ عبداللطیف لاابالی۔ بن سید شاہ طاہر الحموی۔ بن
سید زاہد۔ بن سید عارف۔ بن سید ہاشم۔ بن سید قطب الدین محمد۔ بن
سید شہاب الدین احمد ثانی۔ بن سید بدرالدین حسن۔ بن سید علاءالدین
بن سید سیف الدین یحییٰ۔ بن میر شمس الدین محمد۔ بن سید ظہیر الدین احمد۔
بن سید عماد الدین ابی صالح نصر۔ بن سیدنا قطب الآفاق تاج الدین
عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ صاحب مکاشفہ نے لکھا کہ آپ شجاعت و
قوت میں بےنظیر تھے۔ اتفاقاً ایک روز عبداللہ قطب شاہ کی سواری کی
توپ موسم بارش میں قلعہ کے پیچھے موسیٰ ندی کے سنگم میں گر گئی اور

کیچ دلدل مین پھنس گئی صدہا آدمی بیلون کی جوڑیان جمع کرکے لیگئے اور سب نے کھینچا مگر توپ نہین نکلی۔ اور نہ جاسکے سے ہلی آپ اوس مقام مین موجود تھے۔ قوت حیدری سے توپ کو کھینچا۔ چودہ قدم تک باہر نکالکے رکھا۔ حاضرین حیران ہوگئے۔ اور کہنے لگے یہ کرامت کا زور ہے

نقل ۵

آپ صاحب کرامت وخوارق عادت تھے دنیا ومافیہا سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے۔ متوکل وقانع تھے۔ صوم وصلواۃ کے پابند اور جد امجد کے مرید تھے۔ آپکا انتقال ۱۲۔ جمادی الاول ۱۱۸۵ ہجری مین ہوا۔ تجہیز وتکفین کے بعد آپکے والد ماجد شاہ محی الدین ثانی جنگل سے آے جنازہ کی نمازگذاری اور سید محمد عرف راجی صاحب کے مزار کے پہلو مین دفن کئے گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شاہ درویش محی الدین دوسرا سید محمد مدنی۔ آپکی بیوی صاحبہ حمیدہ سلطان بنت سید حسین شاہ حسینی کی تھی

شیخ علی صاحب کرنولی قدس سرہٗ

آپ سید الابدال شاہ عبد اللطیف لاابالی صاحب کے خلیفہ تھے اکثر اہل اللہ کی خدمت مین مستفید ہوئے ہین۔ کہین آپکو دلجمعی نہین حاصل ہوئی تھی آخر حضرت لاابالی سے منزل مقصود کو پہنچے اور حضرت نے آپکی تعلیم وتلقین عمدہ طرح سے کی تھوڑے ہی زمانہ مین اقران وامثال سے

فائق ہوگئے۔ لطائف قادری مین لکہا ہے کہ شیخ علیصاحب ترجمہ حضرت لاابالی کے بعد کرنول مین ہدایت وارشاد کرنے لگے۔ اکثر مشایخ آپکی ہدایت سے کامل ہوئے۔ اب تک آپکا فیض جاری ہے۔ آپ ستر برس تک حضرت لاابالی صاحب کی خدمت مین رہے۔ آپ باوجود درویشی وضع کے پابند تھے۔ شیخ صاحب ترجمہ اکثر اوقات فرماتے تھے۔ جو کچہہ مجھکو حاصل ہوا ہے حضرت لاابالی صاحب کے بدولت ہوا۔ آپ صاحب کرامت وخرق عادت تھے

نقل ہے

کہ ایکروز ماہ رمضان مین حضرت لاابالی صاحب نے خادم سے کہا کہ افطار کیلئے بازار سے کسیقدر شیرینی وغیرہ افطاریکا سامان لے آ۔ خادم گہر مین سو رہا۔ جب اوٹہا تو کیا دیکہتا ہے کہ افطاریکا وقت قریب ہے۔ خادم گہبرایا۔ اوسوقت شیخ علیصاحب ترجمہ کی خدمت مین آیا۔ اور بیان کیا آپنے اوسکو کہا کچہہ پروا نہیں اوسکو ہندیکے کنارے سے لیگئے اور شیرینی وغیرہ کے اور اوسکے آنکہونپر ہاتہہ رکہا۔ اور پہر اٹہالیا۔ خادم آنکہہ کہولتے ہی کیا دیکہتا ہے کہ صحن مین موجود ہے۔ خادم بہت خوش ہوا اوسیوقت شیرینی وغیرہ افطاریکا سامان حضرت کے سامنے رکہا۔ حضرت اوسکو دیکہتے ہی کہنے لگے۔ اس شیرینی سے کرامت کی خوشبو آتی ہے۔ تیرا کچہہ قصور نہیں ہے۔ یہ شیخ علی کی کرامت ہے۔ آپ غصہ سے اوٹہکر مکان مین

سے چلے گئے۔ حاضرین حیران ہوئے۔ اور آپسمین گفتگو کرنے لگے کہ اب
شیخ علی کی کرامت وولایت سلب ہوتی ہے۔ خدا خیر کرے۔ یہ بات شیخ علی کو
معلوم ہوئی۔ تین میل کے فاصلے سے افتان وخیزان آپکی خدمت مین حاضر
ہوئے۔ اور تمام شب آستان مبارک پر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تمام
خدام نے سفارش کی منظور نہوئی آخر حضرت نے ام المریدین بیوی صاحبہ کی
سفارش سے معاف فرمایا اور کہا اے شیخ علی ہمنے تجھکو جو کچھہ تلقین کیا ؟
سب خدا کیلئے ہے۔ ہمکو کرامت کا اظہار اور ولایت کا امتحان مقصود
نہین ہے۔ آیندہ پھر کبھی ایسی حرکت وشوخی نہین کرنا چاہئے شیخ علی
صاحب ترجمہ بارہ برس تک سجادہ نشین رہے۔ ہمیشہ حضرت کے عرس مین
صندل مالی کا رسم خود ہی ادا کرتے رہے۔ پھر آپ کے صاحبزادے
شاہ عبداللہ صاحب اس خدمت پر مامور ہوگئے۔ شاہ عبداللہ صاحب
وشاہ محی الدین ثانی حضرت لاابالی کے صاحبزادے اور شیخ صاحب ترجمہ کے
خلیفہ تھے۔ آپکی وفات ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ھ ایکہزار اسی ہجری مین
ہوئی۔ کرنول مین مدفون ہوئے۔ آپکے ایک صاحبزادہ مسمی شیخ فرید جامع توحید وتجرید تھے

شاہ عظمت اللہ الندی بہنوری

آپ سید محمد معنوی بن سید ہادی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا
سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے تیرہوین پشت مین ملتا ہے۔ خوردسالی مین

آپکی والدہ فوت ہوئین۔ خالہ نے آپکی پرورش کی آپکی خالہ نابالغہ تھی
مگر قدرت آلہی سے اونکی پستان سے دودہ برآمد ہوتا تہا۔ ایک روز
آپکے والد نے لڑکی سے دریافت کیا کہ یہ دودہ کیونکر ملتا ہے۔ بولی کہ
فرمایا جب مین بچے کو گود مین لیتی ہون خود بخود دودہ برآمد ہوتا ہے
جب آپکی عمر سات برس کی ہوئی۔ والد ماجد نے آپکو مرید و خلیفہ کیا جب
آپنے بارہوین سال مین قدم رکہا۔ والد ماجد فوت ہوئے۔ والد کی تجہیز
و تکفین کے بعد آپ صحرانشین ہوئے۔ بارہ برس تک جنگل مین رہے
پہر خدام کے حکم سے دکن مین مراجعت کی قصبہ الندین آئے۔ اور
سکونت پذیر ہوئے۔ ایک دن خیال کیا کہ سید محمد حسینی گیسودراز کی روح
مبارک سے استفادہ کرنا چاہئے۔ پہر مراقبہ مین حضرت کی روح مبارک سے
ملے۔ آپسے خواجہ نے فرمایا جو کچہ آپکا حصہ تہا۔ مین نے شاہ ندیم اللہ کے
حوالہ کیا ہے۔ وہ ونڈدتی مین موجود ہے اوس سے حاصل کر دیکہو
آپ بندہ نواز کے ارشاد کے موافق قصبہ ونڈدتی مین آئے۔ اور شاہ
ندیم عاحب سے ملے شاہ صاحب نے آپکو دیکھتے ہی کہا۔ اے شاہ عظمت اللہ
آئے۔ مین ندیم اللہ ہون کہ قدبزرگوار نے آپکو میرے سپرد کیا ہے
جب آپ آگے بڑہے۔ کیا دیکھتے ہین کہ بندہ نواز شاہ ندیم اللہ تشریف
رکھتے ہین۔ آپسے ملے اور تین روز تک رہے۔ طریقہ چشتیہ کی خلعت لیکر

گلبرگہ مین آئے۔ اور بندہ نواز کے مزار پر پہونچے۔ خرما اور مصری اور پہولونکا
ہار پائے اور ایسا حکم ہلا کہ آپ موضع بہنور مین رہو اور اولاً جو لڑکی نظر آئے
اُسکو پہولونکا ہار دیجئے وہ آپ کی منکوحہ ہوگی۔ آپ بہنور مین پہونچے
آپکی نذر مین پہلے ہی سکندر خان جاگیردار کی لڑکی آئی۔ یہ سالکھی خان
مذکور شاہ ندیم اللہ کا مرید تہا۔ آپ نے اُسکو خواجہ کی عنایت کی ہوئی چیز دی
وہ لڑکی گہر مین آگئی۔ والدین سے ذکر کیا کہ ایک فقیر نے دیا ہے والدین نے
پہینکدیا جب رات ہوگئی وہ پہولون کا ہار بجنسہ لڑکی کے گلے مین دیکہا
والدین نے زیادہ دور پہینکدیا۔ پہر بجنسہ لڑکی کے گلے مین پایا۔ پہر لڑکی سے
دریافت کیا فقیر کا کیا نام ہے۔ لڑکی نے کہا معلوم نہین۔ مگر اس طرح کا
لباس رکھتا ہے۔ والد ماجد فقیر کی تلاش مین نکلے اور آپکو پایا۔ قہر و غضب سے
آپکو گانون سے نکالدیا۔ آپ الندمین آئے۔ خان مذکور نے رات کو
خواب مین دیکہا کہ حضرت ندیم اللہ حسینی کہتے ہین کہ جدامجد نے آپ کی
لڑکی فقیر معلوم سے منسوب کی ہے اور وہ فقیر محبوب سبحانی کی اولاد ہین۔
آپ فقیر سے معذرت کیجئے اور لڑکی کو اُس سے نکاح کردیجئے۔ والدین
فقیر کی تلاش کرنے لگے تین برس تک نشان نہین ملا۔ اور لڑکی بارہ[۱۲] برس کی
ہوگئی پہر حضرت بہنور مین آئے اور لڑکی سے نکاح کیا۔ تین صاحبزادے
پیدا ہوئے۔ سوم فرزند مسمی محمد امین الدین سے کے پیدا

ہونیکے بعد والدہ فوت ہوئی۔ آپ بیوی صاحبہ کے وفات کے وقت موجود
نہین تھے۔ گھر مین آئے۔ بیوی صاحبہ کا سر قدمو نپر رکھکر کہا کہ ہشیار
ہو جائیے تمہارے بچے کم سن ہین اونکی پرورش کون کریگا۔ بہتر ہے
مین مرجاؤن۔ اور تم زندہ رہو۔ بیوی صاحبہ نے کہا مجھسے کیا ہوگا
میرا وقت پورا ہوگیا۔ مجکو جانے دیجئے آپنے قبول کیا۔ بیوی صاحبہ
جنت مین داخل ہوئین۔ پھر آپنے بیویصاحبہ کی قبر کے لئے ایک مقام
ڈیڑھ سو ہون قیمت سے خرید کیا۔ اور وہان بیوی صاحبہ کو دفن فرمایا
پھر آپ مع عیال واطفال بیجاپور گئے۔ تین برس کے بعد پھر بہنور مین
آئے۔ آپ صاحب کرامات خوارق عادات تھے آپکا ملفوظ مسمی عظمت الٰہی شنا بدحال ہے

نقل ۵

کہ ایکروز آپنے زبان سے فرمایا کہ آج رات کو بیجاپور کا ولی فوت ہوگا۔
لوگون نے پوچھا ولی کا کیا نام ہے۔ آپنے فرمایا۔ امین الدین اعلیٰ۔
اب مجکو اونکی ملاقات کے لئے جانا ضرور ہے۔ آپ روانہ ہوئے چند
مرید علاء الدین انصاری کی درگاہ تک آئے پھر آپ ایک پہاڑ کے
نیچے گذرے۔ اور غائب ہوگئے۔ فی الفور بیجاپور مین داخل ہوئے
اور اسوقت امین الدینصاحب کا جنازہ تیار تھا۔ آپ جنازہ کو حجرہ مین
لیگئے۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ حضرت زندہ ہوئے۔ اسرار الٰہی کا

تذکرہ رہا۔ دفن کے بعد آپ مکان پر آئے۔ مریدون نے پوچھا آپ کہان گئے تھے۔ فرمایا بیجاپور گیا تھا۔ امین الدین سے ملکر آیا۔ اور فرمایا کہ آج تین مسافرون سے ملا۔ ایک امین الدین اعلی۔ دوسرے ایک بزرگ جو برہانپور کی ندی مین غرق ہوئے تھے۔ اونکو نکال کر کفن دفن کیا تیسرے ایک فقیر قصبہ سندیال مین فوت ہوا تھا۔ اوسکو بھی دفن کیا۔

نقل ہے

کہ ایکروز سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے عالمگیر کی آمد آمد کی خبر سنکر آپسے امانت کی درخواست کی۔ حضرت نے ایلچی سے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ سنت جماعت کا مذہب اختیار کرے تاکہ غوث الثقلین تیری اعانت کرین۔ اب تیری سلطنت دو برس سے زیادہ نہ رہیگی۔ ابھی دو برس نہین گذرے تھے کہ عالمگیر دکن مین آیا۔ اور تاناشاہ کو قید کرکے لیگیا

نقل ہے

کہ شاہ عبداللطیف بیجاپوری حضرت شاہ محی الدین ثانی کی ملازمت کے لئے حیدرآباد دکن مین آئے تھے شیخ نظام منور دکنی آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ مریدی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اندنون مین شاہ عظمت اللہ قادری مشہور و معروف ہین آپ اُنسے بیعت کیجیے شیخ نظام دکنی ناخوش ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجکو اپنے زمرہ مین شامل کیجیے

آپنے فرمایا ہم دو زن بیسے شاہ عظمت اللہ قادری ور عبد اللطیف بیجاپوری
مین کچھ فرق نہین۔ نظام دکنی کا ہمشیرہ زادہ شاہ عظمت اللہ کی خدمت مین
گیا۔ دیکھا آپ بعینہ عبد اللطیف ہین۔ پھر عبد اللطیف صاحب کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ دیکھا کہ بعینہ شاہ عظمت اللہ ہین۔ آپنے فرمایا ہمین اور شاہ عظمت اللہ
مین کچھ فرق نہین ہے۔ آخر شاہ عظمت اللہ کے مریدون مین شامل ہوا۔

نقل ۵

کہ آپ نے ایکروز بیان کیا کہ مین نے اپنی عمر مین پانچ فقیر دیکھے۔ پوچھا
کہان۔ آپنے فرمایا ہندوستان کے سفر مین۔ دو فقیر جنید بغدادی کی
اولاد مین اور تین فقیر دکن مین۔ ایک شاہ محی الدین ثانی قادری حیدرآباد
مین دوسرے عبد اللطیف بیجاپور مین۔ اور تیسرے شاہ ندیم اللہ حسینی
جو میرے مرشد ہین۔ آپ صاحب خوارق تھے آپکی وفات ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۲۷
گیارہ سو ستائیس ہجری مین شب دوشنبہ واقع ہوئی قصبۂ الندہ مین مدفون ہوئے لیکن مسائل
فقہیہ و حقایق صوفیہ کو علمائے کملا کے موافق بیان فرماتے
تھے۔ آپ اُمّی تھے مگر آپ کو علم لدنی تھا۔ یزار و متبرک بہ

سید عبد الرحمن قدس سرہٗ

آپ شاہ صبغۃ اللہ حسینی بھروچی کے بنی اعمام سے ہین۔ آپکو شعور رسی کے
بعد کتب درسیہ کی تحصیل کا شوق ہوا۔ وطن مالوفہ بھروچ سے احمد آباد

گجرات مین آگے حضرت مولانا وجیہ الدین حسینی العلوی الگجراتی کے
مدرسہ مین داخل ہوئے۔ مُدت تک حضرت کی خدمت مین رہے کتب
درسیہ سے فارغ ہو کے علم باطنی کے طرف متوجہ ہوئے حضرت کی
توجہ کی برکت سے جامع فضائل صوری ومعنوی ہوئے اور حضرت
کی خدمت مین بیعت وخلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ حافظ قرآن
عالم وفاضل عارف تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گجرات سے
بیجاپور مین آئے۔ بادشاہ وامرا ومشائخ کی خواہش سے سکونت پذیر
ہوئے درس وتدریس کا دروازہ کشادہ کیا۔ اکثر طلبہ آپ کے
فیضان تدریس سے فائز المرام ہوئے۔ آخر آپ نے ۱۰۱۰ہجری مین
رحلت کی۔ بیرون شہر پناہ فتح دروازہ کے متصل مدفون ہوئے آپکے
والد ماجد بھی شیخ احمد محدث بھی اسی مقام مین مدفون ہوئے۔

شیخ علیم اللہ محدث عباسی

شیخ علیم اللہ نام۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
عم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے
آپ عباسی مشہور ہین۔ آپ کا اصلی وطن ملک پورب ہے آپ وطن سے
بارادہ حرمین شریفین برآمد ہوئے راہ مین آپکا گذر برہانپور مین ہوا
آپ وہان فروکش ہوئے۔ اسوقت برہانپور دار العلوم ودار الاولیاء تھا

اکثر علماء و عرفا موجود تھے۔ مثلاً شیخ محمد بن فضل اللہ و شاہ عیسیٰ جند اللہ
وغیرہما سے آپ ملے اکثر باہم علمی مذاکرہ رہتا تھا۔ آپ چند مدت
وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت سے
فارغ ہو کے تقریباً دو سال وہاں رہے علمائے محدثین و مفسرین سے
استفادہ کیا۔ علی الخصوص شیخ المحدثین مفتی بلد الامین شیخ شہاب الدین
ابن حجر الشافعی المصری المکی سے حدیث پڑھی اور سند حاصل کی اور
شیخ الکاملین شیخ عیدروس قدس سرہ سے سلسلہ عیدروسیہ میں
خلافت کا خرقہ پایا۔ پھر مکہ معظمہ سے برہانپور میں مراجعت کی اور وہاں
سکونت اختیار کی درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ اطراف و اکناف سے
جوق جوق طلبہ آنے لگے۔ اور آپکے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے
آپ جامع علوم تھے۔ متعدد فنون و علوم میں تدریس فرماتے تھے۔ تمام دکن میں
آپکے فضائل و کمالات کی شہرت تھی۔ ابراہیم عادل شاہ آپکے فضائل و کمالات سے
واقف ہوا۔ اور آپکی خدمت میں تشریف آوری کی درخواست بھیجی۔ آپ نے
بادشاہ کی درخواست قبول کی اور بلدہ برہانپور سے بیجاپور میں رونق افزا ہوئے
بادشاہ نے آپکے استقبال کے لئے وزراء و امراء کو بھیجا۔ آپ شہر میں عزت
و احترام کے ساتھ داخل ہوئے۔ دوسرے روز بادشاہ سے ملے بادشاہ
مسند سے اوٹھ کے چند قدم استقبال کیا مصافحہ و معانقہ سے سرفراز فرمایا

اور مولوی صاحب کو اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور مولانا سے تکلم کیا بعد ازاں مولانا فرودگاہ پر روانہ ہوئے آپ بادشاہی محل میں فروکش ہوئے۔ بادشاہ کے طرف سے مہمانی کا انتظام عمدہ طرح سے ہوتا تھا۔ پھر دوسری ملاقات میں بادشاہ نے آپسے سکونت و اقامت کا سوال کیا۔ آپنے بادشاہ کے اصرار سے قبول کیا۔ بادشاہ و اہل شہر تمام خوش ہوئے۔ کہ آپکی وجہ سے ہمارا شہر مشہور و معروف ہوگا۔ آپکو صدر مدرسی کی خدمت عطا کی آپسے خلایق مستفید ہوئی اکثر آپکے تلامذہ فضلائے عصر ہوئے۔ اور شاہ ہاشم حسینی نے بھی آپسے استفادہ کیا۔ ملا نصیر برہانپوری آپکا داماد تہا۔ علامہ عصر و فہامہ دہر زکی الطبع و سریع الفہم تہا۔ علوم حکمیہ و نظریہ و فنون عربیہ ادبیہ میں بے نظیر تہا۔ اصول و کلام میں آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ قوی الحافظہ تہا اگر ایکمرتبہ کسی کتاب کو دیکہتا تہا تو مدت العمر نہیں بہولتا تہا۔ ملا کی عادت تھی کہ ہر ایک مولوی و طالب سے بحث تکرار کرتا تہا۔ مناظرہ مین اکثر غالب آتا تہا آپکے خسر محدث و فقیہ تھے۔ خسر سے ایکروز فقہی مسئلہ میں مناظرہ کیا۔ مولانا محدث نے اصولی دلائل سے جواب دیا مگر ملا کی تشفی نہوئی مولانا محدث کے جواب پر رد و قدح کیا۔ مولانا محدث نے فرمایا۔ حضرت امام اعظم مجتہد حضرت ابوحنیفہ نے ایسا فرمایا۔ ملا نے کہا (ہو رجل و انا رجل) امام کا قول مستند نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اوسپر اعتماد نہیں کرتے۔ مولانا محدث

ملا کے اس فقرہ سے براشفتہ و برافروختہ ہوئے۔ اور فرمایا تو امام سے ہمسری کرتا ہے۔ بیتابانہ گھر میں گئے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے ملا کے سر پر پہنچے۔ ملا گھبرا کے فرار ہوا۔ اور برہانپور سے سفر اختیار کیا۔ آپ بھی چند منازل اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ انہیں ایام میں ملا نصیر سیر و سیاحت کرتا ہوا شہر بیجاپور میں آیا تھا۔ بیجاپور اسوقت علما و طلبہ سے معمور تھا۔ ملا ہر ایک مدرسہ میں گیا۔ اور علما کے ساتھ علوم و فنون میں مناظرہ و مباحثے کئے۔ ہر ایک کو الزام دیتا تھا۔ تمام علما و طلبہ عاجز و تنگ تھے۔ مشہور ہے کہ ملا کو مولانا شاہ صبغۃ اللہ بھروچی نے اشراق و کشف باطن کے رو سے عاجز کیا۔ ملا نے مولانا کی تقریر کو تسلیم کیا۔ پھر ملا نصیر بیجاپور سے رخصت ہوا۔ چند قدم آگے بڑھا۔ دیکھا کہ جنگل ویرانہ میں ایک بڑھیا نمود ہوئی اور ملا سے سوال کیا کہ حیض کے خون کے رنگ کتنی قسم کے ہوتے ہیں ملا جواب میں متفکر ہوا۔ بڑھیا نے کہا آپکے نقہدان پر افسوس صد افسوس اسی فقاہت پر امام کے ساتھ ہمسری کرتا ہے۔ اور نحو رجل وانا رجل کہتا ہے۔ ملا بڑھیا کے کلام سے متاثر و نادم ہوا۔ پھر اس واقعہ کے بعد مولانا محدث کی خدمت میں توبہ کی۔ اور مرید ہوا۔ دونوں میں خسر و داماد باہم اتفاق ہوا۔ ملا نصیر بھی مولانا محدث کی وجہ سے بیجاپور میں قیام پذیر ہوا چند مدت کے بعد احمد آباد گجرات گیا۔ وہیں فوت ہوا بعض نے لکھا کہ

اکبرآباد میں فوت ہوا۔ والعلم عند اللہ۔ آخر مولانا محدث نے گیارہ تاریخ ماہ
ذیحجہ ۱۰۴۲ھ الکہزار چیس ہجری میں دار فانی سے فردوس بریں کو رحلت کی
بیرون شہر اللہ پور دروازہ کے طرف مصطفےٰ باغ میں مدفون ہوئے آپکی
رحلت کی تاریخ (استاد اہل حدیث) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپکے دو صاحبزادے
تھے۔ ایک شیخ ابوحنیفہ۔ دوسرا شیخ ابوالمعالی۔ اول عالم فاضل وعارف
کامل تہا۔ ثانی مجذوب سالک تہا۔ مجذوب کے دو صاحبزادے
ایک شیخ ابوتراب۔ دوسرا قاضی عزیزالدین محمد تھے۔ یزار و تبرک

قاضی عزیزالدین محمد عباسی قدس سرہٗ

آپ شیخ ابوالمعالی بن شیخ نعیم اللہ کے دوسرے صاحبزادے اور ابوتراب
مدرس کے حقیقی بہائی تھے۔ آپکا مولد ومسقط الراس بیجاپور ہے۔ آپنے
کتب درسیہ برادر اور مولانا قاضی سید علی مدرس سے ختم کیں۔ علامہ عصر ہونے
متقی وپرہیزگار متشرع ودیندار تھے۔ صاحب درس وتدریس تھے سلطان
محمد عادل شاہ نے آپکو قضا کیخدمت پر مامور کیا تہا۔ آپکی ذات بابرکات
سے دار القضا کو رونق وزینت حاصل ہوئی تھی۔ آپ حدود شرعی مین
کسیکی رعایت نہین کرتے تھے احکام شرعی کو مطابق کتاب وسنت
جاری فرماتے تھے۔ عدل وانصاف میں دیانت داری سے کام کرتے
تھے۔ اہل مقدمات آپسے راضی تھے۔ آپ صاحبدل وکامل تھے

ایک روز کسی اہل مقدمہ نے عدالت میں دروغ حلف کی پیشہور سے کہ
کچہری سے برآمد ہوتے ہی سر کے بل گرا اوسیوقت فوت ہوا۔ آپکے
کتب خانہ میں ایک خادم مقرر تہا۔ کسیقدر نوشت وخواند جانتا تہا۔ کتابکا
نام لکھ پڑھ سکتا تہا۔ اور کچہری میں آپکے ہمراہ جاتا تہا۔ جب آپکو کسی مسئلہ میں
کتاب کی ضرورت ہوتی تھی تو اسکو بہیجکے منگواتے تھے اور مسئلہ کو نکالکے
اوسکو فرماتے تھے کہ اس مقام کو نقل کر اور مسئلہ کے مضمون کو ترجمہ کر کے
اہل مقدمات کو سناتے تھے۔ خادم آپکی تقریر سنکے حفظ کر لیتا تہا۔ چندمدت میں
وہ رفتہ رفتہ فقیہ ہوگیا۔ اکثر فقہ کے جزئیات اوسکو مستحضر وازبر تھے۔ اگر
کوئی اوس سے سوال کرتا تو صحیح جواب دیتا تہا۔ اور کتاب وباب وفصل کا
برابر نشان بتلاتا تہا۔ اکثر اوسکے مسائل کتاب میں دیکھے گئے۔ مطابق برآمد
ہوئے۔ کسی نے عالمگیر سے اوسکے حافظہ وفقاہت کا ذکر کیا۔ عالمگیر نے
اوسکو بلایا اکثر مسائل پوچھے اوسنے برابر جوابدیئے۔ عالمگیر بہت خوش ہوا
اور اوسکو شولاپور کی قضاپر مقرر کیا۔ یہ سب قاضی صاحب کے تصرف وکمال کے
نتیجے تھے۔ آخر آپنے پانچویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری میں
رحلت کی مقام ادہونی میں مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ ۔ ؛ ؛ ؛

حضرت مولانا سید عنایت اللہ بالاپوری حجندی علیہ الرحمۃ

سید عنایت اللہ الحسینی نام حنفی المذہب نقشبندی الطریقہ۔ ہندی المولد حجندی

آپ سید محمد بن الہداد بن سید موسی بن امام سید ظہیر الدین خجندی کے فرزند ہین
آپکے جد مولانا ظہیر الدین مع فرزند سید موسیٰ خجند سے ہند مین آئے
اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ آپ سادات مین صحیح النسب مشہور اور علم و فضل مین
معروف تھے. توران کے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے فرزند کے لیے آپکے
خاندان مین سے کوئی لڑکی منسوب کرے. آپنے بادشاہ کی ضعف نسب کی
وجہ سے انکار فرمایا. بادشاہ تہدید و تنبیہ پر آمادہ ہوا آپ بھی مستعد ہوئے
نتیجہ میں فوج شاہی و مریدان والاجاہی مین خوب معرکہ واقع ہوا آخر فوج
شاہی غالب ہوئی. آپکے بہت سے اعزہ و اقارب ذکور و اناث سے
درجہ شہادت کو پہنچے. تمام اثاث البیت تاخت و تاراج ہوا. اسی سبب سے
نسب نامہ جو تہا وہ بھی تلف ہوگیا. حضرت ظہیر الدینصاحب مرحوم مع فرزندان
خجند سے ہجرت کرکے ہند مین آئے. امن آباد ضلع لاہور مین سکونت
پذیر ہوئے. سید الہداد. و سید محمد امنا باد مین تولد ہوئے اور سید غیاث الدینصاحب
کی ولادت بھی ہند میں ہوئی. نشو و نما و سن شعور کے بعد آپ نے والد ماجد
و علما کی خدمت میں کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی. پھر آپکے
دلمین دنیا کی نفرت اور خدا کی محبت متمکن ہوئی. آپ رات دن مرشد کامل کی
تلاش میں رہتے تھے. آخر آپ مع والد ماجد سنہ ۱۰۵۹ ایکہزار اونساٹھ
ہجری مین بالاپور مین آئے. چند مدت کے بعد برہان پور گئے. ملاقا

عماد الدین سے کے سکانیر فروکش ہوے۔ شہر کے مشایخ و علما کا حال دریافت کیا
ملا نے کہا اگر آپکو استفادہ صوری مرکوز خاطر ہو تو میرا بھائی ملا نجم الدین شہر مین
موجود ہے اوس سے بہتر کوئی فاضل نہین۔ اور اگر استفادہ معنوی مطلوب
ہو تو شیخ ابو المظفر صوفی سے ہے شہر مین تمام مشایخ سے افضل ہے شیخ بزرگ
پیر بابن کی مسجد واقع چکلہ مین رہتے ہین۔ آپ شیخ کی خدمت مین پہنچے
ملازمت کی اور شیخ کے چہرہ سے بزرگی اور مشیخت کے آثار نمایان پائے
حسن ارادت سے مرید و خلیفہ ہوے۔ اور فیض باطنی سے حصہ کامل
پایا۔ شیخ موصوف حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الدین ثانی احمد
سرہندی کے خلیفہ تھے۔ آپنے شیخ سے چار طرق نقشبندیہ۔ قادریہ
چشتیہ۔ سہروردیہ کی اجازت لی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو مرشد نے فرمایا کہ
اورنگ آباد جائیے اور خاص و عام کو ہدایت فرمائیے۔ آپ علائق دنیا سے
منزلون دور تھے۔ درویشی لباس زیب تن تھا مع متعلقین و مریدین اپنے
سے بالاپور برار مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ اور ابتدا بالاپور
بالاپور کی مسجد مین رہے۔ اور وہان حضرت شاہ ابو الحسن نقشبندی سے
ملاقات کی شاہ مذکور صاحب کشف و کرامت تھے تھوڑے زمانہ کے بعد
شاہ صاحب فوت ہوئے۔ آپ نے حسب الوصیت تجہیز و تکفین کر کے
جنازہ کی نماز ادا کی اور آبادی سے خارج ایک ٹیلہ پر مدفون کیا فی الحال

حسن جی کے نام سے مشہور ہے۔ یزار و متبرک ہے۔ شاہ صاحب مرحوم کا
عصا مسجد مذکور میں سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری تک موجود تہا۔ مار گزیدہ و
عقرب رسیدہ کو اس کے مس کرنے سے صحت ہوتی تھی معلوم نہیں فی الحال
موجود ہے یا نہیں۔ ثانیاً آپ باندو کی مسجد سے برخاست کر کے
سنہ ۱۰۶۰ ایکہزار ساٹھ ہجری مین مقام کسار کہیڑہ مین جو دریا کے کنارہ واقع
تشریف لائے اور وہان سکونت اختیار کی وہ مقام ویرانہ اور درندہ کا
آشیانہ تہا۔ آپنے تمام جہاڑی قطع کی اور وہان ایک مسجد بنائی۔ اور نشست
کے لئے بہی ایک جائے درست کی۔ اسوقت آپکے والد ماجد جناب سید محمد
فوت ہو گئے تہے۔ اور آپ مدۃ العمر اوسی مقام میں رہے۔ اور وہین مدفون
ہوئے۔ بالاپور میں آپکی مدت اقامت اٹہاون سال رہی۔ اور عنایات الٰہی
تکملہ کے مولف نے اکاون سال لکہا۔ اور از روے حساب اٹہاون ہوتے ہین
شاید سہو کاتب ہوگا۔ آپکے ماموں و ناناصاحب دل و متمول تہے۔ آپکے
پاس آئے اور آپکو سمجہایا بنایا اور کہا کہ فقیری ترک کرو مگر آپنے نہیں مانا۔
درویشی کے خیال مین ثابت قدم اور راسخ دم رہے۔ آپکا کسب قرآن شریف کی
کتابت تھی۔ آپنے اوس زمانہ میں ۸۰ قرآن شریف لکہے آپکو فتوحات
غیبی اسقدر حاصل ہوتی رہی کہ مصاحف مکتوبہ کو ہدیہ کرنے کی نوبت
نہین آئی۔ آپنے ایکروز اپنے ماموں سے از روے قرض حسنہ بیس روپے

مانگے۔ اخوند صاحب نے قرض دینے سے انکار فرمایا۔ اس لحاظ سے کہ
شاید آپ مجبور ہو کر درویشی سے نفرت کریں۔ مگر آپ مستقل مزاج و پختہ
کار تھے۔ کچھ پروا نہیں کی۔ اسی اثنا میں معتقدین میں سے ایک مرید آیا
اور گیارہ روپیہ نذر کئے اور کہا کہ دس روپیہ زکوۃ اور ایک روپیہ نذر ہے
آپنے اوس میں سے دس روپیہ فقرا کو دیئے اور ایک روپیہ اپنی ضرورت
خرچ کے لئے رکھا۔ اخوند صاحب نے فرمایا کہ آپ فضول خرچ ہیں اللہ تعالے
نے آپکے لئے اسقدر زر بھیجا آپنے سب خرچ کر دیا۔ فرمایا کہ ہم ہاشمی ہیں
ہم کو زکوۃ لینا درست نہیں اس لئے دس روپئے فقرا کو دئے اور
ایک روپیہ اہل بیت کو دیا۔ **آپ کا بالاپور سے حسب الطلب عالمگیر بادشاہ غازی
دہلی جانا۔** آپ شرع کے پابند تھے اور امر و نواہی کو نرمی و
سختی سے جاری کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ برار کے اطراف و جوانب میں
آپکی شہرت ہوئی۔ برار کے اکثر امرا اور رؤسا حسن ارادت سے مرید ہونے لگے
اور آپکو قبولیت عام حاصل ہوئی۔ برار کے صوبہ دار و فوجدار و قاضی جو
تھے آپسے مخالفت کرنے لگے۔ تمام نے عالمگیر بادشاہ کو وقایع نگار کے
ذریعہ سے مطلع کیا کہ دو سید زادے ایک عنایت اللہ دوسرے محمد سعید اس ملک میں
وارد ہوئے ہیں اور اونکے ساتھ فقرا کا مجمع ہے ملکی معاملات میں اونکی
وجہ سے فساد کا خوف و اندیشہ ہے۔ گاویل و آسیر کے قلعہ دار بھی آپکے

شریک ہیں۔ اور بیجاپور کا بادشاہ بھی آپ کی خدمت میں نذور و تحائف بھیجتا ہے
عنقریب زمانہ ہے کہ ریاست میں خلل واقع ہو جائے گا۔ اسوقت عالمگیر
بیجاپور کی تسخیر کی فکر میں تہا۔ اس کیفیت کے سنتے ہی درہم و برہم ہوا۔ اور
فوج قاہرہ روانہ کی حکم دیا کہ دونو سید زادون کو حضور میں حاضر کرو۔ فوج بادشاہی
بالاپور میں پہنچی اور خانقاہ کا محاصرہ کیا۔ آپ کو کچھہ خبر نہ تھی۔ محمد حسین افسر
فوج نے بادشاہ کا حکم آپکو دیا۔ آپنے لاحظ کرکے بمصداق اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم حکم کی تعمیل کی۔ اسی وقت فی الفور
محمد حسین کی پالکی میں سوار ہو گئے بادشاہ کے طرف روانہ ہوئے۔ اور
محمد سعید کو اطفال و عیال کی خبر گیری کے لئے چھوڑ دئے انہیں ایام میں
حضرت خواجہ معصوم نقشبندی مجددی اور حضرت خواجہ محمد نقشبندی بن خواجہ
محمد معصوم بادشاہ کے ہمراہ تھے دونو بزرگون نے بادشاہ سے دریافت
کیا کہ سید عنایت اللہ بالاپوری کس لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اونہوں
ضلع میں فساد برپا کیا تہا۔ خواجہ نے فرمایا اگرچہ میں سید مشار الیہ سے نہیں
ملا ہون لیکن اُنکی ہدایت وارشاد کی شہرت عالمگیر ہے۔ اور اُن کے
اوصاف حمیدہ زبان زد صغیر و کبیر ہیں۔ میں اُنکی ملاقات کا مشتاق ہون
آپنے بدون تحقیق مخالفین کے اغوا سے بیچارے سید کو تکلیف دی۔
خدا ایسا نکرے کہ آپکو کوئی صدمہ پہنچے۔ صاحبدل وکامل کا ستانا اچھا نہیں

بادشاہ سنتے ہی گھبرایا اور ایک فرمان عذر خواہی و معافی مین لکھا کہ اگر آپ
راہ مین ہین تو وطن مالوفہ کو مراجعت کرین۔ اگر حضور مین تشریف لائیں تو
مین بھی ملاقات کا مشتاق ہون۔ چنانچہ فرمان تمام کالپی مین پہنچا۔ آپنے
مطالعہ کے بعد فرمایا دار الخلافہ نزدیک ہے بادشاہ و صاحبزادے کی
ملاقات کر کے عود کرونگا۔ بادشاہ نے آپکی پیشوائی کیلئے شیخ عبداللہ
و ابوالخیر جو بادشاہ کے اوستاد زادے تھے بھیجا۔ آپ دار الخلافہ مین
پہنچے۔ بادشاہ نے بلایا۔ مغرب کی نماز کے وقت پہنچے اور نماز مین
شریک ہوئے۔ فرض و سنن کے بعد آپ گوشہ مین بیٹھے بادشاہ
نوافل کے بعد حضرت کے طرف متوجہ ہوا۔ حضرت تعظیم کے لیے اوٹھے
باہم سلام ہوا۔ پھر بادشاہ نے آپسے مصافحہ کیا۔ بادشاہ نے خجالت و
ندامت سے معذرت کی۔ اور کہا ہم کان رکھتے ہین اور آنکھ نہین رکھتے
اس وجہ سے تکلیف دی گئی۔ العفو عند کرام الناس مقبول۔ امیدوار ہون کہ
آپ معاف فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ ہمکو شکر کرنا چاہیئے شکایت نہین
چاہیئے۔ چونکہ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل واقع ہے انبیاء
بنی اسرائیل نے لوگونکو ہدایت کی مگر آدمیون نے اونکو ایذا اور تکلیف دی
اور وطن و گھر سے جلا وطن کیا۔ الحمد للہ کہ ہمکو حق تعالیٰ نے اوس
مرتبہ کو پہنچایا۔ اور بموجب العلماء ورثۃ الانبیاء کا مصداق بنایا۔ بادشاہ

دیر تک آپ سے مکالمہ کرتا رہا۔ آخر آپنے رخصت چاہی۔ بادشاہ نے کہا
پھر کب ملاقات ہوگی آپنے فرمایا مین گوشہ نشین ہون کبھی خانقاہ سے باہر
نہین جاتا ہون۔ اگر تقدیر مین تحریک ثانی ہوگی تو جبراً دوبارہ ملاقات
ہوگی۔ والعلم عنداللہ۔ برخاست کے بعد بادشاہ نے حاضرین سے فرمایا
آپکے سر سے پیر تک حمیت اسلام و غیرت ایمان نمایان ہے۔ جن لوگون نے
آپکی نسبت خلاف واقعہ عرض کیا تمام کو خدمات سے تغیر کر کے یہان بلایا
دوسرے دن شیخ عبداللہ و شیخ ابوالخیر آپکی خدمت مین آئے عرض کیا
بادشاہ نے ایکہزار روپیہ اور چند پارچے خلعت بھیجے ہین اور ایک فرمان
جاگیر معاش اور ایک حکم تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کا کہ حضرت
جو امر معروف فرمائین کسی کو خلاف کی مجال نہو گی۔ تیار کیا ہے۔ آپنے
فرمایا بادشاہ بیت المال کا امین ہے مالک نہین ہے۔ امین کو چاہیے
کہ مال کو مصارف کے مواقع مین خرچ کرے مصارف فقرا و مستحقین ہین
فقیر ان دونون سے فارغ ہے جبتک مکان پر تہا۔ ہر روز روزی ملتی
تھی جب بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ تب سے احباب برابر سے
اخراجات بھیجے جاتے ہین۔ چنانچہ مین نے کلہ خادم سے دریافت کیا
اخراجات کے بعد کسقدر رقم باقی ہے معلوم ہوا کہ دوہزار موجود ہین بس
جو شخص دوہزار روپئے رکھتا ہو۔ وہ کیونکر بادشاہ سے بیت المال کا

روپیہ لیوے۔ اور مسلمین کے حقوق تلف کرے۔ آپ رقم واپس لیجائیے۔ مواقع صرف مین خرچ کیجئے۔ ثانیاً فقیر اوائل مین خلایق کو امر معروف ونہی منکر سے ہدایت کرتا تھا ظلم و بدعت سے مانع ہوتا تھا۔ یہانتک کہ بادشاہ کی خدمت مین عرض ہوئی۔ اب موافق سیرت نبوی جہاد اصغر سے جہاد اکبر کے طرف رجوع ہوتا ہون۔ یعنے نفس کشی مین مشغول ہوتا ہون اب بادشاہ کو چاہئے کہ ہدایت کے لئے محتسب مقرر کرے اور وہ حکم نامہ اونکے حوالہ کرے اور گاؤن اونکو جاگیر مین مرحمت فرمائے فقیر نے مدتون رزاق مطلق کی رزاقیت کا امتحان کیا ہے کبھی بھوکا نہین رہا اور یہ خلعت آپ لیجیئے۔ تاکہ آپکو ابنا جنس مین سرفرازی ہوجائے۔ مجھہ کو اگر صاحبزادہ ایک ٹوپی عنایت کرینگے تو فخر کرون گا۔

پھر بادشاہ نے مکرر اعرض کیا کہ ہماری سرکار سے کچھہ تو قبول فرمائیے آپنے نہین قبول کیا۔ چند روز کے بعد مکان پر واپس آئے۔ قدجدار وقائع نگار و قاضی خدمات سے معزول ہوکر حسب الطلب حضور مین حاضر ہوئے۔ آپنے اونسے فرمایا کہ آپکا اور ہمارا معاملہ یوسف علیہ السلام اور اونکے بھائیون کے معاملہ کے مشابہ ہے۔ بھائیون نے یوسف کو ستایا مگر یوسف نے معاف کیا۔ مین یوسف کے طرح آپکا قصور معاف کرتا ہون۔ حضور مین اونکی رہائی و بحالی کی سفارش کی سب خدمتون

بحال ہوئے ۔ اور معاف کئے گئے ۔ جب تک زندہ رہے شرمندہ و پشیمان
رہے ۔ آپ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے مولانا شمس الدین نے
جو آپکے نبیرہ ہین عنایت الٰہی مین متعدد خوارق و فضائل لکھے ہین ۔ ہم
ازان جملہ اس کتاب مین چند نقول ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔

نقل ہے

ایک وقت راجہ سیواجی مرہٹہ دکن و کوکن سے تاخت و تاراج کرتا ہوا
برار مین آیا تمام برار مین ہل چل واقع ہوئی ۔ رفتہ رفتہ اوسکا گذر بالاپور مین ہوا
آپنے اوسکے آنیسے پہلے تمام اثاث البیت و کتب وغیرہ کو مسجد کے
صحن مین درخت کے نیچے فراہم کرکے رکھدیا ۔ جب راجہ کی فوج آپکی
خانقاہ مین داخل ہوئی اسباب کی جستجو کرنے لگے آپنے فرمایا کہ جستجو کی ضرورت
نہین جو کچھ فقیر کے پاس تہا وہ سب درخت کے سایہ مین جمع کیا ہوا ہے
سپاہ نے سامان اوٹہانا شروع کیا ۔ اور خانقاہ مین آپکا گھوڑہ بہی تہا ۔
اوسکو بھی لیا ۔ ایک خادم نے حسب الارشاد گھوڑے کا زرین سامان
زین و لگام بہی غنیم کے حوالہ کیا غنیم کی سپاہ آپکا یہ حال دیکھکر متعجب ہوئی
جو کچھ اسباب لیگئے تھے خوشی سے ستر د کیا ۔ اور راجہ کی خدمت مین آپکا
حال بیان کیا ۔ راجہ خود خانقاہ مین آپکی خدمت مین آیا ۔ اور ملازمت
حاصل کی دیر تک مودب بیٹہا رہا ۔ حضرت کی خانقاہ مین ایک انار کا

درخت تھا۔ اور وہ میوؤں سے جھک رہا تھا۔ راجہ نے عرض کیا حضرت مجھ کو تبرکاً اس درخت سے دو دانہ عنایت کیجیے۔ آپنے فرمایا کہ ہم نہین دینگے کیونکہ اگر ہم دینگے تو آپکے موئید ہون گے اور یہ گناہ عظیم ہے آپ تمام عالم کا اسباب و اموال غارت کرتے ہین یہ ایک چیز حقیر ہے خود لیجیے راجہ نے عرض کیا ہم یہان سے ایک رائی کا دانہ بھی نہین لینگے۔ اگر آپ دست مبارک سے عطا کرین تو عین مرحمت ہوگی۔ آپنے قبول نہین کیا راجہ رخصت ہوا۔ اور چند سپاہ کو خانقاہ کے دروازہ پر قائم کیا کہ فوج مین سے کوئی سپاہ آپکے طرف دست اندازی نکرے۔ پانچ روز تک راجہ کی فوج گذرتی رہی یہان سے برہانپور گیا اور اُسکو تاراج کیا۔

نقل ہے

کہ ایک روز سپاہی پراگندہ حال حضرت کی خدمت مین آیا تنگدستی و بیکاری کی شکایت کی حضرت نے مریدین حاضرین سے ارشاد کیا کہ اس بیکس مفلس کے لئے فاتحہ خیر پڑھیے اور سب نے آمین کہی۔ دوسرے روز سپاہی کسی حاکم کے پاس ملازم ہوا۔ اور اوسی اثنا مین مرہٹہ نے حاکم پر چڑھائی کی حاکم نے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی۔ سپاہی بھی فوج مین شریک تھا حاکم کی فوج کم تھی۔ مرہٹہ کی فوج زیادہ حاکم کی سپاہ مقابلہ سے عاجز ہوگئے مگر وہ سپاہی جو حضرت کا معتقد تھا گھوڑا آگے بڑہا کے مقابل ہوا۔ اور

مخالف کی سپاہ سے کہا اگر آپ مجھکو قتل کرینگے تو زیادہ فائدہ نہو گا. اور اگر
مقابلہ سے گریز کرینگے تو تجھہ کو بہت فائدہ حاصل ہوگا. کیونکہ مین ایک غریب
مصیبت زدہ کلہہ حاکم کے پاس نوکر ہوا ہون آپکے گریز مین میری شجاعت
و بہادری ثابت ہوگی مین خدمت و انعام سے سرفراز ہونگا. مرہٹہ کے
دلپر مسافر کی تقریر اور حضرت کی توجہ اسطرح موثر ہوئی کہ مقابلہ سے باز آئے
سپاہی جوانمرد آقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ کوئی حملہ مین میرا شریک نہین ہوا
صرف مین نے اپنی ذات سے مرہٹہ کو شکست دی میرے حال پر عنایت
الٰہی شامل تھی کہ مین غالب ہوا. اور مرہٹہ مغلوب. آقا و سپاہ نے اسکی
ہمت و دلاوری کی تعریف کی انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا مدۃ العمر
حضرت کا معتقد رہا. تحائف و ہدایات خدمتمین بھیجتا تھا. ۔ ۔ ۔

نقل ہے

مولوی شمس الدین نے عنایت الٰہی مین نقل کی کہ ایک روز میرے والد ماجد
مولوی منیب اللہ صاحب نے حضرت جد امجد سے ایلچپور جانیکی رخصت طلب کی
حضرت نے جامہ مبارک عطا کر کے والد ماجد کو مع عیال و اطفال روانہ کیا
اور ہم سب کو حفظ الٰہی کے تفویض فرمایا. والد ماجد مع عیال ایک منزل
گئے اور رہزنون کے خوف سے پھر مراجعت کی. حضرت غضبناک ہوئے
اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا اور اپنا جامہ دیا. آپنے خدا کی حفاظت طلب

نہ میرے جامہ پر کچھہ اعتقاد و اعتماد کیا۔ رہزنون کے خوف سے چلے آئے
آپکا سفر سیر الی اللہ و سیر فی اللہ ہے۔ دزدان و قطاع الطریق آپسے
کیونکر فساد کرینگے۔ والد ماجد اوسی وقت روانہ ہوئے۔ راہ مین اکثر
مفسدین ملے۔ مگر کسی نے آپ کو نہین ستایا۔ نہ لوٹا صحیح و سالم ایلچپور مین
پہنچے۔ آپ متوکل علی اللہ تھے۔ کسی دنیا دار و صاحبدل سے سائل نہین ہوتے
تھے۔ خانقاہ و مسجد مین بسر کرتے تھے۔ عمارت و محل سے نفرت تھی ایکوقت
نواب ایرجخان بن عبد الرحیم خانخانان صوبہ برار نے آپکی خدمت مین عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو خانقاہ و باغات و عمارات پختہ تعمیر کرائے جائین آپنے انکار کیا۔
ہر چند کہ نواب نے اصرار کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا خادمین و مریدین نے
عرض کیا کہ نواب التجا کرتا ہے اور آپ کیون قبول نہین فرماتے۔ آپنے فرمایا
عمارات کے شروع ہوتے ہی مجھکو ضرور احتیاج ہوگی کہ مین مکانات و باغات کے
متعلقہ اخراجات کے لئے نواب سے التجا کرون اب جو عزت حاصل ہے
سب ان سے مبتدل ہوگی۔ سب خادمین آپکا جواب سنکر خاموش ہوئے اور
اسیطرح نواب نیکنام خان نے حضرت شیخ مظفر برہانپوری کی خدمت مین
عرض کی کہ حضرت شاہ عنایت اللہ علایق و خلایق سے منقطع ہین اگر شاہصاحب
یقیناً بالاپور مین تشریف رکھین اور کہین کا ارادہ نکرین تو مین شاہصاحب کیلئے
عمارت عالی تعمیر کرتا ہون ایسا نہو کہ مین ایک رقم کثیر صرف کرون اور شاہصاحب

کسی دوسرے مقام مین چلے جائین شیخ نے آپسے ذکر کیا۔ آپنے فرمایا کہ
اس عمارت سے کیا حاصل ہوگا کہ مین جس کا وعدہ کرون اوراس قفس مین
گرفتار ہون۔ علاوہ این فقیر کو بدون وعدہ جس بھی عمارت منظور نہین آپ متقی و
محتاط تھے عبادت وطہارت مین بڑی احتیاط فرماتے تھے فقیہہ عالم تھے
امامت خود ہی فرماتے تھے۔ ہان اگر کوئی فقیہہ عالم وارد ہوتا تہا تو اوس کا
اقتدا کرتے تھے۔ اور آپ تارک الصلوٰۃ سے نہایت نفرت کرتے تھے اگر
کوئی تارک الصلوٰۃ آپکے ظرف مین کہانا استعمال کرتا تو اوسکو سات مرتبہ دہوا کے
اور فرماتے کہ تارک الصلوٰۃ کی آلایش کتے سے بدتر ہے۔ اور کسی امیر کے گھر کا
کہانا نہین کھاتے تھے۔ اگر کہین سے تورہ وحصہ آتا تو کتون وہیڑون کو
تقسیم کردیتے تھے۔ خانقاہ کے فقرا اور اہل بیت کو بھی مشکوک طعام سے
روکتے تھے اور کہتے تھے۔ ہرچہ برخود نہ پسندی بہ دیگرے مپسند۔ آپ
خوش تقریر وخوش بیان تھے۔ وعظ نہایت خوبی کے ساتھ بیان فرماتے تھے
آپکا کلام سامعین کے قلوب پر جادو کی طرح اثر کرتا تہا۔ آپ جب محبت الٰہی و دنیا کی
نفرت کے نسبت فرماتے تب سامعین کی وہ حالت ہوتی تھی کہ مال و دولت
تصدق کرکے صحرا نوردی اختیار کرین اور موت اور آخرت کا احوال اسطرح ادا
کرتے تھے کہ گویا قیامت کا عالم مجسم نظر آتا ہے۔ اور وعظ مین آپکی ہیبت و
عظمت اسقدر ہوتی تھی کہ کوئی اہل مجلس لب نہین ہلا سکتا تہا۔ عالم سکوت مین

رہتا تہا۔ اگر کوئی کسی سے بات کرتا تو آپ فرماتے کہ یہان اگر آپ استفادہ کیلئے آئے ہین تو بیفائدہ باہم کیون مکالمہ کرتے ہین۔ اگر قصہ خوانی مطلوب ہو تو کہین اور جا

آپکا حلیہ

آفتابی چہرہ شگفتہ جبین۔ ریش مبارک دراز و سفید۔ بلند قد نحیف الجسم۔ لباس دوامی قمیص و کلاہ و دستار آپ کبھی جامہ بھی پہنتے تھے۔ صاحب فضائل و کمالات و خوارق عادات و کرامات تھے متوکل و متدین صوم و صلوۃ کے پابند مدۃ العمر آپکی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوئی۔ آپکی نماز واپسین بھی قضا نہین ہوئی آخروقت مین بھی ادا کی اوسکی یہ صورت ہوئی کہ آپ آخر مرض الموت اور دم واپسین مین حس و حرکت نہین کرسکتے تھے اور تیمم کی بھی قدرت نہین رکھتے تھے اسوقت آپنے اپنے فرزند منیب اللہ کو اشارہ کیا کہ تیمم کرد۔ مولانا منیب اللہ نے تیمم کرایا۔ پہر آپنے سر کو قبلہ کیجانب کیا اور اشارہ سے نماز ادا کی شرع کے اوامر و نواہی مین کسی کی رعایت نہین کرتے تھے۔ ایک فاضل جلیل القدر کی خدمتمین آپ مستفید ہوتے تھے۔ حضرت اوستاد کی موچہیان بڑہی ہوئی تھین آپنے حضرت کے سامنے آئینہ پیش کیا حضرت سمجہ گئے۔ فرمایا کہ حجام کے آنیکے بعد قطع کرونگا۔ آپنے فرمایا کہ میرے قلمدانمین مقراض ہے۔ اگر فرمائین تو مین اس خدمت کو ادا کرتا ہون شاید حجام کے آنے تک زندگی باقی رہے نہ رہے استاد راضی ہوئے اور آپنے استاد کی موچہیان قطع کین

آپکی وفات

جب آپ مرض موت مین مبتلا ہوئے۔ آپنے اہل بیت کو بلایا سب کو نصایح و وصایا
سے سرفراز فرمایا۔ زوجات و بیگمات سے فرمایا ہمیشہ مکانمین رہو۔ گھر سے باہر قدم
نہ نکالو اور سنت نبوی کے تابع رہنا چاہئیے۔ اور شرع کا کوئی امر فرو گذاشت نہین
کرنا اور فرزندونسے فرمایا کہ مسند و سجادہ زمینداری و وطن داری کے طرح نہین سمجھنا
چاہئیے۔ دنیا طلبی و شکم پروری کے لئے دنیا مین بیشمار اسباب و وسائل ہین جبتک
ہدایت و ارشاد کی لیاقت نہو مسند پر جلوس نکرین۔ مین نے جو کچھ مدۃ العمر مین سکھلایا ہے
اوسمین محنت و ریاضت کرو۔ اسوقت مسند کے لائق ہونگے۔ اور میری رحلت کے
بعد بلا تعین تاریخ و روز طعام پکا کے نمازیونکو کہلانا۔ نصایح و وصایا کے بعد حاضرین سے
کہا کہ آہستہ آہستہ قرآن شریف پڑہو۔ حسب الارشاد سورۂ یٰسین و سورۂ ملک پڑہنا
شروع کئے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ آپ بہشت برین روانہ ہوئے۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپنے مرنیسے اول قبر تیار کرلی تھی۔ اوسمین مدفون ہوئے
یہ واقعہ بروز پنجشنبہ ۲۵ تاریخ صفر ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین ہوا۔ فقرہ شمع بہشت سے
رحلت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ مدفن بالاپور برار ہے۔ جناب میر غلام علی
آزاد بلگرامی نے آپ کی رحلت کی تاریخ لکھی۔ ص

قبلۂ اولیا امام ہدیٰ	آفتاب سپہر فضل و کرم
ثانی نقشبند فخر زمان	بضعۂ سید بنی آدم

نام پاکش عنایت اللہ است ۔۔۔ ذات پاکش بیرون ز وصف قلم
جد اعلائی او ز شہر خجند ۔۔۔ سوئے ہند آمد و فشرد قدم
بعد ازان در مقام بالاپور ۔۔۔ آمد آن مرشد صنوف امم
گفت تاریخ رحلتش الف ۔۔۔ قطب اقطاب رفتہ زین عالم

ایضاً

آن زبدۂ عترت پیمبر ۔۔۔ آن ثانی نقشبند آگاہ
تاریخ وصال او خرد گفت ۔۔۔ در وسط ارم عنایت اللہ

آپکی اولاد

مولوی محب اللہ۔ مولوی منیب اللہ۔ مولوی مبین اللہ

آپکے چار خلفا کامل تھے

شاہ محمد صادق المتوفی سنہ ۱۱۲۰ ہجری۔ حافظ محمد عالم المتوفی سنہ ہجری حسن
نایم خان منصبدار متوفی سنہ ہجری بزرگی حضرت محمد واصل ساکن روہ تاجراسیا
المتوفی سنہ ہجری۔ اور آپکی تالیفات سے غنایت الواصلین فی النوافل والادعیہ ہے

شاہ علی اکبر پشاوری وطناً برہانپوری مرقداً

شاہ علی اکبر۔ آپکا اصلی وطن پشاور ہے آپ ۔ نقشبندی کے
خلیفہ و مرید تھے۔ شہر وزیرآباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے والد کی
وفات کے بعد گھر کا تمام اسباب فقرا پر تقسیم کرکے درویشی اختیار کی بعدہ العلم

کبھی شکم سیر نہو کر کھاتے تھے۔ اور اپنی اوقات کو ہمیشہ یاد خدا مین صرف کرتے تھے۔ خوش سیرت و نیک صورت تھے۔ عالی ہمت صاحب کمال تھے۔ آپ کی ملاقات امیر و فقیر کو آسانی سے حاصل ہوتی تھی۔ آپ اسباب دنیوی سے ہرگز محبت نہین رکھتے تھے۔ شرع کے احکام پر مستحکم۔ سنت نبوی پر ثابت قدم تصوف و معرفت مین راسخ دم تھے۔ اگر کسی کو خلاف پاتے منع کرتے اور لعنت و ملامت بھی فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے تھے۔ صائم الدہر قائم اللیل تھے۔ بموجب سنت نبوی چار بیویان منکوحہ تھین۔ سفر و حضر مین زوجات بھی ہمراہ رہتی تھین۔ جہاندار شاہ بادشاہ آپکا مرید تھا۔ اور امرا کرام بھی معتقد تھے۔ ناصر جنگ شہید بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ قانع و صابر تھے دنیوی جاہ و حشمت سے متنفر تھے۔ مدۃ العمر چاندی و سونے کو ہاتھ نہین لگایا اگر کوئی زر و نقرہ نذر دیتا تو رومال یا آستین پر لیتے تھے۔ حریص و آرام طلب نہین تھے۔ لذیذ طعام نہین کھاتے تھے۔ عمدہ لباس نہین پہنتے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم کی دعوت مین عام مشایخ جمع تھے اور آپ بھی مدعو تھے۔ انواع انواع کے کھانے کہاتے تھے آپنے اپنی رکابی مین ایک صراحی پانی ڈالکر چند لقمے کھاتے۔ فی الفور اوٹھ کھڑے ہوئے۔

نقل ۵

ایکروز حضور آصفجاہ ثانی کی ملاقات کو گئے۔ نوابصاحب نے رخصت کے وقت

پاندان نقری پیش کیا۔ آپنے پاندان کو ہاتھہ مین لیا اور اسکو پتھر سے ریزہ ریزہ
کر دیا۔ اور فرمایا نقری ظروف مین کھانا حرام ہے۔ آپ ہمیشہ پانی گرم کرتے تھے
آخر شب اوٹھکر خادمین کو ہشیار کرتے اور فرماتے جسے غسل کی ضرورت ہو غسل کرو
گرم پانی حاضر ہے۔ تاکہ نماز قضا نہو جائے۔ مرض الموت مین بہت ہی ناتوان
ولاغر ہو گئے تھے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی اوسوقت خادمونسے کہا کہ
میرا پلنگ جماعت کے برابر رکھو تاکہ جماعت ہاتھہ سے نہ جائے نماز اشارہ سے
ادا کرتے تھے۔ رحلت تک آپکی نماز فوت نہوئی۔ حالت بیماری مین جب آپ
لاہور مین پہنچے۔ خادمون سے کہا اگر یہان میری وفات ہو تو مجھکو صندوق مین
بند کر کے برہانپور خاندیس مین روانہ کرنا اور وہان دفن کرنا آپکی وفات
۵۔ ربیع الاول ۱۱۰۵ھ گیارہ سو پانچ ہجری مین شہر لاہور مین واقع ہوئی۔
حسب وصیت خدام نعش مبارک کو صندوق مین بند کر کے برہانپور مین لائے اور دفن کیے

قاضی عسکری

آپکا اصلی نام سید احمد۔ قاضی عسکر عرف ہے۔ آپ عالم فاضل وفقیہہ کامل
تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین لشکر مین منصب قضا پر مامور تھے۔ متقی و
دیانت دار تھے۔ خدمت مفوضہ کو دیانت داری سے ادا کرتے تھے
شرعی حدود مین کسیکی رعایت نہین فرماتے تھے۔ آپ خطاط بھی تھے
خط نسخ نہایت عمدہ لکھتے تھے۔ فقیر مولف کے پاس آپکے ہاتھہ کی لکھی ہوئی

شمائل ترمذی وہدایت النحو موجود تہین۔ افسوس کہ دو نو نسخے موسی ندی کی طغیانی مین تلف ہوے۔ آخر آپنے ۹۵۰ھ ایکہزار پچپانوے ہجری مین رحلت کی اندرون شہرپناہ بیجاپور مدفون ہین۔ یزار و یتبرک بہ ۔

شیخ عبداللہ شطاری

شیخ عبداللہ نام۔ شطاری المشرب تھے۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ شیخ محمد عاشق کے مرید و خلیفہ تھے اور نجم الدین کبری سے بھی مستفید ہوئے ہین۔ اور آپکو مرشد نے اجازت دی کہ خلائق کو ہدایت و تلقین کرین اور رخصت کے وقت وصیت کی جو تجھکو ولی کامل و صاحبدل ملے اوس سے سوال کر جو نعمت آپکے پاس ہے دیجیے اور نہین تو ہم سے لیجئے۔ اور ہدایت و تلقین مین دریغ نہین کرنا چاہیے اور دوسری وصیت یہ کی کہ ہر ایک مقام مین معرفت الہی کا نقارہ بجانا چاہیے آپ رخصت ہوئے اور پیر کی وصیت کے موافق جس شہر و قصبہ مین جاتے تھے معرفت کا نقارہ بجواتے تھے۔ اور اعلان فرماتے تھے۔ جو کوئی طالب خدا ہو میرے پاس آئے مین اوسکو خدا کا راستہ بتلاتا ہون۔ جب کوئی طالب آپکے پاس آتا تب اوسکو امتحاناً نان و قلیہ عطا فرماتے اگر دونون کو کھالیتا تو تلقین کرتے اگر روٹی یا قلیہ باقی چھوڑتا تو اوسکو ریاضت کی ہدایت فرماتے اور اوراد و ظائف بتلاتے۔ معلوم نہین